تفسیر الکتاب

ایوب — زبور

وِلیم میکڈونلڈ

تفسیر الکتاب

کلامِ الٰہی کی عام فہم اور آیت بہ آیت تشریح

ایوب — زبور

از

ولیم میکڈونلڈ

ترجمہ کار

بشپ سموئیل ڈی۔ چند

——— ناشرین ———

مسیحی اشاعت خانہ

۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور

بار ---------------------------- اول
تعداد ---------------------------- پانچ سو
قیمت ---------------------------- ۷۵ روپے

سنہ ۲۰۰۴ء

اردو ایڈیشن کے جملہ حقوق بحق ناشرین، مسیحی اشاعت خانہ، لاہور محفوظ ہیں۔

Copyright © 1995, 1992, 1990, 1989 by William MacDonald.
Urdu edition published by permission of author.

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مکتبہ جدید پریس، لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

مصنف کا دیباچہ

تفسیر الکتاب کا مقصد ایک عام مسیحی کو پرانے عہدنامے کے متعلق بنیادی معلومات فراہم کرنا ہے۔

تفسیر الکتاب کا یہ بھی مقصد ہے کہ اِن نظرانداز کی ہوئی کتابوں کے ذوق وشوق کے لئے ایسی تحریک پیدا کی جائے کہ ایماندار اِن لازوال خزانوں کے لئے چھان بین کر سکے۔ گو علمائے کرام اپنی روحوں کی تقویت کے لئے ضرور مواد حاصل کر لیں گے، لیکن وہ یہ سوچنے پر حق بجانب ہوں گے کہ یہ کتاب بنیادی طور پر علما کے لئے نہیں بلکہ عام لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے۔

متن کی تشریح کے ساتھ ساتھ موقع محل کی مناسبت سے روحانی حقائق کے عملی اطلاق اور تمثیلی علامات کے مطالعہ کا بھی اضافہ کیا گیا۔ نجات دہندہ کی آمد سے متعلق حوالہ جات کو نمایاں مقام دیتے ہوئے اُن کی تفصیلی تشریح کی گئی ہے۔

ہم نے متن سے متعلق مسائل کا حل پیش کرنے کی کوشش ہے، اور جہاں ممکن ہوا متبادل تشریحات بھی پیش کی گئی ہیں۔ پاک کلام کے کئی حصے مفسرین کے لئے مایوسی کا باعث ہیں۔ اِن پر غور کرتے ہوئے ہمیں اِس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ابھی "ہم کو آئینے میں دُھندلا سا دکھائی دیتا ہے۔"

خدا کا کلام ہر تفسیر سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ خدا کے پاک روح سے منور ہے۔ اِس کے بغیر کوئی زندگی، ترقی، پاکیزگی یا معقول عبادت نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اِسے پڑھیں، اِس کا گہرا مطالعہ کریں، اِس پر گیان دھیان کریں اور اِس پر عمل بھی کریں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "روحانی علم کا وسیلہ فرماں برداری ہے۔"

اِس کتاب کا طریقہ استعمال

ہم ذیل میں اِس کتاب کے استعمال کے چند ایک مفید طریقے درج کرتے ہیں:

متفرق حصوں کا مطالعہ کرنا۔ اگر آپ بائبل کو پسند کرتے اور اِس سے محبت رکھتے ہیں تو آپ اِس تفسیر کی ورق گردانی سے لطف اندوز ہوں گے۔ اور کہیں کہیں سے اِس کا مطالعہ کرنے سے پوری کتاب کے مزاج سے واقفیت حاصل کریں گے۔

خصوصی پارے۔ ممکن ہے کہ کسی آیت یا پارے کے بارے میں آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو جس کے لئے آپ کو مدد کی ضرورت ہے۔ متن میں موزوں جگہ پر تلاش کیجئے، یقیناً آپ کو اچھا مواد مل جائے گا۔

موضوعات۔ اگر آپ تخلیق، سبت، عہد یا نجات وغیرہ کے موضوع پر مطالعہ کر رہے ہیں تو اُن پاروں کو دیکھئے جن کا اِن مضامین سے تعلق ہے۔ فہرست مضامین میں اِن موضوعات پر کئی مقالہ جات کی فہرست دی گئی ہے۔ اِس فہرست کے علاوہ مرکزی پاروں کی راہنمائی کے لئے کلیدی الفاظ ''کلید الکتاب'' کی مدد سے تلاش کریں۔

بائبل کی کتاب۔ شاید آپ کی کلیسیا یا بائبل سٹڈی گروپ پرانے عہد نامے کی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ مطالعہ کے لئے مطلوبہ پارے کا پہلے سے مطالعہ کر لیں تو اِس پر بحث کی خاطر اپنے سامعین کو دینے کے لئے آپ کے پاس کافی مواد ہو گا۔

پوری کتاب۔ ہر ایک مسیحی کو پوری بائبل کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ ساری بائبل میں متن کے مشکل حصے بھی ہیں اور تفسیر الکتاب ایسی محتاط اور راسخ الاعتقاد تصنیف آپ کے مطالعہ بائبل میں آپ کی بہت زیادہ معاونت کرے گی۔

ہو سکتا ہے کہ شروع میں بائبل کا مطالعہ کچھ خشک ہو۔ جب آپ اِس کا آغاز کرتے ہیں تو یہ گندم کے دانوں کی طرح بکھری ہوئی ہے، لیکن آپ رفتہ رفتہ محنت کرتے ہیں تو یہ پکی ہوئی روٹی کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

پچاس سال قبل مسٹر میکڈونلڈ نے مجھے نصیحت کی تھی کہ ''تفسیروں کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھئے۔'' مفسر موصوف کی پرانے اور نئے عہدنامے پر تفسیر الکتاب کا مطالعہ کرتے اور اِسے ترتیب دیتے ہوئے میری مزید نصیحت یہ ہے کہ اِن سے ''لطف اندوز ہوں۔''

شاعری کی کتابوں کا تعارُف

گو نبوتی کتب کا بیشتر حصہ شاعرانہ انداز میں لکھا گیا ہے، لیکن حقیقت میں عہدِ عتیق کی شاعری کی کتابیں پانچ ہی ہیں یعنی ایوب، زبور، اَمثال، واعظ اور غزل الغزلات۔

ا۔ شاعری کی کتابیں

الف۔ ایوب

بائبل میں شاید یہ سب سے قدیم کتاب ہے کیونکہ حق و باطل، راستی اور ناراستی کی ساری بحث میں شریعت کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ ڈرامائی مکالمات میں حد سے زیادہ دُکھی، لیکن راست باز ایوب اپنے ''دوستوں'' کے سامنے اپنا دفاع کرتا ہے۔ آخرکار وہ خدا کی مطلق العنان مرضی کو قبول کرنا سیکھ لیتا ہے۔ حکمت کے ادب کی یہ بہترین مثال ہے، حتیٰ کہ بے دین لوگ بھی اِسے حقیقی اور اعلیٰ پائے کی شاعری تسلیم کرتے ہیں۔

ب۔ مزامیر

مسیحیوں کے لئے عہدِ عتیق میں سب سے زیادہ پسندیدہ زبور کی کتاب ہے۔ لیکن جو مزامیر کو پسند کرتے ہیں، اُن میں سے اکثر کو یہ معلوم نہیں کہ یہ شاعری کی کتاب ہے۔

زبور، قدیم اسرائیل کی گیت کی کتاب ہے اور یہ پانچ کتابوں کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ زبور کی کتاب تقریباً ۱۴۰۰ ق۔م (موسیٰ) سے تقریباً ۴۰۰ ق۔م (عزرا) تک ایک ہزار سال کے دَور میں لکھی گئی۔

ج۔ اَمثال

زبور کے علاوہ اکثر ایماندار امثال کی کتاب بھی بہت استعمال کرتے ہیں۔ اِس میں حکمت کی بہت ساری باتیں ہیں، مثلاً یہ کہ خدا کے نقطہ نظر سے کس طرح کامیاب

زندگی گزارنا چاہئے۔ یہ حکمت کے ادب کی ایک بہترین مثال ہے۔

د۔ واعظ

واعظ کی کتاب کو سمجھنے کی کلید یہ الفاظ ہیں: ''سورج کے نیچے'' کیونکہ واعظ ایک ایسے شخص کے نقطہ نگاہ سے دلیل دے رہا ہے جس کے پاس خدا کا مکاشفہ نہیں ہے۔ یہ حکمت کے ادب کی ایک اَور خوبصورت مثال ہے۔

ہ۔ غزل الغزلات

یہ حقیقی اور پاکیزہ محبت کی خوبصورت نظم ہے، گو اِس کہانی کی مختلف تفسیریں کی جاتی ہیں۔ ''غزل الغزلات'' ایک عبرانی محاورہ ہے جس کا مطلب ہے غزلوں کی غزل یعنی ''سب سے عمدہ گیت''۔ سلیمان نے ۱۰۰۵ گیت لکھے (۱۔سلاطین ۴: ۳۲) اور یہ اُس کا سب سے عمدہ گیت ہے۔

۲۔ متوازیت

بائبل کی شاعری کی سب سے بڑی تکنیک میں دو یا تین سطور اکٹھی کی جاتی ہیں جو کسی نہ کسی طرح سے ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں۔ ہمیں اِس کے لئے خدا کی شکر گزاری کرنا چاہئے کیونکہ یہ اسلوب بائبل کی شاعری کے لئے بہت مددگار ہے کیونکہ اِس کا تقریباً تمام زبانوں میں نہایت احسن طریقے سے ترجمہ ہوسکتا ہے اور ترجمے کے مراحل میں اِس کا حسن ختم نہیں ہوتا۔ ہمارے خداوند نے بھی کئی دفعہ متوازیت کے اسلوب میں کلام پیش کیا (ملاحظہ کیجئے متی ۵-۷ اور یوحنا ۱۳-۱۷ ابواب)۔

ہم یہاں عبرانی متوازیت کی بعض بڑی مثالوں کے نمونے پیش کریں گے تاکہ قاری اِس قسم کی ساخت کا جائزہ لے سکے۔

الف۔ مترادف متوازیت

جیسا کہ اِس عنوان سے ظاہر ہے، اِس اُسلوب میں دوسری سطر یا متوازی سطر میں تقریباً وہی بات کہی جاتی ہے جو پہلی میں کہی گئی ہے۔ یہ اُسلوب پہلی بات پر زور دینے

کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ امثال کی کتاب میں اِس کا کثرت سے استعمال کیا گیا ہے۔

- صداقت کی راہ میں زندگی ہے
  اور اُس کے راستہ میں ہرگز موت نہیں (امثال ۱۲:۲۸)۔
- مَیں شارون کی نرگس
  اور وادیوں کی سوسن ہوں (غزل الغزلات ۲:۱)۔

ب۔ متضاد متوازیت

اِس اسلوب میں مقابلہ کرنے کے لئے دو سطور ایک دوسرے کے متضاد ہوتی ہیں۔

- کیونکہ خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے
  پر شریروں کی راہ نابود ہو جائے گی (زبور ۱:۶)۔
- عداوت جھگڑے پیدا کرتی ہے
  لیکن محبت سب خطاؤں کو ڈھانک دیتی ہے (امثال ۱۰:۱۲)۔

ج۔ ترکیبی متوازیت

شاعری کی دوسری سطر پہلی سطر کے خیال کو آگے بڑھاتی ہے۔

- خداوند میرا چوپان ہے
  مجھے کمی نہ ہوگی (زبور ۲۳:۱)۔
- اپنے دل کی خوب حفاظت کر
  کیونکہ زندگی کا سرچشمہ وہی ہے (امثال ۴:۲۳)۔

د۔ علامتی متوازیت

شاعری کی پہلی سطر میں تشبیہ کا انداز دوسری سطر کے مضمون کی وضاحت کرتا ہے۔

- جیسے ہرنی پانی کے نالوں کو ترستی ہے
  ویسے ہی اے خدا! میری روح تیرے لئے ترستی ہے (زبور ۴۲:۱)۔
- بے تمیز عورت میں خوبصورتی
  گویا سؤر کی ناک میں سونے کی نتھ ہے (امثال ۱۱:۲۲)۔

۳۔ اَدبی اُسلوب

ہم بغیر کسی احساس کے اِن کا روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔ "وہ ایک فرشتہ ہے"، "دال میں کچھ کالا ہے" یہ ادبی اسلوب ہیں۔

الف۔ موازنہ

بائبل میں خصوصی طور پر شاعری کی پانچ کتابوں میں ایک چیز سے دوسری کا موازنہ کیا جاتا ہے۔

(۱) تشبیہ

جب موازنے میں الفاظ 'کی طرح' 'کی مانند' 'جیسا' یا 'سا' استعمال کئے جائیں تو یہ تشبیہ ہے۔

- کیونکہ تُو صادق کو برکت بخشے گا۔
  اے خداوند! تُو اُسے کرم سے سپر کی طرح ڈھانک لے گا (زبور ۱۲:۵)۔
- جیسی سوسن جھاڑیوں میں
  ویسی ہی میری محبوبہ کنواریوں میں ہے (غزل الغزلات ۲:۲)۔

(۲) اِستعارہ

جب موازنہ براہِ راست ہو اور ایک چیز کو دوسری چیز کہا جائے اور ان میں الفاظ "کی طرح" یا "جیسا" استعمال نہ کئے جائیں تو یہ استعارہ ہے۔

- کیونکہ خداوند خدا آفتاب اور سپر ہے۔
  خداوند فضل اور جلال بخشے گا۔
  وہ راست رَو سے کوئی نعمت باز نہ رکھے گا (زبور ۱۱:۸۴)۔
- میری پیاری۔ میری زوجہ ایک مقفل باغچہ ہے۔
  وہ محفوظ سوتا اور سربمہر چشمہ ہے (غزل الغزلات ۱۲:۴)۔

ب۔ صنعت تجنیس

الفاظ کا ایک تسلسل جس میں ہر لفظ ایک ہی حرف سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً عبرانی میں غزل الغزلات کی افتتاحیہ آیات کے اکثر الفاظ آواز "ش" سے شروع ہوتے ہیں اور کتاب اور سلیمان کا نام بھی (عبرانی میں) اِسی حرف سے شروع ہوتا ہے۔

ج۔ اِنسانی اَوصاف سے موازنہ

یہ اُسلوب خدا کو یوں بیان کرتا ہے گویا کہ اُس کے انسانی اعضا ہیں۔

- خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے۔
  خداوند کا تخت آسمان پر ہے۔
  اُس کی آنکھیں بنی آدم کو دیکھتی اور اُس کی پلکیں اُن کو جانچتی ہیں (زبور ۱۱:۴)۔

د۔ حیوانی اَوصاف سے موازنہ

بعینہٖ خدا کے اوصاف کا حیوانوں سے بھی موازنہ کیا گیا ہے۔

- وہ تجھے اپنے پروں سے چھپا لے گا
  اور تجھے اُس کے بازوؤں کے نیچے پناہ ملے گی۔
  اُس کی سچائی ڈھال اور سپر ہے (زبور ۹۱:۴)۔

ہ۔ تجسیم

کسی شے یا صفت کو مجسم روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔

- آسمان خوشی منائے اور زمین شادمان ہو۔
  سمندر اور اُس کی معموری شور مچائیں۔
  میدان اور جو کچھ اُس میں ہے باغ باغ ہوں۔
  تب جنگل کے سب درخت خوشی سے گانے لگیں گے (زبور ۹۶:۱۱، ۱۲)۔
- مجھ حکمت نے ہوشیاری کو اپنا مسکن بنایا ہے

اور علم اور تمیز کو پا لیتی ہوں (امثال ۸:۱۲)۔

و۔ صنعت توشیح

یہ وہ ترکیب ہے جس کا ترجمہ کرنا تقریباً ناممکن ہے کیونکہ اِس قسم کی نظم عبرانی حروف پر مبنی ہوتی ہے اور شاعری کی سطور کا تسلسل حروفِ تہجی کی ترتیب کے تحت درج ہوتا ہے۔ اِس کی ایک مشہور مثال زبور ۱۱۹ ہے اور نوحہ کے پانچ میں سے چار ابواب۔ اِسی طرح امثال کی کتاب کی بائیس آیات ایک مثالی عورت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے اختتام پذیر ہوتی ہیں اور یہ آیات بھی عبرانی زبان کے حروفِ تہجی پر مبنی ہیں (امثال ۳۱:۱۰-۳۱) اظہارِ خیال کے اَور بھی انداز ہیں، لیکن اکثر ایمان داروں کے لئے یہی کافی ہوں گے۔

ایوب کی کتاب

تعارُف

"میرے خیال میں بائبل میں یا بائبل کے باہر، ادبی لحاظ سے اِس سے بہتر تحریر موجود نہیں۔" (تھامس کارلائل)

ا۔ فہرستِ مسلمہ میں منفرد مقام

پوری کتاب مقدس میں ایُوب کی کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے۔ یہ طویل ڈرامائی مکالمات میں شاعرانہ ہیئت میں لکھی گئی ہے اور یہ تواریخی نثر کے آغاز و انجام کے درمیان کئی پہلوؤں والے ہیرے کی طرح موجود ہے۔ بنیادی طور پر عبرانی زبان میں لکھی گئی یہ کتاب پورے طور پر شاعری کی کتاب ہے، سوائے ابواب ۱، ۲، ۳۲: ۱-۶ الف اور ۴۲: ۷-۱۷ کے۔

سموئیل ریدات (Ridout) کتابِ مقدس میں اِس کے مقام کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتا ہے: "اس کی ضخامت اور اِس کے مضامین پر طائرانہ نگاہ ڈالنے سے ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ایوب کی کتاب خدا کے کلام کا ایک نہایت ہی اہم حصہ ہے۔ تاہم اکثر لوگ اِسے نظر انداز کرتے ہیں۔ کئی تو اِس کے مضامین سے بھی واقف نہیں ہیں۔"

ایوب کی کتاب کی زبان دانی کی خوبصورتی کا بعض اوقات تو بے دین لوگوں نے بھی اعتراف کیا ہے۔

عظیم مصلح مارٹن لوتھر جو خود بھی بہت اچھا لکھاری اور مترجم تھا نے کہا کہ "ایوب کی کتاب، کتابِ مقدس کی دیگر کتابوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور اعلیٰ ہے۔"

الفریڈ ٹینی سن جو انگلستان کا نہایت اعلیٰ پائے کا شاعر تھا، اُس نے ایوب کی کتاب کے بارے میں کہا، "یہ قدیم و جدید ادب میں سب سے اعلیٰ نظم ہے۔"

جہاں تک کتاب کے مضامین کا تعلق ہے، اِس امر کی نشان دہی کی گئی ہے کہ ایوب زندگی، موت، دُکھ اور موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں جو سوال کرتا ہے اور جن باتوں کی اُسے آرزو تھی، وہ سب ہمارے درمیانی خداوند یسوع میں پوری ہوئیں۔

۲۔ مصنف

ایوب کی کتاب کسی گمنام مصنف کی تصنیف ہے، گو یہودی روایت کے مطابق موسیٰ اِس کا مصنف ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیہو، سلیمان، حزقیاہ، عزرا، یا کوئی گمنام یہودی جو ۵۰۰ تا ۲۰۰ ق۔م کے درمیان رہتا تھا، یا بذاتِ خود ایوب نے یہ کتاب لکھی۔ چونکہ ایوب اِس کتاب میں مذکورہ واقعات کے بعد ۱۴۰ اضافی سالوں کے لئے زندہ رہا اور وہ تمام واقعات اور گفتگو کے تجربہ سے گزرا، اِس لئے بہت ممکن ہے کہ وہی اِس کتاب کا مصنف ہو۔

۳۔ تاریخ

اکثر لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ ایوب نے ابرہام کی پیدائش سے پہلے زندگی گزاری۔ اِس صورت میں ایوب کی کتاب کے واقعات ابرہام سے پہلے ہوئے۔ بہت سی ایسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر ایوب کو تاریخ کے اِس حصہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اوّل اِس کتاب میں کوئی صاف ذکر نہیں کہ وہ یہودی تھا۔ اِس میں خروج اور موسوی شریعت کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ امر بالکل واضح ہے کہ ایوب اپنے خاندان میں کہانت کی خدمت سرانجام دیتا تھا (۱:۵) اور اِس قسم کی خاندانی کہانت ابرہام کے دور میں رائج تھی۔ دولت کا تعین مویشیوں اور دیگر جانوروں سے کیا گیا ہے اور یہ خیال بھی ابرہام کے دَور میں پایا جاتا ہے۔ ایوب دو سو سال سے زائد عمر تک زندہ رہا اور زندگی کا یہ عرصہ ابرہام کے دَور سے پہلے کا تھا۔ علما موسیقی کے سازوں (۲۱:۱۲) اور روپے کی ساخت (۴۲:۱۱) کی بنا پر بھی ایوب کی کتاب کو پیدائش کی کتاب کے پہلے حصہ سے منسوب کرتے ہیں۔

جہاں تک اِس کتاب کے سنِ تصنیف کا تعلق ہے، علما نے ۲۱۰۰ ق۔م سے لے کر ۲۰۰ ق۔م تک پیش کیا ہے۔ غالباً یہ کتاب ابرہام سے کچھ پہلے کے دَور یا سلیمان کے

دَور میں قلم بند ہوئی۔ دَورِ حاضر کے لوگوں کی یہ سوچ ہے کہ اِتنی طویل اَور پیچیدہ تقاریر کو محفوظ رکھنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اُن کے فوری بعد اُنہیں لکھ لیا جائے۔ لیکن قدیم مشرقی اور سامی لوگوں کی زبانی یاد رکھنے کی صلاحیت نہایت مشہور اور قابلِ اعتبار تھی۔

سلیمانی دَور کے لئے سب سے بہترِ دلیل کتاب کے مضامین اور اسلوبِ بیان ہے۔ یہ حکمت کا ادب ہے۔ عہدِ عتیق کے راسخ الاعتقاد علما مثلاً F.Delitzsch اور مرل ایف۔ اُنگر نے کتاب کی قطعی تحریر کے لئے سلیمانی تاریخ کو پیش کیا ہے، لیکن اُنہوں نے طویل اور صحیح زبانی روایت کے لئے بھی گنجائش رکھی ہے۔

۴۔ پس منظر اور مضمون

پولس رسول ایوب ۱۳:۵ سے ۱۔کرنتھیوں ۱۹:۳ میں اقتباس کرتا ہے، ”وہ حکیموں کو اُن ہی کی چالاکی میں پھنسا دیتا ہے۔“ حزقی ایل ۱۴:۱۴ میں ایوب کو ایک تواریخی کردار کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے نہ کہ ایک افسانوی کردار کے طور پر۔ اِس کا ذکر یعقوب ۱۱:۵ میں بھی کیا گیا ہے، ”تم نے ایوب کے صبر کا حال تو سنا ہی ہے اور خدا کی طرف سے جو اِس کا انجام ہوا اُسے بھی معلوم کر لیا جس سے خدا کا بہت ترس اور رحم ظاہر ہوتا ہے۔“

کتاب کا مضمون انسانی مصیبت کا بھید اور انسانی تکلیف کا مسئلہ ہے۔ سب لوگ مصیبت کیوں اُٹھاتے ہیں اور خصوصی طور پر راست باز کیوں دُکھ پاتے ہیں؟ ہم دیکھتے ہیں کہ سوائے خداوند یسوع مسیح کے، غالباً ایوب پر ایک ہی دن میں سب سے زیادہ مصیبتیں نازل ہوئیں۔ خدا نے ایوب کی زندگی میں یہ مصیبتیں نازل ہونے دیں تاکہ خدا کے ساتھ اُس کی رفاقت گہری ہو جائے۔ شاید اِس کتاب کا یہ بھی مقصد تھا کہ یہودی قوم پر آنے والی مصیبتوں کی طرف اشارہ کرے۔

اگر یہودیوں کو دُکھ اُٹھانے والے مسیح کو تسلیم کرنا تھا تو اِس امر کی وضاحت ضروری تھی کہ مصیبتیں لازماً کسی شخص کے انفرادی گناہوں کی وجہ سے نازل نہیں ہوتیں۔ مسیح نے ہمارے لئے دُکھ اُٹھایا۔ راست باز نے ناراستوں کے لئے دُکھ برداشت کئے۔

اِس کتاب کے کئی پارے یسوع مسیح کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ ۳۳:۹ ”ہمارے درمیان کوئی ثالث نہیں جو ہم دونوں پر اپنا ہاتھ رکھے“ (مسیح درمیانی ہے جو خدا اور انسان کے درمیان خلیج کو پُر کر سکتا ہے)۔

۲۔ ۱۹-۸:۱۶۔ ایوب کے دُکھ۔ اِس پارے میں بہت سے تاثرات کا زبور کی کتاب میں مسیح کے دُکھوں پر اطلاق کیا گیا ہے۔

۳۔ ۲۱:۱۶ "تا کہ وہ آدمی کے حق کو اپنے ساتھ اور آدم زاد کے حق کو اُس کے پڑوسی کے ساتھ قائم رکھے۔" (خداوند یسوع مسیح ہمارا وکیل ہے جو باپ کے پاس ہمارے مقدمہ کے لئے شفاعت کرتا ہے)۔

۴۔ ۱۹: ۲۵، ۲۶ "لیکن مَیں جانتا ہوں کہ میرا مخلصی دینے والا زندہ ہے۔" (مسیح کو نجات دہندہ اور آنے والے بادشاہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے)۔

۵۔ ۲۴:۳۳ "اُسے گڑھے میں جانے سے بچا لے، مجھے فدیہ مل گیا ہے۔" (مسیح کے کفارہ کے ذریعہ ایمانداروں کو جہنم کے گڑھے سے مخلصی دلائی جاتی ہے)۔

ایوب کی کتاب کے کئی بیانات کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے کہ اِس میں سائنس کا ترقی یافتہ علم پایا جاتا ہے:

۱۔ بخارات و بارش کا چکر (۲۸،۲۷:۳۶)
۲۔ ہوا اور موسموں کی سمتیں (۱۷ ،۹:۳۹)
۳۔ انسانی جسم کی تشکیل و ساخت (۶:۳۳)
۴۔ زمین کا خلا میں معلق ہونا (۷:۲۶)
۵۔ سمندر کی تہ کے حالات (۱۶:۳۸)
۶۔ بادل و بجلی کا تعلق (۱۱:۳۷)
۷۔ آسمانی سیاروں کے مدار اور
اُن کے زمین پر اثرات (۳۳،۳۲:۳۸)

خاکہ

۱۔ تمہید: ایوب کی آزمائش (ابواب ۱،۲)

الف۔ پہلا منظر: عوض کی سرزمین (۱:۱-۵)

ب۔ دوسرا منظر: آسمان -- خدا کی حضوری (۱:۶-۱۲)

ج۔ تیسرا منظر: عوض کی سرزمین -- ایوب کی جائیداد اور اولاد پر مصیبت (۱:۱۳-۲۲)

د۔ چوتھا منظر: آسمان -- پھر خدا کی حضوری (۲:۱-۶)

ہ۔ پانچواں منظر: عوض -- ایوب پر مصیبتیں (۲:۷-۱۳)

۲۔ ایوب اور اُس کے دوستوں کے درمیان مباحثہ (ابواب ۳-۳۱)

الف۔ تقاریر کا پہلا دَور (ابواب ۳-۱۴)

(۱) ایوب کا تمہیدی نوحہ (باب ۳)
(۲) الیفز کی پہلی تقریر (ابواب ۴،۵)
(۳) ایوب کا جواب (ابواب ۶،۷)
(۴) بلدد کی پہلی تقریر (باب ۸)
(۵) ایوب کا جواب (ابواب ۹،۱۰)
(۶) ضوفر کی پہلی تقریر (ابواب ۱۱)
(۷) ایوب کا جواب (ابواب ۱۲-۱۴)

ب۔ تقاریر کا دوسرا دَور (ابواب ۱۵-۲۱)

(۱) الیفز کی دوسری تقریر (باب ۱۵)
(۲) ایوب کا جواب (ابواب ۱۶،۱۷)
(۳) بلدد کی دوسری تقریر (باب ۱۸)
(۴) ایوب کا جواب (باب ۱۹)
(۵) ضوفر کی دوسری تقریر (باب ۲۰)
(۶) ایوب کا جواب (باب ۲۱)

ج۔ تقاریر کا تیسرا دَور (ابواب ۲۲-۳۱)

(۱) الیفز کی تیسری تقریر (باب ۲۲)
(۲) ایوب کا جواب (ابواب ۲۳،۲۴)
(۳) بلدد کی تیسری تقریر (باب ۲۵)
(۴) ایوب کا جواب (باب ۲۶)
(۵) ایوب کی اختتامی تقریر (ابواب ۲۷-۳۱)

۳۔ الیہو کی مداخلت (ابواب ۳۲-۳۷)

الف۔ الیہو کی تقریر، ایوب کے تینوں دوستوں کے سامنے (باب ۳۲)
ب۔ الیہو کی ایوب کے لئے تقریر (باب ۳۳)
ج۔ الیہو کی دوسری تقریر، ایوب کے تینوں دوستوں کے سامنے (باب ۳۴)
د۔ الیہو کی دوسری تقریر، ایوب کے سامنے (ابواب ۳۵-۳۷)

۴۔ خداوند کا مکاشفہ (۳۸:۱-۴۲:۶)

الف۔ خدا کا ایوب کو پہلا چیلنج (۳۸:۱-۴۰:۲)

(۱) تعارف (۳۸:۱-۳)
(۲) بے جان تخلیق کے عجائب سے چیلنج (۳۸:۴-۳۸)
(۳) جاندار تخلیق کے عجائب سے چیلنج (۳۸:۳۹-۴۰:۲)

ب۔ ایوب کا جواب (۴۰:۳-۵)

ج۔ خدا کا ایوب کو دوسرا چیلنج (۴۰:۶-۴۱:۳۴)

(۱) ایوب کو مرد کی طرح جواب دینے کے لئے چیلنج (۴۰:۶-۱۴)
(۲) ایوب کو چیلنج کیا گیا کہ وہ ہپوپوٹیمس پر غور کرے (۴۰:۱۵-۲۴)
(۳) ایوب کو چیلنج کیا گیا کہ وہ لویاتان پر غور کرے (باب ۴۱)

د۔ ایوب کا عاجزانہ جواب (۴۲:۱-۶)

۵۔ اختتامیہ: ایوب کی فتح (۴۲:۷-۱۷)

الف۔ ایوب کے دوستوں کی ملامت اور بحالی (۴۲:۷-۹)
ب۔ ایوب کی خوش حالی بحال کی گئی (۴۲:۱۰-۱۷)

۶۔ نتیجہ: ایوب کی کتاب سے اسباق

تفسیر

ا۔ تمہید: ایوب کی آزمائش (ابواب ۱، ۲)

الف۔ پہلا منظر: عوض کی سرزمین (۱:۱-۵)

۱:۱-۳ ایوب ایک دولت مند شخص تھا جو عوض کی سرزمین میں رہتا تھا۔ نوحہ ۴:۲۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوض، فلستین کے جنوب مشرق میں ادوم میں واقع تھا۔ راست باز اور خدا ترس ایوب کے سات بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں۔ اُس کے پاس اِس قدر زیادہ مویشی تھے کہ مشرق میں اُسے سب سے بڑا آدمی تصور کیا جاتا تھا۔

۱:۴، ۵ ایوب کی کتاب کے واقعات بزرگوں کے دَور میں رونما ہوئے، اِس کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ حقیقت ہے کہ ایوب خاندان کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے کہانت کی خدمت سرانجام دیتے ہوئے اپنے بیٹوں کے لئے سوختنی قربانیاں گزرانتا تھا۔ ضیافتیں کرتے اور خوشی مناتے وقت مقدس چیزوں کی بے حرمتی کرنے کا خطرہ تو دیندار لوگوں کے لئے بھی موجود رہتا ہے۔ سی۔ ایچ۔ سپرجن بہت خوبصورت اطلاق کرتا ہے:

> جو کچھ یہ بزرگ خاندانی ضیافتوں کے بعد صبح سویرے کرتے تھے، وہ ہر ایماندار کے لئے مفید ہے۔ گھرانے کی رفاقت کی خوشیوں میں بہت آسان ہے کہ انسان گناہ آلود چھچھورے پن کا شکار ہو جائے اور ایماندار کی حیثیت سے اپنے مسیحی کردار کو بھول جائے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے، لیکن ایسا ہوتا ہے کہ ہماری ضیافتوں کے دن بہت کم تقدیس شدہ لطف کے دن ہوتے ہیں، بلکہ اکثر اوقات ناپاک خوشی میں گر جاتے ہیں... مقدس شکرگزاری کو غم کی طرح پاک کرنے والا عمل ہونا چاہئے۔ صد افسوس کیونکہ حقائق ثابت کرتے ہیں کہ ماتم کناں گھر، ضیافت والے گھر سے بہتر ہوتا ہے۔ اے ایماندار! آیئے اور جائزہ لیں کہ آپ نے آج کیا کیا ہے؟ کیا آپ

نے بھی، دوسروں کی طرح گھٹیا گفتگو کی ہے؟ تب اپنے گناہ کا اقرار کریں اور مسیح کی قربانی کو نئے سرے سے قبول کریں۔ اُس کی قربانی پاک کرتی ہے۔ ذبح کئے ہوئے برہ کا خون ہر طرح کے گناہ کو دُور کرتا اور ہمارے سہواً اور نادانستہ گناہوں کی ناپاکی سے ہمیں پاک صاف کرتا ہے۔

ب۔ دوسرا منظر: آسمان --- خدا کی حضوری (۱:۶-۱۲)

کہانی آگے بڑھتی ہے۔ ہمیں آسمان کے ایک منظر سے متعارف کرایا جاتا ہے کہ خدا کے بیٹے (فرشتے) خدا کے حضور حاضر ہوئے۔ شیطان (لفظی مطلب "الزام لگانے والا") بھی حاضر ہوا۔ جب خدا نے شیطان سے اپنے بندے ایوب کی راست بازی کے بارے میں پوچھا، تو شیطان نے جواب دیا کہ ایوب کے خدا سے ڈرنے کی صرف یہ وجہ ہے کہ تُو نے اُس پر بہت مہربانیاں کی ہیں۔ شیطان کے مطابق اگر خداوند ایوب کے گرد حفاظتی باڑ نہ لگاتا تو وہ اپنے خالق کے منہ پر اُس کی تکفیر کرتا۔

ج۔ تیسرا منظر: عوض کی سرزمین --- ایوب کی جائیداد اور اَولاد پر مصیبتیں (۱:۱۳-۲۲)

۱:۱۳-۱۹ چنانچہ خدا نے شیطان کو اجازت دی کہ وہ ایوب کو اُس کی جائیداد اور اُس کے بچوں سے محروم کر کے آزمائے۔ تاہم شیطان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ ایوب کو ہاتھ لگائے۔

پھر یکے بعد دیگرے خوف ناک آفتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا:

۱۔ سبا کے لوگوں نے پانچ سو جوڑی بیل اور پانچ سو گدھیوں کو چُرا لیا اور اُن نوکروں کو مار دیا جو اُن جانوروں کی نگہبانی کرتے تھے۔

۲۔ آسمانی بجلی نے سات ہزار بھیڑوں اور اُنہیں چرانے والے نوکروں کو ہلاک کر دیا۔

۳۔ کسدیوں نے تین ہزار اونٹوں کو چرا لیا اور اُن اونٹوں کے نگہبان نوکروں کو مار دیا۔

۴۔ ایک بڑی آندھی نے اُس گھر کو گرا دیا جس میں ایوب کے بیٹے اور بیٹیاں

کھا پی رہے اور مے نوشی کر رہے تھے۔ گھر کے گرنے سے وہ سب مر گئے۔

۱:۲۰-۲۲ اِن شدید نقصانات کے باوجود ایوب نے یہ کہتے ہوئے خداوند کی پرستش کی، ”ننگا مَیں اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اور ننگا ہی واپس جاؤں گا۔ خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا خداوند کا نام مبارک ہو۔“

د۔ چوتھا منظر: آسمان --- پھر خدا کی حضوری (۲:۱-۶)

باب ۲ میں ہم دیکھتے ہیں کہ شیطان ایک بار پھر خدا کے حضور حاضر ہوا۔ اِس بار شیطان نے یہ دلیل دی کہ اگر اُسے ایوب کے جسم کو چھونے کی اجازت دے دی جائے تو اُس کی خدا سے وفاداری بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ اُسے اجازت دے دی گئی۔

ہ۔ پانچواں منظر: عوض --- ایوب پر مصیبتیں (۲:۷-۱۳)

۲:۷-۱۰ تب تلوے سے لے کر چاند تک ایوب درد ناک پھوڑوں میں مبتلا ہو گیا۔ اُس کا دُکھ اِس قدر شدید تھا کہ بیوی نے اُسے یہ ترغیب دی، ”خدا کی تکفیر کر اور مر جا۔“ لیکن ایوب نے اُسے جواب دیا، ”کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سکھ پائیں اور دُکھ نہ پائیں؟“ ایوب کی بیوی کے بارے میں ہیرلڈ سینٹ جان یہ اقتباس درج کرتا ہے:

> مَیں ایوب کی بیوی کے بارے میں مرد مفسرین کی یک طرفہ اور ظالمانہ باتوں سے مایوس ہوں۔ ایک عورت ہی کسی عورت کو سمجھ سکتی ہے اور خاتون مصنفہ نے لکھا کہ جب تک ایوب کی بیوی اُس کے غم میں شریک تھی تو اُس نے بڑی دلیری سے برداشت کیا، لیکن جونہی وہ مزید دُکھوں میں گھر گیا اور اُسے یعنی اپنی بیوی کو شامل نہ کیا، تو وہ حوصلہ ہار بیٹھی، کیونکہ اُس کے لئے ناقابل برداشت غم یہ تھا کہ اُسے اپنے شوہر کے غم میں شامل ہونے سے منع کر دیا گیا تھا۔

۲:۱۱-۱۳ اِس کے فوراً بعد ایوب کے تین دوستوں نے اُس کی مصیبت کے بارے میں سنا اور ارادہ کیا کہ وہ اُسے تسلی دینے کے لئے اُس کے پاس جائیں۔ اُن دوستوں کے

نام الیفز، بلدد اور ضوفر تھے۔

تاہم جب اُنہوں نے ایوب کی قابلِ رحم اور دُکھی حالت کو دیکھا، تو اُنہیں اِس قدر دھچکا لگا کہ وہ سات دن اور سات رات تک اُس سے بات چیت نہ کر سکے۔

۲۔ ایوب اور اُس کے دوستوں کے درمیان مباحثہ

(ابواب ۳-۳۱)

باب ۳ میں ایوب اور اُس کے دوستوں کی گفتگو کا ایک سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب کا سب سے بڑا اور پیچیدہ حصہ ہے۔ ریدات (Ridout) اِسے بڑی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے:

> اِس کو ''الجھاؤ'' کا نام دیا گیا ہے، کیونکہ اِس میں بہت سے دلائل، ملامت، الزام، شک اور جزوی طور پر صحیح نظریات بھی ہیں، اور کہیں کہیں اُمید اور ایمان کی جھلکیاں بھی ہیں۔ یہ سب کچھ نہایت اعلیٰ شاعری میں ہے اور اِس میں نہایت خوبصورت مشرقی استعارے ہیں۔ ایک عام قاری کو شاید کوئی ترقی نظر نہ آئے اور اِس تنازع میں اُسے بہت کم وضاحت ملے۔ ایسا بھی لگتا ہے کہ خدا کے لوگوں نے سوائے چند ایک خوبصورت اور مانوس آیات کے اقتباس کے اِن ابواب میں سے بہت کم استفادہ کیا ہے۔

اِن تقاریر کو تین سلسلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: پہلے ایوب بات کرتا ہے اور پھر اُس کا ایک دوست جواب دیتا ہے؛ ایوب اُسے جواب دیتا ہے اور پھر ایک اَور جواب دیتا ہے۔ بے چارہ ایوب ایک بار پھر اپنا دفاع کرتا ہے جبکہ تیسرا اُسے ملامت کرتا ہے۔ گفتگو کے تین سلسلوں کو درج ذیل خاکے میں ملاحظہ فرمائیے۔

پہلا سلسلہ

(۱)	ایوب	باب ۳	(۲)	الیفز	باب ۴، ۵
(۳)	ایوب	ابواب ۶، ۷	(۴)	بلدد	باب ۸
(۵)	ایوب	ابواب ۹، ۱۰	(۶)	ضوفر	باب ۱۱

دوسرا سلسلہ

(۱) ایوب	۱۲-۱۴ ابواب	(۲) الیفز	باب ۱۵
(۳) ایوب	ابواب ۱۶، ۱۷	(۴) بلدد	باب ۱۸
(۵) ایوب	باب ۱۹	(۶) ضوفر	باب ۲۰

تیسرا سلسلہ

(۱) ایوب	باب ۲۱	(۲) الیفز	باب ۲۲
(۳) ایوب	ابواب ۲۳، ۲۴	(۴) بلدد	باب ۲۵
(۵) ایوب	ابواب ۲۶-۳۱	(۶)	(ضوفر پھر بات نہیں کرتا)

تینوں دوستوں کے دلائل کا درج ذیل خلاصہ پیش کیا جا سکتا ہے:

الیفز تجربے اور عام مشاہدے پر زور دیتا ہے: ''میرے دیکھنے میں . . . ''
(۴:۸، ۱۵، ۵:۳، ۱۵:۷، ۲۲:۱۹)

بلدد روایت اور ماضی کے لوگوں کی سند پیش کرتا ہے (۸:۸)۔ اُس کی گفتگو میں بہت زیادہ تمثیلیں اور فرسودہ صداقتیں ہیں جو کافی حد تک درست ہیں، لیکن ہر ایک شخص اُنہیں جانتا ہے (۹:۱-۳، ۱۳:۲)۔

ضوفر شریعت پرستی اور مذہبی امور کا مشورہ دیتا ہے (۱۱:۱۴، ۱۵)۔ وہ یہ مفروضہ پیش کرتا ہے کہ خدا کسی صورتِ حال میں کیا کرے گا اور کیوں کرے گا اور اِس کے بارے میں اُس کے کیا خیال ہیں۔ اُس کے تصورات محض مفروضے اور خالصتاً عقائد و قوانین پیش کرتے ہیں۔

کتاب کے باقی حصہ میں الیہو نامی ایک نوجوان کی طویل تقریر درج ہے (ابواب ۳۲- ۳۷)۔ اور اِس کے بعد خدا اور ایوب کے مابین گفتگو ہے (ابواب ۳۸-۴۲)۔ ایوب کی کتاب ایک ایسے نثری اِختتامیہ سے اختتام تک پہنچتی ہے جو ابتدائی حصے سے مطابقت رکھتا ہے۔

الف۔ تقاریر کا پہلا دَور (ابواب ۳-۱۴)

(۱) ایوب کا تمہیدی نوحہ (باب ۳)

۳: ۱-۹ اِس باب کو ''منحوس جنم دن'' کا عنوان دیا گیا ہے، کیونکہ اِس میں ایوب اپنے جنم دن پر لعنت کرتا اور موت کی برکات کی تعریف بلکہ شکایت کرتا ہے کہ وہ مر نہیں سکتا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ دن تاریک ہو جائے جب کہا گیا کہ ایک بیٹا یعنی وہ خود پیدا ہوا۔

۳: ۱۰-۱۲ چونکہ وہ ماں کے پیٹ میں پڑا اور پیدا ہوا، وہ پیدا ہوتے ہی کیوں نہ مر گیا؟ (یہ بات قابل ذکر ہے کہ ایوب تلخی اور غم کے باوجود اسقاطِ حمل اور طفل کشی کا مشورہ نہیں دیتا جو کہ قدیم دُنیا اور پھر سے دَورِ حاضر کی دُنیا میں رائج ہے۔)

۳: ۱۳-۱۹ ایوب موت کی تعریف کرتا ہے جو کہ ایسی حالت ہے جہاں ''تھکے ماندے راحت پاتے ہیں، چھوٹے بڑے دونوں وہیں ہیں اور نوکر اپنے مالک سے آزاد ہے۔''

۳: ۲۰-۲۶ اِس کے بعد وہ سوال کرتا ہے کہ زندگی کی روشنی اُس جیسے لوگوں کو کیوں دی جاتی ہے جو مصیبت میں ہیں اور وہ موت کے لئے بے قرار ہے گویا کہ یہ چھپا ہوا خزانہ ہو۔ آیت ۲۵ بہت زیادہ مشہور ہے:

> ''کیونکہ جس بات سے مَیں ڈرتا ہوں وہی مجھ پر آتی ہے
> اور جس بات کا مجھے خوف ہوتا ہے وہی مجھ پر گزرتی ہے۔''

کیا اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایوب کو اپنی خوش حالی کے ایام میں یہ خوف تھا کہ جو کچھ اُس کے پاس ہے کہیں اُس سے چھن نہ جائے؟ یہ ہر امیر آدمی کا خدشہ ہوتا ہے! دولت کے کھو جانے اور بے سروسامانی کی زندگی بسر کرنے کا ڈر۔ دولت انسان کو حقیقی تحفظ نہیں دیتی۔ صرف خدا ہی انسان کو حقیقی تحفظ دے سکتا ہے۔

(۲) الیفز کی پہلی تقریر (ابواب ۴، ۵)

چوتھا باب ایوب کے دوستوں کی تقریروں اور اُس کے جوابات کے سلسلہ سے شروع ہوتا ہے۔ ریدات اُن کے پیغامات کا خلاصہ اِن الفاظ میں پیش کرتا ہے:

> تینوں دوستوں کی بحث میں ایک عام اصول پر مشتمل تصور موجود ہے اور وہ اصول یہ ہے کہ تمام دُکھ تادیبی ہیں نہ کہ ہدایتی نوعیت کے اور یہ اصول خدا کی محبت کی بجائے اُس کے عدل پر مبنی ہے۔ ایسا اصول راست باز اور شریر کی مصیبت کے مابین امتیاز کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

۴ اور ۵ ابواب میں الیفز گفتگو کا آغاز کرتا ہے۔ الیفز (اُس کے نام کا شاید یہ مطلب ہے: خدا قوت ہے یا خدا خالص سونا ہے) ایک پاک باز اور ممتاز شخص تھا اور وہ خدا کی عظمت کے بارے میں راسخ الاعتقاد تھا، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اُس میں ہمدردی کی کمی تھی۔ اور جوں جوں تقاریر کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے اُس کا رویہ مزید سخت ہوتا جاتا ہے۔ یہ قابلِ غور بات ہے کہ اُس کے تینوں دوستوں کا فہم کمتر ہوتا جاتا ہے جبکہ ایوب باتیں کرتے کرتے خدا کی راہوں کو زیادہ سمجھنے لگتا ہے، حتیٰ کہ الیہو کی تقریروں کے بعد اُس کا یہواہ سے سامنا ہوتا ہے اور وہ بڑی خاکساری سے خدا کی مرضی کو قبول کر لیتا ہے۔

۴:۱-۱۱ دراصل الیفز یہ کہتا ہے، ''تُو نے دوسروں کی مدد کی (تیری باتوں نے لوگوں کو مستحکم کر دیا'' ۴:۴ جیمز مافٹ)، لیکن تُو اب اپنی مدد نہیں کر سکتا۔'' (یہ الفاظ تصلیب کے وقت مسیح کا ٹھٹھا اُڑانے والوں کے الفاظ کی یاد دلاتے ہیں۔ ''اِس نے اَوروں کو بچایا، اب اپنے آپ کو بچائے'')۔ الیفز کے خیال میں اِس کی وجہ یہ ہے کہ ایوب اپنے آپ کو راست باز ٹھہراتا ہے۔ ''کیا تیری خدا ترسی ہی تیرا بھروسا نہیں؟ کیا تیری راہوں کی راستی تیری اُمید نہیں؟'' (۴:۶)۔ چونکہ لوگ بدی کی وجہ سے دُکھ پاتے ہیں اِس لئے لازماً ایوب نے گناہ کیا ہے (آیات ۷-۹)۔

۴:۱۲-۲۱ تب الیفز ایک رویت کا بیان کرتا ہے جو رات کے وقت پوشیدگی میں اُسے دی گئی۔ اِس رویا میں ایک روح سوال پوچھتی ہے، ''کیا فانی انسان خدا سے زیادہ عادل ہو گا؟ کیا آدمی اپنے خالق سے زیادہ پاک ٹھہرے گا؟'' (آیت ۱۷)۔ اِس کا مطلب کچھ یوں ہے کہ انسان کو خدا پر الزام لگانے کا کوئی حق نہیں۔ اگر کوئی شخص دُکھ اُٹھاتا ہے تو یہ خدا کی نہیں، بلکہ اُس شخص کی اپنی غلطی ہے۔ خدا اِس قدر عظیم ہے کہ وہ اپنے

خادموں پر بھروسا نہیں کر سکتا اور جب اُس کی ذات سے موازنہ کیا جائے تو اُس کے فرشتے بھی غلطی کے مجرم ہیں۔ چونکہ یہ ایسا ہے تو فانی انسان کس قدر خطا کار اور ناقابلِ بھروسا ہیں کیونکہ وہ تو پتنگے کی مانند فنا ہو جاتے ہیں۔

۷-۱:۵ الیفز ایوب کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ انسانوں اور فرشتوں (مقدسوں) کو بلائے تاکہ وہ اِس بات کو کہ گناہ کے بعد عدالت ہوتی ہے غلط ثابت کریں۔ مقرر نے بذاتِ خود بدی اور سزا کے مابین تعلق کا مشاہدہ کیا ہے۔ مصیبت بے وجہ نہیں آتی۔ انسان چونکہ گناہ گار ہے اِس لئے مصیبت اُس کا مقدر ہے۔ یہ عمل اِس قدر یقینی ہے جیسے چنگاریاں اوپر کو اُڑتی ہیں۔

۱۶-۸:۵ انسان کو یہ کام کرنا چاہئے کہ وہ خدا کی تلاش کرے اور اپنا معاملہ خدا ہی پر چھوڑے کیونکہ وہی حکمت والا اور قادرِ مطلق خدا ہے۔ اُس کے اِن اوصاف کو ہم کائنات پر اُس کے اختیار اور بنی نوع انسان کے ساتھ اُس کے پروردگاری کے تعلقات میں دیکھتے ہیں۔ پولس نے ۱۔ کرنتھیوں ۱۹:۳ میں اِس جہان کی باطل حکمت کو بے نقاب کرنے کے لئے آیت ۱۳ کا اقتباس کیا ہے۔

۲۷-۱۷:۵ الیفز کہتا ہے کہ لوگ اپنے آپ کو قادرِ مطلق کی تنبیہ کے سپرد کرنے سے کال، جنگ، بہتان تراشی، خانہ جنگی، مصیبت، خشک سالی، درندوں اور فصلوں کے نقصان سے مخلصی پاتے ہیں۔ وہ گھریلو سکون، تحفظ، ترقی اور عمر کی درازی سے مستفید ہوتے ہیں۔

(۳) ایوب کا جواب (ابواب ۶، ۷)

۱۳-۱:۶ ایوب تسلیم کرتا ہے کہ اُس کی باتیں سخت تھیں، لیکن اِس کی ایک وجہ ہے۔ اُس کا غم اور مصیبت سمندر کی ریت سے بھاری ہیں اور اُس کی روح قادر مطلق کے تیروں کے زہر کو پی رہی ہے۔ اِس کتاب میں خصوصاً ایوب کی طرف سے تمام منفی اور دہشت ناک باتوں کے اظہار کے باوجود اُنہیں اِس قدر خوبصورت لفظی جامہ پہنایا گیا ہے کہ حساس قاری اُن کے اثر سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ ایوب احتجاج کرتا ہے کہ وہ بلاوجہ اِس قدر تلخی سے شکایت نہ کرتا، جیسے کہ کوئی جنگی گدھا بغیر وجہ کے شور نہیں کرتا۔

دُکھوں اور رونے کو بے مزہ کھانوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ آرزو کرتا ہے کہ مر جائے کیونکہ اُس میں برداشت کرنے کی قوت نہیں ہے اور مستقبل میں اُسے کوئی اُمید نہیں ہے۔ مزید زندہ رہنا بے سود ہے۔

۶:۱۴-۲۳ ایوب کو جبکہ اپنے دوستوں (وہ اُنہیں بھائی کہتا ہے) کی بہت زیادہ ضرورت تھی، اُنہوں نے اُسے مایوس و بے دل کر دیا۔ وہ اُنہیں وادی میں سوکھے ہوئے نالوں سے تشبیہ دیتا ہے جب اُن کی ضرورت ہو تو وہ پائے نہیں جاتے۔ گو اُس نے اُن سے کچھ نہیں مانگا، لیکن اُنہوں نے محض شک کی بنا پر اُس کی نکتہ چینی کی اور اُسے بتایا بھی نہیں کہ اُس نے کیا گناہ کیا۔

۶:۲۴-۳۰ اگرچہ الیفز کی تقریر کا مطلب یہ تھا کہ ایوب نے خفیہ طور پر گناہ کیا ہے تو بھی اُس نے اپنی سالمیت کو قائم رکھا۔ وہ خصوصی طور پر جاننا چاہتا ہے کہ اُس نے کون سی غلطی کی ہے اور بے انصافی کے ثبوت مانگتا ہے۔ آیت ۲۷ دوستوں پر الزام ہے؛ شاید وہ دوست جس کی جڑیں وہ کھوکھلی کر رہے تھے، بذاتِ خود ایوب تھا!

۷:۱-۱۰ اب ایوب خداوند سے براہِ راست مخاطب ہے۔ موت کے لئے اُس کا خواہش کرنا ایسے ہی فطری عمل ہے جیسے کہ نوکر سارے دن کے کام کے بعد آرام کی آرزو کرتا ہے۔ تاہم ایوب کی صورتِ حال میں رات کی گھڑیاں اُس کے دُکھی بدن کے لئے کسی صورت میں آرام کا باعث نہیں بنتیں، کیونکہ وہ دن نکلنے تک کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ جولاہے کی ڈھرکی کی مانند اُس کی زندگی بغیر کسی اُمید کے تیزی سے گزرتی جاتی ہے، جیسے کہ بادل پھٹ کر غائب ہو جاتا ہے۔

۷:۱۱-۲۱ وہ خداوند سے پوچھتا ہے کہ وہ ایک معمولی انسان پر اِس قدر زیادہ توجہ کیوں دیتا، اُسے گھیرے میں لیتا اور اُسے خوابوں میں ڈراتا ہے کہ وہ دَم گھٹ کر مر جائے۔ کیا انسان اِس قدر بڑا ہے کہ خدا اُسے متواتر دُکھ دے؟ اگر ایوب مجرم بھی ہو تو کیا اُس کے لئے کوئی معافی نہیں، کیونکہ وہ بہرکیف بہت جلد مر جائے گا؟

(۴) بلدد کی پہلی تقریر (باب ۸)

بلدد نام کا مطلب ہے تنازع کا بیٹا، جو اُس کے لئے نہایت موزوں نام تھا کیونکہ ایوب کا یہ دوست بحث اور تنازع کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔ ریدات بلدد کا الیفز سے اسلوب اور علم کے لحاظ سے درج ذیل الفاظ میں موازنہ کرتا ہے:

> بلدد کی تقریر میں الیفز کی نسبت کم مروت اور وقار ہے، اور وہ ایوب کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہے۔ بلدد خدا کی عزت کے بارے میں غیرت کا مظاہرہ کرتا ہے، اور وہ اُسے کسی بھی طرح موردِ الزام ٹھہرانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اِس میں وہ یقیناً درست اور حق بجانب ہے لیکن وہ ایوب کو قائل نہیں کر سکتا، کیونکہ اُس کے تصور میں بنیادی غلطی ہے، بلکہ وہ سب ایسی غلطی کے مرتکب تھے۔ لازم ہے کہ خدا گناہ کی سزا دے اور ایوب ضرور گناہ گار ہے کیونکہ اُسے سزا دی گئی۔

۸:۱-۷ ایوب پر غیر ذمہ دارانہ اور زبان درازی سے معمور تقریر کے لئے الزام لگاتے ہوئے بلدد خدا کے انصاف کا دفاع کرتا ہے کہ وہ شریروں کو سزا اور راست بازوں کو جزا دیتا ہے۔ وہ بڑی سختی سے کہتا ہے کہ ایوب کے بیٹے اپنی بدی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔ ایسی تو کوئی بات نہیں تھی اور اگر ہوتی بھی تو ایک غمزدہ اور دُکھی شخص کو ایسی بات کہنا بہت ظالمانہ انداز تھا۔ بلدد کہتا ہے کہ اگر ایوب خلوص دلی سے خدا کی طرف رجوع کرے تو الٰہی حمایت کی اب بھی اُمید ہے۔

۸:۸-۲۲ اِس کے بعد وہ ماضی سے بدی اور اُس کی سزا کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ جیسے سرکنڈا پانی کے بغیر خشک ہو جاتا ہے، بعینہٖ بے دین اور ریاکار کا انجام ہوتا ہے۔ یہ خدا شریر کی جگہ بے الزام کو رکھنے میں فرحت محسوس کرتا ہے، جسے وہ برکت دینا شروع کر دیتا ہے۔

(۵) ایوب کا جواب (ابواب ۹، ۱۰)

۹:۱-۱۳ جب ایوب یہ پوچھتا ہے کہ "انسان خدا کے حضور کیسے راست باز ٹھہرے؟" تو وہ یہ نہیں سوال کر رہا کہ نجات کیسے ملتی ہے، بلکہ وہ اُس عظیم خداوند کے سامنے اپنی

بے گناہی کو ثابت کرنے کے لئے اپنی نا اُمیدی کا اظہار کر رہا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بحث کرنا حماقت ہے کیونکہ اُسے ہزار باتوں میں سے ایک کا بھی جواب نہیں دیا جا سکتا۔ وہ مطلق العنان، حکیمِ کُل اور قادرِ مطلق ہے، جیسا کہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ وہ پہاڑوں، زمین، سورج، ستاروں، سمندر اور بے شمار عجائب کو سنبھالتا ہے۔

۹:۱۴-۳۱ کیا ایوب کے پاس اپنے دفاع کے لئے کوئی موقع ہے؟ کیا اُسے یقین ہے کہ خدا سن رہا ہے؟ ایوب کہتا ہے کہ خداوند بے رحم، خود مختار اور بے انصاف ہے، اِس لئے اُس سے صحیح فیصلہ کی توقع کرنا ناممکن ہے۔ مایوسی کی حالت میں ایوب خدا تعالیٰ کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے کہ وہ بلا امتیاز بے الزام اور شریر دونوں کو ہلاک کرتا ہے۔ وہ بے گناہ کی آزمائش کا مضحکہ اُڑاتا اور زمین کے منصفوں سے ناراستی کے فیصلے کرواتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ”مَیں کامل تو ہوں پر اب مَیں پروا نہیں کرتا۔ مَیں سب کچھ سے اُکتا گیا ہوں۔ مَیں اپنی زندگی کو حقیر جانتا ہوں۔ یہ سب ایک ہی بات ہے، اِس لئے مَیں کہتا ہوں کہ وہ کامل اور شریر دونوں کو ہلاک کرتا ہے“ (آیات ۲۱،۲۲)۔ جبکہ اُس کی زندگی ختم ہونے والی ہے، اُسے بے پروا خود فراموشی یا ذاتی بھلائی اور ترقی میں کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔

۹:۳۲-۳۵ ایوب آہیں بھرتا ہے کہ خدا اور اُس کے درمیان کوئی درمیانی ہو، لیکن اُسے کوئی درمیانی نہیں ملتا۔ ہم جانتے ہیں کہ درمیانی جو اُس کی اور ہماری بہت بڑی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے وہ خداوند مسیح ہے (۱-تیم ۲:۵)۔ میتھیو ہنری یوں تشریح کرتا ہے:

> ایوب بخوشی کسی کو اپنا ثالث بنانا چاہتا تھا، لیکن کوئی مخلوق ثالث بننے کی اہل نہ تھی، اِس لئے اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ اپنا معاملہ خدا کے ہاتھ میں ہی دے دے تاکہ وہی اِس کا فیصلہ کرے۔ ہمارا خداوند یسوع مسیح وہ مبارک شخص ہے جو آسمان و زمین کے مابین درمیانی ہے۔ اُس نے ہم دونوں پر ہاتھ رکھے ہیں، خدا نے عدالت کا سارا کام اُس کے سپرد کر دیا ہے اور ہم بھی ضرور اپنا فیصلہ اُسی پر چھوڑ دیں۔ لیکن یہ معاملہ جس قدر آج انجیل کے وسیلہ سے واضح ہے اُس وقت واضح نہ تھا، اِس لئے ایسی کسی شکایت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

۱۰:۱-۷ سخت غصہ کی حالت میں ایوب نہایت تلخی سے شکایت کرتا اور خدا تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کہ اُسے بتائے کہ اُس کا اپنی مخلوق سے ایسا غیر مدلل رویہ کیوں ہے۔ کیا وہ محض انسان کی طرح نہ بخشنے والے رویہ سے عدالت کرتا ہے، حالانکہ وہ جانتا ہے کہ ایوب شریر نہیں ہے۔

۱۰:۸-۱۲ ہیرلڈ سینٹ جان اِس پارے کی درج ذیل تشریح کرتا ہے:

> ہمیں اِس حیرت انگیز پیرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے جس میں مٹی کمہار سے اِصرار کرتی ہے اور خدا کو یاد دلاتی ہے کہ خدا نے انسان کو پیدا کرنے میں ایسی ذمہ داریاں قبول کی ہیں جن سے وہ باوقار طور پر پیچھا نہیں چھڑا سکتا۔ ۱۰:۸ تیرے ہاتھوں نے مجھے بنایا۔ ۱۰:۱۰ جسمانی ڈھانچے کی تشکیل۔ ۱۰:۱۱ چمڑے اور گوشت کا چڑھانا اور ہڈیوں اور نسوں کی ترقی۔ ۱۰:۱۲ (الف) جان کی نعمت اور اِس کے اظہار کے کئی پہلو (ب) خدا کی نگہبانی جس سے انسان کی ذات کے سب سے اعلیٰ حصے یعنی روح کو تحفظ ملتا ہے۔

۱۰:۱۳-۲۲ خدا ایوب کو اِس قدر سخت مصیبت میں کیوں مبتلا کرتا ہے؟ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کے راست باز یا شریر ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ اُس کی زندگی الٰہی قہر سے بھری پڑی ہے۔ خدا نے اُسے پیدا ہی کیوں ہونے دیا؟ لیکن اِس سے پہلے کہ وہ ایسی تاریکی میں چلا جائے جہاں روشنی بھی تاریکی ہے، اُسے کچھ نہ کچھ راحت کیوں نہیں ملتی؟

(۶) ضوفر کی پہلی تقریر (باب ۱۱)

۱۱:۱-۱۲ ضوفر نعماتی کا اصرار یہ ہے کہ ایسی مہمل اور بکواسی گفتگو کا ضرور جواب ملنا چاہئے۔ ایوب کے تیسرے دوست کے نام کے مطلب کے بارے میں Ridout کہتا ہے:

> ضوفر کا تعلق فعل ”چیں چیں کرنا“ سے ہے۔ اِس کا مطلب ”چڑیا“ ہے اور یہ موسیٰ کی بیوی صفورہ کی مذکر شکل ہے۔ ضوفر ایوب کے نام نہاد غیر روحانی کاموں کی ملامت کرنے میں غیرت سے کام لے رہا تھا۔ اُس کی سخت ملامت قطعی طور پر بے محل تھی اور یہ پرندے کے چیں چیں کرنے کی طرح

نقصان دہ نہیں تھی، لہٰذا اُسے صحیح نام دیا گیا تھا۔

ضوفر یہ دلیل دیتا ہے کہ اگر ایوب حالات کو اُس نگاہ سے دیکھے جس سے خدا دیکھتا ہے، تو وہ جان جائے گا کہ وہ اِس قدر دُکھی نہیں جس قدر اُسے دُکھ اُٹھانا چاہئے تھا۔ چونکہ وہ خدا کی عظمت کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا اِس لئے وہ خدا کے انصاف پر شک ڈالنے کا حق دار نہیں۔ آیت ۱۲ ایوب کے لئے نشتر کی مانند ہے، ''لیکن بے ہودہ آدمی سمجھ سے خالی ہوتا ہے بلکہ انسان گورخر کے بچہ کی طرح پیدا ہوتا ہے۔''

۱۱: ۱۳-۲۰ ایوب کے لئے سب سے بہتر کام یہ ہے کہ وہ اپنے گناہوں کو دُور کرے، تب خدا اُسے تحفظ، آرام اور سکون دے گا۔ ورنہ وہ تباہی سے راہ فرار حاصل نہیں کر سکتا۔

(۷) ایوب کا جواب (ابواب ۱۲-۱۴)

۱۲: ۱-۶ ایوب اب اپنے دوستوں کو چبھتے ہوئے طنز سے موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔

''بے شک آدمی تو تم ہی ہو اور حکمت تمہارے ہی ساتھ مرے گی۔''

ہر ایک شخص جانتا ہے کہ خدا حکیمِ کُل اور قادرِ مطلق ہے، لیکن وہ کسی راست باز شخص کی سخت تکلیف کی کیسے تشریح کرتے ہیں جبکہ بے دین خوش حال ہیں؟ ''جو چین سے ہے اُس کے خیال میں دُکھ کے لئے حقارت ہوتی ہے۔ یہ اُن کے لئے تیار رہتی ہے جن کا پاؤں پھسلتا ہے'' (آیت ۵)۔

۱۲: ۷-۱۲ اِس کائنات میں جنگلی جانور، پرندے اور مچھلیاں خدا کی طرف داری کو ظاہر کرتی ہیں کہ وہ بعض کو ہلاک کر دیتا اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔ اگر ایوب کی نکتہ چینی کرنے والے بڑی احتیاط سے الفاظ کو جانچتے، جیسا کہ وہ کھانے کو چکھتے ہیں تو وہ قدیم لوگوں کے ساتھ متفق ہوتے جو سب ایوب کی باتوں سے متفق تھے۔

۱۲: ۱۳-۲۵ اب ایوب خدا تعالیٰ کی حشمت کو بیان کرتا ہے کہ وہ قادرِ مطلق، حکیمِ کُل اور مطلق العنان ہے اور اُس کی یہ صفات اکثر اوقات ناقابل بیان اور بعید از عقل نتائج پیدا کرتی ہیں۔

۱۳: ۱-۱۹ ایوب اپنے نکتہ چینی کرنے والوں کو ملامت کرتا ہے۔ اُنہوں نے کوئی نئی بات

نہیں کہی۔ وہ اپنا مقدمہ خداوند کے حضور پیش کرنا چاہتا ہے نہ کہ اِن جھوٹی باتیں گھڑنے والوں اور نکمے طبیبوں کے سامنے۔ خدا کے عمل کے لئے اُن کی وضاحت درست نہیں تھی، اُنہیں اِس کے لئے اُس کے سامنے جواب دہ ہونا ہوگا۔ اُن کے دلائل کمزور اور فضول تھے۔ اگر وہ خاموش رہیں تو وہ اپنا مقدمہ خدا کے حضور پیش کرے گا اور اپنی زندگی اُس کے حوالے کر دے گا۔ اُسے اعتماد ہے کہ اُسے بَری کر دیا جائے گا۔ تاہم اگر وہ اُس کی جان بھی لے لے تو وہ پھر بھی اُس پر بھروسا کرے گا۔

۱۳:۲۰-۲۸ ۱۳:۲۰ سے ۱۴:۲۲ تک ایوب براہِ راست خداوند سے مخاطب ہے۔ وہ اپنے دُکھوں سے آرام کے لئے درخواست کرتا ہے اور خداوند سے اِس کا سبب معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اُس نے اُس سے اِس قدر سخت سلوک کیوں کیا ہے۔ وہ کسی سڑی ہوئی چیز کی طرح ہے یا اُس کپڑے کی مانند ہے جسے کیڑے نے کھا لیا ہو--- اور خدا کو اُس کا کچھ خیال نہیں ہے۔

فرانسس اینڈرسن ایوب کے الفاظ کا درج ذیل تجزیہ پیش کرتا ہے:

> یہاں ایوب یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی نسبت بہتر طور پر مشاہدہ کرنے والا اور مفکر ہے۔ اُس کا ذہن خدا کی عظیم وسعت کے بارے میں سوچتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بارے میں الیفز، بلدد اور ضوفر کا علم آسانی سے سمجھا اور تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایوب کا سا ایمان انسانی روح کے لئے محنت طلب کام ہے۔

۱۴:۱-۶ ایوب اپنا سوال جاری رکھتا ہے کہ خدا اُس کے ساتھ جو بہت کمزور اور قصور وار ہے اِس قدر بے رحم کیوں ہے؟ پہلی آیت کا بہت زیادہ اقتباس کیا جاتا ہے۔ شاید اِس لئے کہ یہ بہت موقعوں پر فٹ بیٹھتی ہے۔

''انسان جو عورت سے پیدا ہوتا ہے تھوڑے دنوں کا ہے اور دُکھ سے بھرا ہے۔''

اُسے کیوں نہ اُس کی مختصر سی زندگی کے باقی دنوں میں کسی حد تک آرام سے رہنے دیا جائے؟

۱۴:۷-۱۲ اُس کی نسبت ایک کاٹے ہوئے درخت کے لئے زیادہ اُمید ہے۔ انسانی

موت ایک خوف ناک انجام ہے، ایک مردہ شخص خشک دریا کی مانند ہے۔

۱۴: ۱۳-۱۷ ایوب کی خواہش ہے کہ خدا اُسے پاتال میں چھپا دے جب تک کہ اُس کا قہر ٹل نہیں جاتا۔ اگر خدا اُسے بلائے تو وہ اپنی بریت کو پیش کرے گا۔ اِس دوران خدا اُس کے ہر ایک گناہ کو نگاہ میں رکھتا ہے۔

ایوب اِس حصہ میں چار باتیں کہتا ہے:

(۱) وہ درخواست کرتا ہے کہ اُسے بتایا جائے کہ اُس کے گناہ کیا ہیں۔

(۲) وہ بیان کرتا ہے کہ انسانی زندگی فانی ہے۔

(۳) وہ موت کے انجام پر مایوسی کا اظہار کرتا ہے (وہ کسی درمیانی کا آرزومند ہے اور موت کے بعد زندگی کو جاننا چاہتا ہے)۔

(۴) وہ اپنی موجودہ بدحالی کے بارے میں شکایت کرتا ہے۔

آیت ۱۴ الف میں ایک بہت ہی اہم سوال پوچھا گیا ہے، ”اگر آدمی مر جائے تو کیا وہ پھر جئے گا؟“ ہمارا خداوند یوحنا ۱۱: ۲۵، ۲۶ میں اِس سوال کا جواب دیتا ہے: ”قیامت اور زندگی تو مَیں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مر جائے تو بھی زندہ رہے گا اور جو کوئی زندہ ہے اور مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ ابد تک کبھی نہ مرے گا۔“

ہیرلڈ سینٹ جان آیات ۱۴، ۱۵ کی یوں تفسیر کرتا ہے:

> ۱۴: ۱۴، ۱۵ میں خاموش سمندر پر پو پھٹتی ہے، اِس نہایت جرأت مندانہ پیرے میں ایوب اعلان کرتا ہے کہ مادے کی نسبت انسان کی کہیں زیادہ وقعت ہے، گو آسمان ٹل جائیں اور ختم ہو جائیں، ازل سے کھڑی پہاڑیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں اور وہ خود ہزاروں سال تک قبر میں بند ہو جائے، تاہم ایک ایسا دن ضرور آئے گا جب خدا کے دل میں اپنے دوست کے لئے تشنگی پیدا ہو گی اور وہ اپنے ہاتھوں کی صنعت سے ملاپ کے لئے آرزومند ہو گا۔
>
> تب زمین کی گہرائیوں سے ایوب جواب دے گا اور پہاڑیوں اور آسمانوں کی نسبت اُسے زیادہ دوام حاصل ہو گا، اُس کا اپنے خدا سے ازسرِ نو اتحاد ہو جائے گا جو اپنے خادم کے لئے اُداس ہو چکا تھا۔

۱۴: ۱۸-۲۲ جیسے کائنات میں توڑ پھوڑ کا عمل جاری ہے، ویسے ہی انسان مشکلات میں توڑ پھوڑ کا شکار ہوتا ہے۔ اُس کا جسم خاک میں مل جاتا ہے اور اُس کی روح غم کے مقام کی طرف چلی جاتی ہے۔

یہاں پر تقریروں کا پہلا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ ایوب کے دوستوں کی منطق یہ تھی: خدا راست باز ہے۔ وہ شریروں کو سزا دیتا ہے۔ اگر ایوب کو سزا ملی ہے تو اِس کا مطلب ہے کہ وہ شریر ہے۔ لیکن ایوب نے متواتر اِس بات کا دعویٰ کیا کہ وہ ہرگز شریر نہیں ہے۔

ب۔ تقاریر کا دوسرا دَور (ابواب ۱۵-۲۱)

تقریروں کے دوسرے دَور میں ایوب کے تسلی دینے والے اب اُسے توبہ کرنے کے لئے نہیں کہتے بلکہ اُن کا رویہ زیادہ سخت اور الزامی ہو جاتا ہے۔ اِس دوران ایوب کا رویہ بھی سخت ہو جاتا ہے۔

(ا) الیفز کی دوسری تقریر (باب ۱۵)

۱۵: ۱-۶ اب الیفز تیمانی کی باری تھی کہ وہ ایوب کو اُس کی ناپاک اور بے جا غرور پر مبنی بے سود گفتگو کے لئے ملامت کرے۔ کئی سوالوں سے تیمانی ایوب کے علم کا مذاق اُڑاتے ہوئے اِسے بے فائدہ اور بے سود قرار دیتا ہے۔ جب ایوب کے جرأت مندانہ الفاظ نے خدا کو چیلنج کیا، تو اُس پر خوف کو برطرف کرنے کا الزام لگایا جا سکتا تھا، لیکن اُس پر عیاروں کی زبان اختیار کرنے کا الزام کبھی بھی دُرست نہیں تھا۔ ایوب نے بڑی آزادی سے باتیں کیں اور اپنے دل کا حال بیان کر دیا۔ وہ ریاکار نہیں تھا۔

۱۵: ۷-۱۳ اِس کے بعد الیفز اِس بات کو چیلنج کرتا ہے کہ ایوب تکبر سے اپنے خیالوں کو سب سے اعلیٰ تصور کرتا ہے۔ وہ سوال کرتا ہے ”کیا تُو نے عقل مندی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟“ الیفز کہتا ہے کہ تینوں تسلی دینے والوں کے الفاظ ”خدا کی تسلی“ اور ”نرمی کا کلام“ ہیں۔ اِس سے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ حقیقی اور پُر محبت صلاح کاری سے بالکل محروم ہے۔

۱۵: ۱۴-۱۶ الیفز ۴: ۱۷-۱۹ میں مذکور خدا کی پاکیزگی اور انسان کے گناہ گار ہونے کے بارے میں اپنی رائے کو دہراتا ہے۔ لیکن الیفز کے مقابلہ میں ایوب کس قدر بڑا گناہ گار

ہے؟ ریدات سوال کرتا ہے:

> اِس کا صرف ایوب پر ہی کیوں اطلاق ہوتا ہے، گویا کہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی کہ وہ دوسروں کی نسبت بڑا گناہ گار ہے؟ ایوب کے جوشیلے بیانات کی نسبت یہ زیادہ مکارانہ تقریر ہے۔ الیفز کو بھی ایوب کے ساتھ یہ مقام قبول کرنا چاہئے کہ اقرار کرے کہ وہ مکروہ اور گھناؤنا ہے۔ اِس سے بے چارے مصیبت زدہ کو زیادہ تسلی ملتی۔

۱۵: ۱۷-۲۶ بزرگوں کی قدیم حکمت کا حوالہ دیتے ہوئے الیفز بیان کرتا ہے کہ شریر آدمی کو زندگی میں کس قدر دُکھ اُٹھانے پڑتے ہیں۔

۱۵: ۲۷-۳۵ شریر پر خوف ناک مصیبتیں آتی ہیں اور یہ مصیبتیں جرم کے حساب سے نازل ہوتی ہیں۔

(۲) ایوب کا جواب (ابواب ۱۶، ۱۷)

ایوب الیفز کے تجزیۂ حالات کو رد کرتے ہوئے جواب دیتا ہے کہ اُس کے تنقید کرنے والے ''نکمے تسلی دینے والے ہیں۔'' اگر اُن کی جگہ وہ ہوتے تو وہ کم از کم اُنہیں تسلی دینے کی کوشش کرتا۔

۱۶: ۶-۱۴ لیکن اب تو خدا اُس کے خلاف ہو گیا ہے اور اُسے بے دینوں کے حوالے کر کے دُکھ دیتا ہے، اُس کی برداشت سے بڑھ کر اُسے مصیبت میں ڈالتا اور اُسے زخم پر زخم لگا کر خستہ کرتا ہے۔ وہ کسی طرح کی ناراستی کا مرتکب نہیں ہوا، لیکن اِس کے باوجود یہ سب کچھ اُس کے ساتھ ہو رہا ہے۔

۱۶: ۱۵-۲۲ یہ بات کہ ایوب نے اپنی کھال پر ٹاٹ کو سی لیا ہے (نہ کہ محض اوڑھا ہے) ظاہر کرتی ہے کہ وہ متواتر حالتِ ماتم میں ہے۔ دوستوں کی تسلی کے بغیر، یا اگر کوئی اُس کے مقدمہ کی وکالت نہ کرے تو وہ جلد ہی ایسے راستہ پر چلا جائے گا جہاں سے وہ پھر لوٹ کر نہیں آئے گا۔

۹ - ۱۹ آیات میں کچھ ایسے الفاظ مستعمل ہیں جو زبور کی کتاب میں مسیح یسوع کے

حوالہ سے استعمال کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ہم اُن کا خداوند مسیح کے دُکھوں پر اطلاق کرنے میں حق بجانب ہیں، حالانکہ یہ اُن کے بنیادی معنی نہیں ہیں۔

۱۷: ۱-۱۲ ایوب کی جان تباہ ہو گئی ہے اور وہ قبر کے دہانے پر ہے جبکہ اُس کے دوست اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ صرف خدا اُس کے مقدمہ کا فیصلہ کرے کیونکہ اُس کے تنقید کرنے والے بے فائدہ ثابت ہوئے ہیں۔ خداوند نے اُسے نفرت کا نشانہ بنا ڈالا ہے۔ راست باز شخص جانتا ہے کہ اُس کی حالت اُس پر نکتہ چینی کرنے والوں سے بہتر ہو جائے گی۔ اُس کے تینوں مخالفوں میں سے کوئی بھی دانش مند شخص نہیں ہے۔

۱۷: ۱۳-۱۶ سوائے قبر کے اب کوئی اَور جگہ ایوب کے لئے نہیں بچی۔ وہاں تاریکی ہے، کیڑے ہیں اور سڑاہٹ ہے۔

(۳) بلدد کی دوسری تقریر (باب ۱۸)

۱۸: ۱-۴ بلدد سوخی ایوب کو اپنی اور اپنے دوستوں کی حکمت کی باتوں کی تحقیر کرنے پر ملامت کرتا ہے۔ بلدد کے بارے میں ایک اچھی بات یہ ہے کہ وہ اپنے دو دوسرے تسلی دینے والوں کی نسبت ملامت کرنے میں اختصار سے کام لیتا ہے۔ شاید اُس کے اختصار کی اِس خوبی نے اُسے دلیری دی کہ ایوب کو مشورہ دے کہ وہ باتیں کرنا بند کر دے۔

اب وہ مقبول عام خیال کو دہراتا ہے کہ شریر اپنے گناہوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ اِس کے بعد وہ مصیبتوں کی ایک خوفناک فہرست پیش کرتا ہے جو گناہ گار کے گھر پر نازل ہوتی ہیں۔ بلدد یہ کہنے میں حق بجانب تھا کہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے دُکھ اُٹھاتے ہیں، لیکن وہ ایوب کے دُکھوں کی اِس حوالہ سے تشریح کرنے میں غلط تھا۔ ہر ایک مصیبت کسی گناہ کا نتیجہ نہیں ہوتی۔

(۴) ایوب کا جواب (باب ۱۹)

۱۹: ۱-۲۲ ایوب اپنے دوستوں کو بتاتا ہے کہ وہ جس طرح اُس کے ساتھ سختی سے پیش آئے ہیں، اُنہیں اِس رویہ پر شرم آنی چاہئے۔ خدا، اُس کے دوستوں، رشتہ داروں اور نوکروں نے اُس کے ساتھ سخت سلوک کیا ہے۔ اُس کا جسم سڑ گیا ہے اور وہ موت سے بال بال بچا ہے۔

تاہم اُس کے دوست خدا کے ساتھ مل کر اُس پر بے رحمی سے حملہ کرتے ہیں۔

۱۹: ۲۳، ۲۴ اُسے آرزو ہے کہ اُس کے دفاع کے الفاظ کسی کتاب میں لکھ لئے جائیں اور لوہے کے قلم اور سیسے سے چٹان پر کندہ کر لئے جائیں، تاکہ مستقبل میں کسی وقت اُسے انصاف مل سکے۔

۱۹: ۲۵-۲۷ اُس کا ایمان ہے کہ ایک مخلصی دینے والا ہے جو کسی دن اُسے بری کر کے اُسے بحال کر دے گا، خواہ موت اور سڑاہٹ بھی بیچ میں حائل ہو جائیں۔

عظیم انگریز مبشر سپرجن آیت ۲۵ کا بہت خوبصورت اطلاق کرتا ہے:

> ایوب کے اطمینان کا لب لباب اِس چھوٹے سے لفظ ''میرا'' میں پوشیدہ ہے -- ''میرا مخلصی دینے والا'' اور اِس حقیقت میں کہ اُس کا مخلصی دینے والا زندہ ہے۔ عزیز قاری! زندہ مسیح سے لپٹ جائیں۔ اِس سے پیشتر کہ ہم اُس کی ذات سے لطف اندوز ہو سکیں، لازم ہے کہ وہ ہمارا مخلصی دینے والا بن جائے۔ کیونکہ وہ مخلصی دینے والا جو مجھے نہیں بچاتا، ایک انتقام لینے والا جو میرے خون کا بدلہ لینے کے لئے میرا ساتھ نہیں دیتا، اُس کا کیا فائدہ ہے؟ اُس وقت تک اطمینان سے نہ بیٹھیں جب تک ایمان سے آپ یہ نہ کہیں ''ہاں مَیں اپنے آپ کو زندہ خداوند کے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور وہ میرا خداوند ہے۔'' عین ممکن ہے کہ آپ اُسے کمزور ہاتھوں سے تھامیں اور محسوس کریں کہ آپ یہ کہنے کے لائق نہیں ہیں کہ ''وہ میرا مخلصی دینے والا ہے''۔ تاہم یہ بھی یاد رکھیں کہ اگر آپ میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو یہ تھوڑا سا ایمان بھی آپ کو یہ کہنے کا حق دیتا ہے۔
>
> لیکن ایک اَور لفظ بھی ہے جو ایوب کے مضبوط ایمان کو ظاہر کرتا ہے: ''مَیں جانتا ہوں۔'' یہ کہنا کہ ''مَیں اُمید رکھتا ہوں'' یا ''لگتا ہے'' کافی نہیں ہے اگرچہ کلیسیا میں ہزاروں ایسے لوگ ہیں جو بمشکل اِس سے آگے بڑھتے ہیں۔ لیکن حقیقی اطمینان کے لئے آپ کو یہ کہنا چاہئے ''مَیں جانتا ہوں۔''

ایوب کا ایمان ہے کہ کھال کے برباد ہو جانے کے بعد وہ خدا کو دیکھے گا۔ یہ بات

جسم کی قیامت کی نشان دہی کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو عہدِ عتیق میں اِس قدر زیادہ بیان نہیں کیا گیا، لیکن ہمارے خداوند کے ایام میں اکثر یہودی اِسے تسلیم کرتے تھے۔

پھر سپرجن آیت ۲۶ کی بہت خوبصورت تصویر پیش کرتا ہے:

> ایوب کی حقیقی اُمید ملاحظہ فرمایئے -- ''مَیں خدا کو دیکھوں گا۔'' وہ یہ نہیں کہتا کہ ''مَیں مقدسین کو دیکھوں گا -- گو یہ بلاشبہ ایک واضح خوشی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ''مَیں نیا یروشلیم دیکھوں گا'' یا ''مَیں سونے کا تاج دیکھوں گا'' بلکہ ''مَیں خدا کو دیکھوں گا۔'' یہ آسمانی خوشی کا خلاصہ ہے اور یہ سب ایمانداروں کی پرمسرت اُمید ہے۔

۱۹: ۲۸، ۲۹ چونکہ ایوب آخرکار راست باز ٹھہرے گا اِس لئے اُس کے دوستوں کو اُسے ستانا نہیں چاہئے، ورنہ اُنہیں سزا ملے گی۔

(۵) ضوفر کی دوسری تقریر (باب ۲۰)

۲۰: ۱-۱۹ ظاہراً ایوب کے ایمان کا اقرار گویا بہرے کانوں کو متاثر نہ کر سکا۔ ضوفر بھی نہیں سن رہا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ انسانی تاریخ ثابت کرتی ہے کہ مغرور شخص ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔ اُس کی اولاد غریبوں کی خوشامد کرے گی اور جو کچھ اُس نے ناراستی سے لیا ہے، اُسے واپس کرنا پڑے گا۔ گو وہ جوانی کے زور میں ہو گا، تاہم کاٹ ڈالا جائے گا۔ اِس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کس قدر عشرت سے زندگی بسر کرتا رہا، اچانک اُس سے سب کچھ چھن جائے گا جو کچھ اُس نے غریبوں کا استیصال کر کے جمع کیا ہے۔

۲۰: ۲۰-۲۹ اُس پر ہر طرح کی آفت آئے گی یعنی بھوک، پریشانی، مصیبت، مسلح حملہ، آگ اور سکونِ قلب کا چھن جانا۔ آسمان اور زمین اُس کے خلاف سازش کریں گے اور اُس کی جائیداد جاتی رہے گی۔ یہ خدا کی طرف سے شریر کے لئے مقرر کردہ میراث ہے۔

جی۔ سی۔ مورگن اِس سلسلے میں لکھتا ہے:

> اِس جذباتی پیرے میں ضوفر برائی سے حاصل کی ہوئی ملکیت کی بے ثباتی کا بیان کرتا ہے۔ فتح تو ہے، لیکن یہ بہت مختصر ہے۔ ترقی بھی ہے، لیکن یہ

بڑی تیزی سے ختم ہو جائے گی۔ ایک ایسی قسم کی خوشی ہے جو جلد ہی غم میں بدل جائے گی، جو نگلا گیا تھا وہ قے کی طرح باہر آ جائے گا۔ یہ حصول بغیر خوشی کے ہے۔ شریر کا حتمی انجام یہ ہے کہ خدا اُس کو سزا دیتا ہے۔ تاریکی اُسے گھیر لیتی ہے۔ اُس کا گناہ آسمان کی روشنی میں ظاہر کیا جائے گا اور زمین اُس کی مخالفت کرے گی۔ بدی کی تاریخ پر غور کرتے ہوئے دیکھیں کہ یہ کس حد تک دُرست ہے۔

(٦) ایوب کا جواب (باب ۲۱)

۲۱: ۱-۲۲ ایوب اب خصوصی توجہ کا طلب گار ہے۔ بنیادی طور پر اُس کی شکایت انسان کے خلاف نہیں ہے، حالانکہ اُس کی قابلِ رحم حالت کو انسانی ہمدردی کو اُبھارنا چاہئے۔ وہ اِس حقیقی مشاہدہ سے اُن کے دلائل کا جواب دیتا ہے کہ شریر اکثر زندگی کے ہر شعبہ میں کامیاب ہوتے ہیں اور اگرچہ اُنہوں نے اپنی زندگی میں خدا کو کوئی مقام نہیں دیا ہوتا تو بھی وہ بغیر دُکھ اور مصیبت کے مر جاتے ہیں۔

وہ سوال پوچھتا ہے کہ شریر زندگی میں کتنی بار اپنے گناہوں کی سزا پاتے ہیں؟ وہ کتنی بار بھوسے کی مانند ہوتے ہیں جسے ہوا اُڑا لے جاتی ہے؟

> خدا اُس کی بدی اُس کے بچوں کے لئے رکھ چھوڑتا ہے۔ وہ اُس کا بدلہ اُسی کو دے تا کہ وہ جان لے۔ اُس کی ہلاکت کو اُسی کی آنکھیں دیکھیں اور وہ قادرِ مطلق کے غضب میں سے پئے۔ کیونکہ اپنے بعد اُس کو اپنے گھرانے سے کیا خوشی ہے جبکہ اُس کے مہینوں کا سلسلہ ہی کاٹ ڈالا گیا؟ کیا کوئی خدا کو علم سکھائے گا؟ جس حال کہ وہ سرفرازوں کی عدالت کرتا ہے۔
>
> **(آیات ۱۹-۲۲)**

۲۱: ۲۳، ۲۴ کوئی شخص اپنی پوری طاقت میں چین اور سُکھ سے رہتا ہوا مر جاتا ہے جبکہ دوسرا شخص کڑھ کڑھ کر غربت کی حالت میں اِس دُنیا سے سدھار جاتا ہے۔ موت کے سلسلے میں سب ایک جیسے ہیں۔ اگر ایوب کے دوستوں کا یہ اصرار ہے کہ شریروں کو ہمیشہ اِس دُنیا میں سزا ملتی ہے، تو وہ اُن سے اپیل کرے گا جو بہت زیادہ سفر کرتے ہیں، وہ

اِس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں کہ گو شریر کو موت کے بعد کی زندگی میں سزا ملے گی، لیکن وہ اکثر اِس زندگی میں خوشی سے رہتا ہے۔ اُسے کوئی مجرم ٹھہرا کر سزا نہیں دیتا اور وہ دوسروں کی طرح مر جاتا ہے۔ بالآخر ایوب کہتا ہے "سو تم کیوں مجھے عبث تسلی دیتے ہو جس حال کہ تمہاری باتوں میں جھوٹ ہی جھوٹ ہے" (آیت ۳۴)۔

اِن الفاظ کے ساتھ ایوب اپنے اور اپنے دوستوں کے درمیان تقاریر کے دوسرے سلسلے کو ختم کرتا ہے۔ یہ "تسلی دینے والے" ایوب کے گناہ کے لئے اُسے مجرم ثابت کرنے کی کاوشوں میں انتہا تک پہنچ چکے ہیں۔ ضوفر کے سوا وہ ایک مزید سلسلے کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔

ایوب کی کتاب کا مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ راست باز کیوں دُکھ پاتے ہیں؟ تاہم ایوب نے کسی حد تک ترقی کی ہے اور اُس کی مصیبتوں کے تاریک معما میں روشنی کی ہلکی سی کرن دکھائی دینے لگی ہے۔

ج۔ تقاریر کا تیسرا دَور (ابواب ۲۲-۳۱)

(ا) الیفز کی تیسری تقریر (باب ۲۲)

الیفز اور بلدد تیسرے دَور میں بہت ساری پچھلی باتوں کو دہرانے سے اپنے دلائل کا نتیجہ پیش کرتے ہیں۔ ضوفر خاموش رہتا ہے۔ ایوب اُنہیں جواب دیتا ہے اور حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اُن کے دلائل سے متاثر نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اُس نے خفیہ طور پر بھی کوئی گناہ نہیں کیا اور نہ وہ ریاکار ہی ہے۔

الیفز کی آخری تقریر بڑی پُروقار اور ادبی حسن کی حامل ہے۔ وہ اِس بے چارے دُکھی انسان کے لئے قدرے نرمی سے پیش آتا ہے، لیکن اِس کے باوجود اُس کا رویہ غیر منصفانہ ہے۔

۲۲:۱-۱۱ الیفز اپنے سوالوں سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ خدا کو ایوب یا جو کچھ اُس نے کیا ہے، اُس کی کامل راہوں سمیت کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ تب وہ تفصیلی طور پر ایوب کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے کہ اُس نے ناجائز طور سے غریبوں کی چیزیں رہن رکھی

ہیں، تھکے ماندوں کو پانی نہیں پلایا، بھوکوں کو روٹی نہیں کھلائی، زبردستی زمین چھین لی اور بیواؤں اور یتیموں کا استیصال کیا۔ الیفز کے خیال کے مطابق ایوب کی موجودہ مشکلات کی وجہ یہ ہے۔ لیکن حقائق کچھ اَور تھے، ایوب نے اپنی سماجی ذمہ داری کو نہایت خوبصورتی سے نبھایا اور وہ بہت سخی تھا۔

۲۲: ۱۲-۲۰ ایوب کو کبھی بھی یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ جو کچھ ہو رہا ہے، آسمان کی بلندیوں سے خدا اُسے نہیں دیکھتا۔ اگر وہ گناہ میں زندگی بسر کرتا رہے گا تو اُس کا انجام نوح کے زمانے کے لوگوں کا سا ہوگا، جب زمین کی بنیادوں کو سیلاب بہا کر لے گیا -- یعنی خدا نے اُن لوگوں کو برباد کر دیا جنہیں اُس نے اِس سے قبل خوش حالی دی تھی۔ جب شریروں کو سزا ملتی ہے تو راست باز خوش ہوتے ہیں۔

۲۲: ۲۱-۳۰ اپنی آخری اپیل میں الیفز نے ایوب کے لئے حقیقتاً بہت خوبصورت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ”اُس سے ملا رہ تو سلامت رہے گا“ (آیت ۲۱ الف)۔ ”تب قادرِ مطلق تیرا خزانہ اور تیرے لئے بیش قیمت چاندی ہوگا“ (آیت ۲۵) اور ”نور تیری راہوں کو خوش کرے گا“ (آیت ۲۸ ب)۔ یہ الفاظ نہ صرف خوبصورت ہیں بلکہ ایک تائب گناہ گار کے لئے ”قادرِ مطلق کی طرف رجوع کرنے اور اپنے خیموں سے ناراستی کو دُور کرنے“ کے ضمن میں حقیقت بھی ہیں (آیت ۲۳)۔ صرف اِس کے اطلاق کا مسئلہ ہے: ایوب نے گناہ میں زندگی بسر نہیں کی! بارنز (Barnes) الیفز کی آخری اپیل کا اِن الفاظ میں خلاصہ پیش کرتا ہے:

> قادرِ مطلق اُس کی حفاظت کرے گا، اُسے خداوند میں شادمانی ملے گی، اُس کی دعائیں سنی جائیں گی، اُس کی راہوں پر نور چمکے گا، جب دوسرے رُسوا ہوں گے تو وہ سرفراز ہوگا۔

(۲) ایوب کا جواب (ابواب ۲۳، ۲۴)

ابواب ۲۳ اور ۲۴ دراصل ایک ہی تقریر ہے۔ باب ۲۳ میں ایوب تین بڑے مضامین کو پیش کرتا ہے: (ا) خدا کی عدالت میں اپنے مقدمہ کو پیش کرنے کی آرزو

(آیات ۱-۹)۔ (۲) راست بازی کے اپنے طرزِ زندگی کے لئے اُس کا اپنا دفاع (آیات ۱۰-۱۲)۔ (۳) خدا کا خوف گویا کہ وہ (خدا) اُس کا مخالف ہے (آیات ۱۳-۱۷)۔

۲۳:۱-۹ ایوب کی شکایت بہت تلخ ہے۔ کاش کہ وہ خدا کی مسند کے سامنے جا سکے جہاں وہ اُس سے مل سکے۔ سپرجن یوں تفسیر کرتا ہے:

> اُس کی پہلی دعا یہ نہیں کہ ”کاش مجھے میری بیماری سے شفا مل جائے جو اَب میرے جسم کے ہر ایک حصہ میں ناسور بن چکی ہے!“ اُس کی دعا یہ بھی نہیں کہ ”کاش میرے بچے زندہ ہو کر قبر سے باہر آ جائیں اور میری جائیداد میرے مخالفین سے مجھے واپس مل جائے!“ بلکہ اُس کی اولین فریاد یہ ہے کہ ”کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ وہ مجھے کہاں مل سکتا ہے تاکہ مَیں عین اُس کی مسند تک پہنچ جاتا!“ جب طوفان آتا ہے تو خدا کے فرزند اپنے گھر واپس آتے ہیں۔ اُنہیں خدا کی طرف سے ملی ہوئی جبلت ہے کہ مصیبتوں میں یہواہ کے پروں کے نیچے پناہ حاصل کریں۔

ایوب پُر اعتماد ہے کہ اگر وہ خداوند کے حضور پہنچ جائے تو خدا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایوب راست باز ہے اور یوں وہ اپنے منصف سے رہائی پائے گا۔

۲۳:۱۰-۱۲ آیت ۱۰ کو اکثر آزمائشوں کے پاک کرنے والے اثرات کے ثبوت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے، لیکن متن میں ایوب کے اِس اعتماد کو پیش کیا گیا ہے کہ خداوند اُسے بری قرار دے گا۔ اِسی دوران خدا ظالمانہ انداز میں عمل کرتا ہے اور اِس سے ایوب خوفزدہ ہو گیا ہے۔ اِس کے باوجود ایوب کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر اُس کا مقدمہ کبھی خدا کی عدالت تک لایا جائے، تو وہ خالص سونے یعنی کندن کی مانند ثابت ہو گا اور ثابت ہو گا کہ وہ خدا کے کلام کا فرماں بردار رہا ہے، جسے اُس نے اپنی خوراک سے بھی زیادہ ذخیرہ کیا ہے۔ آیت ۱۰ کے الفاظ ہماری اپنی زندگیوں کے لئے زبانی یاد کرنے کے قابل ہیں:

”لیکن وہ اُس راستہ کو جس پر مَیں چلتا ہوں جانتا ہے
جب وہ مجھے تالے گا تو مَیں سونے کی مانند نکل آؤں گا۔“

۲۳:۱۳-۱۷ اِس صورتِ حال میں جبکہ خدا بظاہر خود مختار حیثیت سے من مانی کرتا اور

جو چاہتا ہے کرتا ہے، ایوب اُس سے خائف ہے، کیونکہ اُس نے ایوب کے دل کو کمزور کر دیا ہے۔

۲۴: ۱-۱۲ چونکہ قادرِ مطلق سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، اِس لئے ایوب یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ خدا کو جاننے والوں کی نسبت شریر کیوں خوش حال ہیں۔ وہ اِس دُنیا میں خوف ناک ناانصافی کی تفاصیل یعنی ظالموں کے جرائم اور مظلوموں کی مصیبتوں کو گنتا ہے۔
وہ خدا کی اِس دُنیا کی حکمرانی میں بظاہر ناکامی کے لئے شکایت کرتا ہے (آیت ۱۲):

> "آباد شہر میں سے نکل کر لوگ کراہتے ہیں اور زخمیوں کی جان فریاد کرتی ہے۔
> تو بھی خدا اِس حماقت کا خیال نہیں کرتا"

۲۴: ۱۳-۱۷ پھر ایوب باغی قاتل، زانی اور ڈاکو کا بیان کرتا ہے۔ یہ تینوں اپنی سرگرمیوں کے لئے رات کو ترجیح دیتے ہیں، صبح اِن سب کے لئے ایسی ہے جیسے موت کا سایہ۔

۲۴: ۱۸-۲۵ اِس حقیقت کے باوجود کہ اِن شریر گناہ گاروں کو زمین پر ملعون قرار دیا جائے اور اُنہیں یاد نہ کیا جائے، خدا بظاہر اِنہیں تحفظ فراہم کرتا ہے۔ ایوب اِس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ شریر دوسروں کی نسبت زیادہ تشدد سے ہلاک نہیں ہوتے۔ وہ چیلنج کرتا ہے کہ کوئی اُس کی بات کو غلط ثابت کرے۔

چونکہ بلدد کی تقریر بہت مختصر ہے، ضوفر نے کچھ نہیں کہا اور ایوب کا جواب اِس قدر طویل ہے، اِس لئے بعض علما کا یہ خیال ہے کہ فی الحقیقت آیات ۱۸-۲۵ ایوب نے نہیں کہیں۔ بعض ایک جدید تراجم میں متن کو یہاں (اور دیگر جگہوں پر) بڑے اٹکل پچو سے ازسرِ نو ترتیب دیا ہے۔ اینڈرسن قائل ہے کہ "یہ الفاظ ایوب نے کہے ہیں۔" وہ بیان کرتا ہے کہ بعض لوگوں نے اِن کا کیا حشر کیا ہے۔

> ہمیں اِن الفاظ کو ایوب کے لبوں سے نہیں چھیننا چاہئے، محض اِس لئے کہ وہ ایسے نہیں لگتے جیسا کہ ہم سوچتے ہیں کہ اُسے کہنے چاہئیں تھے۔

(۳) بلدد کی تیسری تقریر (باب ۲۵)

ایوب کے تسلی دینے والوں میں سے سب سے آخری تقریر ضوفر کی نہیں بلکہ بلدد

سوخی کی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ضوفر کی تقریروں کا خزانہ خالی ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ بلدد کی تقریر بھی بہت مختصر ہے اور یہ ایوب کی کتاب میں سب سے مختصر ہے۔ ریدات کہتا ہے:

> بلدد کی تقریر مختصر ہے اور اِس میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ اِس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ دوستوں کے دلائل ختم ہو چکے ہیں اور وہ اِس سے آگے نہیں بڑھ سکتے، اگرچہ وہ سنجیدہ اور بامروت لوگ تھے اور اظہار کی خوبیاں اُن میں بدرجہ اُتم موجود تھیں۔ اُن کی زبان نہایت اعلیٰ اور شریفانہ ہے اور اُن کے استعارے بہت خوبصورت اور زور دار ہیں، لیکن اُن کا انداز اور دلائل غلط، کمزور اور غیر معقول تھے۔

چونکہ بلدد نے بالآخر یہ تسلیم کر لیا ہے کہ الفاظ کی کثرت اُس کی معاون ثابت نہیں ہو گی، وہ صرف دو مضامین بیان کرنے کی کوشش کرتا ہے یعنی خدا کی عظمت (آیات ۱-۳) اور انسان کی کم مائیگی (آیات ۴-۶)۔

۲۵:۱-۳ خدا کا اقتدار اور دبدبہ ہے اور اُس کی فوجیں لاتعداد ہیں۔

۲۵:۴-۶ جب چاند اور ستارے خدا کی نظر میں پاک نہیں، تو انسان سے کیا توقع وابستہ کی جا سکتی ہے جو محض کیڑا اور کرم ہے؟ بلدد کی باتیں دُرست ہیں اور اِنہیں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے، لیکن یہ محبت اور تسلی دینے کے جذبے کے بغیر کہی گئی ہیں، اِس لئے یہ ایوب کی ضرورت کو پورا نہ کر سکیں۔

(۴) ایوب کا جواب (باب ۲۶)

۲۶:۱-۴ سب سے پہلے تو ایوب، بلدد کے دلائل کا جواب دیتا ہے۔ ٹھیک ہے، ممکن ہے کہ ایوب میں کوئی قوت، طاقت یا حکمت نہ ہو، لیکن بلدد نے اُس کی کس طرح مدد کی ہے؟ اُس کی باتیں کمزور، بے حس اور ایوب کے دلائل کے جواب میں کلی طور پر ناکام ہیں۔

۲۶:۵-۱۳ باب کے باقی ماندہ حصہ میں کائنات میں خدا کی قدرت کا شان دار بیان ہے: مثلاً بخارات و بارش کا سلسلہ، دَل دار بادل، روشنی اور تاریکی کا سلسلہ، سمندری طوفان، ستارے اور ستاروں کا جھرمٹ جس سے اُس کی روح نے آسمان کو آراستہ کیا ہے۔

اگرچہ بلدد آسمان میں خدا کے جلال پر زور دیتا ہے، ایوب یہاں گہرائیوں میں پانیوں کے نیچے پاتال اور تباہی کے لئے خدا کی قدرت پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

ایوب بیان کرتا ہے کہ خدا زمین کو خلا میں لٹکاتا ہے (یہ نظامِ شمسی میں زمین کی حالت اور حرکت کا شاعرانہ بیان ہے)۔ Ridout کہتا ہے:

> یہ چند الفاظ بے دین فلسفیوں کے نظریۂ کائنات سے کہیں اعلیٰ ہیں! یہ سوچنا بہت بڑی غلطی ہے کہ بائبل سائنسی حقائق کی تعلیم نہیں دیتی۔ یہ تمام ضروری سچائی کی تعلیم دیتی ہے۔ گو سائنسی زبان میں نہیں، لیکن سائنسی صحت کے ساتھ تعلیم دیتی ہے۔

۲۶: ۱۴ اِن عجائب میں اُس کی راہوں کے فقط کنارے ہیں اور ہم محض اُس کی دھیمی آواز سنتے ہیں۔ اِس بنا پر اُس کی قدرت کی گرج کو کون سمجھ سکتا ہے؟

(۵) ایوب کی اختتامی خود کلامی (ابواب ۲۷-۳۱)

نہ تو ایوب کے ”تسلی دینے والوں“ نے اپنے نظریات کو ثابت کیا ہے اور نہ ایوب نے ہی اپنے مسئلہ کو حل کیا ہے۔ تاہم وہ صحیح سمت پر گامزن ہے اور ایمان میں ترقی کر رہا ہے۔

ایوب کی خود کلامی میں تین بڑے مضامین ہیں: وہ اپنی ایمانداری کا شریروں کے انجام سے موازنہ کرتا ہے (باب ۲۷)۔ وہ حکمت کی بیش قیمت خوبی کی تعریف کرتا ہے (باب ۲۸) اور بالآخر وہ اپنے بارے میں تفصیل سے بیان کرتا ہے (ابواب ۲۹-۳۱)۔

۲۷: ۱-۵ اِس باب کے افتتاحی الفاظ ”ایوب نے پھر اپنی مثل شروع کی اور کہنے لگا“ کے بعد ایوب نہ صرف بلدد کو جواب دیتا ہے (۲۶: ۱) بلکہ اُن سب سے مخاطب ہے۔ اب وہ بہت سی باتوں سے اپنے دل کے بوجھ کو ہلکا کرتا ہے۔ ایوب متواتر اپنی دیانت داری، نیکی اور راست بازی پر اصرار کرتا ہے۔ وہ اِس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ اُس کی مصیبت اُس کے کسی خفیہ گناہ کی وجہ سے ہے۔

۲۷: ۶-۲۳ ایوب شریروں، ناراستوں اور ریاکاروں کا دفاع نہیں کرتا کیونکہ وہ مصیبت اور دُکھ کے مستحق ہیں۔ وہ اپنے تینوں دوستوں کو ناراست آدمی کے ساتھ خدا کے سلوک

کے بارے میں بتاتا ہے۔۔ اور یہ ایسے حقائق ہیں جن کا اُنہوں نے خود بھی مشاہدہ کیا ہے۔ اکثر اوقات (لیکن ہمیشہ نہیں) آفتیں اُس کے خاندان، اُس کی جائیداد، اُس کے گھر اور اُس پر نازل ہوں گی۔ وہ برباد ہو جائے گا جبکہ نیک لوگ خوشی منائیں گے۔

۲۸:۱-۱۱ یہ خوبصورت باب آیات ۱۲ اور ۲۰ میں مذکور سوالوں کے گرد گھومتا ہے:

”لیکن حکمت کہاں ملے گی؟ اور خرد کی جگہ کہاں ہے؟“

انسان قیمتی دھاتوں کو کھودنے اور ہیروں کو نکالنے میں بڑی مہارت اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہاں باب کے پہلے حصہ میں انسانی عقل (کان کنی کے کام میں) حکمت کو حاصل کرنے میں ناکام ہے۔ آیات ۱۳-۱۹ میں انسانی دولت بھی حکمت کو خریدنے کے قابل نہیں اور آیات ۲۱-۲۸ کے مطابق صرف خدا ہی حکمت دینے والا ہے۔

قدیم زمانوں کی کان کنی کا یہ بیان نہایت ہی دلکش ہے، لیکن بعض ایک مترجمین کے لئے بہت مشکلات پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے۔ خصوصی طور پر آیت ۴ بہت زیادہ مشکل ہے اور انگریزی کا تقریباً ہر ترجمہ متن کے مفہوم کو مختلف طریقوں سے پیش کرتا ہے۔

بلدد انسان کو ”محض کیڑا“ کہہ کر پکارتا ہے، لیکن ایوب کان کنی میں انسان کی عقل کو تسلیم کرتا ہے۔

> ایک کان کن کی حیثیت سے انسان کی کامیابی ثابت کرتی ہے کہ وہ کس قدر ذہین اور ہوشیار ہے، لیکن اِس کے باوجود وہ حکمت کو تلاش کرنے میں کلی طور پر ناکام رہا ہے۔ (اینڈرسن)

۲۸:۱۲-۱۹ حکمت کی راہ اِس قدر آسانی سے تلاش نہیں کی جا سکتی۔ اِسے نہ تو زمین پر اور نہ سمندر میں تلاش کیا جا سکتا ہے اور نہ اِس کی قیمت ہی ادا کی جا سکتی ہے کیونکہ اِس کی قیمت سلیمانی پتھر، نیلم یا سونے سے کہیں بڑھ کر ہے۔

۲۸:۲۰-۲۸ حکمت اور خرد تمام جاندار مخلوق سے پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔ ہلاکت اور موت نے اِن کے بارے میں محض سنا ہے۔ جس خدا نے کائنات کو خلق کیا، وہی حکمت کا منبع ہے، کیونکہ اُسی نے اِس کا بیان کیا اور اِسے تیار کیا۔ اُس کا خوف حکمت ہے اور بدی سے دُور رہنا خرد ہے۔

۲۹: ۱–۱۷ ایوب اب اپنی خوش حالی اور عزت و وقار کے گزرے ہوئے حسین دنوں کا بیان کرتا ہے اور آرزو کرتا ہے کہ وہ دن لوٹ آئیں۔ وہ خدا کی مہربانی اور راہنمائی سے لطف اندوز ہوا تھا۔ اُس کے بچے اُس کے ساتھ تھے۔ وہ بڑی عیش کی زندگی بسر کرتا تھا اور شہر کے نوجوان، بوڑھے اور اُمرا اُس کی سخاوت، راستی اور انصاف کے کاموں کی وجہ سے اُس کی عزت کرتے تھے۔

۲۹: ۱۸–۲۵ اُسے اُمید تھی کہ وہ عمر رسیدہ ہو کر اپنے ”آشیانہ میں“ بڑے سکون سے مرے گا۔ اور کہ وہ زندگی میں ترقی، خوش حالی اور قوت سے لطف اندوز ہو گا جیسا کہ ”ساری رات اُس کی شاخ پر اوس“، اُس کی ”تازہ شوکت“ اور ”نئی کمان“ کی تصویر سے پیش کیا گیا ہے۔ دوسرے لوگ اُس کی مشورت کو اُسی طرح قبول کرتے، جیسے کسان موسم بہار کی بارش کا منتظر رہتا ہے۔ اُس کے مسکراتے چہرے سے اُن کے اعتماد کو تازگی ملتی۔ اُس کی قیادت ایک سردار یا فوج میں بادشاہ یا ایک ایسے شخص کی مانند ہوتی جو غمزدوں کو تسلی دیتا ہے۔ یہ سمجھنا نہایت مشکل ہے کہ خدا بھلا کیوں ایسے شخص کو سزا دے گا!

۳۰: ۱–۸ یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اب تو وہ نوجوان اُس کا تمسخر اُڑاتے ہیں جن کے باپ دادا معاشرے کے روندے ہوئے لوگ تھے، اور وہ اِس قابل بھی نہیں تھے کہ اُنہیں اُس کے گلہ کی نگہبانی کے لئے کتوں کے ساتھ رکھا جائے۔ یہ لوگ بدحال، کمزور اور غریب تھے اور یہ اِس قدر بھوکے تھے کہ جنگل کی جھاڑیوں پر گزارا کرتے تھے۔ وہ دوسروں کے درمیان سے رگیدے ہوئے تھے، وہ خانہ بدوش تھے جنہیں ملک سے نکال دیا گیا تھا۔

۳۰: ۹–۱۵ اب معاشرے کا یہ ذلیل طبقہ ایوب سے نفرت کرتا ہے۔ اُن کی نفرت کے جملوں کو ملاحظہ فرمایئے، ”اَب مَیں اُن کا گیت بنا ہوں“، ”اُن کے لئے ضرب المثل ہوں“، ”وہ مجھ سے گھن کھاتے ہیں“، ”وہ میرے منہ پر تھوکتے ہیں،“ ”وہ میرے پاؤں کو ایک طرف سرکا دیتے ہیں“، وہ ”میرے راستہ کو بگاڑتے ہیں“ وغیرہ وغیرہ۔ ایوب کا وقار اور خوش حالی کلی طور پر ختم ہو گئی ہے۔

۳۰: ۱۶-۲۳ دُکھوں نے اُسے جکڑ لیا ہے، دُکھوں سے بدنما ہو گیا ہے، خاک اور راکھ کی مانند ہو گیا ہے اور وہ قریب الموت ہے۔ خدا اُس کی دعاؤں کا جواب نہیں دے گا۔ وہ بڑے بے رحم طریقہ سے اُس کی مخالفت کرتا ہے، اُسے اِدھر اُدھر پھینکتا ہے اور اُسے قتل کرنے والا ہے۔

۳۰: ۲۴-۳۱ یقیناً خدا ایسے شخص کو جس نے مرتے وقت اُس سے دُعا کی، قبر میں مزید دُکھ نہیں دے گا۔ ایوب نے دوسروں پر رحم کیا تھا، لیکن اُس پر رحم نہ کیا گیا۔ اُس کا بہت زیادہ دُکھ تنہائی اور رد کئے جانے سے مزید بڑھ گیا۔ اُس کی جسمانی اور جذباتی حالت بہت زیادہ خوف ناک ہے۔ ایوب ایسا راست باز شخص کیوں گیدڑوں کا بھائی اور شترمرغوں کا ساتھی ہو؟

۳۱: ۱-۱۲ ایوب بڑے وثوق سے کہتا ہے کہ اُس نے کسی کنواری کو بُری نظر سے نہیں دیکھا۔ وہ جانتا ہے کہ خدا دیکھتا اور ایسے گناہ کی سزا دیتا ہے۔ اُس نے فریب سے ایسا کوئی کام نہیں کیا، اور دیانت دارانہ تفتیش خدا کو اِس بات کے لئے قائل کر لے گی۔ وہ راستی کی راہ سے برگشتہ نہیں ہوا، ورنہ وہ کھیت کی پیداوار سے محروم ہو جانے کا مستحق ہوتا۔ اُس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کا لالچ نہیں کیا، ورنہ وہ اِس لائق ہوتا کہ اُس کی بیوی کسی دوسرے شخص کی ہو جاتی اور اُس کی جائیداد اور زندگی بھی برباد کر دی جاتیں۔

۳۱: ۱۳-۳۷ ایوب اپنے نوکروں سے مہربانی سے پیش آتا رہا۔ اُس نے غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی مالی طور پر مدد کی۔ وہ سونے کے لالچ سے آزاد رہا، وہ خفیہ طور پر بھی بت پرستی کی طرف مائل نہیں ہوا (مثلاً سورج اور چاند کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھ کو چومنا)، اُس نے اپنے دشمنوں سے حسد نہیں کیا، پوشیدگی میں کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوا، اُس نے سب کے ساتھ مہمان نوازی کی اور جائیداد کے کاروباری معاملات میں وہ دیانتدار رہا۔ اگر کسی کتاب میں اُس پر الزام لگائے جاتے تو وہ بڑے فخر سے اُسے اُٹھائے پھرتا اور اُسے تاج (عمامہ) کی طرح پہنتا۔

۳۱: ۳۸-۴۰ باب ۳۱ کے آخر میں ایوب کی باتیں تمام ہوئیں۔ سموئیل ریدات کے

مطابق ایوب کی یہ باتیں کافی نہیں ہیں:

> ایوب کی باتیں تب تمام ہوں گی جب وہ اُس عظیم ذات کی تعریف کے لئے تیار ہو گا جو واحد اِس تعریف کا مستحق ہے۔

۳۔ الیہو کی مداخلت (ابواب ۳۲-۳۷)

الف۔ الیہو کی تقریر، ایوب کے تینوں دوستوں کے سامنے (باب ۳۲)

۳۲: ۱-۶ یہاں پر ایوب اور اُس کے تینوں دوستوں کے درمیان گفتگو کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اِس سے قبل دیکھا ہے، یہاں پر ضوفر کی باری تھی، لیکن کسی وجہ سے اُس نے بات نہیں کی۔

الیہو بن براکیل بوزی ایک نوجوان، ایوب اور اُس کے تینوں دوستوں کے درمیان گرما گرم بحث سن رہا تھا۔ بائبل کے بعض ایک مفسر اِس میں ہمارے درمیانی مسیح کی تصویر دیکھتے ہیں۔ وہ اُن کے مطابق خدا اور لوگوں کے مابین درمیانی ہے، ایک ایسا درمیانی جو خداوند یسوع کے منظر پر آنے کے لئے راہ تیار کر رہا تھا۔

دیگر مفسرین اُس کے بارے میں اِس قدر تعریفی رائے نہیں رکھتے بلکہ اُسے ایک نئے نئے خود پسند اور متکبر نواب کی صورت میں دیکھتے ہیں۔

بہرکیف الیہو (اِس نام کا مطلب ہے میرا خدا وہ یعنی خدا ہے) کا غصہ ایوب پر بھڑکا کہ اُس نے خدا کی نسبت اپنے آپ کو راست باز ٹھہرایا۔ وہ اُس کے تینوں دوستوں سے بھی خفا تھا کہ وہ ایوب کو تسلی بخش جواب دینے سے قاصر رہے۔ اگلی آیات میں وہ بحث کے ۲۹ ابواب کا خلاصہ پیش کرتا ہے۔

۳۲: ۷-۲۲ اُن کی عمر کا احترام کرتے ہوئے وہ خاموش رہا اور بڑے غور سے اُن کی باتوں کو سنتا رہا تھا، لیکن اب وہ مزید ضبط نہیں کر سکا۔

وہ کہتا ہے کہ عمر رسیدہ لوگ ہمیشہ ہی عقل مند نہیں ہوتے، بلکہ خدا اُس جیسے نوجوان کو بھی بصیرت عطا کر سکتا ہے۔ وہ ایوب پر تنقید کرنے والوں پر الزام لگاتا ہے کہ اُنہوں نے قائل کرنے والے دلائل نہیں دیئے۔ اُن کی ناکامی کے باعث وہ بات کرنے

پر مجبور ہوا اور وہ طرف داری اور خوشامد کے بغیر بات کرے گا۔

ب۔ الیہو کی ایوب کے لئے تقریر (باب ۳۳)

۳۳:۱-۷ الیہو لفظ ”ذرا“ استعمال کرتے ہوئے ایوب کو متوجہ کرتا ہے کیونکہ وہ خلوص اور سچائی کی باتیں کرنے والا ہے۔ ایوب کو اِس موقع کی خواہش تھی کہ وہ خدا کے سامنے اپنے آپ کو بری ثابت کر سکے۔ اب الیہو جو کہ اُس کی مانند مٹی سے بنا ہے، خدا کے سامنے ایوب کے ترجمان کی حیثیت سے کھڑا ہے اور اگر ایوب چاہے تو الٰہی غضب کے خوف کے بغیر اپنا دفاع کر سکتا ہے۔

۳۳:۸-۱۸ الیہو، ایوب کو اُس کے اُس انداز کے لئے ملامت کرتا ہے جس سے اُس نے اپنے آپ کو کلی طور پر بے گناہ ٹھہرایا اور ناروا سلوک کے لئے خدا کو موردِ الزام ٹھہرایا۔ خدا انسان سے بڑا ہے اور وہ انسان کے ساتھ اپنے سلوک کے لئے جواب دہ نہیں ہے۔ تاہم خدا لوگوں کو بُرائی، غرور اور پُرتشدد موت سے بچانے کے لئے اُن سے خوابوں اور شبینہ رویتوں کے ذریعے ہم کلام ہوتا ہے۔

۳۳:۱۹-۳۰ خدا درد اور سخت بیماری کے ذریعے بھی ہم کلام ہوتا ہے، جب انسانی جان لذیذ کھانے سے بھی نفرت کرنے لگتی ہے۔ اگر کوئی پیغام رساں یا درمیانی خدا کی راست بازی کی راہوں کی وضاحت کرے (اور ساتھ ہی مصیبت زدہ ایمان سے جواب دے)، تو خدا اُسے پسندیدہ فدیہ کی بنا پر پاتال میں جانے سے بچا لے گا۔ الیہو یہ وضاحت نہیں کرتا کہ فدیہ سے اُس کا کیا مطلب ہے، لیکن ہم اِس کا اُس کے ساتھ تعلق قائم کرنے میں حق بجانب ہیں ”جس نے اپنے آپ کو سب کے فدیہ میں دے دیا“ (۱۔تیم ۲:۶)۔ الیہو کہتا ہے کہ جب کوئی شخص خدا کی آواز کا جواب دیتا ہے، تو اُسے جسمانی صحت اور روحانی بھلائی کے لئے بحال کر دیا جاتا ہے۔ جو اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے وہ روحانی اور جسمانی موت سے مخلصی حاصل کرتا ہے۔

۳۳:۳۱-۳۳ اگر ایوب بولنا چاہتا ہے تو اُسے بولنا چاہئے۔ اور اگر وہ نہیں بولنا چاہتا تو خاموش ہو کر بڑے دھیان سے دانائی کی وہ باتیں سنے جو الیہو اُسے سکھائے گا۔

ج۔ الیہو کی دوسری تقریر، ایوب کے تینوں دوستوں کے سامنے (باب ۳۴)

۳۴:۱-۱۵ اِس کے بعد الیہو تینوں دوستوں سے کہتا ہے کہ جیسے وہ کھانے کو چکھتے ہیں، ویسے اُس کی باتوں کو بھی پرکھیں۔ وہ ایوب کے دعوے کا اقتباس پیش کرتا ہے کہ خدا نے اُس جیسے راست باز شخص کو مصیبت میں ڈال کر ناانصافی سے کام لیا ہے اور خدا کو خوش کرنے کے لئے پاک باز ہونے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تب الیہو وثوق سے کہتا ہے کہ خدا کبھی بھی ناانصافی نہیں کرتا، اگر وہ اپنے دم کو واپس لے لے تو اُس کی مخلوق فنا ہو جائے گی۔

۳۴:۱۶-۳۰ اگر وہ یہ مناسب خیال نہیں کرتا کہ کسی بادشاہ یا شریف آدمی سے کہے کہ وہ رذیل (کمینہ) اور شریر ہے تو یہ کس قدر بعید از قیاس ہے کہ وہ کائنات کے مطلق العنان حکمران کو موردِ الزام ٹھہرائے جو کہ کلی طور پر غیر جانبدار ہے۔ کوئی بدی بھی خدا سے چھپی ہوئی نہیں۔ وہ بدی کی سزا دیتا اور مظلوموں کو رہائی دیتا ہے۔

۳۴:۳۱-۳۷ اِس کے بعد الیہو، بظاہر ایوب کو صلاح دیتا ہے کہ وہ اپنے گناہ کا اقرار کرے اور اُسے ترک کرے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے اِس کے لئے خدا سے تقاضا کرنا بند کر دے۔ ایوب جہالت سے باتیں کرتا رہا، بُری گفتگو کرتا رہا اور اُس کے منہ سے بغاوت اور گناہ کا اخراج ہوتا رہا اور اُس نے خدا کے خلاف بہت سی باتیں کہیں۔

د۔ الیہو کی دوسری تقریر، ایوب کے سامنے (ابواب ۳۵-۳۷)

۳۵:۱-۸ تب الیہو ایوب کو ملامت کرتا ہے کہ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اُس کی صداقت خدا کی صداقت کی نسبت زیادہ ہے اور کہ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ صداقت کا کوئی فائدہ نہیں۔ انسان کا گناہ قادرِ مطلق خدا تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑتا اور نہ اُس کی صداقت ہی سے خدا کو کچھ فائدہ ہے۔

۳۵:۹-۱۶ متکبر استیصال کرنے والے مصیبت میں چلاّتے ہیں، لیکن وہ اُس خدا کو

نہیں مانتے جس نے اُنہیں جانوروں اور پرندوں سے بڑھ کر حکمت دی، اِس لئے اُن کی دعاؤں کا جواب نہیں ملتا۔ اگرچہ ہم خدا کو نہیں دیکھتے، لیکن وہ ہمیں دیکھتا ہے اور ہمیں اُس پر تکیہ کرنا چاہئے اور کسی طرح کی گستاخی نہ کریں۔

۳۶: ۱-۱۲ الیہو اپنی چوتھی تقریر میں دعویٰ کرتا ہے کہ وہ گہری سچائیوں کی بنا پر خدا کے انصاف کا دفاع اور دکھ کی وضاحت کرے گا۔ خدا شریر، مظلوم اور صادق کا پورا انصاف کرتا ہے (آیات ۷-۹)، خواہ وہ تخت پر بادشاہ ہوں، خواہ وہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے قیدی ہوں۔ اگر صادقوں نے نافرمانی کی ہو تو وہ اُن کو اُن کی بدی کے لئے قائل کر کے توبہ کی طرف مائل کرتا ہے۔ اگر وہ اُس کا حکم مان کر اُس کی عبادت کریں تو وہ اُنہیں ترقی اور خوش حالی بخشے گا۔ اور اگر وہ توبہ نہیں کرتے تو وہ خدا کے علم سے محروم رہ کر تلوار سے ہلاک ہو جائیں گے۔

۳۶: ۱۳-۲۱ اگر ایوب تائب دل اور خاکسار ہوتا، تو خدا اُسے اِس شدید دُکھ سے آزاد کر دیتا۔ لیکن چونکہ وہ سرکش اور اپنی راست بازی پر تکیہ کرتا تھا، اِس لئے وہ ریاکاروں کی سی سزا میں گرفتار ہے۔ الیہو اُس کو خبردار کرتا ہے کہ اگر اُس کا رویہ ایسا ہی رہا تو اُس کا ایسا بُرا حشر ہو گا کہ بہت بڑا فدیہ بھی اُسے رہائی نہیں دلا سکے گا۔ (آیت ۱۸ ہر دَور کے گناہ گاروں کو خبردار کرنے کے لئے بہت موزوں ہے)۔

۳۶: ۲۲-۳۳۔ چونکہ خدا حکیمِ کُل ہے، اِس لئے ایوب کو اُس کی بڑائی کرنا چاہئے۔ بارش، بادلوں، رعد اور بادلوں کی گرج پر اُس کے اختیار میں اُس کی قدرت نظر آتی ہے۔ ہم اُس کی پروردگاری کی کارکردگی کی وسعت کو پورے طور پر سمجھنے سے قاصر ہیں، لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کو قبل از وقت اپنے فضل سے آگاہ کرتا ہے۔ بہت عرصہ پہلے Andreae نے لکھا:

> وہ طوفان جو ایک طرف تو ملکوں پر تباہی اور سزا کے لئے بھیجا جاتا ہے دوسری طرف وہی اُنہیں پھل دار بنانے کے لئے کثرت سے برکت دینے کا باعث بنتا ہے۔ چنانچہ خدا کی سخت سے سخت سزا کو بھی ایسا منبع سمجھنا چاہئے جس میں سے الٰہی فضل بہتا ہے۔

۳۷: ۱-۱۳ الیہو، کائنات کے مختلف شعبوں سے خدا کی حکمت، قدرت، حشمت اور جلالی شان کو ثابت کرتا ہے۔ وہ موسلا دھار بارش، بگولے، برف، ہلکی بارش، سردی، شمالی ہواؤں، دلدار اور بجلی والے بادلوں، رعد اور دھوپ کو بڑی خوبصورتی سے پیش کرتا ہے۔

۳۷: ۱۴-۲۳ الیہو براہِ راست اپیل سے اپنی بات کو ختم کرتا ہے، "اے ایوب اِس کو سن لے۔ چپ چاپ کھڑا رہ اور خدا کے حیرت انگیز کاموں پر غور کر۔" وہ ایوب کو کائنات کے علم کے بارے میں چیلنج کرتا ہے۔ بادلوں کا کیسے توازن قائم رہتا ہے۔ جنوبی ہوا چلنے سے اُسے کیوں گرمی لگتی ہے۔ یہ کائنات کے بارے میں ایسے سوالات ہیں جو خدا خود کتاب کے اگلے حصہ میں ایوب سے کرے گا۔ اِس قدر عظیم قدرت کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم خداوند سے ڈریں اور اپنے آپ کو اُس کے ڈسپلن کے حوالے کر دیں، نہ کہ ایوب کی طرح تنقید کرنے لگیں کہ اُس کا رویہ درست نہیں۔

۳۷: ۲۴ الیہو کی آخری آیت کا ایوب پر اطلاق ہوتا ہے اور سارے معاملے کا ایک جامع نتیجہ ہے۔ آیت ۲۴ کی پہلی سطر کو سمجھنا آسان ہے، لیکن دوسری سطر مشکل ہے۔ فرانسس اینڈرسن کے مطابق دوسری سطر کا ترجمہ یوں بھی ہو سکتا ہے:

> اِسی لئے لوگ اُس سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً سب دانا لوگ اُس سے ڈرتے ہیں۔

۴۔ خداوند کا مکاشفہ (۳۸: ۱-۴۲: ۶)

الف۔ خدا کا ایوب کو پہلا چیلنج (۳۸: ۱-۴۰: ۲)

(ا) تعارف (۳۸: ۱-۳)

خداوند اب خود بگولے میں سے ایوب کو جواب دیتا ہے۔ عہدِ عتیق میں کئی دفعہ خدا کا ظہور اِسی طرح ہوا ہے۔ گذشتہ ابواب میں باتوں کے تکرار کے بعد خدا کے یہ الفاظ بہت پُرسکون ہیں۔ ایوب نادانی کی باتوں سے مصلحت پر پردہ ڈالتا رہا یعنی وہ حماقت سے خدا کے انصاف کے بارے میں سوال کرتا رہا۔ اب خداوند سوال کرے گا اور ایوب کی باری ہے کہ وہ جواب دینے کے لئے تیار رہے۔

اِن سوالوں میں خدا دُکھوں کے بھید کی تفصیلی تشریح نہیں کرتا بلکہ وہ کائنات میں سے اپنی عظمت، جلال، حکمت اور قدرت کی جھلکیاں پیش کرتا ہے۔ درحقیقت وہ یہ کہہ رہا ہے کہ ''اِس سے پیشتر کہ تُو میری راہوں پر تنقید کرے، کیا تُو کائنات کا میری طرح احسن طریقے سے نظام چلا سکتا ہے؟'' اِس سے ایوب پر صرف یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ وہ کس قدر جاہل، نااہل اور محدود ہے۔

ریدات (Ridout) خداوند کی آواز کو یوں بیان کرتا ہے:

> اب ہم انسانی عقل کو مزید ٹامک ٹوئیاں مارتے ہوئے نہیں دیکھتے، جیسا کہ دوستوں کی تقریروں سے مترشح ہوتا ہے، اور نہ مجروح اعتقاد کی چیخ پکار کو ہی سنتے ہیں جیسا کہ ایوب کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے اور نہ الیہو کی سنجیدہ اور واضح زبان کو ہی سنتے ہیں۔ بلکہ ہم یہوواہ کی حضوری میں ہیں، جو ہم سے ہم کلام ہوتا ہے۔

جب ہم خداوند کے سوالوں کو سنتے ہیں تو ہم متواتر اِس شک سے دوچار رہتے ہیں کہ شاید اِن سوالات کے گہرے روحانی معانی ہوں، حتیٰ کہ سوالوں کی ترتیب بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

شاید بعض لوگ نہایت تکبر سے کہیں کہ ہم جدید سائنس کے ذریعے اِن میں سے اکثر سوالوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ جواب میں بارن الیگزینڈر ہمبالٹ تسلیم کرتا ہے کہ:

> جن سوالوں کا ایوب جواب نہ دے سکا، ابھی تک سائنس دان بھی اُن کا جواب نہیں دے سکے۔ گو سائنس دان ثانوی وجوہات کے بارے میں بڑے عقل مند ہیں، لیکن اوّل وجہ کے بارے میں وہ خاموش ہیں۔ وہ اِس بڑی وجہ تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ وہ یہ وجہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) بے جان تخلیق کے عجائب سے چیلنج (۳۸:۴-۳۸)

۳۸:۴-۷ نہایت ہی خوبصورت شاعرانہ الفاظ میں خدا کائنات کی تخلیق کا ذکر کرتا ہے، یعنی جب اُس نے زمین کی بنیاد رکھی۔ وہ اِس کے ناپ، سوت اور بنیاد (وہ اِسے خلا میں لٹکاتا ہے) اور فرشتوں کے خوشی منانے کے بارے میں بات کرتا ہے۔ تب وہ سوال کرتا

ہے کہ جب یہ سب کچھ ہوا تُو کہاں تھا؟

۳۸: ۸-۱۱ نظامِ کائنات سے جغرافیہ اور سمندر کے بارے میں بات کرتے ہوئے وہ بیان کرتا ہے کہ اُس نے کس طرح سمندر کو اُس کی حدوں کا پابند رکھا ہے اور اُسے مزید آگے بڑھنے سے روک دیا، بادل کو اُس کا لباس پہنایا، گویا کہ وہ بچہ ہے اور گہری تاریکی کو اُس کے لپیٹنے کا کپڑا پہنایا۔

۳۸: ۱۲-۱۸ اِس کے بعد وہ بڑی وضاحت سے ہر صبح اپنی حکمرانی کی تصویر کشی کرتا ہے۔ صبحِ صادق کی روشنی آسمانوں پر ظاہر ہوتی ہے اور جہاں جہاں یہ روشنی پڑتی ہے منور کرتی جاتی ہے اور رات کے اندھیروں میں محرک شریروں کو بے نقاب کرتی ہے، گویا اُنہیں جھنجھوڑتی ہے۔ وہ زمین کی سطح کے ناک نقشہ کو ظاہر کرتی ہے۔ نتیجے میں وہ مُہر کے نیچے چکنی مٹی کی مانند نظر آتی ہے۔ یہ روشنی خشکی کے مناظر کو ایسے ظاہر کرتی ہے گویا کہ یہ خوبصورت لباس ہوں۔ شریر تاریکی کو روشنی پر ترجیح دیتے ہیں اور یہ اُن سے روک لی جاتی ہے اور اُن کی سازشوں کو ناکام بنا دیا جاتا ہے۔ خدا ایوب کو چیلنج کرتا ہے کہ اُسے بتائے کہ وہ سمندر کی گہرائی، موت کی دُنیا اور زمین کی چوڑائی کے بارے میں کیا کچھ جانتا ہے۔

۳۸: ۱۹-۲۴ خدا اب ایوب سے روشنی کی ماہیت اور منبع کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ سورج اِس کا تسلی بخش جواب نہیں تھا کیونکہ سورج کو اُس کے مقام پر رکھنے (پیدائش ۱: ۱۶) سے قبل روشنی تھی (پیدائش ۱: ۳)۔ کیا ایوب کی اتنی عمر تھی کہ وہ اِس کا جواب دے سکے؟ اور وہ برف اور اولوں کے بارے میں کیا جانتا تھا، جسے خدا کبھی کبھار مصیبتوں اور جنگ کے ایام میں استعمال کرتا ہے؟ روشنی اور مشرقی ہوا جو ایک جگہ سے آتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، کیسے ساری زمین کی سطح پر پھیل جاتی ہیں؟

۳۸: ۲۵-۳۰ اِس کے بعد موسم کے بارے میں ایوب سے سوالات پوچھے گئے کہ بارش اور گرج کا کیا سبب ہے، ریگستان میں بارش کیسے برستی ہے اور اُس میں کس قدر روئیدگی پیدا کرتی ہے۔ بارش، اوس، برف اور پالے کا منبع کیا ہے؟ پانی کیسے جم کر پتھر کی مانند بن جاتا ہے اور کیسے گہراؤ کی سطح جم جاتی ہے؟

۳۸: ۳۱-۳۳ اِنسان ستاروں کے مقابلے میں کس قدر غیر اہم ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایوب سے سوال کرتا ہے کہ کیا وہ اِس قدر لائق ہے کہ ستاروں یا ستاروں کے جھرمٹ کو اپنے قابو میں رکھ سکے، یا اُنہیں اُن کے محور میں قائم رکھ سکے، یا زمین پر اُن کے اثرات کا تعین کر سکے۔

دورِ حاضر کے انسان کے کائنات پر سائنس کے ذریعے قبضہ کے سلسلے میں سپرجن کے آیت ۳۱ پر مبنی تاثرات، کافی حد تک صحت مند توازن کے حامل ہیں:

> ''کیا تُو عقدِ ثریا کو باندھ سکتا یا جبار کے بندھن کو کھول سکتا ہے؟'' اگر ہم اپنی صلاحیتوں پر فخر کرنے کی کوشش کریں تو کائنات کا جاہ و جلال بہت جلد ہم پر واضح کر دے گا کہ ہم کس قدر پست قامت ہیں۔ ہم چھوٹے سے چھوٹے ستارے کو ہلا نہیں سکتے اور صبح کی روشنی کی ایک کرن کو بھی نہیں بجھا سکتے۔ ہم قوت کی بات کرتے ہیں، لیکن آسمان ہمارا تمسخر اُڑاتا ہے۔ جب عقدِ ثریا موسم بہار میں بہاریہ خوشی سے چمکتا ہے، تو ہم اُس کے اثرات کو روک نہیں سکتے اور جبار جب بلندی سے حکمرانی کرتا ہے اور سال موسم سرما کی زنجیروں میں بندھا ہوتا ہے تو ہم سردی کے بندھنوں کو ڈھیلا نہیں کر سکتے۔ موسم خدا کے انتظام کے مطابق بدلتے ہیں اور پوری نسلِ انسانی اِس میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی۔ اے خداوند! انسان کیا ہے؟''

۳۸: ۳۴-۳۸ صاف ظاہر ہے کہ جو شخص خدا کی حکمت اور قدرت کے بارے میں سوال کر سکتا ہے، اُسے اِس قابل ہونا چاہئے کہ وہ پکارے اور بادلوں سے بارش برسنے لگے اور بجلی کو حکم دے اور وہ روانہ ہو جائے۔ کیا ایوب خدا کو بتا سکتا ہے کہ ذہن کیسے کام کرتا ہے اور اِن سب باتوں میں انسان کو حکمت اور فہم کیسے حاصل ہوتا ہے؟ کسی شخص میں اِس قدر حکمت نہیں ہے کہ وہ بادلوں کو شمار کر سکے، چہ جائیکہ وہ بتا سکے کہ وہ نمی کے کتنے قطروں پر مشتمل ہے۔ اور کوئی شخص اپنی مرضی سے اُس وقت کا تعین نہیں کر سکتا کہ کب اِس زمین پر بارش ہو گی جس میں خشکی کی وجہ سے ڈھیلے اور تودے بن گئے ہیں۔

(۳) جاندار تخلیق کے عجائب سے چیلنج (۳۸: ۳۹-۴۰: ۲)

۳۸: ۳۹-۴۱ اب خدا بے جان تخلیق سے جاندار تخلیق کی طرف آتا ہے۔ متواتر سوالات کے ذریعے وہ ایوب کو اپنی پروردگاری کے بارے میں یاد دلاتا ہے کہ وہ کیسے اپنی مٹھی کو کھولتا اور ماندوں اور گھاتوں میں شیروں اور بے سرو سامان کوؤں اور اُن کے بچوں کو خوراک دیتا ہے۔

۳۹: ۱-۸ ایوب کو یاد دلایا جاتا ہے کہ پہاڑی بکریوں اور ہرنیوں کے حمل، اُن کی بچے پیدا کرنے کی عادات اور جبلت کو خدا کے علاوہ اَور کوئی نہیں جانتا۔ جنگلی گدھا (گورخر) لگام، شہری زندگی اور غلامی کو پسند نہیں کرتا، بلکہ ریگستانوں اور پہاڑوں میں ہریالی کی تلاش کے لئے پھرتا ہے۔

۳۹: ۹-۱۸ جنگلی سانڈ بھی ہل چلانے اور بار برداری کی خدمت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ شترمرغ کے بارے میں کیا کہیں گے جس کے پَر بہت بڑے بڑے ہیں؟ کئی طرح سے مادہ کے کام حماقت کے کام ہوتے ہیں اور وہ ایسی جگہ میں انڈے دیتی ہے جہاں وہ غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کے ساتھ بڑی سخت دلی سے پیش آتی ہے۔ تاہم وہ دوڑ میں گھوڑے اور اُس کے سوار سے آگے نکل جاتی ہے۔

۳۹: ۱۹-۲۵ اِس کے بعد خدا ایوب سے سوال کرتا ہے کہ آیا اُس نے جنگ کے گھوڑے کو قوت دی یا اُس کی گردن کو لہراتی ایال سے ملبس کیا؟ یہ شہ زور اور نڈر جانور بڑی تندی سے فاصلوں کو طے کرتا ہے۔ یہ مغرور جانور بڑی خوشی سے جنگ میں جاتا ہے بلکہ للکار، نرسنگے، چمکتی ہوئی سانگ اور بھالے کی کچھ پروا نہیں کرتا۔

۳۹: ۲۶-۳۰ کیا ایوب نے باز کو حکمت دی کہ وہ جنوب کی طرف سفر کرے؟ کیا اُس نے عقاب کو اُڑنا، پہاڑ کی چوٹی پر گھونسلا بنانا اور دُور سے شکار کو تاڑ لینا سکھایا؟ کیا اُس نے باز کو سکھایا کہ وہ کس طرح اپنے بچوں کو خوراک تلاش کرنے کی تربیت دے؟

۴۰: ۱-۲ پھر خدا ایوب کو ملامت کرتا ہے کہ اُس نے خدا میں غلطیاں تلاش کر کے گستاخی

کی ہے۔ اگر وہ اِس قدر دانش مند اور زور آور ہے، تو اُسے سوالوں کی اُس فہرست کا ضرور جواب دینا چاہئے جو اُس نے ابھی ابھی سنی ہے۔

ب۔ ایوب کا جواب (۴۰:۳-۵)

خدا ایوب سے پوچھتا ہے کہ اُسے کیا حق حاصل ہے کہ وہ پروردگاری کے حوالے سے اپنے خدا کو سکھائے یا اُسے ملامت کرے، جبکہ اُسے قدرتی تخلیق کے بارے میں بہت کم علم ہے۔ اِس سے ایوب اپنے اصلی مقام کو پہچانتا اور کہتا ہے، ”دیکھ! مَیں ناچیز ہوں۔ مَیں تجھے کیا جواب دوں؟ مَیں اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھتا ہوں۔“ خدا کے وسیع تر علم سے مرعوب ہو کر وہ فیصلہ کرتا ہے کہ وہ کچھ نہیں کہے گا۔

ج۔ خدا کا ایوب کو دوسرا چیلنج (۴۰:۶ - ۴۱:۳۴)

(۱) ایوب کو مرد کی طرح جواب دینے کے لئے چیلنج (۴۰:۶-۱۴)

چونکہ ایوب کے جواب میں توبہ کی کمی تھی، اِس لئے خدا بگولے میں سے اُس کے ساتھ بحث کو جاری رکھتا ہے۔ خدا ایوب کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ مرد کی طرح بات کرے، کیونکہ اُس نے خدا پر ناانصافی کا الزام لگایا تھا اور اُسے موردِ الزام ٹھہرا کر اپنے آپ کو راست باز ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کیا وہ قادرِ مطلق بن کر اور اُس کی سی آواز سے گرج کر الوہیت کا کردار ادا کر سکتا ہے؟ کیا وہ خدا کی سی حشمت، جلال اور خوبصورتی سے ملبس ہو کر تخت نشین ہو سکتا ہے؟ کیا وہ مجرم پر اپنا غضب نازل کر سکتا ہے؟ کیا وہ متکبر کو خاکسار بنا سکتا ہے؟ اگر وہ یہ سب کام کر سکے تو خدا تسلیم کرے گا کہ اُس میں اپنے آپ کو مخلصی دینے کی قوت ہے۔

(۲) ایوب کو چیلنج کیا گیا کہ وہ ہپوپوٹیمس پر غور کرے (۴۰:۱۵-۲۴)

اِس کے بعد ایوب کو خدا چیلنج کرتا ہے کہ وہ ہپوپوٹیمس (بہیموتھ) پر غور کرے جس کو اُس نے ایوب کے ساتھ بنایا۔ بعض مفسرین کا یہ نظریہ رد ہو جاتا ہے کہ ہپوپوٹیمس اور لویاتان قدیم زمانہ میں فرضی داستانوں میں مذکور جانور تھے۔ جس مخلوق کا وجود ہی نہیں

ہے اُسے کس طرح چیلنج کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے؟ لفظ بہیموتھ، مویشی کے لئے عبرانی لفظ ''بہیماہ'' کی جمع ہے۔ میریڈتھ کلائن وضاحت کرتا ہے کہ لفظ بہیموتھ کا مطلب ''سب سے اعلیٰ قسم'' کا جانور ہو سکتا ہے۔

خدا بہیموتھ (ہپوپوٹیمس) کو جانوروں کی دُنیا میں اپنی خاص صنعت کہہ کر پکارتا ہے۔ گو ہم وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کون سا جانور تھا، لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ یہ چرندہ، جل تھلیا اور بہت زیادہ طاقتور جانور ہے۔ یہ سایہ دار اور دلدلی جگہ میں رہتا ہے اور اِسے آسانی سے ڈرایا نہیں جا سکتا۔ اِس سے یہ سبق سکھایا گیا ہے کہ اگر ایوب اِس زور آور جانور کو قابو میں نہیں لا سکتا، تو وہ کائنات کو کیسے قابو میں لائے گا؟

بہیموتھ کو اُردو میں ہپوپوٹیمس کہا گیا ہے۔ لیکن کسی صورت میں بھی ہپوپوٹیمس کو خدا کی خاص صنعت نہیں کہا جا سکتا۔ ہاتھی یا کوئی اِس سے بڑا جانور اِس صنعت کے معیار پر پورا اُتر سکے تو اُتر سکے، لیکن یہ ہپو نہیں ہو سکتا۔ جب بچے چڑیا گھر جاتے ہیں تو وہ ہپو کی موٹی اور چھوٹی دُم کو دیکھ کر خوشی سے چلاتے ہیں۔ بے شک اُس کی دُم دیودار کی طرح نہیں ہوتی۔

بعض ایک مسیحی سائنس دان اب اِس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ بہیموتھ ایک ایسا جانور ہے جو اب ناپید ہو چکا ہے۔ شاید یہ ڈائنوسار جیسا رینگنے والا کوئی جاندار ہو۔

(۳) ایوب کو چیلنج کیا گیا کہ وہ لویاتان پر غور کرے (باب ۴۱)

خدا نے ایوب کی شکایات کا براہِ راست جواب نہیں دیا بلکہ اُس نے اُس سے یہ کہا، ''تجھے اُس ہستی کی قدرت، محبت اور حکمت پر بھروسا کرنا چاہئے جو اِس قدر عظیم، اعلیٰ اور جلالی ہے۔''

۴۱: ۱-۹ ایک اَور عظیم الجثہ اور جل تھلیا مخلوق لویاتان ہے اور یہ خدا کی مخلوق میں منفرد ہے۔ کیا ایوب اُسے قابو میں لا سکتا ہے؟ خدا جاننا چاہتا ہے۔ ''تُو اپنا ہاتھ اُس پر دھرے تو لڑائی کو یاد رکھے گا اور پھر ایسا نہ کرے گا'' (آیت ۸)۔ قدیم کنعانی ادب میں لویاتان سات سروں والا اژدہا تھا۔ لیکن اینڈرسن اِس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اِس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ لویاتان ابھی تک اِس نظم میں ایک تصوراتی و داستانی دیو پیکر مخلوق ہے۔

یہاں خدا ایوب کو واضح طور پر چیلنج کرتا ہے کہ وہ ایک حقیقی مخلوق پر غور کرے، گو

آج کل ہم صحیح طور پر نہیں جانتے کہ یہ کون سا جانور تھا۔ عین ممکن ہے کہ یہ دریائے نیل کا مگرمچھ ہو۔ اِس بیان کے کئی حصے اِس رینگنے والے جاندار کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔

بہیموتھ بنیادی طور پر خشکی کا جانور ہے جبکہ لویاتان پانی کا جانور ہے۔ انسان اُسے ترسولوں اور کُنڈی سے نہیں پکڑ سکتا۔ انسان اُسے پالتو جانور نہیں بنا سکتا اور نہ اُسے ضیافت کے کھانوں میں ہی پیش کیا جا سکتا ہے۔ اِس جانور کے جسم پر بھالے اور ترسول اثر انداز نہیں ہو سکتے اور وہ چھیڑ چھاڑ کو پسند نہیں کرتا۔

۴۱: ۱۰ تا ۱۱ خدا اِس جاندار کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے رُک جاتا ہے اور ایک برمحل سوال کرتا ہے۔ اگر انسان محض ایک مخلوق سے اِس قدر خائف ہے تو اِس سے کہیں زیادہ اُسے اُس سے خائف ہونا چاہئے جس نے مخلوق کو پیدا کیا، جو ابدی ہے، جو کسی کا مرہونِ منت نہیں اور جو سب کا مالک اور خالق ہے۔ کلائن یوں تفسیر کرتا ہے:

> یہ اِس متن کا نقطۂ عروج ہے: ایوب کو پہچاننا چاہئے کہ چونکہ وہ اپنی طرح کی مخلوق پر غالب نہیں آ سکتا، اِس لئے اُسے خالق کے تخت کے سامنے آنے کی خواہش کی حماقت نہیں کرنا چاہئے۔

۴۱: ۱۲-۳۴ لویاتان کی طرف واپس آتے ہیں۔ اُس کا ڈیل ڈول بڑا ہے اور وہ بہت زیادہ طاقتور ہے۔ اُس کا چمڑا بہت سخت ہے جو اُس کی خوب حفاظت کرتا ہے۔ اُسے نکیل نہیں ڈالی جا سکتی۔ اُس کا منہ اور دانت دہشت ناک ہیں۔ اُس کی کھال اور گوشت کی آپس میں جُڑی ہوئی تہیں اُس کے لئے زرہ بکتر کا کام دیتی ہیں۔ شاعرانہ اصطلاحات میں خدا اُس کے چھینکنے، آنکھوں، منہ اور نتھنوں کو یوں بیان کرتا ہے کہ جب وہ اُٹھتا ہے تو نہایت خوف ناک منظر ہوتا ہے۔ لویاتان بہت زور آور ہے اور اُس کے گوشت کی تہیں آپس میں جُڑی ہوئی ہیں۔ وہ بہت نڈر ہے اور جب وہ کھڑا ہوتا ہے تو زور آوروں کے دل بھی دہل جاتے ہیں۔ جب وہ کیچڑ میں رینگتا ہے تو چمکیلی لکیر چھوڑ جاتا ہے، گویا کہ اُس کے نیچے ٹوٹا ہوا شیشہ ہو۔ جب وہ پانی کو مارتا ہے تو ایسے لگتا ہے جیسے برتن میں پانی اُبلتا ہو۔ یہ تسلیم کرنا مشکل ہے کہ بڑے سے بڑا مگرمچھ ”مغروروں کا بادشاہ“ کہلا سکے۔

جنگلی جانوروں کے بیان اور اِن ابواب میں ممکنہ طور پر ڈائنو سار خدا کے جلال،

قوت اور حشمت کو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اُس کی تخلیق ہیں اور وہ ازادتاً اُنہیں اپنی قوت اور حشمت کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ چنانچہ یہ حیران کن امر نہیں ہے کہ وہ بے ضرر جانداروں مثلاً ہرن اور کوے سے آغاز کرتا ہے اور رفتہ رفتہ حجم میں اضافہ کرتے ہوئے سب سے بڑی مخلوق کا ذکر کرتا ہے یعنی زمین پر بہیموتھ اور سمندر میں دہشت ناک لویاتان یعنی جانداروں کا بادشاہ۔

د۔ ایوب کا عاجزانہ جواب (۴۲: ۱-۶)

ایوب اب مغلوب ہو کر تسلیم کرتا ہے کہ خدا قادرِ مطلق ہے۔ وہ اقرار کرتا ہے کہ اُس نے اپنے ہونٹوں سے غلط باتیں کی ہیں۔ اب اُس نے خداوند کو نہ صرف سن لیا ہے بلکہ اُس کی آنکھوں نے اُسے دیکھ بھی لیا ہے۔ وہ اپنے آپ سے نفرت کرتا اور خاک اور راکھ میں توبہ کرتا ہے۔ گو اُس نے خدا کو بظاہر اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا، لیکن اُسے اُس کی حکمت، قدرت، پروردگاری اور قادرِ مطلق ہونے کا واضح مکاشفہ ہوا اور یہ عظیم خدا کو دیکھنے کے مترادف ہے۔

ایوب ۱:۱ میں ایوب کو ”کامل“ کہا گیا ہے، لیکن کتاب کے آخر میں وہ اپنے آپ سے نفرت کرتا ہے۔ ہر زمانہ میں یہ خداوند تعالیٰ کے پسندیدہ مقدسین کا تجربہ رہا ہے۔ ڈی۔ ایل۔ موڈی لکھتا ہے کہ جس قدر کوئی شخص فضل میں ترقی کرتا ہے، اُسی قدر وہ اپنے آپ کو اپنی نگاہوں میں کمتر دکھائی دیتا ہے۔

۵۔ اختتامیہ: ایوب کی فتح (۴۲: ۷-۱۷)

الف۔ ایوب کے دوستوں کی ملامت اور بحالی (۴۲: ۷-۹)

خداوند الیفز اور اُس کے دونوں دوستوں کو ملامت کرتا ہے کیونکہ اُنہوں نے اُس (خدا) کی غلط نمائندگی کی۔ وہ یہ اصرار کرتے رہے کہ تمام دُکھ گناہ کی سزا ہیں۔ لیکن ایوب کے معاملہ میں یہ درست نہ تھا۔ چنانچہ اُنہیں سوختنی قربانیاں گزرانی پڑیں (سات بیل اور سات مینڈھے)۔ ایوب نے اپنے دوستوں کے لئے دعا کرتے ہوئے درمیانی کا کردار ادا کیا۔ نتیجے میں اُن پر سے سزا ٹل گئی اور ایوب کو قبول کر لیا گیا۔

ب۔ ایوب کی خوش حالی بحال کی گئی (۴۲: ۱۰-۱۷)

۴۲: ۱۰-۱۲ جونہی ایوب نے اُن کے لئے دعا کی، خدا نے ایوب کی برکتوں کو بحال کر دیا اور پہلے کی نسبت دُگنی برکتیں دیں، یعنی دُگنی بھیڑیں، اونٹ، بیل اور گدھیاں دیں۔

۴۲: ۱۳-۱۷ اُسے سات بیٹے اور تین بیٹیاں بھی دی گئیں اور اِس سے اُس کا خاندان بھی دگنا ہو گیا کیونکہ اُس کے پہلے بچے اب آسمان پر تھے۔ ایوب کو ایک سو چالیس اضافی برس دیئے گئے۔ خداوند نے ایوب کے آخری ایام میں ابتدا کی نسبت زیادہ برکت بخشی۔ چنانچہ ایوب نے بڈھا اور عمر رسیدہ ہو کر وفات پائی۔ اِن سب حالات میں ایوب نے خدا کی تکفیر نہ کی۔

یہ خدا کے فضل کا کتنا خوبصورت پہلو ہے کہ وہی ایوب جو اپنی بیماری سے نہایت بدشکل ہو گیا تھا، بحالی کے بعد اُسے بہت زیادہ خوبصورت بیٹیاں ملیں (باپ اپنی خوبصورت بیٹیوں پر ناز کرتے ہیں)۔ اُن کے ناموں کے مطلب بہت زیادہ معلومات افزا ہیں: یمیمہ (کبوتری)، قصیاہ (خوشبو)، قرن ہپوک (آنکھوں کی زیبائش کا سینگ)۔ ایوب نے اُنہیں بھی اُن کے بھائیوں کے ساتھ میراث دی، گو اُس دَور میں یہ عام دستور نہیں تھا۔

۶۔ نتیجہ: ایوب کی کتاب سے اسباق

درحقیقت انسانی دُکھ درد کے راز کی پوری تشریح نہیں کی گئی۔ ویزلی بیکر لکھتا ہے:

> جب ایوب کی کتاب اختتام پذیر ہوتی ہے، تو کوئی جواب نہیں لکھا گیا۔ یہاں ایسی کوئی بات درج نہیں جس سے انسانی عقل کو مطمئن کیا جا سکے۔

تاہم دو حقائق واضح طور پر سامنے آتے ہیں:

اوّل۔ ایوب کی مصیبتیں براہِ راست اُس کے شخصی گناہوں کا نتیجہ نہیں تھیں۔ خدا نے تصدیق کی تھی کہ وہ کامل اور راست باز شخص ہے (۱: ۸)۔ علاوہ ازیں خدا نے یہ بھی کہا کہ اُس کے تین دوستوں کے یہ دلائل کہ خدا اُسے اُس کے گناہوں کی وجہ سے سزا دے رہا ہے، دُرست نہیں تھے (۴۲: ۸)۔

دوم۔ گو ایوب اِس لئے دُکھ میں مبتلا نہیں تھا کہ اُس نے گناہ کیا تھا، تاہم اُس کی آزمائش نے اُس کے غرور، اپنے آپ کو راست باز ٹھہرانے اور اپنے آپ سے نفرت کو ظاہر کیا۔ جب تک اُس نے اپنی کم مائیگی اور خدا کی عظمت (۴۲: ۱-۶) کا اظہار نہ کیا اور اپنے دوستوں کے لئے دعا نہ کی، اُسے اپنے دُکھوں سے مخلصی نہ ملی (۴۲: ۱۰)۔

ایوب کی کتاب سے دُکھوں کے بارے میں ہم درج ذیل اسباق سیکھتے ہیں:

۱۔ راست باز دُکھوں سے مبرا نہیں ہیں۔

۲۔ لازمی نہیں کہ دُکھ کسی گناہ کا نتیجہ ہو۔

۳۔ خدا نے راست باز کے گرد ایک حفاظتی باڑ لگا دی ہے۔

۴۔ خدا بیماری اور دُکھ نہیں بھیجتا بلکہ یہ شیطان کی طرف سے ہیں۔
(لوقا ۱۳: ۱۶؛ ۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۷)

۵۔ شیطان کا شریروں کی عمل داری میں (سبا کے لوگ اور کسدی)، فوق الفطرت آفتوں (آسمان سے آگ)، موسم (بہت بڑی آندھی)، بیماری (ایوب کے جسم پر پھوڑے) اور موت پر کسی حد تک اختیار ہے۔

۶۔ شیطان اِن مصیبتوں کو کسی ایماندار پر صرف خدا کی مرضی سے لا سکتا ہے۔

۷۔ یہ کہ ”کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سکھ پائیں اور دُکھ نہ پائیں؟“

۸۔ ہمیں اِن مصائب کو اِس نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہئے کہ یہ شیطان کی طرف سے نہیں، بلکہ خداوند کی مرضی سے آتی ہیں۔

۹۔ خدا ہمیشہ ہماری مصیبت کی وجہ بیان نہیں کرتا۔

۱۰۔ مصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔ مصیبت زدہ مقدسین سے ملاقات کے وقت ہمیں اُن پر منصف نہیں ٹھہرنا چاہئے۔

۱۲۔ ایسی ملاقات کا ہمارا دورانیہ مختصر ہو۔

۱۳۔ اِس ناتے سے انسانی دلائل معاون ثابت نہیں ہوتے۔ صرف خدا ہی مکمل طور پر تسلی دے سکتا ہے۔

۱۴۔ ایوب کی کتاب کے آخر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ”خداوند کا بہت ترس اور رحم ظاہر ہوتا ہے“ (یعقوب ۵: ۱۱)۔ ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ اِس زندگی

میں غلطیوں کو درست کیا جاتا ہے۔

۱۵۔ مصیبت میں صبر نے خدا کو راست ثابت کیا۔

۱۶۔ ایوب کے صبر نے شیطان کو جھوٹا اور الزام لگانے والا ثابت کیا۔

۱۷۔ انسان اپنے گرد و پیش کے حالات سے عظیم تر ہے، اور اُس کی جائیداد اور خاندان پر کیسی ہی مصیبت کیوں نہ آئے، خدا کی سچے دل سے ویسے ہی حمد کی جائے جیسے پہلے کی جاتی تھی۔

۱۸۔ ہمیں ایسے بیانات سے محتاط رہنا چاہئے جن میں اِستثنائی صورت کی اجازت نہ ہو۔

۱۹۔ شیطان نہ تو ہمہ جا حاضر ہے، نہ قادرِ مطلق اور نہ ہی علیمِ کُل۔

۲۰۔ جن مصیبتوں کا انسان مستحق بھی نہیں، اگر خدا اُن کی اجازت دے، تو بھی وہ راست باز اور بھلا ہے۔

کتابِ مقدس کے دیگر حصوں سے ہم دیگر وجوہات کے بارے میں جانتے ہیں کہ خدا کیوں مقدسین کو دُکھوں میں مبتلا ہونے دیتا ہے:

۱۔ بعض اوقات یہ زندگی میں اُس گناہ کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی سزا نہیں ملی ہوتی۔ (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۳۲)

۲۔ یہ وہ ذریعہ ہے جس سے خدا روحانی درجات کی ترقی کرتا ہے، مثلاً صبر، برداشت اور خاکساری (رومیوں ۵: ۳،۴؛ یوحنا ۱۵:۲)۔

۳۔ مصیبت ایماندار کی زندگی کو غلاظتوں سے صاف کرتی ہے تاکہ خدا اپنی شبیہ زیادہ کامل طریقے سے منعکس کر سکے (یسعیاہ ۱: ۲۵)۔

۴۔ دُکھ خدا کے فرزند کو توفیق بخشتا ہے کہ وہ دوسروں کو اُسی طرح کے اطمینان سے تسلی دے سکے جس سے خدا نے اُسے تسلی دی (۲۔کرنتھیوں ۱:۴)۔

۵۔ مصیبتیں مقدسین کو توفیق دیتی ہیں کہ وہ مسیح کی موت میں مشابہت پیدا کر سکیں اور اُس کی زیادہ سے زیادہ شکرگزاری کر سکیں (فلپیوں ۳:۱۰)۔

۶۔ مصیبت آسمانی اور زمینی مخلوق کے لئے سیکھنے کا نمونہ ہے (۲۔تھسل ۱:۴-۶)۔ یہ ظاہر کرتی ہے کہ خدا کو صرف اُس کی ذات کی خاطر پیار کیا جائے نہ کہ اِس

لئے کہ وہ ہم پر مہربانیاں کرتا ہے۔

۷۔ یہ فرزند ہونے کی یقین دہانی ہے کیونکہ خدا صرف اُسی کو تنبیہ کرتا ہے جس سے وہ پیار کرتا ہے (عبرانیوں ۱۲: ۷-۱۱)۔

۸۔ یہ ایمانداروں کو توفیق دیتی ہیں کہ صرف اور صرف خدا پر بھروسا رکھا جائے نہ کہ اپنی طاقت پر (۲۔ کرنتھیوں ۱:۹)۔

۹۔ یہ خدا کے لوگوں کو اُس کے قریب رکھتی ہیں (زبور ۱۱۹: ۶۷)۔

۱۰۔ یہ مستقبل کے جلال کی ضمانت ہے (رومیوں ۸: ۱۸،۱۷)۔

۱۱۔ خدا ہمیں کبھی ایسی آزمائش میں نہیں پڑنے دیتا جو ہماری برداشت سے باہر ہو۔ (۱۔ کرنتھیوں ۱۰: ۱۳)

> **”تم نے ایوب کے صبر کا حال تو سنا ہی ہے اور خداوند کی طرف سے جو اِس کا انجام ہوا، اُسے بھی معلوم کر لیا جس سے خداوند کا بہت ترس اور رحم ظاہر ہوتا ہے“ (یعقوب ۵: ۱۱)۔**

زبور کی کتاب

تعارف

۱۔ فہرستِ مسلمہ میں منفرد مقام

اگر آپ کو کسی جزیرہ پر تنہا چھوڑ دیا جائے، اور آپ کو وہاں بائبل کی صرف ایک کتاب ساتھ لے جانے کی اجازت دی جائے تو آپ کون سی کتاب لے جانا پسند کریں گے؟

خدا نہ کرے کہ مجھے کبھی ایسا انتخاب کرنے کی ضرورت پڑے۔ لیکن اگر مجھے انتخاب کرنا بھی پڑے تو مَیں زبور کی کتاب منتخب کروں۔ اِس کتاب کے مضامین اِس قدر وسیع ہیں، اِس میں زندگی کے تجربات اِس قدر زیادہ ہیں اور اِس میں پرستش کا انداز اِس قدر اعلیٰ ہے کہ مجھے بڑی دیر تک دعا اور شکرگزاری کے لئے عمدہ روحانی خوراک میسر ہو گی۔

غالباً جان کیلون بھی زبوروں کو ہی منتخب کرتا۔ اِسی طرح گراہم سکروگی بھی غالباً زبوروں کے حق میں ہی اپنی رائے دیتا۔ اُس نے کہا:

> یہ زبور خدا کی حمد سے کس قدر لبریز ہیں! اِن میں تخلیق، پروردگاری اور مخلصی کی سُریں کس طرح روح پر وجد طاری کرتی ہیں! آسمان اور زمین، سمندر اور آسمان، بے جان اور جاندار سب چیزوں کو خداوند کی حمد کی دعوت دی جاتی ہے۔

شروع میں بعض زبوروں کے مطالعہ سے ہم پریشان ہو جاتے ہیں کیونکہ ہم اِن کے تخیلات کا ربط تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ بعض اوقات تسلسل صاف نہیں لگتا اور بعض اوقات یہ پوشیدہ اور بعض اوقات بالکل مفقود ہوتا ہے۔ البرٹ بارنز اور سی۔ ایس۔ لوئیس کے مشاہدات ہمارے لئے معاون ہوں گے۔ بارنز نے کہا:

> زبوروں میں زیادہ تر غنائیہ شاعری ہے، یعنی اِس شاعری کا ربط اور ہم آہنگی بربط سے ہے کہ اِسے سازوں کے ساتھ استعمال کیا جائے، یعنی اِسے گایا جائے نہ کہ پڑھا جائے۔

بعینہ لوئیس نے وضاحت کی:

> زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ زبوروں کو نظموں کی طرح پڑھا جائے، غنائیہ شاعری کی طرح تمام ضابطوں اور وضع داری کے ساتھ، منطقی انداز سے نہیں بلکہ جذباتی انداز سے پڑھا جائے جو کہ غنائیہ شاعری کے لئے موزوں ہے۔ ایسی سوچیں ہمارے لئے فہم کے نئے دریچے کھول سکتی ہیں۔

۲۔ مصنف

زبوروں کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہے کہ ”داؤد کے زبور“، لیکن اِن میں سے صرف نصف (۷۳) براہِ راست ”اسرائیل کے شیریں نغمہ سنج“ سے منسوب ہیں۔ بارہ آسف سے، دس بنی قورح سے، دو سلیمان سے اور ایک ایک موسیٰ، ایتان، ہیمان اور عزرا سے۔ ہم ۴۹ یا تقریباً ایک تہائی زبوروں کے مصنفین کے نام بھی نہیں جانتے۔

جب ہم زبوروں کے بارے میں سوچتے ہیں تو عموماً ہمارے ذہن میں داؤد کی زندگی کا تصور اُبھرتا ہے۔ ایک نامعلوم مصنف اِسے بہت خوبصورت انداز میں بیان کرتا ہے:

> داؤد کا بربط اب بھی ہمارے کانوں میں گونجتا ہے۔ کسی نے کہا زبور دل کا راگ ہیں بعض اوقات درد ناک، بعض اوقات پُرمسرت، بعض اوقات تلخی اور تاریکی سے معمور، بعض اوقات پُرسکون۔ یہ داؤد کی روح کی موسیقی ہیں، جسے روح القدس نے محفوظ کرلیا تاکہ اِسے سن کر ہم خدا کے قریب آئیں۔

۳۔ تاریخ تصنیف

زبور موسیٰ سے عزرا تک (تقریباً ۱۴۰۰ سے ۴۰۰ ق۔م تک) تقریباً ایک ہزار سال کے عرصہ کے دوران لکھے گئے۔ تاہم اُن میں سے بیشتر داؤد سے حزقیاہ تک (تقریباً ۱۰۰۰ سے ۷۰۰ ق۔م) تقریباً تین سو سالوں کے دوران لکھے گئے۔

مسیح سے متعلق مزامیر

زبور	تصویر کشی	تکمیل
۷:۲	خدا کا بیٹا	متی ۳: ۱۷
۲:۸	بچوں نے حمد کی	متی ۲۱: ۱۶،۱۵
۶:۸	سب کا حکمران	عبرانیوں ۸:۲
۱۰:۱۶	مُردوں میں سے زندہ ہونا	متی ۲۸: ۷
۱:۲۲	خدا نے چھوڑ دیا	متی ۲۷: ۴۶
۸،۷:۲۲	دشمنوں نے اُس کا مذاق اڑایا	لوقا ۲۳: ۳۵
۱۶:۲۲	ہاتھوں اور پاؤں کو چھیدا گیا	یوحنا ۲۰: ۲۷
۱۸ :۲۲	کپڑوں کے لئے قرعہ ڈالا گیا	متی ۲۷: ۳۶،۳۵
۲۰ :۳۴	ہڈیاں نہ توڑی گئیں	یوحنا ۱۹: ۳۶،۳۳،۳۲
۱۱:۳۵	جھوٹے گواہوں نے الزام لگایا	مرقس ۱۴: ۵۷
۱۹ :۳۵	بلاوجہ اُس سے نفرت کی گئی	یوحنا ۱۵: ۲۵
۸،۷ :۴۰	خدا کی مرضی میں خوش ہوتا ہے	عبرانیوں ۷:۱۰
۹:۴۱	ایک دوست نے پکڑوایا	لوقا ۲۲: ۴۷
۶:۴۵	ابدی بادشاہ	عبرانیوں ۸:۱
۱۸:۶۸	آسمان پر اُٹھایا گیا	اعمال ۱: ۱۱-۹
۹:۶۹	خدا کے گھر کے لئے غیرت	یوحنا ۲: ۱۷
۲۱:۶۹	اندرائن اور سرکہ دیا گیا	متی ۲۷: ۳۴
۴:۱۰۹	دشمنوں کے لئے دعا کرتا ہے	لوقا ۳۴:۲۳
۸:۱۰۹	اُس کے پکڑوانے والے کی جگہ پُر کی گئی	اعمال ۱: ۲۰
۱:۱۱۰	اپنے دشمنوں پر حکومت کرتا ہے	متی ۲۲: ۴۴
۴:۱۱۰	اب تک کاہن	عبرانیوں ۶:۵
۲۲:۱۱۸	خدا کی عمارت کے کونے کے سرے کا پتھر	متی ۲۱: ۴۲
۲۶:۱۱۸	خداوند کے نام میں آتا ہے	متی ۹:۲۱

۴۔ پس منظر اور مضامین

مزامیر کو پانچ کتابوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک کتاب کو تعریفی کلمات کے ساتھ ختم کیا گیا ہے۔ پانچویں کتاب کے لئے تعریفی کلمات پورا زبور ۱۵۰ ہے۔

اِن پانچ کتابوں کے مساوی توریت کی پانچ کتابیں ہوسکتی ہیں۔ مثلاً دوسری کتاب مصر سے غلامی اور تیسری احبار سے مطابقت رکھتی ہے جس میں پاکیزگی پر زور دیا گیا ہے۔

مزامیر کو مختلف درجہ بندیوں کے تحت تقسیم کیا جا سکتا ہے، گو بعض ایک مزامیر ایک سے زائد درجہ بندیوں میں شامل ہو سکتے ہیں:

الف۔ تواریخی۔ ان کا زبور نویس کی زندگی یا اسرائیل کی تاریخ میں کسی ایک یا زائد حتمی واقعات سے تعلق ہے۔

ب۔ مسیح سے متعلق۔ ان کا مسیح کے دُکھوں اور اُس کے بعد جلال سے تعلق ہے۔ (دیکھئے گذشتہ صفحے کا جدول)

ج۔ نبوتی یا ہزار سالہ دَور۔ اِن کا تعلق اسرائیل کی آئندہ مصیبت اور مابعد امن اور ترقی کے دَور سے ہے۔

د۔ توبہ سے متعلق مزامیر۔ اِن مزامیر میں زبور نویس دل کی گہرائیوں سے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا اور شکستہ دلی سے معافی کے لئے فریاد کرتا ہے۔

ہ۔ بددعا والے مزامیر۔ خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے دشمنوں سے انتقام لے۔

کئی دیگر مزامیر میں خدا کے سامنے انفرادی یا اجتماعی حمد اور پرستش کا اظہار ہے اور بعض مزامیر میں خداوند کے اپنے لوگوں کے ساتھ تعلق کا بیان ہے۔

مزامیر کی تفسیر

تفسیر الکتاب میں اسرائیل اور کلیسیا کے درمیان فرق کو قائم رکھا گیا ہے۔ کئی مزامیر میں شریر کے لئے لعنت کی گئی ہے، یہ یہودیوں کے لئے تو بالکل مناسب بات تھی جو شریعت کے تحت زندگی بسر کرتے تھے، لیکن کلیسیا کے لوگوں کے لئے یہ موزوں زبان

نہیں ہے۔ اِس دَور میں ہمیں تاکید کی گئی ہے کہ ہم اپنے دشمنوں سے محبت رکھیں اور جو ہم سے نفرت کرتے ہیں اُن کے ساتھ نیکی کریں۔ جب تک ہم دَور کے لحاظ سے اِس فرق کو تسلیم نہ کریں، ہمیں مزامیر کی تفسیر کے دوران بہت مشکل مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

مزامیر کا ہر ایک محتاط قاری فوری طور پر جان لے گا کہ زبور نویس کے تجربات، اسرائیل قوم اور خداوند مسیح کے درمیان بہت قریبی مشابہت ہے۔ اِن تینوں کو ایذا رسانی، دُکھ اور غم، نفرت اور رد کئے جانے کے تجربات سے گزرنا پڑا اور اُنہیں سربلندی بھی حاصل ہوئی، اُنہیں جلال اور خوشی بھی ملی۔ تفسیر الکتاب میں ہم اکثر اِن مشابہتوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔

مزامیر کا اطلاق

گو ساری بائبل براہِ راست کلیسیا کے لئے نہیں لکھی گئی، لیکن ساری بائبل کلیسیا کے لئے مفید ہے۔ جب ہم زبور نویس کے تجربات کے آئینہ میں اپنے تجربات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں تسلی، تعلیم، ملامت اور نصیحت حاصل ہوتی ہے۔

اگرچہ ہم کلیسیا میں شامل ہیں تو بھی ہم بنیادی طور پر یہودیوں کے لئے لکھی ہوئی تعلیمات سے اہم اسباق سیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً یہودی ہیکل مسیح کی کلیسیا کی علامت تھی جو تمام ایمانداروں پر مشتمل ہے اور جس میں روح القدس سکونت کرتا ہے۔ زبوروں میں مذکور جنگیں ہمیں حکومتوں، اختیار والوں، آسمانی مقاموں میں تاریکی کی فوجوں کے خلاف جنگ کی یاد دلاتی ہیں۔ اور زمین پر اسرائیل کی برکتیں، آسمانی مقاموں میں ہماری برکتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

اگر ہم اِن کنجیوں کو استعمال کریں تو زبور ہمارے لئے بہت بامعنی ثابت ہوں گے اور دورانِ تفسیر اکثر مسائل ختم ہو جائیں گے۔

مزامیر کے عنوانات

مزامیر کے عنوانات بہت قدیم ہیں۔ تاہم اِن میں سے اکثر مزامیر کے معانی اور مقاصد بہت مبہم ہیں اور اِس وجہ سے ہم نے اکثر ان کی تشریح کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بار بار اِس بات کو دہرانا کہ ”ہم نہیں جانتے کہ اِس کا کیا مطلب ہے“ سود مند نہیں ہو گا۔

فہرست

۱۔ پہلی کتاب (زبور ۱-۴۱)

۲۔ دوسری کتاب (زبور ۴۲-۷۲)

۳۔ تیسری کتاب (زبور ۷۳-۸۹)

۴۔ چوتھی کتاب (زبور ۹۰-۱۰۶)

۵۔ پانچویں کتاب (زبور ۱۰۷-۱۵۰)۔

تفسیر

پہلی کتاب (زبور ۱-۴۱)

زبور ۱: اچھی زندگی

زبور کی کتاب کے آغاز میں اِس تاثر کو ختم کر دیا جاتا ہے کہ گناہ گار زندگی اچھی زندگی ہوتی ہے۔ ہر روز دُنیا میں یہ بات ذہنوں میں ٹھونسنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ جسم کی خواہشوں کو پورا کرنے میں دیرپا سکون ملتا ہے۔ ٹیلی ویژن، فلمیں اور رسالے اِس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ جنسی آزادی میں تکمیل حیات ہے۔ پاکیزگی کی زندگی کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ لیکن زبور نویس قبلے کو دُرست کرتا ہے۔

۱:۱ حقیقی طور پر مبارک شخص وہ ہے جو بے دین لوگوں کے طرزِ زندگی کو نہیں اپناتا۔ اُن کے ساتھ تعلقات میں وہ اُن کے ساتھ کسی طرح کی ساز باز نہیں کرتا اور اُن کے گناہ اور ٹھٹھا بازی کو نیم رضا مندی کے ساتھ بھی قبول نہیں کرتا۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ مبارک شخص اپنے آپ کو شریروں سے کلی طور پر الگ تھلگ کر لیتا ہے، بلکہ وہ اُنہیں گناہ، راست بازی اور عدالت کے بارے میں بتاتا اور مسیح سے متعارف کراتا ہے جو دائمی خوشی کا منبع ہے۔ مبارک شخص بے دین کا حقیقی دوست ہے، لیکن وہ کسی بات میں اُس کا حصہ دار نہیں بنتا۔

۱:۲ جو شخص خدا کی کتاب پر دھیان نہیں کرتا، اُس کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ مبارک شخص ہے۔ خدا کے بندے کے دل میں خدا کے کلام کے لئے بہت زیادہ بھوک ہوتی ہے۔ وہ بائبل سے محبت رکھتا ہے۔ دن رات اُس کا دھیان اُس میں لگا رہتا ہے۔ اِس کے ذریعے اُس کی اپنی زندگی برکتوں سے معمور ہوتی ہے اور وہ دوسروں کے لئے بھی برکت کا وسیلہ بنتا ہے۔

۳:۱ جو شخص گناہ سے دُور رہتا ہے اور جس نے اپنی زندگی کو کلامِ مقدس کے لئے وقف کیا ہے، اُس میں مضبوط، صحت مند اور پھل دار درخت کی ساری خوبیاں ہوتی ہیں۔

پانی کی ندیوں کے پاس لگایا گیا ـــ تازگی اور خوراک کی اُسے کبھی کمی نہیں ہوتی۔

جو اپنے وقت پر پھلتا ہے ـــ وہ روح کی نعمتوں کا اظہار کرتا ہے اور اُس کے الفاظ اور اعمال برموقع اور مناسب و موزوں ہوتے ہیں۔

جس کا پتا بھی نہیں مرجھاتا ـــ جس کی روحانی زندگی گردشِ زمانہ سے متاثر نہیں ہوتی، بلکہ وہ مسلسل باطنی طور پر نیا بنتا جاتا ہے۔ ڈی۔ ایل۔ موڈی نے کہا "خدا کے سب درخت سدا بہار ہیں۔"

ایسا شخص جس کام میں ہاتھ ڈالے گا، بارور ہو گا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خداوند کی رفاقت میں رہتا ہے اور اُس کی ساری خدمت میں روح القدس اُس کی راہنمائی کرتا ہے۔ مسیحی زندگی میں کامیابی کا واحد طریقہ یہ ہے کہ خدا کے روح سے راہنمائی حاصل کریں۔ اگر ہم صرف اپنے طور پر اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھیں تو یہ بہت زیادہ وقت، روپے اور کاوشوں کا ضیاع ہے۔

۴:۱ شریر ایسے نہیں یعنی نہ تو اُنہیں اچھی طرح لگایا گیا ہے، نہ وہ پھل دار، دیرپا ہیں اور نہ وہ ترقی ہی کرتے ہیں۔ بھوسے کی مانند وہ ٹھوس نہیں ہیں۔ جب زندگی کے طوفان آتے ہیں تو اُن کی حالت غیر یقینی ثابت ہوتی ہے۔ ہوا اُنہیں اُڑا لے جاتی ہے۔

۵:۱ شریر عدالت میں قائم نہ رہیں گے۔ آخرکار وہ خدا کے تخت کے سامنے عدالت کے لئے کھڑے ہوں گے۔ لیکن یہاں اِس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنا دفاع نہیں کر سکیں گے۔ وہ صادقوں کی جماعت میں کھڑے نہیں ہو سکیں گے، اُنہیں مسیح یسوع پر ایمان سے، فضل کے ذریعے نجات یافتہ لوگوں کی جماعت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خارج کر دیا جائے گا۔

۶:۱ اِن سب باتوں کی وجہ کیا ہے؟ خداوند صادقوں کی راہ جانتا ہے۔ وہ نہ صرف اُن کی زندگیوں سے واقف ہے بلکہ اُنہیں پسند بھی کرتا ہے۔ ایک گناہ آلود زندگی کے رد کئے جانے یعنی اُس کی ابدی موت کے مقابلہ میں یہ کیسا تضاد ہے!

ہم کسی شخص کے طرزِ زندگی سے اُس کے انجام کا تعین نہیں کر سکتے۔ اُس کا انجام اِس پر مبنی ہے کہ وہ مسیح یسوع پر ایمان لا کر نئے سرے سے پیدا ہوا ہے یا نہیں۔ شریر وہ شخص ہے جو اِس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے کہ اُسے خداوند یسوع مسیح کے سامنے جھکنے کی ضرورت ہے۔ وہ نجات دہندہ کو قبول کرنے کے بجائے اپنے گناہ سے چمٹا رہتا ہے اور یوں وہ اپنے انجام پر مہر کر دیتا ہے۔

زبور ۲: لاتبدیل فرمان

اِس زبور کے صحیح سیاق و سباق کے لئے ہمیں آنے والی بڑی مصیبت کو ذہن میں رکھنا چاہئے جو خداوند یسوع مسیح کی جلالی آمد اور اُس کی حکومت سے پہلے شروع ہو گی۔ اُس وقت بہت سے حکمران اور قومیں اتحاد کر کے یہ تہیہ کریں گی کہ عالمی حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے مسیح کو کس طرح روکیں۔

۲: ۱-۳ لیکن ایسا اتحاد بے سود اور مہمل ثابت ہو گا۔ زبور نویس سوال کرتا ہے کہ "غیر قومیں اور یہودی لوگ کیوں ایسی مایوس کن سازش میں شامل ہوتے ہیں؟ غیر قوم بادشاہ اور یہودی حکمران کیوں سوچتے ہیں کہ وہ خداوند اور اُس کے مسیح کے خلاف بغاوت کر کے کبھی کامیاب ہو سکیں گے؟"

۲: ۴-۶ خدا آسمان پر اُن کی احمقانہ گستاخی پر ہنسے گا۔ وہ اُن کے بھینچے ہوئے مکوں اور پُرجوش نعروں کا مذاق اڑائے گا۔ اُن کی دھمکیاں اور اُن کا متکبرانہ انداز کسی شیر کے خلاف چوہے کے چیں چیں کرنے کے مترادف ہے!

بالآخر خدا اِس خاموشی کو توڑے گا۔ کیونکہ جب وہ بولتا ہے تو ایسا غضب ناک ہو گا کہ اُس کے دشمن تھرا جائیں گے۔ وہ اُس کے اٹل فیصلے کو سنیں گے۔ "مَیں تو اپنے بادشاہ کو اپنے کوہِ مقدس صیون پر بٹھا چکا ہوں۔" جب خدا ایک بار اپنے فیصلے کا اعلان کرتا ہے تو اُس کی تکمیل اِس قدر یقینی ہے جیسے کہ یہ پہلے ہو چکا ہے۔

۲: ۷ پھر مسیح بذاتِ خود اپنی گواہی دے گا۔ وہ اِس بات کا انکشاف کرے گا کہ نجی گفتگو

میں باپ نے سب سے پہلے اُسے بتایا کہ "تُو میرا بیٹا ہے، آج تُو مجھ سے پیدا ہوا"۔ اِس فرمان کو چار طرح سے سمجھا جائے گا: اوّل، مسیح ازل سے خدا کا بیٹا تھا۔ دوم، اعمال ۱۳: ۳۳ میں اِس آیت کا خداوند مسیح کے تجسم کے حوالہ سے اقتباس کیا گیا ہے۔ سوم، مسیح زندہ ہو کر بیٹا ٹھہرا۔ "مُردوں میں سے جی اُٹھنے والوں میں پہلوٹھا" (کلسیوں ۱: ۱۸)۔ آخر میں بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ "آج" کا تعلق مستقبل کے کسی دن سے ہے جب مسیح کی بادشاہ کی حیثیت سے تاج پوشی کی جائے گی۔

۲:۸ لیکن باپ نے یہ بھی کہا، "مجھ سے مانگ اور مَیں قوموں کو تیری میراث کے لئے اور زمین کے انتہائی حصے تیری ملکیت کے لئے تجھے بخشوں گا۔" دوسرے لفظوں میں خدا باپ نے اپنے بیٹے سے عالم گیر حکومت کا وعدہ کیا ہے۔ تمام زمین اُس کی مطیع ہو گی اور اُس کی حکمرانی ایک ساحل سے دوسرے ساحل تک ہو گی۔

۲:۹ بالآخر خدا نے مسیح کو ہر طرح کی سرکشی اور بغاوت کو کچلنے کا اختیار دیا ہے۔ جو اُس کے خلاف اُٹھیں گے وہ اُنہیں لوہے کے عصا سے توڑ ڈالے گا اور اُنہیں کمہار کے برتن کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ کتابِ مقدس کے دیگر حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند مسیح اِس اختیار کو اپنی دوسری آمد اور اپنے ہزار سالہ دَور میں استعمال کرے گا۔ بادشاہ کی حیثیت سے اقتدار سنبھالنے سے قبل وہ اُن لوگوں کو برباد کر دے گا جو خدا کو نہیں جانتے اور جو انجیل کی خوش خبری کو نہیں مانتے۔ پھر ہزار سالہ دَور میں مسیح لوہے کے عصا سے حکمرانی کرتے ہوئے، جہاں کہیں بغاوت سر اُٹھائے گی اُسے کچل ڈالے گا۔

۲:۱۰، ۱۱ اِس کے بعد روح القدس کی آواز سنائی دیتی ہے۔ بشارتی تحریک کے ساتھ وہ بادشاہوں اور حکمرانوں کو تاکید کرتا ہے کہ وہ خداوند سے محبت رکھیں اور اُس کی عبادت کریں۔ اُس کے انکار کا مطلب تباہی اور بربادی ہے جبکہ اُس پر ایمان لانے سے تحفظ اور حقیقی خوشی حاصل ہو گی۔

۲:۱۲ انسان کے لئے اپنے خالق پر بھروسا کرنا نہایت ہی مدلل اور معقول بات ہے۔ لیکن دوسری طرف قادرِ مطلق پر ایمان نہ لانا، انسان کے لئے نہایت ہی نامعقول بات ہے۔

زبور ۳: مصیبت میں خدا پر اعتماد

۳:۱-۲ داؤد شروع میں ہی اپنے دشمنوں سے مرعوب نظر آتا ہے۔ اُن کی بہت زیادہ تعداد سے اُس کا دل دہل جاتا ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں ایک تنہا شخص کی کیا حیثیت ہے؟ علاوہ ازیں اُسے اُن کے طعنوں سے تکلیف ہوتی ہے۔ وہ اُس پر الزام لگاتے ہیں کہ اُس کے گناہ کی وجہ سے اُسے خدا کی طرف سے مدد حاصل نہیں ہوگی۔

آیت ۲ ''سلاہ'' سے اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اِس کا مفہوم کچھ مبہم سا ہے۔ مزامیر میں یہ لفظ ستر بار استعمال ہوا ہے اور یہاں یہ پہلی بار آیا ہے، اِس لئے یہاں ہم اِس کی تشریح کریں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم پورے طور پر نہیں جانتے کہ اِس لفظ کا کیا مطلب ہے۔ ہم صرف یہ کر سکتے ہیں کہ بعض ایک مجوزہ معانی کی فہرست پیش کریں اور قاری پر چھوڑ دیں کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ کون سا مفہوم اُسے پسند ہے۔

-- اونچی آواز میں گانا یا سازوں کے ساتھ گانا یعنی اونچے سُروں میں گانا بجانا۔
-- وقفہ یا ٹھہراؤ یعنی ٹھہرو اور اِس کے بارے میں غور کرو۔
-- ہفتادی ترجمہ میں مستعمل لفظ diapsalmos کے دو مطلب ہو سکتے ہیں:
اونچے سروں میں بجانا یا موسیقی کا وقفہ۔
-- دہرانا
-- شاعری میں بند کا اختتام
-- جسم کو سجدے میں جھکانا

۳:۳ زبور کی کیفیت آیت ۳ میں تبدیل ہوتی ہے۔ داؤد اپنے دشمنوں سے نگاہیں ہٹا کر اپنے خداوند پر مرکوز کرتا ہے، اور اِس سے اُس کا نقطۂ نظر کلی طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔ اُسے فوراً احساس ہوتا ہے کہ یہوواہ اُس کی سپر ہے، وہ اُس کا فخر اور اُسے سرفراز کرنے والا ہے۔ سپر کے طور پر خداوند اُسے اُس کے دشمنوں کے حملوں سے مکمل تحفظ دیتا ہے، اُس کے فخر کی حیثیت سے خداوند اُسے ملامت اور ندامت کی جگہ عزت، وقار اور جرأت دیتا ہے۔ اُسے سرفراز کرنے والے کی حیثیت سے خداوند اُس کی حوصلہ افزائی کرتا اور

اُسے سربلند کرتا ہے۔

۴:۳ خدا کے بارے میں اِن عظیم اور حقیقی خیالات سے تحریک حاصل کر کے داؤد خداوند سے دعا کرتا ہے اور اُسے فوری طور پر یقین آ جاتا ہے کہ اُس کی دعا سن لی گئی اور اُس کا جواب دیا جا چکا ہے۔ خداوند اپنے کوہِ مقدس پر سے جواب دیتا ہے یعنی یروشلیم میں جہاں وہ اپنے لوگوں میں سکونت کرتا تھا۔

۶،۵:۳ زبور نویس یہوواہ کے تحفظ کی یقین دہانی سے لیٹ کر سو جاتا ہے۔ یہ بہت میٹھی قسم کی نیند ہے اور یہ اُن لوگوں کے لئے خدا کی نعمت ہے جو زندگی کے بہت زیادہ پریشان کن حالات میں بھی اُس پر بھروسا رکھتے ہیں۔

آرام دہ رات کے بعد داؤد اِس احساس کے ساتھ بیدار ہوتا ہے کہ خداوند نے اُسے متوقع اندیشوں اور خوف سے سکون دیا۔ اور اب اُسے جرأت حاصل ہوتی ہے کہ وہ بلاخوف اپنے دشمنوں کا سامنا کر سکے، خواہ اُن کی تعداد دس ہزار ہی کیوں نہ ہو۔

۷:۳ لیکن اِس کا یہ مطلب نہیں کہ دعا کی اب مزید ضرورت نہیں۔ جس فضل نے گذشتہ رات ہمیں سنبھالا وہ آج کے لئے کافی نہ ہو گا۔ اِس لئے ہمیں ہر روز خدا کے تازہ فضل کی ضرورت ہے۔ چنانچہ داؤد مسلسل مخلصی کے لئے خداوند کے پاس اِس ایمان کے ساتھ آتا ہے کہ خدا اُن کے جبڑوں پر مارے گا اور اُن کے دانت توڑ ڈالے گا۔

۸:۳ یہوواہ ہی وہ واحد ذات ہے جو کسی بھی شخص کو مخلصی دے سکتی ہے، نجات صرف خداوند کی طرف سے ہے۔ چنانچہ وہ التجا کرتا ہے کہ خدا مسلسل اپنی عظیم مخلصی کو ظاہر کرنے سے اپنے لوگوں کو برکت دے۔

اِس مردِ خدا کے پریشان جذبات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لئے ہمیں اِس زبور کے عنوان پر نگاہ ڈالنی چاہئے: "داؤد کا مزمور۔ جب وہ اپنے بیٹے ابی سلوم کے سامنے سے بھاگا۔"

داؤد کے دشمنوں کا قائد اُس کا اپنا بیٹا تھا۔ اگر اُس کے مخالفین غیر ملکی حملہ آور ہوتے تو یہ بھی بہت حد تک بُری صورتِ حال ہوتی، لیکن چونکہ اُن کا قائد داؤد کا بیٹا تھا اس لئے اُس کی تلخی اور غم اَور زیادہ ہو گیا۔

زبور ۴: خدا کا پوشیدہ سکون

۴:۱ جونہی داؤد خداوند کی حضوری میں داخل ہوتا ہے، وہ اُسے "اے میری صداقت کے خدا!" کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ اِس کے پیچھے یہ خیال ہے کہ منصف خدا پر بھروسا کیا جا سکتا ہے کہ وہ داؤد کا صداقت سے انصاف کرے گا۔ ممکن ہے کہ لوگ بہتان تراشی کریں اور شہرت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں، لیکن خدا صحیح حقائق کو جانتا ہے اور وہ چاہے گا کہ انصاف کی فتح ہو۔

تب داؤد اِس بات کا اضافہ کرتا ہے، "تنگی میں تُو نے مجھے کشادگی بخشی۔" انگلش کے ایک ترجمے میں یوں لکھا ہے "دباؤ میں تُو نے مجھے وسعت دی۔" عموماً ہمارا یہ تصور ہے کہ دباؤ سے کسی چیز کا حجم کم کیا جاتا ہے، لیکن خدا دباؤ کو روحانی وسعت کے لئے استعمال کرتا ہے۔ خوش حالی بہت کم ہماری روحانی ترقی کا باعث بنتی ہے، لیکن مصیبت ترقی اور بلوغت پیدا کرتی ہے۔ سپرجن نے ایک بار کہا:

> مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مَیں نے جو فضل آرام و سکون کے لمحات میں حاصل کیا وہ ایک پیسہ کے برابر ہے۔ اِس کے مقابلے میں جو بھلائی مجھے دُکھوں، غموں اور پریشانیوں سے حاصل ہوئی وہ بے حساب ہے۔ مَیں ہتھوڑے اور اہرن، آگ اور ریتی کا بہت مقروض ہوں۔ مصیبت اور دُکھ میرے گھر میں بہترین فرنیچر ہے۔

یہ یاد کرتے ہوئے کہ جب وہ ماضی میں پریشان تھا تو خدا نے اُس کی دعاؤں کا جواب دیا، داؤد اب بڑی آزادی سے خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ پھر اُس کی دعا کو سنے۔

۴:۲، ۳ آیات ۲- ۵ سے داؤد کی التجا کے لئے فوری موقع کی نشاندہی کی جا سکتی ہے۔ بے اصول لوگ اُس پر بہتان تراشی کر رہے تھے۔ یہ نکتہ چینی کرنے والے لوگ اُس کی ذات پر کیچڑ اُچھال رہے، اُس کی کردار کشی کر رہے اور جھوٹے اور بے بنیاد الزامات سے اُس کی شہرت کو نقصان پہنچا رہے تھے۔

داؤد اُن سے سوال کرتا ہے کہ اُن کا فضول غصہ کب تک اُس کے خلاف جاری

رہے گا، اور اُنہیں یاد دلاتا ہے کہ اُسے گرانے کے لئے اُن کی کوششیں بے معنی ہیں، کیونکہ خدا خود اُس کی طرف ہے۔ ”خداوند نے دیندار کو اپنے لئے الگ کر رکھا ہے۔“ جو خداوند پر بھروسا رکھتے ہیں وہ اُس کی آنکھ کی پُتلی ہیں (زکریاہ ۲: ۸)۔ اُن کی صورتیں اُس کی ہتھیلیوں پر کندہ ہیں (یسعیاہ ۴۹: ۱۶)۔ جب وہ اُسے پکارتے ہیں تو وہ اُن کی سنتا اور فوری طور پر اُن کی مدد کرتا ہے۔ یوں داؤد رومیوں ۸: ۳۱ میں مذکور پولس کے خیال کو پیش کرتا ہے: ”اگر خدا ہماری طرف ہے تو کون ہمارا مخالف ہے؟“

۴:۴ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ تھرتھراؤ کیا گیا ہے اُس کا مطلب ”غصہ کرو“ بھی ہو سکتا ہے۔ داؤد کے دشمنوں کو اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہئے۔ اگر اُنہیں ضرور ہی غصے کا اظہار کرنا ہے تو وہ صحیح موقف کے لئے کریں۔ ”غصہ تو کرو لیکن گناہ نہ کرو“ افسیوں ۴: ۲۶ میں اقتباس کیا گیا ہے، لیکن وہاں اِس آیت کے ذریعے ایمانداروں کو مخاطب کیا گیا ہے اور اُنہیں یاد دلایا گیا ہے کہ خداوند کے موقف کے لئے غصہ کا اظہار کیا جائے نہ کہ اپنے موقف کے لئے۔ یہاں زبور ۴ میں یہ الفاظ شریروں کے لئے کہے گئے ہیں تاکہ اُنہیں خبردار کیا جائے کہ کہیں اُن کا شدید غصہ، عملی تشدد میں تبدیل نہ ہو جائے۔ جب وہ رات کی تنہائیوں میں اپنے بستر پر لیٹے جاگ رہے ہوتے ہیں، تو اُنہیں اپنے دلوں کو جانچتے ہوئے غور کرنا چاہئے کہ خدا کے خلاف لڑنا حماقت ہے۔ یوں سنجیدگی سے سوچ بچار سے بہتان تراشی کا اُن کا رویہ ختم ہو جائے گا اور وہ اپنے گھناؤنے منصوبوں کو ترک کر دیں گے۔

۵:۴ بڑی دلیری سے بشارتی انداز سے داؤد شریروں کو صلاح دیتا ہے کہ وہ خداوند پر ایمان کے ساتھ عملی صداقت کو ہم آہنگ کریں۔ ”انصاف کو اپنی قربانیاں بناؤ“ (گلینو)۔ لیکن ایسا صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کا توکل خداوند پر ہے۔

۶:۴ بہت سے لوگ خوشی اور خوش حالی کے طلب گار ہیں۔ وہ مسلسل کوئی بھلائی دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ برکت دینے والے کے بغیر برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور خدا کے بغیر بھلائی کے طلب گار ہیں۔ وہ مسیح سے معمور زندگی کے سب مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں، لیکن مفادات دینے والے کو قبول نہیں کرنا چاہتے۔

اُن کے برعکس داؤد اِن الفاظ کے ساتھ نیکی کے سرچشمے کے پاس جاتا ہے "اے خداوند تُو اپنے چہرہ کا نور ہم پر جلوہ گر فرما۔"

۴:۷ جب شریروں کی کوٹھڑیوں میں غلہ اور مشکیزوں میں مے کی فراوانی ہوتی ہے تو داؤد کی خوشی اُن کی مادی خوشی سے کہیں زیادہ ہوتی ہے "غلہ اور مے کی فراوانی سے وہ خوشی حاصل نہیں ہوتی جو خوشی تُو نے میرے دل میں رکھی ہے" (ناکس)۔

۴:۸ جب زبور نویس کو خداوند کی پروردگاری کے بارے میں یقین دہانی ہوتی ہے تو اُس کی باطنی تلخی ختم ہو جاتی ہے۔ وہ اب سلامتی سے لیٹ جائے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ خداوند اُسے تحفظ دے گا۔ دعا کی صرف آٹھ مختصر آیات نے کس قدر تبدیلی پیدا کر دی ہے۔

زبور ۵: صبح کی دعا

زبور ۵ کا عنوان یوں ہے: "میر مغنی کے لئے بانسلیوں کے ساتھ داؤد کا مزمور۔"

اکثر زبوروں کے عنوانات کے معانی مبہم ہیں۔ زبور ۵ کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سازوں کے ساتھ گایا جائے، لیکن دیگر مزامیر کے لئے ممکن ہے کہ زبور دوسرے راگ میں گایا جا سکتا ہے۔ مثلاً زبور ۵۷ میں یہ لکھا ہے "التشحیت کے سُر پر۔" یہ غالباً اُس وقت ایک مشہور گیت ہو گا۔ بعض اوقات معانی اِس قدر مبہم ہوتے ہیں کہ مترجمین عبرانی زبان کا لفظی ترجمہ کر دیتے ہیں مثلاً زبور ۱۶ کے لئے لکھا ہے "داؤد کا مکتام۔" خدا کا شکر ہے کہ زبور سے فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمارا انحصار اِس کے عنوان کو سمجھنے پر نہیں ہے۔

زبور ۵ صبح کی دعا ہے جس میں داؤد خدا کے راست باز اور شریر کے ساتھ رویہ کا مقابلہ کرتا ہے۔

۵:۱-۲ شروع میں ہی وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اُس کی باتوں پر بلکہ اُس کی آہوں پر بھی کان لگائے۔ یہ التجا مناسب ہے۔ روح القدس بڑی آسانی سے ہمارے الفاظ کی طرح ہماری آہیں سمجھ سکتا ہے۔

زبور نویس خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ نہ صرف اُس کی آہوں کو سنے، بلکہ اُس کی

فریاد کی آواز پر بھی کان لگائے۔ اِس سے مراد ہے کہ لہجہ اور آواز کی گہری اور پُرخلوص بلندی پر بھی کان دھرا جائے۔

خدا سے مخاطب ہوتے ہوئے وہ کہتا ہے ”اے میرے بادشاہ! اے میرے خدا“، یوں داؤد خداوند کے ساتھ شخصی اور گہرے تعلقات کا اظہار کرتا ہے۔ اِن الفاظ ”مَیں تجھ ہی سے دعا کرتا ہوں“ سے وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ صرف اور صرف اُسی خدا سے دعا کرتا ہے۔

۵:۳ داؤد کبھی کبھار نہیں بلکہ باقاعدگی سے دعا کرتا تھا۔ ہر صبح خداوند نے اُس کی دعا کو سنا۔ ہر صبح مردِ خدا نے حمد و ستائش اور دعا کی قربانی تیار کی اور منتظر رہا کہ خداوند دن کے دوران اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کرے۔ اکثر اوقات ہم خدا کے جواب کا انتظار نہیں کرتے۔

۵:۴-۶ دعا میں خدا کی پاکیزگی اور صداقت کو یاد رکھنے سے داؤد کے ایمان کو تقویت ملتی ہے۔ ایماندار فضل کے تخت تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن شریر اس میں ناکام رہتے ہیں۔ خدا کسی طرح کی شرارت کو برداشت نہیں کرتا اور نہ اُس سے خوش ہوتا ہے۔ شرارت تو خداوند کے پاس ایک رات کے لئے بھی مہمان نہیں بن سکتی۔ اُس بادشاہ کے سامنے گھمنڈی لوگوں کی حمایت نہیں ہو سکتی۔ خداوند شریروں سے نفرت کرتا ہے — یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے رائج الوقت نظریہ پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے کہ خدا نفرت نہیں کر سکتا۔ خدا کی پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ وہ سب جھوٹے لوگوں کو سزا دیتا ہے، تمام دغا بازوں اور قاتلوں سے نفرت کرتا ہے۔

۵:۷ شریر دشمنوں کے مقابلہ میں داؤد کو خدا کی شفقت کی کثرت کی وجہ سے اُس کی حضوری میں فوری رسائی حاصل تھی۔ نہایت تعظیم کی روح میں، تمام دیندار یہودیوں کی مانند، داؤد مقدس ہیکل کی طرف رُخ کر کے دعا کرتا تھا۔ چونکہ ہیکل داؤد کی موت تک نہیں بنی تھی، اِس لئے اِس لفظ کا تعلق خیمہ اجتماع سے ہے، جیسا کہ ۱۔سموئیل ۱:۹، ۳:۳ اور ۲۔سموئیل ۲۲:۷ میں بھی اِستعمال ہوا ہے۔

۵:۸ داؤد اپنے دشمنوں سے تنگ آ گیا ہے۔ وہ خداوند سے دعا کرتا ہے کہ وہ اُسے اردگرد کے خطرات سے بحفاظت نکال کر اپنے انصاف کو ظاہر کرے اور اُس کی راہوں

کو بالکل صاف کر دے۔

۹:۵ اِس کے بعد زبور نویس اِس امر کے مضبوط دلائل دیتا ہے کہ کیوں خدا اپنے صادق خادم کو بری کرے اور اُس کے شریر دشمنوں کو سزا دے۔ اُن کی باتوں پر یقین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اُن کی باطنی زندگی، اُن کے خیالات اور عزائم کلی طور پر بُرے ہیں اور وہ تباہی پر تلے ہوئے ہیں۔ اُن کا گلا کھلی قبر کی مانند ہے اور گندگی کی وجہ سے اُس میں تعفن ہے۔ وہ مزید لاشوں کو نگلنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ بہت زیادہ منافق خوشامدی ہیں۔

۱۰:۵ اُن کی بربادی یقینی ہے۔ اُنہیں اپنے جرم کی سزا ملنی چاہئے۔ وہ اپنی بُری تدبیروں میں خود پھنس جائیں۔ اُن کی بے شمار بدیوں کے باعث اُنہیں بے دخل کر دیا جائے۔ اُن کا سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اُنہوں نے خداوند خدا سے سرکشی کی ہے۔

۵: ۱۱، ۱۲ خدا اُس کے دشمنوں کو سزا دیتا ہے جب کہ خدا کے دوست ہمیشہ شادمان رہیں اور خوشی سے للکاریں کیونکہ وہ اُن کی مضبوط اور یقینی پناہ گاہ ہے۔ جو لوگ یہوواہ سے محبت رکھتے ہیں، وہ اُس کی بڑائی کریں کیونکہ وہ ہمیشہ اُن کی حمایت کرتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ خدا صادق کو برکت دیتا ہے۔ وہ اُسے سپر کی طرح اپنے فضل سے گھیرے رہے گا۔

زبور ۶: دُگنی مصیبت

سخت بیماری کی وجہ سے داؤد کی حالت بُری تھی، لیکن اُس کے دشمنوں کے شدید دباؤ سے اُس کا دُکھ بڑھ گیا۔ شاید وہ بہت خوش تھے کہ اُس کی حالت بہت مایوس کن ہے۔

۱:۶ داؤد نے سمجھا کہ اُس کی بیماری، خدا کی طرف سے اُس کے گناہ کے سبب سے ہے۔ عموماً ہم اپنے بارے میں بھی یہی سوچتے ہیں، یہ پہلا تصور ہے جو ہمارے ذہن میں آتا ہے۔ بعض اوقات یہ تشخیص دُرست ہوتی ہے۔ ایماندار کی بعض بیماریاں کسی ایسے گناہ کے سبب سے ہوتی ہیں جس کا اُس نے اقرار نہیں کیا ہوتا (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۳۰)۔ لیکن ہمیشہ یہی وجہ نہیں ہوتی۔ بعض اوقات خدا کسی بیماری کی اجازت دیتا ہے تاکہ وہ اپنی قدرت اور جلال کو ظاہر کر سکے (یوحنا ۹:۳، ۱۱:۴)، یا پھر اُسے روحانی پھل پیدا کرنے کا

وسیلہ بناتا ہے (رومیوں ۵: ۳) یا اِسے گناہ سے روکنے کے لئے استعمال کرتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۱۲: ۷)۔ یہ کام کی زیادتی کا فطری نتیجہ بھی ہو سکتا ہے (فلپیوں ۲: ۳۰) یا یہ بڑھاپے کے سبب سے بھی ممکن ہے (واعظ ۱۲: ۳-۶)۔

جب کبھی ہم بیماری میں مبتلا ہوں تو ہم سب سے پہلا کام یہ کریں کہ دیکھیں کہ ہماری زندگی میں کوئی ایسا گناہ تو نہیں جس کا ہم نے اقرار نہ کیا ہو۔ تب ہم خداوند سے التجا کریں کہ وہ ہماری بیماری کے وسیلہ سے اپنے مقصد کو پورا کرے اور ہمیں شفا دے۔ اور اِس کے بعد مناسب ہے کہ ہم کسی ڈاکٹر سے مشورہ کر کے دوائی استعمال کریں، لیکن ہمیں احتیاط رکھنی چاہئے کہ ہمارا بھروسا خداوند پر ہو نہ کہ وسائل پر (۲۔تواریخ ۱۶: ۱۲)۔ خواہ معجزانہ طور پر یا عام شفا ہو، یہ خداوند کی طرف سے ہے۔ اور اگر کسی خاص صورتِ حال میں وہ ہمیں شفا نہیں دیتا، تو وہ ہمیں دُکھ برداشت کرنے یا مرنے کے لئے اپنا فضل دے گا۔

۶:۲،۳ زبور نویس کھل کھلا کر شفا کے لئے التجا کر رہا تھا۔ وہ پژمردہ سا تھا۔ اُس کی ہڈیوں میں مسلسل درد ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ اُس کی ساری باطنی زندگی ـــ اُس کے جذبات، عقل اور ارادہ ـــ سب متاثر تھے۔ لیکن یوں لگ رہا تھا کہ خدا جواب دینے میں دیر کر رہا ہے۔ کب تک اُس کی حالت ایسے ہی رہے گی؟ خدا کب اِس مصیبت زدہ کو اپنے فضل سے شفا دے گا؟

۶:۴ داؤد خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ بظاہر بے اعتنائی کے رویہ کو چھوڑ کر اُسے بیماری اور موت سے بچا لے۔ اُس کی بیماری سے مخلصی صرف یہوواہ کے رحم پر مبنی ہے۔

۶:۵ اِس کے بعد شفا کے لئے ایک غیر معمولی دلیل کا استعمال ہوتا ہے، یعنی اگر داؤد مر جائے تو خدا کو اِس سے کیا فائدہ ہو گا۔ جب تک وہ زندہ ہے وہ خداوند کو یاد کر سکتا اور اُس کی ستائش کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ مر جائے تو وہ خدا کو بھول جائے گا۔ روح کے بغیر جسم اُس کی شکرگزاری نہیں کر سکے گا۔

جہاں تک بدن کا تعلق ہے، یہ دلیل کافی حد تک درست ہے، کیونکہ لاش یاد داشت سے محروم ہوتی ہے اور اِس میں حمد و شکرگزاری کی قوت نہیں ہوتی۔ لیکن جہاں تک روح

اور جان کا تعلق ہے، اِس دلیل سے عہدِ عتیق کے مقدسین کا موت کے بعد زندگی کے بارے میں محدود علم نظر آتا ہے۔ مسیح کے دیئے ہوئے کامل مکاشفہ کے لئے اُس کا شکر ہو، کیونکہ اب ہم جانتے ہیں کہ جب کوئی ایماندار مرتا ہے تو وہ اپنے خاکی بدن کو چھوڑ کر مسیح کے پاس پہنچ جاتا ہے جو کہ بہت ہی بہتر ہے (فلپیوں ۱: ۲۳)۔ وہ بدن کے وطن سے دُور اور خداوند کے وطن میں رہتا ہے (۲۔کرنتھیوں ۵: ۸)۔ چنانچہ ایماندار ایسی جگہ نہیں جاتا جہاں روحیں نیم خوابی کی حالت میں رہتی ہیں، بلکہ وہ اپنے ہوش و حواس میں خداوند کی حضوری میں اُس کی حمد اور پرستش کرتا ہے۔

ہمیں داؤد کی حمایت میں ضرور کہنا چاہئے کہ جو روشنی اُس کے پاس تھی اُس نے اُس کا خوب استعمال کیا اور اُس نے اپنی دعاؤں کے ذریعے اِس کا اظہار کیا۔ ہمارے پاس بہت اعلیٰ روشنی ہے۔ اگر ہم اِس کا استعمال کرتے، تو کس قدر شاندار ستائش اور حمد ہمارے لبوں سے نکلتی۔

۶: ۶، ۷ ہم اُس کے بیان سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ اُس کا دُکھ کس قدر شدید تھا۔ وہ کراہتے کراہتے بالکل تھک چکا تھا۔ ساری رات رونے سے اُس کا تکیہ بھیگ جاتا تھا اور اُس کے آنسوؤں سے اُس کا پلنگ تیرتا تھا۔ گہرے دُکھ سے اُس کی آنکھیں دھنس چکی تھیں اور اُس کے دشمنوں کے دباؤ سے اُس کی بینائی زائل ہو رہی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ اُس کی مصیبتیں اِس قدر زیادہ ہیں کہ وہ قائم نہیں رہ سکے گا۔

۶: ۸-۱۰ لیکن دعا حالات کو تبدیل کر دیتی ہے۔ پاک روح کی پوشیدہ اور پُراَسرار اطلاع سے اُسے اِس بات کی یقین دہانی ہو گئی کہ خداوند نے اُس کے رونے کی آواز سن لی ہے اور اُس کی دعاؤں کا جواب مل گیا ہے۔ اِس یقین دہانی سے قوت حاصل کر کے وہ اپنے دشمنوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ دُور ہو جائیں۔ وہ اُن کی دھمکیوں سے مزید مرعوب نہیں ہو گا کیونکہ اُسے احساس ہے کہ جب خداوند اُنہیں سزا دینے کے لئے اُٹھے گا تو وہ دفعتہً شکست کھا کر شرمندہ ہوں گے۔

زبور ۷: مظلوم کی فریاد

اِس کا عبرانی عنوان ہے “داؤد کا شگایون جسے اُس نے بنیمینی کوش کی باتوں کے سبب سے خداوند کے حضور گایا۔” کوش جو اِس غزل کا باعث ہے، ساؤل کے گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور غالباً اُس کا نائب تھا۔ بہرکیف وہ داؤد کا بہت ہی کینہ پرور دشمن تھا۔ انگریزی کے ایک ترجمہ میں شگایون کا مطلب “گیان دھیان” بیان کیا گیا ہے۔

۷:۱-۲ بڑی جذباتی التجا سے داؤد اپنے تعاقب کرنے والوں سے رہائی کے لئے دعا کرتا ہے۔ ورنہ اُس کی حالت ایک بے کس برہ کی طرح ہو گی جسے شیر گھسیٹ کر لے جا رہا ہو۔

۷:۳-۵ کوش نے داؤد کے جرائم کی ایک طویل فہرست تیار کر رکھی تھی۔ غالباً اس میں ساؤل کی جان لینے کے لئے اُس پر وار کرنے اور بادشاہ کے ذخیرہ پر حملہ کرنے کے الزام بھی شامل ہوں گے۔ لیکن داؤد اپنی بے گناہی کے لئے احتجاج کرتا ہے۔ اُس پر یہ الزام غلط تھا۔ اُس کے ہاتھوں سے بدی نہیں ہوئی تھی۔ اُس نے بادشاہ سے انتقام نہیں لیا تھا، حالانکہ اُسے اِس کے لئے موقع بھی ملا تھا۔ اگر فی الحقیقت اُس نے یہ کام کئے تو وہ اِس کے نتائج کو بھگتنے کے لئے تیار تھا یعنی وہ اُس کا پیچھا کریں، اُس پر غالب آئیں، اُسے ماریں اور موت کے گھاٹ اُتار دیں۔

۷:۶-۸ چونکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی، اِس لئے وہ دلیری سے خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اپنے غضب میں اُٹھے، اُس کے دشمنوں کو سزا دے اور اُس کی بے گناہی کے تحت اُسے بری کرے۔ وہ تصور کرتا ہے کہ خدا نے بہت بڑی عدالت لگائی ہے۔ عدالت کے کمرے میں لوگوں کا ایک ہجوم جمع ہے۔ یہوواہ مسند پر بیٹھا ہے اور وہ لوگوں کی عدالت کرتا ہے۔ داؤد صرف اِس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اُس کی راستی اور صداقت کے مطابق اِس کا فیصلہ کیا جائے۔ ہمیں شاید یہ بہت زیادہ خود پسندی اور تکبر کی تصویر نظر آئے، لیکن ہمیں یہ ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ داؤد اپنی زندگی کے ہر ایک پہلو میں کلی طور پر راستی کا دعویٰ نہیں کر رہا بلکہ اُن الزامات کے بارے میں بات کر رہا ہے جو اُس پر لگائے گئے۔

۷:۹-۱۱ آیت ۹ ہر زمانہ میں خدا کے مظلوم لوگوں کی فریاد کو ظاہر کرتی ہے۔ ہر سچا شخص اُس دن کے لئے ترستا ہے جب بدی کی حکمرانی کا خاتمہ ہو گا اور راست باز زمین کے وارث ہوں گے۔ وہ دن ضرور آئے گا جب مسیح اپنی بادشاہت قائم کرنے کے لئے واپس آئے گا۔ اِس دوران راست باز خدا جو انسان کے خیالوں اور ارادوں کو جانتا ہے، راست باز شخص کا محافظ اور اُس کی سپر ہے۔ وہ راست باز منصف بھی ہے جو ہر روز شریروں پر قہر کرتا ہے۔

۷:۱۲،۱۳ خدا کا اسلحہ خانہ، اسلحہ سے بھرا پڑا ہے۔ اگر شریر توبہ نہ کرے تو وہ اپنی تلوار کو تیز کرے گا اور اپنی کمان کو سخت کر کے آتشیں تیر برسائے گا۔ خدا کے سارے ہتھیار مہلک ہیں۔

۷:۱۴-۱۶ بالآخر داؤد کو اِس بات کا یقین ہے کہ اُس کے دشمن نے جو کچھ بویا وہی کاٹے گا۔ اُس کا گناہ حمل، پیدائش اور موت کے مراحل سے گزرے گا۔ دشمن جب زبور نویس کو برباد کرنے کی سازش تیار کرتا ہے، تو یہ حمل ٹھہرنے کی کیفیت کی مانند ہے۔ جلد ہی وہ بُرے تصورات سے پھولنے لگتا ہے۔ اِس کے بعد وہ اپنی مکار تدبیر کو جنم دیتا ہے۔ لیکن یہ تدبیر الٹی اُس کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ وہ اپنے جال میں پھنس جاتا ہے اور جس مصیبت اور تشدد کا اُس نے زبور نویس کے لئے منصوبہ بنایا، وہ اُس کے اپنے سر پر آئے گا۔

۷:۱۷ خدا کے اِس انصاف کے باعث داؤد شکرگزاری سے خداوند کے حضور کھڑا ہوتا ہے اور خداوند قادرِ مطلق کے نام کی تعریف کرتا ہے۔

زبور ۸: انسان کیا ہے؟

خدا بیان سے باہر ایک عظیم خدا ہے۔ اُس کے مقابلے میں انسان تو بہت ہی کمتر مخلوق ہے۔ لیکن اِس کے باوجود خدا نے انسان کو بہت زیادہ عزت اور حشمت بخشی ہے۔ اِس حقیقت کے عجائب کو بیان کرنے میں داؤد حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔

۸:۱ خدا کا جلال ساری کائنات میں ظاہر ہوتا ہے۔ فطری سائنس کا ہر ایک شعبہ

خالقِ کائنات کی حکمت اور قدرت کے شواہد فراہم کرتا ہے۔ خدا کا جلال تو آسمانوں سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ سیارے، ستارے اور لامحدود کائنات تو محض عظیم خدا کے جزوی منظر کو پیش کرتے ہیں۔ افسوس کہ جدید دَور کے بہت سے لوگ اِس شہادت پر شک ظاہر کرتے ہیں کہ گویا اِس کا کوئی وجود نہیں۔

۸:۲ لیکن شیرخوار اپنے معصوم ایمان میں اپنے سادہ گیتوں سے خدا کی عظمت کو بیان کرتے ہیں۔ خدا نے یہ باتیں عقل مندوں اور داناؤں سے چھپائیں، لیکن اُنہیں شیرخواروں پر ظاہر کیا (متی ۱۱: ۲۵)۔

خواہ بچوں سے لغوی طور پر بچے مراد ہیں یا خداوند کے شاگرد، جن کا اُس پر بچوں کا سا ایمان ہے، ہمیں اِس آیت میں بتایا گیا ہے کہ وہ خداوند کے دشمنوں کو خاموش کر سکتے ہیں۔ اکثر اوقات وہ اپنے معصوم سوال یا معصوم مشاہدہ سے خدا کے کسی دشمن کو لاجواب کر دیتے ہیں۔ جیسے ایک چھوٹی سی سوئی بہت بڑے غبارے کو پھاڑ کر اُس کی ہوا نکال دیتی ہے، ویسے ہی برہ کے یہ سادہ لوح شاگرد اُن لوگوں کے بلند بانگ دعوؤں کو ختم کر دیتے ہیں جو تخلیق اور پروردگاری میں خدا کے ہاتھ کو نہیں دیکھتے۔

۸:۳ علمِ فلکیات کی نسبت کوئی اَور سائنس اِس قدر وضاحت سے خدا کی عظمت اور انسان کی کم مائیگی کو بیان نہیں کرتی۔ یہ بات کہ فاصلوں کا حساب نوری سالوں میں کیا جاتا ہے اِس حقیقت کی وضاحت کرتی ہے (وہ فاصلہ جو روشنی ایک سال میں طے کرتی ہے نوری سال کہلاتا ہے)۔ روشنی ایک سیکنڈ میں ۱۸۶٬۰۰۰ میل سفر کرتی ہے اور ایک سال میں ۳ کروڑ ۱۵ لاکھ سیکنڈ ہوتے ہیں۔ چنانچہ روشنی ایک سال میں اندازاً ساٹھ کھرب میل کا فاصلہ طے کرتی ہے۔ تاہم بعض ستارے زمین سے اربوں نوری سال دُور ہیں۔

جب رات کے وقت ہم آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو اِس سے خدا کی عظمت کے لئے عظیم تصورات جنم لینے چاہئیں۔ چاند اور ستارے اُس کے ہاتھ کی کاریگری ہیں۔ جب ہم اَن گنت ستاروں پر نگاہ ڈالتے ہیں، کائنات میں بہت زیادہ فاصلوں کو دیکھتے ہیں اور غور کرتے ہیں کہ سیارے حسابی صحت کے ساتھ اپنے مدار میں رہتے ہیں تو ہمارا

ذہن جلدی سے اپنی حدوں تک پہنچتا ہے۔

۸: ۴ کائنات میں ہماری زمین مٹی کا ایک ذرہ ہے۔ اگر اِس کا یہ حال ہے تو اِس زمین پر رہنے والے فردِ واحد کی کیا حیثیت ہو گی؟ لیکن اِس کے باوجود خدا ہر ایک فرد میں دلچسپی لیتا ہے! بنی نوع انسان میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ اُس کا گہرا اور شخصی تعلق ہے۔

۸: ۵ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ اور صورت پر پیدا کیا۔ گو انسان خدا سے کمتر ہے تاہم اُس میں خدا کی کئی صلاحیتیں ہیں جو زمین پر کسی اَور مخلوق میں نہیں ہیں۔ خدا نے تخلیق کی ہر ایک شے کو کہا ”اچھا ہے“ لیکن جب انسان کو پیدا کیا گیا تو اُس کے لئے کہا، ”بہت اچھا ہے۔“

۸: ۶-۸ زمین پر خدا کے نمائندے کی حیثیت سے انسان کو تمام جانوروں، پرندوں، مچھلیوں اور رینگنے والے جانداروں پر حاکم ٹھہرایا گیا۔ کوئی ایسی شے نہیں تھی جو اُس کے ماتحت نہ کی گئی۔

لیکن عبرانیوں کا مصنف ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دورِ حاضر میں انسان اِس غیر متنازع حکمرانی سے لطف اندوز نہیں ہو رہا (عبرانیوں ۲: ۵-۹)۔ کتے اُس پر بھونکتے ہیں، سانپ اُسے کاٹتے ہیں، پرندے اور مچھلیاں اُس کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب آدم کے وسیلہ سے گناہ دُنیا میں داخل ہوا، تو انسان کا ادنیٰ تخلیق پر سے اختیار ختم ہو گیا۔

تاہم خدا کا ارادہ اب بھی قائم ہے۔ اُس نے حکم دیا تھا کہ انسان اِس دُنیا کو محکوم کرے اور کوئی شے بھی خدا کے مقصد میں حائل نہیں ہو سکتی۔ گو اِس وقت ہم نہیں دیکھتے کہ ہر ایک شے انسان کے تابع ہے، لیکن ہم یسوع کو دیکھتے ہیں یعنی اُس واحد شخصیت کو جس کے وسیلے سے آخرکار انسان کی حکومت بحال ہو جائے گی۔ جب مسیح زمین پر آیا تو وہ وقتی طور پر فرشتوں سے کچھ ہی کمتر تھا، تاکہ وہ انسان کی حیثیت سے نسل انسانی کے لئے اپنی جان دے سکے۔ لیکن اب اُسے خدا کے دہنے ہاتھ عزت اور جلال کا تاج پہنایا گیا ہے۔ کسی دن مسیح ابنِ آدم زمین پر واپس آئے گا اور بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خدا کی حیثیت سے حکومت کرے گا۔ ہزار سالہ دَور میں وہ حکومت جو

آدمِ اوّل سے چھن گئی، آدمِ ثانی کے وسیلہ سے بحال کر دی جائے گی۔

۹:۸ تب خدا کے مخلصی یافتہ لوگ نئی لگن سے یہ گیت گانے میں شامل ہوں گے، ’’اے خداوند ہمارے رب! تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے!‘‘

زبور ۹: گناہوں کے بدلے کا دن

اس زبور میں داؤد خدا کی اپنے دشمنوں پر حتمی فتح کو دیکھ رہا ہے۔

۹:۱، ۲ اسرائیل کے شیریں گلوکار پر خدا کے تمام عجیب کاموں کے باعث وجد کی کیفیت طاری ہے۔ یہاں وہ تخلیق یا مخلصی کے اُس کے کاموں پر اس قدر نہیں سوچ رہا، بلکہ وہ قوم کے دشمنوں کی شکست کے کارِ نمایاں پر غور کر رہا ہے۔ داؤد اِس کے لئے نہ تو اپنے آپ کو اور نہ ہی انسانی ہتھیاروں اور مہارت کو بلکہ خدا کو جلال دیتا ہے۔ وہ اپنے بدن کی نس نس سے قادرِ مطلق کے نام کی عزت اور بڑائی کرتا ہے۔ خداوند سے محبت اور عقیدت کی اُس کی مثال سے ہم میں سے بہتوں کو احساس ہونا چاہئے کہ ہم کس قدر سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۹:۳، ۴ اِس کے بعد وہ خدا کی شاندار جنگ کا تذکرہ کرتا ہے، گو اُس کے الفاظ کی حتمی تکمیل خداوند یسوع مسیح کی دوسری آمد پر پوری ہوگی۔ اُس کی ایک جھلک دیکھنے پر اُس کے دشمن پیچھے ہٹ کر بھاگ جائیں گے۔ پریشانی کے عالم میں اُن میں ابتری پھیل جائے گی اور فرار ہونے سے پہلے وہ گر کر تباہ ہو جائیں گے۔ اُس دن بادشاہ اپنے جلالی تخت پر راست بازوں کو بری کرے گا۔ بالآخر زمین راست عدالت کا مزہ چکھے گی۔

۹:۵، ۶ غیر قوم جابر ٹولے کو سختی سے ملامت کی جائے گی اور اسرائیل کے سب دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گمنامی کی حالت میں چلے جائیں گے۔ اُن کی شاندار عمارتوں کو گرا کر اُنہیں کھنڈرات میں دفن کر دیا جائے گا۔ جن شہروں کے بارے میں یہ سوچا جاتا ہے کہ وہ کبھی ختم نہ ہوں گے، وہ کلی طور پر برباد کر دیئے جائیں گے۔ واشنگٹن، ماسکو یا ہانگ کانگ جیسے ناموں کی یادگار باقی نہ رہے گی۔

۹: ۷، ۸ سارے دشمن ختم ہو جائیں گے، لیکن خداوند ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا۔ وہ جوں کا توں راست باز اور قابلِ اعتماد رہے گا۔ اپنے تخت پر جلالی شان میں وہ راستی سے دُنیا پر حکمرانی کرے گا۔ وہ ہر ایک سے منصفانہ سلوک کرے گا۔ پولس نے آیت ۸ کے پہلے حصہ کو اتھینے میں پیغام دیتے ہوئے استعمال کیا اور اُس نے اِس بات کی وضاحت کی کہ مستقبل کی عدالت میں جی اُٹھا خداوند یسوع مسیح عدالت کرے گا:

> "پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کرکے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں۔ کیونکہ اُس نے ایک دن ٹھہرایا ہے جس میں وہ راستی سے دُنیا کی عدالت اُس آدمی کی معرفت کرے گا جسے اُس نے مقرر کیا ہے اور اُسے مُردوں میں سے جلا کر یہ بات سب پر ثابت کر دی ہے"
> (اعمال ۱۷: ۳۰، ۳۱)

۹: ۹-۱۰ زمین کے مظلوموں کے لئے خداوند اونچا بُرج اور دائمی پناہ گاہ ہو گا۔ وہ سب جو اُسے جانتے ہیں اُس پر بھروسا رکھیں گے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اُس نے اپنے لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی اور اُنہیں مایوس نہیں کیا۔

۹: ۱۱-۱۲ بنی اسرائیل نہ صرف اُس کی ستائش کریں گے بلکہ وہ غیر قوموں کے لئے مشنری کردار بھی ادا کریں گے۔ وہ خداوند کی عجیب و غریب مخلصی کو یاد کرتے ہوئے اِس بات کی نشاندہی کریں گے کہ وہ جو اپنے لوگوں کے خون کا بدلہ لیتا ہے، وہ اُن کے دُکھوں سے غافل نہیں تھا بلکہ اُنہیں اپنی دعاؤں کا جواب ملا۔

۹: ۱۳، ۱۴ لیکن ہزار سالہ بادشاہت کا دَور ابھی نہیں آیا۔ آیات ۱۳ اور ۱۴ میں ایک ہچکولے کے ساتھ ہم پریشان کن زمانہ حال میں واپس آتے ہیں۔ داؤد کو اب بھی خداوند کی ضرورت ہے کہ وہ اُسے اُس کے دشمنوں سے محفوظ رکھے تا کہ صیون کے پھاٹک اُس کے گیتوں کی ستائش سے گونج اُٹھیں۔

۹: ۱۵ اِس کے بعد وہ اُس وقت کی طرف بڑھتا ہے جب مخالف قومیں اُسی گڑھے میں گر جائیں گی جو اُنہوں نے یہودیوں کے لئے کھودا تھا۔ وہ اُسی جال میں پھنس جائیں

گی جو اُنہوں نے خدا کی قدیم قوم کے لئے بچھایا تھا۔ اُن کی حالت ہامان کی سی ہو گی جسے اُس سولی پر مصلوب کر دیا گیا جو اُس نے مردکی کے لئے تیار کی تھی۔

۹:۱۶ ایک بار پھر خداوند عادل اور منصف کے طور پر ظاہر ہو گا۔ شریر وہی کاٹیں گے جو اُنہوں نے بویا ہے۔ لفظ "سلاہ" کی تشریح کے لئے زبور ۳:۲ کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

۹:۱۷ جب داؤد کہتا ہے کہ شریر پاتال (عبرانی Sheol) میں جائیں گے تو وہ اِس لفظ کو بے جان حالت یا قبر تک محدود نہیں رکھتا۔ یہاں سیاق و سباق کے حوالہ سے اِس کا مطلب ہے "دوزخ"۔ جو قومیں خدا کو بھول جاتی ہیں یہ اُن کا انجام ہے۔

۹:۱۸ یہ بھی ایک یقینی حقیقت ہے کہ مسکین سدا بھولے بسرے نہ رہیں گے۔ ناکس یوں ترجمہ کرتا ہے "مصیبت زدہ کا صبر رائیگاں نہیں جائے گا۔" اُنہوں نے جس بات کی اُمید کی، اُس کی ہزار سالہ دَور میں تکمیل ہو گی۔

۹:۱۹، ۲۰ داؤد تمنا کرتا ہے کہ صداقت کا آنے والا دَور آئے۔ یہ دعا اُبھارتی ہے کہ خدا انسان کے منصوبوں کو خاک میں ملانے اور قوموں کے انصاف کے لئے اُٹھے۔ جب وہ قادرِ مطلق منصف کی حضوری میں کھڑے ہوں گے تو مارے خوف کے وہ محسوس کریں گے کہ وہ کس قدر ادنیٰ اور بے ثبات ہیں۔

زبور ۱۰: سب سے بڑا دشمن

یہاں زبور نویس سب سے بڑے بدمعاش کا بیان کرتا ہے۔

خدا کی خاموشی (۱۰:۱)

اِس زبور کے آغاز میں ایک سوال پیش کیا جاتا ہے جو ہم سب کبھی نہ کبھی پوچھتے ہیں۔ جب بے گناہ مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور شریر کو کوئی نہیں پوچھتا تو خدا کیوں خاموش رہتا ہے؟ ایسے حالات میں ہمارا ایمان کارفرما ہوتا ہے اور جب ہم نہیں سمجھ سکتے تو وہ بھروسا رکھنے کے لئے ہماری حوصلہ افزائی کرتا اور ہمیں چیلنج کرتا ہے کہ ہم آخر تک برداشت کریں۔

مظلوم کی دعا (۱۰:۲)

شریر اپنے تکبر میں بڑی بے رحمی سے بے کس مقدسوں کا پیچھا کرتے ہیں۔ اُن کے لئے اِس سے بڑھ کر اَور کون سی مناسب سزا ہو گی کہ وہ جو حشر راست باز کا کرنا چاہتے تھے، وہی اُن کا انجام ہو؟

دشمن کا خاکہ (۱۰:۳-۱۱)

۱۰:۳، ۴ شریر کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنے منصوبوں کے بارے میں بڑ ہانکتا رہتا ہے۔ امیر ہونے کی دُھن میں وہ کفر بکتا اور خدا کی اہانت کرتا ہے، کیونکہ سونے کی پرستش کرنا خدا کو مسترد کرنے کے مترادف ہے۔ اُس کے طرزِ زندگی میں خود کفالت ہے۔ وہ خدا کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا اور وہ ایسے زندگی بسر کرتا ہے جیسے کہ خدا کا کوئی وجود نہ ہو۔

۱۰:۵، ۶ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حالات اُس کے لئے سازگار ہیں۔ کسی نہ کسی طرح وہ اُن مشکلات سے بچتا ہے جو دیگر انسانوں کے سکون کو خراب کرتی ہیں۔ جو اصول خدا نے اپنے لوگوں کے لئے متعین کئے ہیں وہ شریر کی سمجھ سے باہر ہیں۔ وہ روحانی سچائیوں اور الٰہی اصولوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ وہ اپنے سارے دشمنوں کا حقارت سے مذاق اڑاتا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ کوئی چیز بھی اُس کے تحفظ میں حائل نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ زندہ ہے وہ مشکلات سے آزاد رہے گا۔

۱۰:۷، ۸ جب کبھی وہ آپ کے آس پاس ہو گا آپ محسوس کر سکیں گے کہ آپ کے ارد گرد کوئی دین کی بے حرمتی کرنے والا شخص موجود ہے۔ اگر وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہا تو وہ غالباً کسی کو دبا رہا ہو گا۔ وہ کبھی کوئی تعمیری بات نہیں کرے گا۔ دوسرے جرائم پیشہ لوگوں کی طرح وہ وہاں انتظار کرتا ہے جہاں کوئی اُسے نہ دیکھ سکے۔ وہ کمین گاہوں میں بے گناہوں کے لئے گھات لگا کر بیٹھتا ہے اور جب وہ پاس سے گزرتے ہیں وہ اُنہیں قتل کر ڈالتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایسے لوگوں کے لئے انتظار کرتا ہے جو بے خبر اور مجبور و غریب ہوں۔

۱۰:۹-۱۱ شیر کی طرح اپنی کچھار میں وہ اپنے شکار پر حملہ کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

شکاری کی طرح وہ اپنے شکار کے لئے جال بچھاتا ہے، وہ اِس مقصد کے لئے بلیک میل کرتا ہے، جبراً استحصال کرتا ہے، رشوت لیتا ہے، غلام بنا لیتا یا موت کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔ بدقسمت ستم رسیدہ مجبور ہو کر مجرم کی بہت زیادہ قوت کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ مایوسی کی حالت میں وہ محسوس کرتا ہے کہ خدا اُسے بھول گیا ہے۔ وہ کسی اَور طرف دیکھ رہا ہے اور اپنے فرزند کی خطرناک صورتِ حال کی طرف کبھی نہیں دیکھے گا۔

وفادار کی فریاد (۱۰: ۱۲-۱۸)

۱۰:۱۲،۱۳ لیکن اب خداوند کا وقت ہے کہ وہ ظالم پر عدل کے لئے اپنا ہاتھ بلند کرے اور مصیبت زدہ پر رحم کرے۔ بدی کی قوتوں کو کیوں اجازت دی جائے کہ وہ بے دینی کی راہوں پر چلتی رہیں؟ اُن کی کیوں حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ سوچیں کہ خدا اُن کے جرائم کی کبھی باز پُرس نہیں کرے گا؟

۱۰:۱۴-۱۵ خدا ضرور دیکھتا ہے۔ وہ ناانصافی اور بدی کے ہر ایک عمل کا حساب رکھتا ہے تاکہ آنے والے ایام میں اُن کا پورا پورا بدلہ چکا سکے۔ چنانچہ جب بے کس اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہے تو یہ بے سود نہیں ہے۔ کیا خدا نے ثابت نہیں کیا کہ وہ یتیم کا دوست ہے؟ خداوند ایماندار کی فریاد کو سنے گا۔ وہ شریر کا بازو توڑ دے گا اور اُس کی شرارت کو پورے طور پر بے نقاب کرے گا، جب تک کہ اُس کی چھوٹی سے چھوٹی شرارت کی سزا اُسے نہ مل جائے۔

۱۰:۱۶ جب اِس دُنیا کے ممالک ہمارے خداوند یسوع مسیح کے تحت آئیں گے، تو یہ انتقام اور بدلہ کا دن ہو گا۔ جیسا کہ یسعیاہ نبی نے پیش گوئی کی ہے، اُس وقت شریر اور ایذا دینے والی قومیں تباہ ہو جائیں گی:

> ”دیکھ وہ سب جو تجھ پر غضب ناک ہیں پشیمان اور رُسوا ہوں گے۔ وہ جو تجھ سے جھگڑتے ہیں ناچیز ہو جائیں گے اور ہلاک ہوں گے۔ تُو اپنے مخالفوں کو ڈھونڈے گا اور نہ پائے گا۔ تجھ سے لڑنے والے ناچیز و نابود ہو جائیں گے۔ کیونکہ مَیں خداوند تیرا خدا تیرا دہنا ہاتھ پکڑ کر کہوں گا مت ڈر، مَیں تیری مدد کروں گا“ (یسعیاہ ۴۱: ۱۱-۱۳)۔

۱۰: ۱۷، ۱۸ ہمیں پورے طور پر یقین ہونا چاہئے کہ خداوند حلیموں کی دعاؤں کو سنے گا اور اُن کا جواب دے گا۔ وہ ہر ایک آزمائش کے لئے اُنہیں فضل دے گا اور یہ دیکھنے کے لئے جھک جائے گا کہ انصاف مظلوموں اور یتیموں کا بخرہ ہو۔ خداوند کی تعریف ہو کہ اِس دُنیا کے لوگ غریبوں اور بے کسوں پر کبھی ظلم نہیں کریں گے۔

زبور ۱۱: جب توکل کر سکتے ہیں تو بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟

زبور ۱۱ غم ناک شہ سرخی کا تریاق ہے۔ جب خبر ہر طرح سے بُری ہو --- یعنی جنگ، تشدد، جرائم، بدی اور سیاسی بے چینی ہو--- تو داؤد ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم خداوند پر نگاہیں جمانے سے حالات سے نپٹ سکتے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ جب داؤد نے اپنا دروازہ کھولا، تو ایک پریشان ملاقاتی اندر داخل ہوا۔ اُس کا چہرہ زرد اور اُترا ہوا تھا، اُس کی آنکھوں سے پریشانی جھلک رہی تھی اور اُس کے ہونٹ تھرتھرا رہے تھے۔ اُس نے داؤد کو آنے والی مصیبت کے بارے میں بتایا اور مشورہ دیا کہ وہ پہاڑوں کی طرف بھاگ جائے۔ یہ زبور اُس نااُمید ملاقاتی کے دل شکن اور مایوس کن مشورے کا جواب تھا۔

۱۱: ۱-۳ سب سے پہلے داؤد خداوند پر اپنے سادہ سے توکل کا بیان کرتا ہے کہ وہ اُس کی پناہ گاہ ہے۔ ”جب آپ توکل کر سکتے ہیں تو بھاگنے کی کیا ضرورت ہے؟“ تب وہ اُس مصیبت سے ڈرانے والے شخص کو ملامت کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے کہ آیت ۱(ب) سے آیت ۳ تک پریشان مخبر کے الفاظ ہیں۔ اِس کا یوں آغاز ہوتا ہے: ”چڑیا کی طرح اپنے پہاڑ پر اڑ جا۔“ دراصل اُس نے داؤد سے یہ کہا تھا کہ ”تم ایک پرندہ کی طرح کمزور اور غیر محفوظ ہو۔ تمہارے لئے بہتر ہے کہ راہِ فرار اختیار کر لو۔ اِس وقت مجرموں کی بالا دستی ہے، وہ پورے طور پر مسلح ہیں، وہ پُرامن اور قانون کا احترام کرنے والے شہریوں کو مارنے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔ قانون اور نظام ختم ہو چکا ہے اور معاشرے کی بنیادیں ہل رہی ہیں۔ کیا ایسی صورتِ حال میں تم ایسے راست باز شخص کے لئے اُمید ہو سکتی ہے؟“

۱۱:۴-۶ کیا اُمید ہو سکتی ہے؟ خداوند تو ابھی تک موجود ہے۔ وہ میری اُمید ہے۔ خداوند اپنی مقدس ہیکل میں ہے اور کوئی چیز اُس کے منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ کا باعث نہیں بن سکتی۔ اُس کا تخت آسمان پر ہے۔ یہ تخت قائم ہے اور اُسے کوئی ہلا نہیں سکتا، خواہ زمین پر بادشاہتوں کا عروج و زوال ہو اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ گو کوئی شخص خدا کے سکون میں مخل نہیں ہو سکتا، تاہم وہ بنی آدم کے کاموں سے بے خبر نہیں ہے۔ وہ نہ صرف وقوع پذیر واقعات اور حالات کو دیکھتا ہے بلکہ مسلسل صادقوں اور شریروں کا احتساب کرتا رہتا ہے۔ گو خدا بے پایاں محبت ہے، اُس کی روح تشدد کرنے والوں سے نفرت کرتی ہے۔ وہ آسمان پر سے آگ اور گندھک کی بارش اور سخت لُو سے اُن کو سزا دے گا۔

۱۱:۷ جس قدر خداوند تشدد کرنے والے سے نفرت کرتا ہے، اُسی قدر وہ صادق سے محبت رکھتا ہے۔ خدا خود صادق ہے اِس لئے وہ صداقت کو پسند کرتا ہے۔ راست باز کا حتمی اجر یہ ہو گا کہ وہ خدا کے حضور کھڑا ہو گا۔

چنانچہ ہمیں بُرے حالات سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ کسی خاص وقت پر حالات کے دھارے ہمارے خلاف ہوں، لیکن خدا کا ناقابلِ تسخیر مقصد بالآخر یقینی طور پر کامیاب ہو گا۔

ہر جگہ خدا کی حکمرانی ہے اور سب چیزیں اُس کی خدمت گزار ہیں۔
اُس کا ہر ایک عمل خالص برکت ہے،
اُس کی روش بے داغ روشنی ہے
ہم اُسے نہیں سمجھ سکتے، تاہم زمین اور آسمان بتاتے ہیں کہ
خدا تخت پر مطلق العنان کی حیثیت سے بیٹھا
سب چیزوں پر حکمرانی کرتا ہے۔

(شاعر نامعلوم)

زبور ۱۲: خدا کے کلام کے مقابلے میں انسان کی باتیں

۱۲:۱ اِس آیت میں مذکور دعا کا باعث لوگوں میں وفاداری کا عمومی زوال تھا جو خاص طور پر اُن کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ ناکس نے اِس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

"اے خداوند! میری مخلصی کے لئے آ، دین داری مر چکی ہے،
اِس گھٹیا دُنیا میں سچے دلوں کی کمی ہے۔"

۱۲:۲ بے دین نسل کے خلاف تین خصوصی الزامات ہیں:

جھوٹ۔ وہ نہ صرف مختلف فریبوں کے مجرم ہیں، بلکہ سفید جھوٹ بولنے، نصف سچائی بیان کرنے، مبالغہ آرائی اور وعدہ خلافیوں کے مرتکب ہیں۔

خوشامد۔ وہ منافقانہ طور سے دوسروں کی تعریف کرتے ہیں۔ کسی کی تعریف کرنا، خوشامد کرنے سے بالکل مختلف ہے۔ یہ اُس وقت خوشامد بن جاتی ہے جب کسی شخص کی ایسی خوبی کی تعریف کی جائے جو اُس میں موجود نہ ہو۔ اِس کے علاوہ، خوشامد کے مقاصد خودغرضی پر مبنی ہوتے ہیں۔

دو رنگی باتیں کرنا۔ وہ سوچتے کچھ اَور اور کہتے کچھ اَور ہیں۔ وہ ساز باز اور دو رُخی چالوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

۱۲:۳،۴ عرصہ دراز سے خدا کے حقیقی مقدسین کی فریاد یہ ہے کہ خداوند خود بے دین لوگوں کے خوشامدی لبوں کو کاٹ ڈالے اور اُن لوگوں کی زبان بند کر دے جو یہ فخر کرتے ہیں کہ اُن کے اصول جیتیں گے اور خواہ دوسرے لوگ کچھ بھی سوچیں وہ جو چاہیں آزادی سے کہیں گے۔

۱۲:۵،۶ غریبوں اور حاجت مندوں کی آہوں کے جواب میں خداوند وعدہ کرتا ہے کہ وہ اُٹھے گا اور "جس مخلصی کے وہ آرزو مند ہیں، وہ اُنہیں عطا کرے گا" (گلینو)۔ جس شے کا اُس نے وعدہ کیا ہے، وہ ضرور اُنہیں دے گا۔ اُس کے وعدے اُس چاندی کی مانند خالص ہیں جو "بھٹی میں مٹی پر تائی گئی اور سات بار صاف کی گئی ہو۔" دوسرے لفظوں

میں سو فی صد خالص چاندی کی طرح۔ خدا کا کلام دھوکے، خوشامد، ذومعنی باتوں اور ہر طرح کی غلطی سے پاک ہے۔ اِس پر پورے طور سے بھروسا کیا جا سکتا ہے۔

۱۲:۷ چنانچہ ایماندار جبلی طور پر اِس پشت سے تحفظ کے لئے خداوند کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ نہ صرف اُن کے حملوں سے بچنا چاہتا ہے بلکہ اُن کے ساتھ ہر طرح کے سمجھوتے سے بھی تحفظ کا طلب گار ہے۔

۱۲:۸ آخری آیت میں ''اِس پشت'' کی تصویر پیش کی گئی ہے۔ یہ شریر پشت مسلسل شکار کی تلاش میں رہتی ہے، پاجی پن کی قدر کرتی اور نیکی کا مذاق اُڑاتی ہے۔ یہ وہی پشت ہے جس کا امثال ۳۰: ۱۱-۱۴ میں بیان کیا گیا ہے:

> ایک پشت ایسی ہے جو اپنے باپ پر لعنت کرتی ہے اور اپنی ماں کو مبارک نہیں کہتی۔ ایک پشت ایسی ہے جو اپنی نگاہ میں پاک ہے لیکن اُس کی گندگی اُس سے دھوئی نہیں گئی۔ ایک پشت ایسی ہے کہ واہ وا کیا ہی بلند نظر ہے! اور اُن کی پلکیں اوپر کو اُٹھی رہتی ہیں۔ ایک پشت ایسی ہے جس کے دانت تلواریں ہیں اور ڈاڑھیں چھریاں تاکہ زمین کے مسکینوں اور بنی آدم کے کنگالوں کو کھا جائیں۔

زبور ۱۳: کب تک؟

الفاظ ''کب تک؟'' چار بار زبور نویس کی زبان پر آتے ہیں۔ دشمن (شاید ساؤل) اُس کا تندی سے پیچھا کر رہا ہے اور داؤد سوچ رہا ہے کہ خدا کے رتھوں کے آنے میں کیوں دیر ہو رہی ہے۔ کیا اُس کو پریشان کرنے والی چار مصیبتوں سے آزاد کرنے کے لئے کبھی مدد نہیں آئے گی؟

> اُس نے محسوس کیا کہ گویا خدا اُسے بھول چکا ہے۔
> اُس نے سوچا کہ وہ خدا کی حمایت سے کاٹ ڈالا گیا ہے۔
> وہ ہر روز اپنی روح میں بہت زیادہ افسردگی و پریشانی کے تجربہ میں سے گزر رہا ہے۔

وہ مسلسل ہارتے ہوئے ذلت کا سامنا کر رہا ہے۔

۱۳: ۱-۴ ضرور ہے کہ خدا داؤد کی قابلِ رحم حالت پر نگاہ ڈالے اور فوری طور پر اُس کے لئے مدد بھیجے تاکہ اُس پر سے دو مصیبتیں ٹل جائیں۔ پہلی مصیبت تو داؤد کی موت ہے اور دوسری مصیبت یہ تھی کہ اُس کے دشمن گھمنڈ سے خوشی منائیں گے۔ اگر خداوند داؤد کی آنکھوں میں چمک بحال نہیں کرتا تو وہ جلد ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے موت سے بند ہو جائیں گی۔ اگر یہوواہ اُسے فتح نہیں بخشتا تو دشمن بہت جلد فخر کرنا شروع کر دیں گے کہ وہ جیت گئے ہیں اور کہ داؤد کو کلی طور پر شکست ہو چکی ہے۔

۱۳: ۵، ۶ اب نتائج کے سلسلے میں کوئی شک نہیں ہے۔ زبور نویس کا ایمان ہے کہ جواب آ رہا ہے۔ خداوند کی رحمت پر توکل کرتے ہوئے وہ جانتا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے مخلصی پانے کا جشن منانے کے لئے زندہ رہے گا۔ متوقع نجات کے لئے وہ خداوند کی بے بیان مہربانیوں کے لئے اُس کی حمد کا گیت گا سکتا ہے۔

یہ زبور خداوند کی طرف سے بھیجی ہوئی ہماری اکثر آزمائشوں کی طرح ہے۔ یہ آہ سے شروع ہوتا ہے اور گیت سے اختتام پذیر ہوتا ہے۔

زبور ۱۴: احمق کا عقیدہ

احمق کا عقیدہ یہ ہے کہ ”کوئی خدا نہیں۔“ چونکہ اُس کی خواہش ہے کہ کوئی خدا نہ ہو، اِس لئے وہ خدا کے وجود کا انکار کرتا ہے۔ یہ ایک بیہودہ موقف ہے۔ اوّل، یہ علیمِ کُل ہونے کا دعویٰ ہے کہ ”مَیں سب کچھ جانتا ہوں۔ یہ ممکن نہیں کہ میرے علم کی حدوں سے پرے خدا کا وجود ہو۔“ دوم، اِس میں ہمہ جا حاضر ہونے کا دعویٰ بھی ہے ”مَیں بیک وقت ہر جگہ حاضر ہوں اور یہ ممکن نہیں کہ میرے جانے بغیر خدا کا اِس کائنات میں کہیں وجود ہو۔“ علاوہ ازیں یہ موقف تخلیق میں کائنات کے عجائب کو نظر انداز کرتا ہے ـــ یعنی کائنات کی وسعت، سیاروں کی حیران کن حد تک بے کم وکاست حرکات و سکنات، زندگی کی بقا کے لئے زمین کی عجیب وغریب موزونیت، انسانی جسم اور ذہن کی حیرت انگیز پیچیدگی اور پانی اور زمین کی غیر معمولی خوبیوں پر نگاہ نہیں ڈالتا۔

مثال کے طور پر زندگی کے قیام کے لئے زمین کی موزونیت پر غور کریں۔ ہنری باش نے خدا کے محتاط اور عالی شان منصوبہ کی درج ذیل مثالیں پیش کی ہیں:

> زمین اپنے محور کے گرد تقریباً ایک ہزار میل فی گھنٹہ کے حساب سے گھومتی ہے۔ یہ رفتار اگر سو میل فی گھنٹہ ہوتی، تو ہمارے دن اور رات دس گناہ لمبے ہوتے اور ہمارا سیارہ یکے بعد دیگرے جلتا اور منجمد ہو جاتا۔ لیکن اگر یہ مشتری، زُحل اور یورینس جتنا بڑا ہوتا تو بہت زیادہ کشش ثقل سے انسانی حرکات تقریباً ناممکن ہو جاتیں۔ اگر ہم مریخ جتنا دُور ہوتے، تو ہمارے گرم ترین علاقوں میں بھی ہر رات برف باری ہوتی۔ اگر ہمارا سمندر، موجودہ سمندر سے نصف ہوتا، تو موجودہ بارش سے ایک چوتھائی بارش حاصل ہوتی اور اگر یہ ۱/۸ بڑا ہوتا تو ہماری سالانہ بارش چار گنا بڑھ جاتی اور ساری زمین دلدل ہو جاتی جہاں سکونت کرنا ناممکن ہو جاتا۔
>
> پانی صفر درجہ حرارت پر منجمد ہو جاتا ہے۔ اگر سمندر اِس درجہ پر منجمد ہو جاتا تو یہ تباہ کن صورتِ حال ہوتی، کیونکہ یوں قطبی علاقوں میں برف حد سے زیادہ جم جاتی۔ اِس تباہی کو روکنے کے لئے خدا نے سمندر میں نمک ڈال دیا تاکہ اِس کے نقطۂ انجماد کو تبدیل کر دے۔

یہ کہنا کہ یہ سب کچھ حادثاتی طور پر وقوع میں آ گیا، دُرست نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بائبل کہتی ہے کہ ملحد بے وقوف ہیں۔ وہ اخلاقی احمق ہیں۔

اِن احمقوں کے لئے خدا کا یہ فیصلہ ہے کہ وہ بگڑے ہوئے ہیں اور نفرت انگیز کام کرتے ہیں۔ کسی انسان کے عقیدہ اور کردار میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ خدا کے بارے میں اُس کا تصور جس قدر ادنیٰ ہو گا، اُس کی اخلاقی زندگی بھی اُسی قدر ادنیٰ ہو گی۔ یا تو سبب یا پھر نتیجے کے لحاظ سے الحاد اور لاادریت کا بگڑی ہوئی زندگی سے تعلق ہوتا ہے۔ بارنز لکھتا ہے:

> یہ عقیدہ کہ کوئی خدا نہیں بدی کی زندگی گزارنے کے لئے قبول کیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ بگڑی ہوئی زندگی گزاریں اور آنے والی سزا کے خوف سے گریز کریں۔

۱۴: ۲،۳ جب خدا آسمان سے نگاہ کرتا ہے کہ دیکھے کہ آدم کی نسل سے کوئی شخص خدا کی تلاش میں عقل مندی سے کام لیتا ہے تو اُس کی معلومات افسوس ناک ہوتی ہیں۔ فطری اور عملی لحاظ سے انسان گناہ گار ہے۔ اگر اُس کو اُس کے اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ کبھی بھی خدا کی تلاش نہیں کرے گا۔ لوگوں کو صرف روح القدس کی خدمت کے ذریعے خدا اور اُس کی نجات کا شعور حاصل ہوتا ہے۔

پولس رسول اِس زبور کی پہلی تین آیات کا رومیوں ۳: ۱۰-۱۲ میں اقتباس کرتے ہوئے ظاہر کرتا ہے کہ گناہ نے تمام بنی نوع انسان اور ہر شخص کے ہر ایک حصہ کو متاثر کیا ہے۔ یہاں اِس زبور میں داوٗد تمام نسل انسانی کے بارے میں نہیں سوچ رہا تھا، حالانکہ یہ بیان یقینی طور پر درست ہے، بلکہ وہ صادق کے مقابلہ میں خدا کا کھلے طور پر انکار کرنے والوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یہ وہ کافر لوگ ہیں جو سچے اور زندہ خدا سے گمراہ ہو گئے ہیں۔ وہ اخلاقی طور پر بگڑ گئے ہیں۔ خدا نے اُن میں سے کسی ایک کو بھی نیکوکار نہ پایا۔

۱۴: ۴ جس انداز سے وہ خدا کے لوگوں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں، اِس سے اُن کی جہالت کا پتہ چلتا ہے۔ اگر اُنہیں اِس بات کا احساس ہوتا کہ خدا کیسے غریب کی حفاظت کرتا اور گناہ کی سزا دیتا ہے تو وہ ایمان داروں کو ایسے نہ نگل جاتے جیسے روزمرہ کی جائز شے روٹی کو کھاتے ہیں۔ اگر وہ خدا کی نیکی اور سختی کو جانتے تو وہ دعا کے بغیر زندگی نہ گزارتے۔

۱۴: ۵،۶ جب خداوند معصوم و صادق کا ساتھ دے گا تو ناراست بہت زیادہ خوف زدہ ہو جائے گا۔ اُنہوں نے غریب کے سادہ ایمان کا ہمیشہ مذاق اڑایا، لیکن اب وہ دیکھیں گے کہ جس خدا کا اُنہوں نے انکار کیا وہی اپنے لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔

۱۴: ۷ وہ بہت عظیم دن ہو گا جب مسیح اپنے لوگوں کی رہائی کے لئے صیون سے آئے گا۔ اسرائیل کی خوشی کی انتہا نہیں رہے گی جب مسیح کے یہودی مقدسین بالآخر کلی طور پر اُن قوموں کی اسیری سے آزاد ہو جائیں گے جو واحد اور سچے خدا کا انکار کرتی ہیں۔

زبور ۱۵: وہ شخص جسے خدا چنتا ہے

۱:۱۵ زبور ۱۵ کا موضوع وہ شخص ہے جسے خدا اپنا دوست ہونے کے لئے چنتا ہے۔ گو اِس زبور میں یہ نہیں کہا گیا تاہم خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کی بنیادی شرط نئے سرے سے پیدا ہونا ہے۔ نئی پیدائش کے بغیر کوئی شخص آسمان کی بادشاہی کو نہ تو دیکھ سکتا اور نہ اِس میں داخل ہی ہو سکتا ہے۔ نئی پیدائش کا تجربہ فضل سے ایمان کے ذریعے ہوتا ہے اور یہ کلی طور پر انسان کے نیکی کے کاموں کے بغیر حاصل ہوتا ہے۔

اِس زبور سے یوں لگتا ہے کہ ہماری نجات کسی لحاظ سے ہمارے راست کردار یا نیکی کے کاموں پر مبنی ہے۔ لیکن کتابِ مقدس کے باقی ماندہ حصوں کی روشنی میں ہم اِس سے صرف یہ مطلب اخذ کر سکتے ہیں کہ جو ایمان نجات کا باعث بنتا ہے، اُسی ایمان سے پاکیزگی کی زندگی پیدا ہوتی ہے۔ یعقوب کے خط کی طرح داؤد یہاں کہہ رہا ہے کہ خداوند میں حقیقی ایمان سے وہ نیک کام جنم لیتے ہیں جن کا اِس زبور میں بیان کیا گیا ہے۔

اِس زبور میں یہ دعویٰ نہیں کیا گیا کہ اِس میں صیون کے شہری کی صفات کی مکمل فہرست دی گئی ہے۔ یہ خاکہ خیال آفرین ضرور ہے لیکن جامع نہیں۔

۲:۱۵ اوّل، صیون کا باسی راستی سے چلتا ہے۔ راستی سے چلنے والا شخص اخلاقی طور بھی مضبوط ہوتا ہے۔ وہ کلی طور پر متوازن زندگی گزارتا ہے۔

دوم، صیون کا باسی صداقت کے کام کرتا ہے۔ وہ اپنے ضمیر کے لحاظ سے محتاط رہتا ہے کہ وہ کسی کے لئے ٹھوکر کھلانے کا باعث نہ ہو۔ وہ بُرے ضمیر کے ساتھ زمین پر رہنے کے بجائے اچھے ضمیر کے ساتھ آسمان پر جانے کو ترجیح دے گا۔

آپ ایسے شخص پر بھروسا کر سکتے ہیں کیونکہ وہ دل سے سچ بولتا ہے۔ وہ جھوٹ بولنے کے بجائے مر جانے کو پسند کرے گا۔ اُس کی بات اُس کا ضمانت نامہ ہے۔ اُس کی ہاں کا مطلب ہاں اور اُس کی نہ کا مطلب نہ ہوتا ہے۔

۳:۱۵ وہ اپنی زبان سے بہتان نہیں باندھتا۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ دوسروں کے بارے میں افواہیں نہیں پھیلاتا۔ وہ اپنی زبان سے تہمت نہیں لگاتا اور نہ کسی پر کیچڑ

اُچھالتا ہے۔ وہ اپنی زبان پر ضبط رکھتا ہے اور وہ کردار کشی کی بجائے ہر ایک کی ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔

وہ اپنے ہمسایہ کی بدنامی نہیں سنتا۔ اُس کی سراسر یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کی مدد کرے، اُن کی حوصلہ افزائی اور راہنمائی کرے۔ جب وہ اپنے دوست کے متعلق کوئی واقعہ رسوائی سنتا ہے تو اُسے وہیں نظر انداز کر دیتا ہے۔ وہ اِس کا کسی سے ذکر نہیں کرتا۔

۴:۱۵ اُس کی بصیرت میں اخلاقی امتیاز بالکل دھندلانے نہیں پاتا۔ وہ گناہ اور راست بازی، تاریکی اور روشنی، نیکی اور بدی میں امتیاز کرتا ہے۔ وہ رذیل آدمی سے اِن معنوں میں حقارت کرتا ہے کہ وہ کھلے بندوں اُس کی بے دینی اور ناراستی کے خلاف گواہی دیتا ہے۔ اور دوسری طرف وہ ایمان کے گھرانے میں ہر ایک شخص کو قبول کرتا ہے۔

اگر اُس نے ایک بار وعدہ کر لیا تو وہ اُس پر قائم رہتا ہے خواہ اُسے مالی طور پر نقصان اُٹھانا پڑے۔ مثلاً ایک ایماندار نے ۸ کروڑ میں اپنا گھر بیچنے کا سودا کر لیا، لیکن کاغذات پر دستخط کرنے سے قبل اُسے پتہ چلتا ہے کہ وہ یہی گھر کسی کو ۹ کروڑ میں بیچ سکتا تھا۔ لیکن چونکہ اُس نے پہلے خریدار سے وعدہ کر لیا ہے، اِس لئے وہ اپنے معاہدہ پر قائم رہے گا۔

۵:۱۵ خدا کا دوست، خدا کے گھرانے کے کسی دوسرے فرد کو سود پر اپنا روپیہ نہیں دیتا۔ موسوی شریعت کے تحت بنی اسرائیل غیر قوموں کو سود پر روپیہ اُدھار دے سکتے تھے (استثنا ۲۳: ۱۹، ۲۰)۔ لیکن اپنے یہودی بھائی سے ایسا کرنا ممنوع قرار دیا گیا تھا (خروج ۲۲: ۲۵، ۲۵: ۳۵-۳۷)۔

اگر یہودیوں کو شریعت کے ماتحت رہتے ہوئے اِس اصول کی پابندی کرنا پڑتی تھی، تو مسیحی کو فضل کے تحت اِس سے کہیں زیادہ خیال رکھنا ہوگا۔

بالآخر راست باز شخص کسی بے گناہ سے رشوت نہیں لیتا۔ وہ انصاف کا گلا گھونٹنے سے نفرت کرتا اور اِس قدیم کہاوت کو رد کرتا ہے کہ "ہر شخص کی اپنی قیمت ہوتی ہے۔"

یہ ایسا شخص ہے جو اِس زمانہ اور ابدیت میں خدا کے لئے زندہ رہتا ہے۔ ایسے شخص کے علاوہ دوسرے لوگ خدا کی حضوری میں دلیری کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔

زبور ۱۶: مسیح جی اُٹھا

زبور ۱۶ کو سمجھنے کی کنجی اعمال ۲: ۲۵-۲۸ میں پائی جاتی ہے جہاں پطرس آیات ۸-۱۱ کا مسیح کے جی اُٹھنے کے سلسلے میں اقتباس کرتا ہے۔ آیئے اِس کنجی سے دروازے کو کھولیں اور سنیں کہ ہمارا عظیم خداوند اپنی موت سے تھوڑی دیر قبل اپنے باپ سے کیا دعا کرتا ہے۔

۱۶:۱،۲ انسان کامل کی حیثیت سے، کلی طور پر خدا پر انحصار کرتے ہوئے مسیح اپنے تحفظ کے لئے اُسے پکارتا ہے جو اُس کی واحد پناہ گاہ ہے۔ اپنی تیس سالہ زمینی زندگی کے دوران، نجات دہندہ نے نہ صرف خدا کو اپنا خداوند تسلیم کیا بلکہ خوشی سے اقرار کیا کہ خدا اُس کا سب کچھ ہے۔ یہ الفاظ ''تیرے سوا میری بھلائی نہیں'' نجات دہندہ کی بے گناہی کا انکار نہیں، بلکہ یہ ایک دل گداز گواہی ہے کہ مسیح نے ہمیشہ ظاہر کیا کہ خدا ہی اُس کے لئے سب کچھ ہے۔ یہ گواہی زبور ۷۳: ۲۵ کی پرستش سے قابلِ موازنہ ہے:

> ''آسمان پر تیرے سوا میرا کون ہے؟ اور زمین پر تیرے سوا مَیں کسی کا مشتاق نہیں۔''

۱۶:۳ مسیح کی زندگی میں خدا کی مرکزیت، ملک کے مقدسین سے محبت رکھنے کو خارج نہیں کرتی بلکہ دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے: خدا سے محبت رکھنے کا مطلب ہے کہ اُس کے لوگوں سے محبت کی جائے (۱۔یوحنا ۵:۱،۲)۔ خداوند یسوع مسیح مقدسین کو زمین کے برگزیدہ لوگ سمجھتا ہے جن میں اُس کی خوشنودی ہے۔

۱۶:۴ خدا کے حقیقی پرستاروں کے مقابلہ میں وہ لوگ کھڑے ہیں جو غیر معبودوں کی پرستش کرتے ہیں۔ بت پرستی اپنے عقیدت مندوں کی زندگیوں میں بہت زیادہ غم لاتی ہے۔ شاید بت پرستوں کی سب سے بڑی سزا یہ ہے کہ وہ اُسی چیز کی مانند بن جاتے ہیں جس کی وہ پرستش کرتے ہیں۔ خدا کا مقدس بیٹا اُن کی خون والی قربانیوں کی رفاقت میں شریک نہیں ہوتا۔ وہ کسی صورت میں اُن کے نام تک کا ذکر نہیں کرے گا تاکہ کہیں اِس سے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ وہ اُن کو اور اُن کی بے دین رسموں کو برداشت کرتا ہے۔

۱۶: ۵، ۶ جہاں تک اُس کی شخصی زندگی کا تعلق ہے، مسیح کا چنا ہوا حصہ اور پیالہ خداوند ہے۔ اُس کی تمام دولت اور خوشیوں کا محافظ خدا ہے۔ خداوند ہی اُس کی میراث کی حدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ جب وہ غور کرتا ہے کہ خدا باپ نے کس حکمت اور خوبصورتی سے اُس کی زندگی کی ہر تفصیل کی منصوبہ بندی کی ہے، تو وہ اِس کا خوبصورت جگہ اور دل پسند میراث سے مقابلہ کرتا ہے، ایک ایسی میراث سے جو کلی طور پر اچھی چیزوں پر مشتمل ہے۔ اگر ہم خدا کی رفاقت میں رہتے ہیں تو ہم بھی اپنی زندگیوں کی باترتیب حالت کے لئے شکر گزاری کر سکتے ہیں۔ جب ہم بڑبڑاتے یا شکایت کرتے ہیں، تو ہم خدا کی حکمت، محبت اور قدرت پر عدمِ اعتماد کا اظہار کرتے ہیں۔

۱۶: ۷ یہاں مسیح خداوند تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے کہ اُس نے کتنی وفاداری سے اُس کی ساری زندگی میں راہنمائی کی اور اُسے نصیحت دی ہے۔ حتیٰ کہ بے خوابی کے لمحات میں جب وہ دعا کرتا اور خدا کے کلام پر غور و خوض کرتا تو اُس کا دل اُس کی تربیت کرتا تھا۔ اُس نے وقت ضائع نہ کیا بلکہ اُن مقدس لمحات میں اُسے تسلی اور برکت حاصل ہوئی۔ کتنی دفعہ مسیح کا تجربہ اُس کے لوگوں کی زندگیوں میں بھی ظاہر ہوا ہے!

زبور ۱۶ کی باقی آیات کو پطرس نے پنتکست کے دن مسیح کے جی اُٹھنے کے حوالہ کے اقتباس کے طور پر پیش کیا:

> داؤد اُس کے حق میں کہتا ہے کہ 'مَیں خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے دیکھتا رہا کیونکہ وہ میری دہنی طرف ہے تاکہ مجھے جنبش نہ ہو۔ اِسی سبب سے میرا دل خوش ہوا اور میری زبان شاد بلکہ میرا جسم بھی اُمید میں بسا رہے گا۔ اِس لئے کہ تُو میری جان کو عالمِ ارواح میں نہ چھوڑے گا۔ اور نہ اپنے مقدس کے سڑنے کی نوبت پہنچنے دے گا۔ تُو نے مجھے زندگی کی راہیں بتائیں۔ تُو مجھے اپنے دیدار کے باعث خوشی سے بھر دے گا۔'
>
> اے بھائیو! مَیں قوم کے بزرگ داؤد کے حق میں تم سے دلیری کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ موا اور دفن بھی ہوا اور اُس کی قبر آج تک ہم میں موجود ہے۔ پس نبی ہو کر اور یہ جان کر کہ خدا نے مجھ سے قسم کھائی ہے کہ تیری نسل سے ایک شخص کو تیرے تخت پر بٹھاؤں گا۔ اُس نے پیشین گوئی کے

طور پر مسیح کے جی اُٹھنے کا ذکر کیا کہ نہ وہ عالمِ ارواح میں چھوڑا گیا نہ اُس کے جسم کے سڑنے کی نوبت پہنچی۔ اِسی یسوع کو خدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں۔ پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ روح القدس حاصل کر کے جس کا وعدہ کیا گیا تھا اُس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سنتے ہو (اعمال ۲: ۲۵-۳۳)۔

اب ملاحظہ فرمایئے پطرس نے جو نکات پیش کئے:

۱۔ داؤد مسیح کے بارے میں بات کر رہا تھا (آیت ۲۵)۔ داؤد اپنے بارے میں یہ بات نہیں کہہ سکتا تھا کیونکہ اُس کی لاش ابھی تک یروشلیم میں ایک قبر میں ہے۔

۲۔ نبی کی حیثیت سے زبور نویس جانتا تھا کہ خدا مسیح کو زندہ کرے گا، اِس سے پیشتر کہ وہ اپنے تخت پر بادشاہی کرے۔

۳۔ اِس لئے داؤد نے پیش گوئی کی کہ خدا مسیح کی روح کو پاتال میں نہیں رہنے دے گا اور نہ وہ مسیح کے بدن کو سڑنے ہی دے گا۔

۴۔ فی الحقیقت خدا نے مسیح کو مُردوں میں سے جلایا اور جو کچھ پنتکست کے دن وقوع پذیر ہوا وہ اِس لئے ہوا کہ مسیح خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ گیا۔

یہ باتیں ذہن میں رکھ کر آیئے ہم اِس زبور کی اختتامی آیات پر غور کریں۔

۸:۱۶ اوّلاً، مسیح دعویٰ کرتا ہے کہ اُس نے خداوند کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا ہے۔ یہوواہ ہی وہ ذاتِ واحد تھی جس کے لئے وہ زندگی گزارتا تھا۔ اُس نے اپنی مرضی سے کوئی کام نہ کیا بلکہ ہر کام میں فرماں برداری کے ساتھ باپ کی مرضی کو پورا کیا۔

"چونکہ وہ میرے دہنے ہاتھ ہے اِس لئے مجھے جنبش نہ ہوگی۔" کتابِ مقدس میں دہنے ہاتھ کا یہ مطلب ہے:

قوت	(زبور ۱۳:۸۹)	شادمانی	(زبور ۱۱:۱۶)
حفاظت	(زبور ۶:۲۰)	حمایت	(زبور ۱۷:۸۰)
عزت	(زبور ۹:۴۵، ۱:۱۱۰)	مدد	(زبور ۳۵:۱۸)

یہاں حفاظت اور تحفظ کی بات کی گئی ہے۔

۱۶: ۹، ۱۰ خدا کی طرف سے تحفظ اور مسلسل حفاظت کی یقین دہانی حاصل کر کے نجات دہندہ بڑے وثوق سے مستقبل کا مقابلہ کرتا ہے۔ اُس کا دِل خوش ہے، اُس کی روح شادمان ہے اور اُس کا جسم محفوظ ہے۔ وہ جانتا ہے کہ خدا اُس کی روح کو پاتال میں نہیں رہنے دے گا اور نہ اُس کے بدن کو سڑنے ہی دے گا۔ دوسرے لفظوں میں مسیح کو مُردوں میں سے زندہ کیا جائے گا۔

لفظ ”پاتال“ (Sheol) وضاحت طلب ہے۔ پرانے عہدنامہ میں یہ لفظ ”قبر“، ”نچلی دُنیا“ اور ”بے بدن“ حالت کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ نئے عہدنامہ میں مستعمل لفظ ”Hades“ کے مترادف ہے۔ پاتال اِس قدر جغرافیائی مقام کو نہیں جس قدر یہ مردے کی حالت کو ظاہر کرتا ہے --- یعنی جسم سے شخصیت کی جدائی۔ یہ ایماندار اور بے ایمان، ہر ایک مرے ہوئے شخص کی حالت کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ جبکہ دوسری طرف نئے عہدنامہ میں اِس کے مترادف لفظ Hades کا صرف بے ایمانوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ لفظ ”پاتال“ بہت ہی مبہم لفظ تھا۔ موت کے بعد زندگی کی یہ صاف اور واضح تصویر پیش نہیں کرتا تھا۔

نئے عہدنامہ میں یہ معانی بالکل تبدیل ہو چکے ہیں۔ مسیح نے زندگی اور بقا کو خوش خبری کے وسیلہ سے روشن کر دیا (۲-تیم ۱:۱۰)۔ آج ہم جانتے ہیں کہ جب کوئی بے ایمان شخص مرتا ہے تو اُس کی روح اور جان عالمِ ارواح میں دُکھ کی حالت میں ہوتی ہیں (لوقا ۱۶: ۲۳)، جب کہ اُس کا بدن قبر میں ہوتا ہے۔ ایماندار کی روح اور جان آسمان پر مسیح کے پاس جاتی ہیں (۲-کرنتھیوں ۵: ۸؛ فلپیوں ۱: ۲۳)، جبکہ اُس کا خاکی بدن قبر میں ہوتا ہے۔

جب نجات دہندہ نے کہا ”تُو نہ میری جان کو پاتال میں رہنے دے گا“ تو اُس نے آئندہ زمانہ سے متعلق اپنے علم کو ظاہر کیا کہ وہ اُسے بے دھڑ حالت میں نہیں رہنے دے گا۔ گو وہ پاتال میں گیا، لیکن وہ وہاں نہ رہا۔

خدا نے جسم کے سڑنے کے عمل کی اجازت نہ دی اور تین دن اور رات بے جان جسم کو سڑنے سے بچایا۔

۱۶:۱۱ آخری آیت میں ہمارے مبارک خداوند کو کامل بھروسا ہے کہ خدا اُسے زندگی کی راہ دکھائے گا--- وہ راہ جو موت سے زندگی کی طرف پھر واپس آتی ہے۔ بالآخر اِسی راستہ سے وہ پھر آسمان پر خدا کی حضوری میں جائے گا۔ وہاں اُسے کامل شادمانی اور دائمی خوشی حاصل ہو گی۔

زبور ۱۷: ایک دائمی معما

جب ہم کوئی برائی کرتے اور اُس کی خاطر دُکھ اُٹھاتے ہیں، تو ہمارا اپنا ضمیر ہمیں بتاتا ہے کہ ہماری سزا واجبی ہے۔ لیکن جب ہماری مصیبت کا تعلق کسی بُرائی سے نہ ہو تو پھر؟ اِس قسم کا دُکھ اُٹھانا --- پطرس کے مطابق ''راست بازی کی خاطر دُکھ اُٹھانا'' خدا کے فرزند کے لئے ایک دائمی معما ہے۔

داؤد بھی کئی بار ایسے تجربات سے دوچار ہوا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اِن کے بارے میں کیا کرے۔ وہ اپنا مقدمہ صادق منصف کے پاس لے گیا۔ اُسے اعتماد تھا کہ وہاں اُس کا صحیح فیصلہ ہو گا۔

بعض اوقات داؤد بہ بانگِ دہل اپنی راست بازی، دیانت داری اور فرماں برداری کے لئے احتجاج کرتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ وہ بے گناہی کا دعویٰ کر رہا ہو۔ لیکن فی الحقیقت ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ داؤد زندگی کے دیگر حصوں میں اپنے بے گناہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر رہا، بلکہ وہ محض موجودہ حالات کے لئے یہ دعویٰ کرتا ہے۔ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اُس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے اُس نے اپنے دشمنوں کو موجودہ دشمنی کے لئے اشتعال دلایا ہو۔

ہم داؤد کے مقدمے کا خلاصہ درج ذیل الفاظ میں پیش کر سکتے ہیں:

۱۷:۱-۲ اے خداوند! مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے موقف کو سن لے کیونکہ میرا موقف درست ہے۔ مَیں جو کچھ کہتا ہوں غور سے سن لے، کیونکہ ناحق مجھے ایذا دی جا رہی ہے۔ انصاف کی درخواست کے لئے مَیں من و عن بتا رہا ہوں۔ اِس میں کسی طرح کا کوئی فریب نہیں ہے اور نہ مَیں سچائی کو چھپانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تیری عدالت

میں میری التجا ہے کہ مجھے بری کر دے۔ تیری آنکھیں مقدمہ کے ہر ایک پہلو کو دیکھیں اور تُو راستی کی حمایت میں فیصلہ کر دے۔

۱۷: ۳-۵ اگر تُو میرے دل کو آزمائے، اگر تُو رات کے اندھیرے اور روشنی میں میری تفتیش کرے --- خواہ تُو کتنی ہی پورے طور پر میری تفتیش کرے --- تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میرے مخالفین جس طرح سے مجھے پریشان کر رہے ہیں، اُن کے پاس اِس کے لئے کوئی خاطر خواہ وجہ نہیں ہے۔ مَیں دیانت داری سے سچ سچ کہتا ہوں۔ جہاں تک لوگوں کی عمومی بدی کا تعلق ہے، مَیں تیرے کلام یعنی بائبل کی پیروی میں تشدد سے باز رہا ہوں۔ اپنی طاقت پر نہیں بلکہ تیرے حکموں اور وعدوں پر انحصار کرتے ہوئے، مَیں تیری فرماں برداری کی راہوں پر چلا ہوں۔ میرے قدم نہیں پھسلے، جب میرے پاس موقع بھی تھا مَیں نے اپنے دشمنوں کے خلاف تشدد نہیں کیا۔

۱۷: ۶، ۷ اب مَیں اپنا موقف تیرے سامنے پیش کرتا ہوں۔ مَیں تجھ سے انصاف کی اپیل کرتا ہوں اور مجھے اعتماد ہے کہ تُو میری عرض کو سن کر مجھے جواب دے گا۔ تُو اُن لوگوں کا نجات دہندہ ہے جو تیرے دہنے ہاتھ اپنے دشمنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ اب جب کہ میں بھاگا ہوا تیرے پاس آتا ہوں تو خصوصی طور پر مجھے اپنی عجیب شفقت دکھا۔

۱۷: ۸-۱۲ ”مجھے آنکھ کی پُتلی کی طرح محفوظ رکھ۔“ ”پلکیں، پپوٹے، ابرو، ہڈی کا خانہ اور آنکھ کے مالک کا ہاتھ آنکھ کی پُتلی کو محفوظ رکھتے ہیں“ (ایف۔ بی۔ مائر)۔ مجھے اپنے پُرمحبت اور محفوظ پَروں کے سایہ میں چھپا لے۔ تب مَیں اُن شریروں سے محفوظ ہو جاؤں گا جو مجھے میری ہر ایک چیز سے محروم کرکے میری جان تک لینا چاہتے ہیں۔ تُو اچھی طرح جانتا ہے کہ اُن کے سخت دل رحم سے خالی ہیں اور اُن کے منہ بڑا بول بولتے ہیں کہ وہ میرا کیا حشر کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چپکے سے میرا پیچھا کرتے ہیں۔ اب اُنہوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ وہ اِس ارادے سے تاک لگائے بیٹھے ہیں کہ آخری چوٹ سے میرا کام تمام کر دیں۔ وہ بھوکے شیر کی طرح وحشی درندے ہیں اور جوان شیر کی طرح جھاڑیوں میں دبکے بیٹھے ہیں۔ وہ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے لئے تیار ہیں۔

۱۷: ۱۳، ۱۴ اے خداوند! ضرور ہے کہ تُو میرا دفاع کرے۔ اُن کا سامنا کر کے اُنہیں پٹک دے۔ اپنی تلوار سے مجھے شریروں کے چنگل سے آزاد کرے۔ اُن کا تعلق تو صرف اُن چیزوں سے ہے جو وہ اِس زندگی میں حاصل کر سکتے ہیں۔ تُو نے اُنہیں بہت زیادہ مادی چیزیں دی ہیں۔ حتیٰ کہ اُن کے بچوں کے پاس بھی وافر مقدار میں چیزیں ہیں — اِس قدر زیادہ کہ وہ اپنے بچوں کے لئے بھی چھوڑ جائیں گے۔

۱۷: ۱۵ جہاں تک میرا تعلق ہے اُنہیں یہ سب کچھ حاصل کر لینے دے۔ میری دلچسپی مادی خزانوں کی نسبت روحانی اقدار میں ہے۔ میرے لئے یہی کافی ہے کہ مَیں تیرا دیدار حاصل کروں کہ تُو مجھے مجرم گناہ گار نہیں بلکہ راست باز قرار دے۔ جب مَیں جاگوں گا تو تیری شباہت سے سیر ہوں گا۔

ای۔ بینڈر سموئیل نے نشاندہی کی ہے کہ آیت ۱۵ میں ۱۔یوحنا ۳: ۲ کا ہر ایک عنصر موجود ہے۔

سب سے اعلیٰ تسلی:	۱۔یوحنا: ابھی تک ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں۔ اتنا جانتے ہیں... زبور: مَیں ... سیر ہوں گا۔
عظیم تبدیلی:	۱۔یوحنا: ہم اُس کی مانند ہوں گے۔ زبور: مَیں تیری شباہت سے سیر ہوں گا۔
وسیع رویا:	۱۔یوحنا۔ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔ زبور۔ مَیں تیرا دیدار حاصل کروں گا۔

۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۱-۵۵ اور مکاشفہ ۲۲: ۴ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

زبور ۱۸: وہ قوت جس نے مسیح کو مُردوں میں سے زندہ کیا

اِس زبور کا تعلق خداوند مسیح کے ساتھ ہے، کیونکہ آیت ۴۹ کا رومیوں ۱۵: ۹ میں اقتباس کیا گیا ہے جو اُس کی ذات کے بارے میں ہے:

”اِس واسطے مَیں غیر قوموں میں تیرا اقرار کروں گا
اور تیرے نام کے گیت گاؤں گا۔“

فی الحقیقت یہ سارا زبور خداوند یسوع مسیح کے متعلق ہے۔ یہ بڑی وضاحت سے اُس کی موت، جی اُٹھنے، صعود، آمدِ ثانی اور جلالی بادشاہت کے متعلق بیان کرتا ہے۔

بائبل میں کہیں اَور ایسا واضح بیان نہیں دیا گیا جس میں ہمارے نجات دہندہ کے جی اُٹھنے کے وقت نادیدنی دُنیا میں ہونے والی بہت بڑی جنگ کے متعلق بتایا گیا ہو۔

۱۸: ۱-۳ اِس زبور کا آغاز خدا کی تعریف سے ہوتا ہے کیونکہ اُس نے اپنے پیارے بیٹے کی دعاؤں کو سنا اور جواب دیا۔ زبان کی اصطلاحات کو ملاحظہ فرمائیے جو خدا میں پائی جانے والی قوت، تحفظ، اطمینان اور نجات کے لئے استعمال کی گئیں۔ میری قوت ... میری چٹان ... میرا قلعہ ... میرا چھڑانے والا ... میری سپر اور میری نجات کا سینگ، میرا اونچا برج۔

۱۸: ۴-۶ موت بڑی تیزی سے دُکھ اُٹھانے والے نجات دہندہ کے قریب آ رہی ہے۔ بڑی تیزی سے بدلتے ہوئے مناظر میں وہ اپنے بارے میں بیان کرتا ہے کہ اُسے رسیوں سے باندھا گیا، مسلسل مختلف طریقوں سے اُس کا گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے اور اُس کے لئے ایسے پھندے تیار کئے گئے ہیں جن سے بچنا مشکل ہے۔

ایسی مایوس کن صورتِ حال میں صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ خدا سے دعا کی جائے۔ مسیح نے یہ دعا نہیں کی کہ اُسے موت سے مخلصی دی جائے، کیونکہ اُس کے دُنیا میں آنے کا یہی واحد مقصد تھا (یوحنا ۱۲: ۲۷)۔ اُس کی التجا یہ تھی کہ اُسے موت کی حالت میں نہ رہنے دیا جائے۔ ”اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اُس کو موت سے بچا سکتا تھا“ (عبرانیوں ۵: ۷)۔

نہایت پریشانی کے عالم میں مسیح کو یقین تھا کہ اُس کی دعا سنی گئی اور اُس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ زبور میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کس طرح عمانوایل کی گلگتا اور گتسمنی سے درد ناک فریادوں نے اُس کے لئے قادرِ مطلق کی قوتوں کو متاثر کیا۔ ایف۔ بی۔ مائر نے لکھا، ”وہ آواز کمزور اور تنہا تھی، لیکن اُس کے جواب نے کائنات کو ہلا کر رکھ دیا۔“

۱۸: ۷-۱۵ جب ہم ۷-۱۹ آیات پر پہنچتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے جنگ چھڑ گئی ہو۔ اور مسیح کے جی اُٹھنے پر بالکل یہی ہوا۔ یہ خدا اور دوزخ کی فوجوں کے درمیان جنگ تھی۔ شیطان اور اُس کی ساری بدروحیں یروشلیم کے باہر قبر پر اِس عزم کے ساتھ جمع ہو گئیں کہ مسیح دوبارہ کبھی نہ زندہ ہو۔ اگر وہ مُردوں میں سے زندہ ہو گیا تو ابنِ خدا کو مصلوب کرنے میں اُن کی ساری کامیابی مکمل طور پر ناکام ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ نجات دہندہ کی مہرشدہ قبر پر جمع ہو گئیں۔

تب خدا نے آسمانوں کو جھکا دیا اور اِس قدر بڑی قدرت اور قوت کے ساتھ نیچے اُتر آیا کہ دُنیا والوں نے ایسی قوت پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بعد میں پولس رسول نے اِس کے بارے میں کہا، ”اُس کی بڑی قوت کی تاثیر کے موافق جو اُس نے مسیح میں کی جب اُسے مُردوں میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں میں بٹھایا“ (افسیوں ۱: ۱۹، ۲۰)۔ یہ اُس قوت سے بڑی تھی جس نے کائنات کو خلق کیا، اور یہ اُس قوت سے عظیم تر تھی جس نے بنی اسرائیل کو مصر سے مخلصی دلائی۔ مسیح کو زندہ کرنے والی خدا کی قوت نے حکومتوں اور اختیار والوں اور بدروحوں کے لشکر کو ایسٹر کی صبح کو پیچھے دھکیل دیا۔

خدا کے آنے پر زمین تھرتھرانے لگی۔ اُس کے نتھنوں سے دھواں اُٹھنے، اُس کے منہ سے نکلنے والی بھسم کرنے والی آگ، اُس کے دشمنوں کے خلاف دہکتے ہوئے کوئلوں کی تصویر سے خدا کے خوف ناک غضب کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ جب وہ کروبی سے مشابہ بادل پر سوار ہو کر نیچے اُترا تو دُنیا تاریکی، بادل کی گرج، بجلی اور اولوں کے شدید طوفان سے ہل گئی۔ یہ دشمن کے خلاف پے در پے حملے تھے۔ بحرِ قلزم کو عبور کرنے کی مانند، سمندر اور دریا قادرِ مطلق کے غضب کے خوف سے دبک کر پیچھے ہٹ گئے۔

۱۸: ۱۶-۱۹ خدا دشمن کو مارتا، کوٹتا، زخمی اور اپاہج بنا دیتا ہے حتیٰ کہ وہ شکست کھا کر مکمل طور پر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ تب وہ نیچے آ کر مسیح کو مہرشدہ قبر سے نکال لیتا ہے۔ ہیلیلویاہ! مسیح جی اُٹھا ہے۔ خدا نے مسیح کو نہ صرف مُردوں میں سے جلایا بلکہ دشمن کی عمل داری میں سے اُسے فتح مندی سے آسمان پر اُٹھا لیا اور اپنے دہنے ہاتھ بٹھا کر اُسے جلال دیا۔ پولس رسول یوں فرماتا ہے، ”اُس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر

سے اُتار کر اُن کا برملا تماشا بنایا” (کلسیوں ۲: ۱۵)۔

۱۸: ۲۰-۳۰ یہاں مسیح کے جی اُٹھنے کی وجہ پیش کی گئی ہے۔ خدا کے لئے مسیح کو مُردوں میں سے زندہ کرنے کی کسی حد تک اخلاقی ضرورت تھی۔ مسیح کی بے گناہ اور بے عیب زندگی، اپنے باپ کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے خلوص وعقیدت اور کلوری کی صلیب پر اپنے کام کی تکمیل سے یہ ضرورت پیدا ہوئی۔ خدا کے تمام راست باز اوصاف اِس امر کے متقاضی تھے کہ وہ نجات دہندہ کو قبر سے نکالے۔ اِس عظیم بیان کا یہ مطلب ہے: “مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا” (رومیوں ۶: ۴)۔ خدا کے جلالی کردار نے مسیح کے جی اُٹھنے کو ایک اخلاقی ضرورت بنا دیا۔ یہ مسیح کی کامل اور شخصی راست بازی کا اجر تھا۔

جب داؤد ۲۰-۳۰ آیات لکھتا ہے تو فی الحقیقت کُلی طور پر اِن کا اُس کی ذات پر اطلاق نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبوتی طور پر روح القدس کی تحریک سے اُس کے بارے میں بیان کر رہا تھا جو اُس کا بیٹا اور خداوند بھی تھا (متی ۲۲: ۴۱-۴۶)۔

۱۸: ۳۱-۴۲ اِن آیات میں مسیح کی آمدِ ثانی کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ “اپنے قوی فرشتوں کے ساتھ بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہوگا اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوش خبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لے گا” (۲تھسل ۱: ۷، ۸)۔ “وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشاک پہنے ہوئے ہے ... اور قوموں کے مارنے کے لئے اُس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصا سے اُن پر حکومت کرے گا اور قادرِ مطلق خدا کے سخت غضب کی مے کے حوض میں انگور روندے گا” (مکاشفہ ۱۹: ۱۳، ۱۵)۔

بنیادی طور پر یہاں مسیح کی ایک جنگی مرد کی حیثیت سے تصویر پیش کی گئی ہے۔ یہ کتابِ مقدس کے دیگر حوالہ جات سے بھی ہم آہنگ ہے جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اُس کے آنے کا اوّلین مقصد یہ ہوگا کہ “سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو اُن کی بے دینی کے اُن سب کاموں کے سبب سے جو اُنہوں نے بے دینی سے کئے ہیں اور اُن سب سخت باتوں کے سبب سے جو بے دین گناہ گاروں نے اُس کی مخالفت میں

کہی ہیں قصور وار ٹھہرائے" (یہوداہ آیت ۱۵)۔

خدا باپ کی طرف سے جنگ کے لئے مسلح ہونے کے بعد (آیات ۳۱-۳۷) مسیح اپنے دشمنوں کا تعاقب کر کے کلی طور پر اُن کو برباد کر دیتا ہے (آیات ۳۷-۴۲)۔

۱۸: ۴۳-۴۵ دشمنوں کو برباد کرنے کے بعد مسیح زمین پر اپنی بادشاہی قائم کرتا اور بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند کے طور پر حکمرانی کرتا ہے۔ اب وہ زمین پر تمام قوموں کا سردار ہے۔ اسرائیل اور غیر اقوام میں سے نجات یافتہ لوگ جلالی مسیح کی راست بادشاہت کے مطیع ہیں۔ اجنبی اقوام بھی خوشی سے فرماں برداری کر رہی ہیں۔

۱۸: ۴۶-۵۰ یہ زبور جیسے شروع ہوا تھا، ویسے ہی خدا کی ستائش سے اختتام پذیر ہوتا ہے۔ خدا نے یسوع مسیح کی بے گناہی کو ثابت کر دیا ہے۔ اُس نے اپنے بادشاہ کو بہت بڑی فتح دی ہے اور اپنے ممسوح یعنی اپنے بیٹے پر شفقت کر دکھائی ہے۔

جو کچھ خدا نے کیا ہے اِس کے لئے ہم بھی غیر قوموں میں اُس کی تعریف کریں اور اُس کے نام کی مدح سرائی کریں۔

زبور ۱۹: خدا کی دو کتابیں

۱۹: ۱-۲ "آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اُس کی دست کاری دکھاتی ہے۔" اور وہ کس قدر عظیم داستان بیان کرتے ہیں۔ سوچئے کہ وہ کائنات کی وسعت کے بارے میں کیا بتاتے ہیں۔ اگر ہم روشنی کی رفتار سے سفر کریں --- یعنی ۱۸۶،۰۰۰ میل فی سیکنڈ یا اندازاً ساٹھ کھرب میل سالانہ، تو اِس سے دس ارب سال میں اُس مقام تک پہنچ سکیں گے جو ہم دوربین کے ذریعے دُور سے دُور دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن اِس کے باوجود خلا کی بعید ترین حدیں ابھی بہت دُور ہوں گی۔ اب ماہرین فلکیات کا خیال ہے کہ خلا کی کوئی حد نہیں ہے۔ اِس لامحدود وسعت میں ہماری زمین محض ایک چھوٹا سا ذرہ ہے۔

ستاروں کی تعداد اور دیگر اجرام فلکی کے بارے میں غور کیجئے۔ چشم بینا سے ہم پانچ ہزار ستارے دیکھ سکتے ہیں۔ ایک چھوٹی دُوربین سے بیس لاکھ، لیکن پالمر دُوربین سے ہم اربوں کہکشائیں دیکھ سکتے ہیں۔

دُور ترین ستارے (جسے ہم دُوربین سے دیکھ سکتے ہیں) کی روشنی کو زمین تک پہنچنے کے لئے دس ارب سال درکار ہیں۔ چنانچہ جب ہم خلا میں دیکھتے ہیں تو ہم پیچھے کی طرف وقت کو دیکھتے ہیں۔ مثلاً ہم کہکشاں Andromeda کو وہاں نہیں دیکھتے جہاں وہ اب ہے بلکہ وہاں جہاں یہ بیس لاکھ سال پہلے تھی۔

گو ستارے فضا میں ایک دوسرے کے قریب نظر آتے ہیں لیکن اُن کے درمیان اِس قدر وسیع فاصلہ ہے کہ وہ فضا کے سمندر میں ایک دوسرے سے کروڑوں میل دُور تنہا تیر رہے ہیں۔

اگر تخلیق اِس قدر بڑی ہے تو اُس کا خالق کتنا بڑا ہو گا! دن رات آسمان اُس کی عظمت، قدرت اور حکمت کو بیان کر رہا ہے۔ فضا مسلسل اُس کی دست کاری کے عجائب کا اعلان کر رہی ہے، جیسا کہ آئزک واٹ نے لکھا، "کائنات ایک کھلی کتاب ہے جو بنانے والے کی تعریف کرتی ہے۔"

۱۹:۳-۴ الف "نہ بولنا ہے": نہ الفاظ ہیں اور نہ سنائی دینے والی کوئی آواز ہی، تاہم ستاروں کا وعظ ساری زمین پر اور اُس کا پیغام دُنیا کی انتہا تک سنائی دیتا ہے۔ انسان محض آسمان کی طرف نگاہ کرنے سے جان سکتا ہے کہ خدا کا وجود ہے اور اُس کی ازلی قدرت کا جائزہ لے سکتا ہے (رومیوں ۱:۲۰)۔ اِس کائنات کا حجم اور اِس کی پیچیدگی لارڈ کیلون کے مشاہدہ کی تصدیق کرتے ہیں: "اگر آپ بہت زیادہ سوچیں، تو سائنس آپ کو خدا پر ایمان لانے کے لئے مجبور کر دے گی"۔ کانت نے لکھا:

> یہ ناممکن ہے کہ آپ دُنیا کے تانے بانے پر غور کریں اور اِس کے قابلِ تعریف انتظام اور اِس کے آپس میں تعلقات کی کاملیت میں خدا کے ظہور کو نہ دیکھیں۔ جب ایک بار اِس پر غور و خوض کر کے اِس کے حسن اور کاملیت کی تعریف کر لیں گے تو عقل اُس حماقت سے نفرت کرنے لگے گی جو یہ جرأت کرتی ہے کہ یہ سب کچھ حادثاتی طور پر ہوا۔ انسان لازماً یہ سوچے گا کہ کسی عظیم حکمت نے اِس منصوبہ کو بنایا اور کسی لامحدود قدرت نے اُسے عملی جامہ پہنایا۔

۱۹: ۴ب-۶ زبور نویس تصور کرتا ہے کہ آسمان ایک بہت بڑا خیمہ ہے جو خدا نے سورج کے لئے تیار کیا۔ جب سورج صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے تو یہ اُس دُولھے کی مانند ہے جو اپنے خلوت خانہ سے نکلتا ہے۔ سورج آسمان میں اُس پہلوان کی طرح حرکت کرتا ہے جو خوشی سے اپنی دوڑ دوڑتا ہے۔ یہ دوڑ آسمان کے مشرق کے سرے سے شروع ہوتی ہے اور مغرب کے افق تک جاری رہتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ دراصل سورج نہ تو طلوع ہوتا ہے اور نہ غروب ہوتا ہے، بلکہ زمین گھومتی ہے اور اِس سے یہ فریب نظر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بائبل کے شاعرانہ پاروں میں انسانی زبان استعمال ہوئی ہے جیسے کہ ہم ہر روز اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔

سورج کی حرارت سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ یہ ساری دُنیا کو بے نقاب کر دیتا ہے اور اِس کی حرارت دُنیا کے دُور ترین کونوں اور دراڑوں میں سرایت کرتی ہے۔

۱۹: ۷-۹ لیکن تخلیق خدا کے اظہار کی صرف ایک کتاب ہے۔ آیت ۷ میں خدا کے مکاشفہ کی دوسری کتاب یعنی "خدا کی شریعت" کو متعارف کرایا گیا ہے۔ دونوں کتابیں خدا کا جلال ظاہر کرتی ہیں اور صاحب فکر لوگوں کو پرستش کی تحریک دیتی ہیں۔ اِس لئے زبور کی کتاب کے اکثر مفسرین کانت کے مشہور مقولہ کا اقتباس کرتے ہیں:

> میرے اوپر ستاروں بھرا آسمان اور مجھ میں اخلاقی شریعت، ایسی دو چیزیں ہیں جو میری روح کو بہت زیادہ تعریف اور تعظیم سے معمور کرتی ہیں۔

لیکن خدا کی دونوں کتابوں میں فرق ہے۔ تخلیق خدا کی قدرت اور قوت کا انکشاف کرتی ہے۔ لیکن اُس کا کلام اُسے اِس صورت میں متعارف کراتا ہے کہ وہ انسان کے ساتھ عہد کا تعلق قائم کرتا ہے۔ خدا کے کام اُس کے علم اور قوت کو ظاہر کرتے ہیں، لیکن اُس کا کلام اُس کی محبت اور فضل کو ظاہر کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ سائنسی سچائی ہماری عقل کو تحریک دے، لیکن روحانی سچائی ہمارے دل اور ضمیر کو قائل کرتی ہے۔

خدا کے کلام کی تعریف میں داؤد بیان کرتا ہے کہ یہ نہ صرف خدا کی شریعت ہے بلکہ یہ خدا کی شہادت، خداوند کے قوانین، خداوند کا حکم، خداوند کا خوف اور خداوند کے احکام ہیں۔ زبور نویس خدا کے کلام کی نہایت اعلیٰ خوبیاں بیان کرتا ہے۔ یہ کامل، برحق، راست،

بے عیب، پاک اور ابد تک قائم رہنے والا ہے۔ اِس کے بعد وہ اِس کی پانچ خوبصورت خدمتوں کی فہرست پیش کرتا ہے۔ خدا کی شریعت جان کو بحال کرتی، نادان کو دانش بخشتی، دل کو فرحت پہنچاتی، آنکھوں کو روشن کرتی اور خدا کے خادم کو خبردار کرتی ہے۔

۱۰:۱۹ خدا کے کلام کی قدر و قیمت کا سونے کی قیمت کے حساب سے شمار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن لوگوں کو اِس کا سونے کی طرح کھوج لگانا چاہئے۔ خدا کی کتاب کے اوراق میں بہت بڑی دولت پوشیدہ ہے اور ہماری سب سے بڑی دلچسپی یہ ہونی چاہئے کہ ہم اُس کی تحقیق کریں۔

> "خدا کا جلال راز داری میں ہے
> لیکن بادشاہوں کا جلال معاملات کی تفتیش میں ہے" (امثال ۲۵: ۲)۔

ذخائر تلاش کرنے والا سونے کی دریافت سے اِس قدر خوش نہیں ہو گا جس قدر مَیں بائبل کے روحانی خزانہ سے جواہر تلاش کر کے خوش ہوتا ہوں۔ جس طرح مَیں شہد کو بہت پسند کرتا ہوں، لیکن اُس کا مزہ خدا کے کلام سے زیادہ میٹھا نہیں ہے۔ مَیں اپنی بائبل میں سے جو تسلی اور دولت حاصل کرتا ہوں الفاظ اسے بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

یہ بہت ہی خوبصورت بیان ہے: بائبل "شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے بھی شیریں ہے۔" سب سے خالص شہد وہ ہے جو چھتے سے ٹپکتا ہے نہ کہ وہ جسے دبا کر نکالا جائے۔

۱۱:۱۹ "نیز اُن سے تیرے بندے کو آگاہی ملتی ہے۔" پاک کلام سے ایماندار شریر کا مقابلہ کرتا، آزمائش سے بھاگتا، گناہ سے نفرت کرتا اور بُرائی سے گریز کرتا ہے۔ پاک کلام کے احکام کو ماننے سے مسیحی ایماندار زندگی میں حقیقی تکمیل پاتا ہے۔ روحانی، جسمانی اور ذہنی طور پر وہ اچھی زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مزید برآں وہ اُس اجر کو جمع کرتا ہے جو مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے اُسے دیا جاتا ہے۔ "دینداری سب باتوں کے لئے فائدہ مند ہے اِس لئے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا وعدہ بھی اِسی کے لئے ہے" (۱-تیم ۴: ۸)۔

۱۲:۱۹ جب ہم غور کرتے ہیں کہ خدا کی شریعت کس قدر پاک، راست اور کامل ہے، تو

ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہم کس قدر ناکام ہیں اور ہم داؤد کے ساتھ تعجب سے کہتے ہیں ''کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے؟''

جونہی کتابِ مقدس ہمیں بے نقاب کرتی ہے اور ہمیں اُن گناہوں کے لئے قائل کرتی ہے جن کے بارے میں پہلے ہم بے خبر تھے، تو ہم پوشیدہ عیبوں سے معافی کے لئے دعا کرنے پر تیار ہوتے ہیں--- ایسے پوشیدہ عیبوں کے لئے، جنہیں ہم یا دوسرے لوگ نہیں جانتے، لیکن خدا جانتا ہے۔ گناہ، گناہ ہے خواہ ہمیں اِس کا علم ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ ہم اپنے پوشیدہ گناہوں کے لئے بھی اقرار کریں۔

۱۹:۱۳ لیکن اِس زبور میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ہم نہ صرف نادانستہ گناہوں کی معافی کے لئے دعا کریں، بلکہ بے باکی کے گناہوں سے بچنے کے لئے بھی یعنی ایسے گناہوں سے جو خود اعتمادی اور تکبر سے پیدا ہوتے ہیں۔ تکبر وہ گناہ ہے جس سے دُنیا کے گناہ نے جنم لیا۔ اِس نے لوسیفر کو خدا کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے اُکسایا۔ زبور نویس سب سے زیادہ اپنی زندگی میں بے باکی کے گناہوں کے تسلط سے خائف تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ اگر وہ اِن کے تسلط سے بچ جائے تو وہ بڑے گناہ سے بچا رہے گا۔ خاص طور پر خدا سے دُور ہونے اور اُس کے خلاف بغاوت کرنے کے بڑے گناہ سے۔

۱۹:۱۴ مدح سرائی اپنے اختتام کو پہنچی۔ داؤد نے تخلیق کی کتاب اور مکاشفہ کی کتاب کی تعریف کی۔ اب وہ دعا کرتا ہے کہ اُس کا خداوند، اُس کی چٹان اور فدیہ دینے والا اُس کی باتوں اور دل کے خیالوں کو قبول کرے۔ جب خدا کو چٹان کہا جاتا ہے، تو یہ استعارہ قوت، حفاظت اور نجات کو ظاہر کرتا ہے۔ مسیح میں خدا ہمارے فدیہ دینے والے کی حیثیت سے ہمیں گناہ، غلامی اور ندامت سے واپس خرید لیتا ہے۔

زبور ۲۰: یعقوب کے خدا کا نام

قوم جنگ کے دہانہ پر ہے۔ اپنے جنگی دستوں کو جنگ میں لے جانے سے پہلے داؤد قربانیاں گزراننے کے لئے آیا ہے۔ اُس کی وفادار رعایا کی ایک کثیر تعداد اُس کی کامیابی کے لئے دعا کرنے آئی ہے۔ آیات ۱-۵ میں ہم اُنہیں دعا کرتے ہوئے سنتے

ہیں کہ خداوند اُسے محفوظ رکھے اور اُسے فتح سے ہمکنار کرے۔ اپنے لوگوں کی دعاؤں سے دلیری حاصل کرتے ہوئے بادشاہ اِس اعتماد کا اظہار کرتا ہے کہ یہوواہ اُس کے لئے جنگ کرے گا (آیت۶)۔ اُس کے اعتماد میں اب لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں اور اُن کی دعاؤں میں مخلصی کی یقین دہانی شامل ہو جاتی ہے (آیات ۷-۹)۔

لوگوں کی دعا (۲۰:۱-۵)

۲۰:۱ جنگ سے پیشتر لوگوں نے خدا سے فریاد کی کہ وہ متوقع جنگ میں دشمن کو شکست فاش دے کر اُن کی دعاؤں کا جواب دے۔ جب وہ گاتے ہیں ''یعقوب کے خدا کا نام تجھے بلندی پر قائم کرے!'' تو وہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ خدا کے نام سے مراد اُس کی ذات اور شخصیت ہے۔ اِس زبور میں تین بار اِس عظیم نام کے بارے میں حوالہ دیا گیا ہے:

یعقوب کے خدا کا نام تجھے بلندی پر قائم کرے (آیت ۱)۔
ہم اپنے خدا کے نام پر جھنڈے کھڑے کریں گے (آیت ۵)۔
ہم تو خداوند اپنے خدا ہی کا نام لیں گے (آیت ۷)۔
ولیمز بڑی خوبصورتی سے اِن تین باتوں کو یوں بیان کرتا ہے:

دفاع کرنے والا نام
جھنڈوں پر لکھا ہوا نام
مخلصی دینے والا نام

۲۰:۲ یہاں متوقع مدد کے ماخذ کی وضاحت کی گئی ہے۔ صیون میں مَقدِس زمین پر خدا کی سکونت گاہ تھی۔ چنانچہ مَقدِس سے کمک اور صیون سے تقویت کی توقع کرنا نہایت معقول بات تھی۔

۲۰:۳ ہدیئے اور سوختنی قربانیاں لانے میں بادشاہ وفادار اور فرماں بردار رہا۔ اِس وجہ سے خداوند اُسے یاد رکھے۔

۲۰:۴، ۵ بادشاہ کی یہ آرزو تھی کہ خداوند اُس کے منصوبوں اور مقاصد کو کامیاب کرے۔

یہاں اُس سے محبت رکھنے والے لوگ دعا کرتے ہیں کہ جنگ کا یہی نتیجہ ہو۔ وہ پہلے سے ہی فتح کا بہت بڑا جشن منانے کے لئے سوچ رہے ہیں کہ جونہی فتح کا اعلان ہوگا وہ خوشی اور فرطِ جذبات سے جھنڈے کھڑے کریں گے جو ہوا سے لہراتے ہوئے اُن کے خدا کے نام کو خراجِ تحسین پیش کریں گے۔

ایک سوال ہے کہ یہ الفاظ ''خداوند تیری تمام درخواستیں پوری کرے'' لوگوں، کاہن یا داؤد تینوں میں سے کس کی زبان سے ادا ہوئے؟ بہرکیف یہ بہت خوبصورت دعا ہے۔

بادشاہ کا جواب (۲۰:۶)

اپنے لوگوں کی دعائیہ دلچسپی سے ہمت پاتے ہوئے بادشاہ یہ جان کر خوش ہوتا ہے کہ خداوند فی الحقیقت مقدس آسمان سے مطلوبہ مدد بھیجے گا اور اپنی لامحدود قوت کے اظہار سے اُس کا ساتھ دے گا۔

لوگوں کی پُراعتماد دعا (۲۰: ۷-۹)

ایسا اعتماد فوری طور پر اثر کرتا ہے۔ عقیدت مند لوگ، اپنے قائد کی یقین دہانی سے تحریک حاصل کر کے مغرور دشمنوں کی فوجی قوت سے اب بالکل مرعوب نہیں ہیں۔ اُنہیں اپنے محفوظ رتھوں اور جنگی گھوڑوں پر فخر کرنے دیں، لیکن اسرائیل اپنے خداوند کے نام پر فخر کرے گا۔ اپنے اسلحہ خانہ میں ہتھیاروں کے انبار پر بھروسا کرنے کے بجائے خداوند پر بھروسا کرنا بہتر ہے۔ خداوند کی ایک جھلک دیکھنے پر زبردست سے زبردست فوجیں چاروں شانے چت ہو جائیں گی۔ لیکن وہ جو خداوند کی طرف ہیں، جنگ کے اختتام پر کھڑے رہیں گے۔

۲۰:۹ لوگ ایک بار پھر دلی اطمینان کے ساتھ خداوند سے التجا کرتے ہیں کہ وہ بادشاہ کو فتح بخشے، اور یوں مخلصی کے لئے اُن کی دعاؤں کا جواب دے۔

اطلاق

اِس زبور کا تواریخی اطلاق داؤد کی عمونیوں اور ارامیوں پر فتح پر ہو سکتا ہے (۲۔سموئیل ۱۰: ۱۴-۱۹)۔

لیکن اِس زبور کا خداوند یسوع کے جی اُٹھنے کے لئے دعا پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے۔ اُس کے ایماندار لوگ دعا کرتے ہیں کہ خدا، کلوری پر مسیح کی قربانی کی قبولیت کے نشان کے طور پر اُسے مُردوں میں سے زندہ کرے۔ جب مسیح شیطان اور اُس کی فوجوں سے جنگ کر رہا ہے تو وہ حتمی نتیجہ کے لئے پُراعتماد ہے۔ زبور ۲۰ پہلے ایسٹر کی خوشی کا پیش خیمہ بھی ہے۔

اِس زبور کا مشنریوں پر بھی اطلاق ہو سکتا ہے جو شیطان کی عمل داری میں روحانی جنگ کے لئے جاتے ہیں، یا کسی بھی مسیحی پر جو خداوند کے لئے نئے علاقے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

زبور ۲۱: فتح کی شکرگزاری

اِس زبور اور گذشتہ زبور میں بہت گہرا تعلق ہے۔ وہاں ہم نے لوگوں کو دعا کرتے سنا کہ جب بادشاہ جنگ کے لئے نکلے تو خداوند اُسے فتح بخشے۔ یہاں دعا کا جواب مل گیا ہے اور یہی لوگ خدا کی فتح کو بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ اُس سنسنی خیز انداز کو بیان کرتے ہیں جس سے خدا نے اُنہیں کامیابی دی (آیات ۱-۷)۔ تب وہ اِس بات کی توقع کرتے ہیں کہ بالآخر بادشاہ کے سب دُشمن مطیع ہو جائیں گے (آیات ۸-۱۲)۔ آخر میں وہ یہوواہ کی قوت اور قدرت کی تعریف کرتے ہیں (آیت ۱۳)۔

فتح کا مزہ (۲۱: ۱-۷)

۲۱: ۱-۴ بادشاہ خوشی مناتا ہے کہ خداوند نے کس خوبصورت انداز میں اپنی قوت سے ظاہر کیا کہ وہ جنگ کا خدا ہے۔ جب وہ یہوواہ کی عین موقع پر مدد کے بارے میں سوچتا ہے تو اُس کا دِل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جس فتح کی اُسے خواہش تھی خدا نے اُسے دی یعنی اُس نے جس کامیابی کے لئے دعا کی وہ اُس نے اُسے عطا کی۔ یہوواہ نے اُسے فتح اور خوش حالی کی برکتیں دینے کے لئے پیش قدمی کی۔ قادر مطلق نے اُس کے سر پر خالص سونے کا لازوال تاج رکھا۔ تحفظ کے لئے بادشاہ کی درخواست کے جواب میں خدا نے اُسے زندگی دی۔۔۔ ہاں عمر کی درازی ہمیشہ کے لئے عطا کی۔ اِن الفاظ کا داؤد پر

اطلاق یہ ہے کہ اُس کی زندگی دراز ہو گی، لیکن یہ بات مکمل طور پر مسیح کی دائمی زندگی پر صادق آتی ہے۔

۲۱: ۵-۷ اِس پیرے کے حسن میں اَور اضافہ ہو جاتا ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اِس کا تعلق خداوند یسوع مسیح سے ہے۔ خدا کی نجات بخش مدد نے اُسے عظیم شوکت دی ہے۔ خدا نے اُسے مُردوں میں سے زندہ کرنے اور اپنے دہنے ہاتھ بٹھانے سے اُسے حشمت و جلال سے آراستہ کیا (عبرانیوں ۲: ۹)۔ ہاں خداوند نے اُسے ہمیشہ کے لئے برکتوں سے مالا مال کیا ہے اور اُسے ساری دُنیا کے لئے برکت کا باعث ٹھہرایا ہے۔ سب سے اعلیٰ مقام پر بیٹھے ہوئے، مسیح اپنے باپ کی حضوری میں خوش و خرم ہے۔ اُس کے خداوند پر کامل اعتقاد نے اُسے عزت کے اِس مقام تک پہنچایا اور حق تعالیٰ کی شفقت اُس کی دائمی سربلندی کی ضمانت ہے۔

بادشاہ کے دشمنوں کا انجام (۲۱: ۸-۱۲)

۲۱: ۸-۱۰ اِس مقام پر لوگ بادشاہ سے براہِ راست مخاطب ہیں (گذشتہ حصہ میں وہ خداوند سے باتیں کر رہے تھے)۔ اگر بادشاہ سے مراد مسیح ہے تو یہ پیرا مسیح کی دوسری آمد کے وقت اُس کے دشمنوں کے انجام کو بیان کرتا ہے۔

اُس کا دہنا ہاتھ اُس کے سارے دشمنوں کو ڈھونڈ نکالے گا، اُس سے نفرت کرنے والا کوئی شخص بھی راہِ فرار حاصل نہیں کر سکے گا۔ آگ اُن کی تباہی کا سبب بنے گی۔ وہ ”بھڑکتی ہوئی آگ میں آسمان سے ظاہر ہو گا اور جو خدا کو نہیں پہچانتے اور ہمارے خداوند یسوع کی خوش خبری کو نہیں مانتے اُن سے بدلہ لے گا“ (۲۔تھسل ۱: ۷، ۸)۔ وہ اُن کے پھل کو زمین پر سے اور اُن کی نسل کو بنی آدم میں سے نابود کر دے گا۔

۲۱: ۱۱، ۱۲ مسیح کے عالم گیر حکومت کی باگ ڈور سنبھالنے میں حائل سازش (زبور ۲: ۲، ۳ میں بیان کی گئی ہے) بُری طرح ناکام ہو جائے گی۔ جب باغیوں پر آگ نازل ہو گی تو وہ پسپا ہو جائیں گے۔

خداوند کی تعریف (۲۱:۱۳)

اختتامی حصہ میں خداوند کی تعریف کی گئی ہے کہ اُس نے کس قدر اپنی قوت کو ظاہر کیا۔ جب خدا نے اپنے لوگوں کی مخلصی اور اپنے تمام دشمنوں کو نیچا دکھانے کے لئے اپنی قوت کو ظاہر کیا، تو شکرگزاری کا یہ گیت زبان پر آ گیا۔ یہ اسرائیل کے بقیہ کا گیت ہے جو مسیح کی سربلندی کے لئے دعا کرے گا اور بالآخر تسلیم کرے گا کہ وہی سب کا خداوند ہے۔

زبور۲۲: مسیح اپنے دُکھوں اور جلال میں

۲۲:۱-۲ بڑی سنجیدگی سے اِس زبور کی طرف بڑھیں، کیونکہ یہ مقدس جگہ ہے۔ آپ گلگتا کے پاس آئے ہیں جہاں اچھے چرواہے نے اپنی بھیڑوں کے لئے جان دی ہے۔ تین گھنٹوں تک گہری تاریکی نے زمین کو چھپائے رکھا۔ اب تنہا عمانوایل کی فریاد اِس کائنات میں گونجتی ہے: ”اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟“

اِس دِل دوز سوال کے پس پشت ایک خوف ناک حقیقت پوشیدہ ہے ـــ خدا نے۔ دُکھ اُٹھانے والے نجات دہندہ کو فی الحقیقت اور کلی طور پر چھوڑ دیا۔ ازلی بیٹا جو ہمیشہ باپ کی خوشی کا محور تھا، اب چھوڑا گیا۔ کامل انسان جس نے بڑی فرماں برداری سے خدا کی مرضی کو پورا کیا، باپ سے منقطع تعلقات کے خوف ناک غم کے تجربہ سے دوچار ہوا۔

خدا کے پاک اور بے عیب بیٹے نے تاریکی کے اُن تین طویل گھنٹوں میں ابدی جہنم کے خوف کا دُکھ کیوں برداشت کیا؟ کتابِ مقدس اِس کا جواب دیتی ہے: اوّل، خدا پاک، راست باز اور عادل ہے اور اِس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ جہاں بھی ہو اس کی سزا دے گا۔ اُس سے چشم پوشی کرنا یا اُسے نظر انداز کرنا خدا کے لئے ناممکن ہے۔ اِس سے ہم دوسرے نکتے پر پہنچتے ہیں۔ گو مسیح نے خود کوئی گناہ نہیں کیا تھا، لیکن اُس نے ہمارے گناہ اپنے اوپر اُٹھا لئے۔ اُس نے رضا کارانہ طور پر ہماری بدکاریوں کی سزا برداشت کرنے کی ذمہ داری قبول کر لی۔ جو قرض ہمیں دینا تھا، اُس کے حساب سے مِنہا کر لیا گیا اور اُس نے رضامندی سے ہماری ضمانت دی۔ لیکن اب خدا کیا کرے؟ اُس کی راست بازی کے تمام اوصاف کا یہ تقاضا ہے کہ گناہ کی سزا دی جائے۔ تاہم وہ یہاں

نیچے نگاہ کرتے ہوئے دیکھتا ہے کہ اُس کا اکلوتا بیٹا قربانی کا برہ بنا ہوا ہے۔ اُس کی محبت کا محور اُس کا بیٹا ہمارے گناہوں کو اُٹھاتا ہے۔ جب خدا دیکھتا ہے کہ ہمارے گناہ اُس کے پیارے بیٹے پر لدے ہوئے ہیں تو خدا کیا کرے گا؟

اِس میں کبھی کوئی ایسا شک نہیں تھا کہ خدا کیا کرے گا۔ اُس نے دانستہ طَور پر اپنی راست بازی کے غضب کو اپنے پیارے بیٹے پر انڈیل دیا۔ قربانی کے اِس معصوم برہ پر الٰہی سزا کا خوف ناک طوفان ٹوٹ پڑا۔ ہماری خاطر خدا نے مسیح کو چھوڑ دیا تاکہ ہم کبھی نہ چھوڑے جائیں۔

یوں جب ہم مسیح کے شدید دُکھوں کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں کلی طور پر یہ شعور ہونا چاہئے کہ یہ سب کچھ اُس نے ہماری خاطر برداشت کیا۔ ہمیں ہر ایک بیان کے ساتھ الفاظ ''میرے لئے'' کا اضافہ کر دینا چاہئے۔ اُسے ''میرے لئے'' چھوڑ دیا گیا۔ جب مَیں اُس کی یہ فریاد سنتا ہوں کہ ''تُو میری مدد اور میرے نالہ وفریاد سے کیوں دُور رہتا ہے؟'' تو مَیں جانتا ہوں کہ یہ ''میرے لئے'' تھا۔ اور یہ ''میرے لئے'' تھا کہ آسمان دن اور رات کو اُس کے لئے خاموش رہے۔

۲۲: ۳ ایک طرح سے نجات دہندہ نے اپنے چھوڑے جانے کے تجربہ کی اِن الفاظ میں وضاحت کی ''لیکن تُو قدوس ہے، تُو جو اسرائیل کی حمد و ثنا پر تخت نشین ہے۔'' خدا کی محبت کا تقاضا تھا کہ گناہ کی مزدوری کی ادائیگی کی جائے۔ اُس کی قدوسیت جس بات کا تقاضا کرتی تھی اُس کی محبت نے اُس تقاضے کو پورا کر دیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ وہ فدیہ کی موت مرے۔ اب سخت انصاف مزید تقاضا نہیں کر سکتا اور رحم اپنے ذخیرہ کو بانٹ سکتا ہے۔

۲۲: ۴، ۵ لیکن ایک بار پھر سنئے۔ نجات دہندہ ابھی تک اپنے باپ سے گفتگو کر رہا ہے اور اُسے یاد دلاتا ہے کہ قدیم بزرگوں کو تو اُس نے نہ چھوڑا اور جب اُنہوں نے ایمان سے فریاد کی تو کبھی ایسا نہ ہوا کہ اُس نے اُنہیں جواب نہ دیا۔ جب اُنہوں نے مخلصی کے لئے فریاد کی تو اُس نے کبھی بھی اُنہیں مایوس نہ کیا۔ اُن کے گناہوں اور اُن کی سرکشی

کے باوجود خدا نے کسی بھی موقع پر اُنہیں نہ چھوڑا۔ یہ سزا خدا کے بے عیب برہ کے لئے رکھی گئی تھی۔

۲۲: ۶، ۷ نہ صرف یہ کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا بلکہ لوگوں نے بھی اُسے حقیر جانا اور رد کر دیا۔ جس مخلوق کو اُس نے بنایا، اُن کے لئے مسیح انسان نہیں بلکہ محض کیڑا تھا۔ جن لوگوں کو وہ نجات دینے کے لئے آیا تھا وہ اُن کی حقارت اور رد کرنے کی تلخی کو جانتا تھا۔ حتیٰ کہ جب مسیح صلیب پر لٹکا ہوا تھا تو تماشائی ہجوم، اُن سے ازل سے محبت کرنے والے کا مذاق اڑا رہا تھا۔ یہ امر ناقابلِ یقین لگتا ہے کہ اُنہوں نے طنزیہ گیت گایا جس میں اُنہوں نے اُس کی ظاہری بے بسی اور خدا پر اُس کے توکل کے بے اثر ہونے کا مذاق اڑایا۔

۲۲: ۸ ”اپنے کو خداوند کے سپرد کر دے۔ وہی اُسے چھڑائے۔ جبکہ وہ اُس سے خوش ہے تو وہی اُسے چھڑائے۔“ صلیب کے پاس مذاق اڑانے والے ہجوم نے بالکل یہی کہا (متی ۲۷: ۳۹، ۴۳)۔

۲۲: ۹-۱۱ لیکن اب ابن آدم انسان کے بجائے خدا سے مخاطب ہوتا اور بیت لحم کو یاد کرتا ہے۔ خدا ہی اُسے ماں کے پیٹ سے باہر لایا تھا۔ خدا نے ہی اُس کی شیرخواری کے ایام کی کمزوری میں اُسے محفوظ رکھا۔ خدا نے ہی اُسے لڑکپن اور جوانی کے دنوں میں سنبھالا۔ ماضی میں محبت کے تعلق کی بنا پر وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ کچل ڈالنے والی اور تنہائی کی آزمائش میں اُس کے قریب آئے۔

۲۲: ۱۲، ۱۳ کلوری کے پاس نفرت سے بھرے ہجوم میں اکثریت اسرائیلی لوگوں کی تھی۔ مسیح اُنہیں بسن کے زورآور سانڈوں اور پھاڑنے اور گرجنے والے شیروں سے تشبیہ دیتا ہے۔ یردن کے مشرق میں بسن کا علاقہ زرخیز چراگاہوں اور مضبوط اور پلے ہوئے جانوروں کے لئے مشہور تھا۔ بعد میں عاموس نے عیش پرست اسرائیلیوں کو بسن کی گائیوں سے تشبیہ دی (عاموس ۴: ۱)۔ جب مسیح یہاں بسن کے سانڈوں کی بات کرتا ہے، تو وہ اپنے ہم وطنوں کی بات کرتا ہے جو اُس کو مار دینے کے لئے اُس کا گھیرا تنگ کر رہے تھے۔ وہ نہ صرف سینگ مار کر زخمی کرنے والے سانڈوں کی مانند تھے بلکہ وہ گرجنے

اور پھاڑنے والے سانڈ تھے۔ اسرائیل کا مسیح آ چکا تھا اور وہ اُس پر ایسے جھپٹ رہے تھے جیسے شیر برہ پر جھپٹتے ہیں۔

۲۲: ۱۴، ۱۵ مسیح کے جسمانی دُکھوں کی تکلیف بیان سے باہر تھی۔ وہ تھک چکا تھا، وہ پانی کی طرح بہہ چکا تھا۔ صلیب پر لٹکنے سے وہ ہڈیاں اُکھڑ جانے کی اذیت میں تھا۔ اُس کے اندرونی اعضا میں شدید پریشانی تھی۔ مثلاً اُس کا دل موم کی مانند اُس کے سینہ میں پگھل گیا۔ وہ ناقابل برداشت حد تک کمزور ہو چکا تھا۔ اُس کی قوت ٹھیکرے کی مانند خشک ہو چکی تھی۔ شدید پیاس سے اُس کا بُرا حال تھا۔ اُس کی زبان تالو سے چپک گئی۔ اِس کا تو یہی مطلب ہے کہ خدا اُسے موت کی خاک میں ملا دینا چاہتا تھا۔

۲۲: ۱۶، ۱۷ جیسے اُس نے ایذا رساں یہودیوں کو سانڈوں اور شیروں سے تشبیہ دی، ویسے ہی وہ غیر قوم مصلوب کرنے والوں کو کتوں سے تشبیہ دیتا ہے۔ یہودی، غیر قوموں کے لئے یہ عام نام استعمال کرتے تھے (متی ۱۵: ۲۱-۲۸)۔ یہاں خصوصی طور پر رومی سپاہیوں کی طرف اشارہ ہے جو اُسے پھاڑنے والے پاگل کتوں کی طرح گھیرے ہوئے تھے۔ اُن بدکاروں نے اُس کے ہاتھ اور پاؤں چھیدے تھے۔ جب وہ اُس کے نیم برہنہ بدن کو دیکھ رہے تھے تو وہ اُس کی تنی ہوئی کھال میں اُبھری ہوئی ہڈیوں کو دیکھ سکتے تھے۔ اِس سے اُنہیں خوشی اور سکون ملتا تھا۔

۲۲: ۱۸ اِس زبور کی کئی عظیم نبوتوں میں سے ایک پیش گوئی یہ بھی تھی کہ وہ مسیح کے کپڑوں کو بانٹیں گے اور اُس کی پوشاک پر قرعہ ڈالیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ یہ کئی سو سال بعد وقوع پذیر ہوا۔

> جب سپاہی یسوع کو مصلوب کر چکے تو اُس کے کپڑے لے کر چار حصے کئے۔ ہر سپاہی کے لئے ایک حصہ اور اُس کا کرتہ بھی لیا۔ یہ کرتہ بن سلا سراسر بُنا ہوا تھا اِس لئے اُنہوں نے آپس میں کہا کہ اِسے پھاڑیں نہیں بلکہ اِس پر قرعہ ڈالیں تاکہ معلوم ہو کہ کس کا نکلتا ہے (یوحنا ۱۹: ۲۳، ۲۴)۔

۲۲: ۱۹-۲۱ اِس زبور میں آخری بار نجات دہندہ خدا کی حضوری اور مدد کے لئے التجا کرتا

ہے۔ وہ تلوار سے بچاؤ اور کتوں کے قابو سے مخلصی کے لئے درخواست کرتا ہے۔ دونوں حوالوں کا تعلق غیرقوموں سے ہے۔ تلوار رومی حکومت کا نشان ہے (رومیوں ۱۳:۴)۔ یہاں اِسے رومی حکومت کے سزائے موت کے اختیار کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے، کتوں سے مراد غیرقوم سپاہی ہیں۔ پھر آیت ۲۱ میں مسیح التجا کرتا ہے کہ ببر کے منہ اور سانڈوں کے سینگوں سے چھڑایا جائے۔ جیسا کہ ہم نے آیات ۱۲ اور ۱۳ میں دیکھا، یہ یہودی لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے پیلاطس سے کہا، ''ہم اہلِ شریعت ہیں اور شریعت کے موافق وہ قتل کے لائق ہے'' (یوحنا ۱۹:۷)۔

''تُو نے ... مجھے چھڑایا ہے'' آیات ۲۱ اور ۲۲ کے درمیان ایک نمایاں اور فتح مند تبدیلی نظر آتی ہے۔ یہ الفاظ زبور کے دونوں حصوں کو ملاتے ہیں۔ شاعری اب درد ناک فریاد سے خوشی کے گیت کی طرف بڑھتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے دُکھ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکے ہیں۔ اُس کا نجات بخش کام پورا ہو چکا ہے۔ صلیب، تاج میں تبدیل ہو چکی ہے۔

اب زبور نویس ہمیں مسیح کی پہلی آمد سے دوسری آمد اور کلوری سے کوہِ زیتون کی طرف لے جاتا ہے۔

۲۲:۲۲ زبور میں اِس مقام پر مسیح زمین پر حکمرانی کے لئے واپس آ چکا ہے۔ اسرائیل کا وفادار بقیہ مسیح کی بادشاہت میں داخل ہو چکا ہے۔ اسرائیل کا مسیح اپنے یہودی بھائیوں کو گواہی دینے کے لئے تیار ہے کہ اُس نے زبور کے پہلے حصہ میں جو دعائیں کیں خدا نے وفاداری سے اُن کا جواب دیا۔ اب مسیح جماعت میں خدا کی ستائش کرتا ہے۔

۲۲:۲۳، ۲۴ اگلی دو آیات میں بتایا گیا ہے کہ مسیح نجات یافتہ اسرائیل کو اُس موقع پر کیا کہے گا۔ مسیح تین نام استعمال کر کے اُن سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: ''خداوند سے ڈرنے والو''، ''اے یعقوب کی اولاد'' اور ''اے اسرائیل کی نسل''۔ وہ اُنہیں نصیحت کرتا ہے کہ وہ اُس کی ستائش کریں، اُس کی تمجید کریں اور اُس کا ڈر مانیں۔ اِس رویہ کی وجہ یہ ہے کہ خدا نے اُن درد ناک فریادوں کا جو تاریک کلوری سے آسمان پر گئیں، جواب دے دیا

ہے۔ خدا نے اپنے پیارے بیٹے کے دُکھوں سے نفرت نہیں کی اور نہ اُس نے دائمی طور پر اُس سے اپنا منہ چھپایا بلکہ ”خدا نے ... اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے، خواہ آسمانیوں کا ہو، خواہ زمینیوں کا، خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں۔ اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے“ (فلپیوں ۲: ۹-۱۱)۔

۲۲: ۲۵ مسیح کی ستائش کا محور خدا ہے۔ ”بڑے مجمع میں میری ثنا خوانی کا باعث تُو ہی ہے۔“ اپنے دُکھ کے عالم میں مسیح نے خداوند کی تعریف و ثنا خوانی کی اور علانیہ طور پر نذر گزراننے کا وعدہ کیا تھا اور اب وہ خداوند سے ڈرنے والوں کے سامنے یہ نذریں ادا کرے گا۔

۲۲: ۲۶ زبور کی آخری چھ آیات میں مقرر تبدیل ہوتا ہے۔ اب روح القدس بولتا ہے اور ہزار سالہ دَور میں امن اور ترقی کے دوران مثالی حالات کا بیان کرتا ہے۔

اُس وقت غربت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ”حلیم کھائیں گے اور سیر ہوں گے۔“
زمین حمد و ستائش سے معمور ہو گی۔ ”خداوند کے طالب اُس کی ستائش کریں گے۔“
اِن تمام پرستاروں کو روح القدس برکت دیتا ہے: ”تمہارا دل ابد تک زندہ رہے!“

۲۲: ۲۷ عالم گیر سطح پر بیداری آئے گی۔ ساری دُنیا خداوند کو یاد کرے گی کہ مسیح نے کلوری پر کیا کیا اور اُس کی طرف رجوع لائے گی۔ قوموں کے سب گھرانے متحد ہو کر ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے سجدہ کریں گے۔

۲۲: ۲۸، ۲۹ خداوند خود عالم گیر سطح پر حکومت کرے گا۔ وہ تخت کا حق دار ہے اور وہ قوموں پر حکومت کرے گا۔ دُنیا کے عظیم لوگ اُس کی حکومت کے مطیع ہوں گے اور تمام فانی انسان اُس کے حضور جھکیں گے، یعنی وہ سب جو خاک میں مل جاتے ہیں اور جو اپنی جان کو جیتا نہیں رکھ سکتے۔

۲۲: ۳۰، ۳۱ مسیح کی شہرت قائم رہے گی۔ ایک نسل کے بعد دوسری نسل اُس کی بندگی کرے گی اور اُس کی خوبیوں کو بیان کرے گی۔ ایک نسل سے دوسری نسل تک ایک خاص

پیغام پہنچایا جائے گا: مسیح نے راستی سے مخلصی کے عظیم کام کو مکمل کیا۔ زبور ۲۲، صلیب پر چوتھے کلمہ یعنی کفارہ کی پکار سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ اِن الفاظ کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے کہ "اُس نے یہ کام کیا ہے" اور یہ بالکل مسیح کے صلیب پر ساتویں کلمہ کے مفہوم کو ادا کرتا ہے: "تمام ہوا" (یوحنا ۱۹: ۳۰)۔ تمام صدیوں کے دوران یہ خوش خبری ایک نسل سے دوسری نسل تک بڑی شکرگزاری سے پہنچائی جائے گی کہ "مسیح نے یہ کام کیا ہے۔"

زبور ۲۳: عظیم چرواہا

سارے ادب میں زبور ۲۳ کو غالباً سب سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ خواہ بالغ لوگ اِسے گائیں یا سنڈے سکول پروگرام میں اِسے پڑھا جائے، اِس میں ایک دائمی جاذبیت اور زندۂ جاوید پیغام ہے۔ ایک بزرگ ماہرِ علمِ اِلٰہیات نے لکھا "مبارک ہے وہ دن جب زبور ۲۳ نے جنم لیا۔"

جے۔ آر۔ لٹل پراوڈ نے ایک خاکہ پیش کیا ہے جس میں کسی طرح کی اصلاح کرنا نہایت مشکل ہے۔

پُرمسرت زندگی کا راز—- ہر ایک ضرورت پوری ہوتی ہے۔
"خداوند میرا چوپان ہے۔ مجھے کمی نہ ہوگی۔"
پُرمسرت موت کا بھید—- ہر ایک خوف دُور ہو چکا ہے۔
"بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گزر ہو
مَیں کسی بلا سے نہیں ڈروں گا کیونکہ تُو میرے ساتھ ہے۔"
پُرمسرت ابدیت کا بھید—- ہر ایک خواہش کی تکمیل ہوتی ہے۔
"یقیناً بھلائی اور رحمت عمر بھر میرے ساتھ ساتھ رہیں گی
اور مَیں ہمیشہ خداوند کے گھر میں سکونت کروں گا۔"

۲۳: ۱ اِس کی عالم گیر مقبولیت کے باوجود، یہ زبور ہر ایک کے لئے نہیں ہے۔ یہ صرف اُن کے لئے ہے جو یہ کہہ سکیں "خداوند میرا چوپان ہے۔" یہ سچ ہے کہ اچھے چرواہے نے ہر ایک کے لئے جان دی، لیکن صرف وہی جو فی الحقیقت اُسے ایمان سے قبول

کرتے ہیں، اُس کی بھیڑیں ہیں۔ اُس کا نجات بخش کام سب کے لئے کافی ہے، لیکن مؤثر یہ صرف اُنہی کے لئے ہے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ چنانچہ ہر چیز کا انحصار شخصی لفظ "میرے" پر ہے۔ جب تک وہ میرا چرواہا نہ ہو، باقی ماندہ زبور کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ دوسری طرف اگر وہ فی الحقیقت میرا ہے اور مَیں اُس کا ہوں، تب مجھے اُس میں ہر شے حاصل ہو گی۔

۲:۲۳ میرے بدن اور روح کے لئے خوراک کی کمی نہ ہو گی کیونکہ "وہ مجھے ہری ہری چراگاہوں میں بٹھاتا ہے۔"

مجھے تازگی کے لئے بھی کمی نہ ہو گی کیونکہ "وہ مجھے راحت کے چشموں کے پاس لے جاتا ہے۔"

۳:۲۳ مجھے طاقت کی کمی نہ ہو گی کیونکہ "وہ میری جان کو بحال کرتا ہے۔"

مجھے اخلاقی راہنمائی کی کمی نہ ہو گی کیونکہ "وہ مجھے اپنے نام کی خاطر صداقت کی راہوں پر لے چلتا ہے۔"

ہم اُس لڑکے پر مسکراتے ہیں جو اِس زبور کو پڑھتے ہوئے گھبرایا سا تھا اور جس نے اِسے یوں پیش کیا، "خداوند میرا چوپان ہے، مجھے فکر نہ ہو گی۔" لیکن وہ غلط نہیں بلکہ بہت زیادہ دُرست تھا۔ وہ صحیح الفاظ تو بھول گیا، لیکن اِس کے صحیح مفہوم کو سمجھ لیا۔ اگر خداوند ہمارا چوپان ہے تو ہمیں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

۴:۲۳ اور ہمیں موت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ موت کے سایہ کی وادی میں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں بھی وہ ہمارے ساتھ ہے۔ موت کا ڈنک گناہ ہے — یعنی گناہ جس کا اقرار نہ کیا ہو اور وہ گناہ جو معاف نہ کیا گیا ہو۔ لیکن مسیح نے ایماندار کے لئے موت میں سے یہ ڈنک نکال دیا۔ اُس نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہمارے گناہ دُور پھینک دیئے ہیں۔ اب موت جو ہمارے لئے سب سے بڑا کام کر سکتی ہے، فی الحقیقت وہ سب سے بہتر کام ہے جو ہمارے لئے کیا جا سکتا ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں، "اے موت! اے قبر، مَیں تیری قوت سے نہیں ڈرتا۔ قرض چکا دیا گیا ہے۔ مسیح

پر اُن تاریک اور خوف ناک لمحات میں ہمارے گناہ لاد دیئے گئے تھے۔"

(مارگریٹ ایل۔ کارسن)

بے شک مسیحی بھی کسی حد تک موت سے منسلک دُکھوں سے پریشان ہو جاتے ہیں۔ ایک عمر رسیدہ مقدس کو یہ کہتے سنا گیا، "خداوند میرے خیمہ کو ضرور اُتارے، لیکن مہربانی کرکے بڑے آرام سے۔"

یہ بھی سچ ہے کہ عموماً ہمیں مرنے کا فضل نہیں ملتا جب تک کہ ہمیں اُس کی ضرورت نہ ہو۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے لئے موت کا خوف ختم ہو گیا ہے کیونکہ مرنے کا مطلب ہے کہ ہم مسیح کے ساتھ رہیں گے۔ یہ کہیں بہتر ہے۔ "مرنا نفع ہے۔"

چرواہے کے عصا اور لاٹھی میں تسلی، تحفظ اور راہنمائی ہے۔ بوقت ضرورت وہ لاٹھی کو تنبیہ کے لئے بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اکثر بھیڑوں کو وقتاً فوقتاً اِس خدمت کی ضرورت ہے۔

۵:۲۳ اِس دوران چرواہا ہمارے دشمنوں کے روبرو ہمارے لئے دستر خوان بچھاتا ہے۔ اُس میز پر تمام روحانی نعمتیں سجی ہوئی ہیں جو اُس نے اپنے قیمتی لہو سے ہمارے لئے خریدی ہیں۔ میز اُس ہر ایک چیز کی تصویر پیش کرتی ہے جو مسیح میں ہماری ہے۔ دشمنوں کے گھیرے میں بھی ہم بڑے سکون اور تحفظ کے ساتھ اِن برکتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جے۔ ایچ۔ جوئٹ اِس کی یوں تشریح کرتا ہے:

> مشرقی مہمان نوازی، مہمان کے تحفظ کی ضمانت دیتی ہے۔ مہمان نوازی اُس کے تحفظ کا احاطہ کئے ہوتی ہے۔ اُسے خیمہ میں لے جایا جاتا ہے، اُس کے سامنے کھانا رکھا جاتا ہے جبکہ اُس کا تعاقب کرنے والے دروازے پر کھڑے اُسے گھور رہے ہوتے ہیں۔

وہ ہمارے سروں کو تیل سے مسح کرتا ہے۔ چرواہے اپنی بھیڑوں کے سروں کو مسح کرتے ہیں تاکہ اُنہیں خراشوں اور زخموں سے سکون ملے۔ جب کاہنوں کو تیل سے مسح کیا جاتا تھا تو اِس کا مطلب تھا کہ اُنہیں اُن کی خدمت کے لئے مسح کیا گیا۔ بادشاہ کو تیل سے مسح کرنے کا مطلب اُس کی تاج پوشی تھا۔ جب ہم مسیح کو نجات دہندہ کے طور

پر قبول کرتے ہیں تو ہمیں روح القدس سے مسح کیا جاتا ہے۔ یہ مسح ہمیں ضمانت دیتا ہے کہ خدا روح القدس ہمارے اندر تعلیم کی خدمت سرانجام دے گا۔

جب ہم مسیح میں حاصل کردہ فضل کی تمام برکتوں کے بارے میں سوچتے ہیں، تو ہم شکرگزاری کے طور پر کہتے ہیں، ''میرا پیالہ لبریز ہوتا ہے۔''

خدا کی محبت کی کوئی حد نہیں۔ اُس کے فضل کا کوئی پیمانہ نہیں۔
اُس کی قدرت کی کوئی سرحد نہیں:
کیونکہ مسیح میں اپنی لامحدود برکتوں میں سے وہ دیتا، دیتا اور دیتا ہی رہتا ہے۔
(اینی جانسن فلِنٹ)

۶:۲۳ بالآخر پُرمسرت ابدیت کا بھید بیان کیا گیا ہے۔ ساری زندگی کے دوران خدا کی بھلائی اور رحمت ہمارے ساتھ رہتی ہے اور آخرکار ہم اپنی ابدی سکونت گاہ یعنی باپ کے گھر میں پہنچتے ہیں۔ کسی نے صحیح کہا ہے کہ ''ہم کس قدر خوش قسمت بھکاری ہیں!''

زبور ۲۴: جلال کا بادشاہ کون ہے؟

زبور ۲۴ میں اُس جلالی واقعہ کا ذکر ہے جو بڑی مصیبت کے دَور کے اختتام تک پہنچنے پر وقوع پذیر ہو گا۔ خدا کی عدالت ختم ہو چکی ہے، خداوند یسوع مسیح زمین پر واپس آ چکا ہے، اُس نے اپنے سارے دشمنوں کو شکست دے دی ہے، اور اب وہ یروشلیم کی طرف بڑھ رہا ہے تاکہ بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خداوند کی حیثیت سے حکومت کرے۔ یہ ایک ایسا فتح کا جلوس ہے جسے دُنیا نے اِس سے قبل کبھی نہیں دیکھا۔

۲،۱:۲۴ جونہی ہجوم شہر کے قریب پہنچتا ہے، تو اعلان ہوتا ہے کہ زمین اور اُس کی معموری خداوند کی ہے۔ یہ اِلٰہی ملکیت اور مسیح کے حکومت کرنے کے پورے اختیار کا بیان ہے۔ اِس کے بعد اِس کی وجہ بیان کی گئی ہے۔ مسیح نے جہان کو بنایا۔ اُس نے سمندر کے پانی کو ایک جگہ رکھا اور خشک زمین کو نمودار کیا۔ اُس نے دریاؤں کو بنایا، بعض کو زمین پر اور بعض کو زمین کے نیچے۔ چنانچہ اب وہ اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنے کے لئے آ رہا ہے جس کے لئے صدیوں سے انکار کیا جاتا رہا۔

۲۴: ۳-۶ اگلی چار آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ کس قسم کے لوگ بادشاہت میں داخل ہوں گے اور امن و خوش حالی کی ہزار سالہ بادشاہت سے لطف اندوز ہوں گے۔ یہ اسرائیل کے بقیہ کے ایماندار اور نجات یافتہ غیرقوم ہیں جو یروشلیم میں عبادت کے لئے جائیں گے۔ شاید یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنے اچھے کردار کے باعث بادشاہت میں داخل ہونے کے قابل ہیں، لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اُن کا کردار نئی پیدائش کا نتیجہ ہے، کیونکہ جب تک کوئی شخص نئے سرے سے پیدا نہیں ہوتا، وہ نہ تو خدا کی بادشاہت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ اُس میں داخل ہی ہوسکتا ہے (یوحنا ۳: ۳، ۵)۔ یہ لوگ وہ برگزیدہ مقدسین ہیں جو بڑی مصیبت سے نکل کر آئے ہیں اور جنہوں نے اپنے جامے برہ کے خون کے وسیلے سے سفید کئے ہیں۔

کردار کی چار خوبیوں کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اُن کے ہاتھ صاف ہیں، دوسرے لفظوں میں اُن کے اعمال راست اور بے عیب ہیں۔ اُن کا دل پاک ہے یعنی اُن کی نیت خالص ہے اور اُن کے ذہنوں میں کوئی بگاڑ نہیں ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں جھوٹ میں شریک نہیں ہوتے۔ اور بالآخر وہ جھوٹ کی حمایت کر کے انصاف کا خون نہیں کرتے۔ اُن کے ہاتھ، اُن کے دل، اُن کی روح اور اُن کے ہونٹ سب راست ہیں۔

اِس قسم کے لوگ مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت میں رعایا ہوں گے۔ گو اِس سے قبل بے دین لوگوں نے اُن کا مذاق اڑایا، لیکن اب اُن کی نجات کا خدا اُنہیں بری کرے گا۔ یہ ہزار سالہ بادشاہت کے شہری ہوں گے، یعنی وہ لوگ جو خدا کے دیدار کے خواہاں ہیں، وہ لوگ جنہیں خدا سے فضل ملا ہے— اُس خدا سے جو غیر مستحق لوگوں کو پیار کرتا ہے۔

۲۴: ۷، ۸ مَیں تصور کرتا ہوں کہ جلوس وادیِ قدرون کو عبور کرتے ہوئے آیات ۱-۶ کے الفاظ گا رہا ہے۔ لیکن اب نقیب کی پکار سے گیت میں وقفہ آتا ہے۔ وہ یروشلیم کے پھاٹکوں پر دربانوں کو پکارتا ہے، ”اے پھاٹکو! اپنے سر بلند کرو۔ اے ابدی دروازو! اونچے ہو جاؤ اور جلال کا بادشاہ داخل ہو گا۔“ شہر کی دیوار پر متعین چوکیدار بڑے موثر لہجے میں بلند آواز سے پوچھتا ہے ”یہ جلال کا بادشاہ کون ہے؟“ بڑی بلند اور صاف آواز سے

جواب ملتا ہے، ”خداوند جو قوی اور قادر ہے۔ خداوند جو جنگ میں زور آور ہے۔“

۲۴: ۹، ۱۰ اب وہ شہر کے قریب پہنچ چکے ہیں اور پھاٹکوں کے کھلنے میں ابھی پس و پیش ہو رہی ہے۔ چنانچہ نقیب پھر حکم دیتا ہے کہ جلال کے بادشاہ کے لئے دروازے کھول دیئے جائیں۔ اُس سے پھر پوچھا جاتا ہے کہ یہ بادشاہ کون ہے۔ وہ جواب دیتا ہے ”لشکروں کا خداوند۔ وہی جلال کا بادشاہ ہے۔“

تب بادشاہ اپنی وفادار رعایا کے ساتھ، اپنے چھیدے ہوئے ہاتھوں میں عالم گیر حکومت کا عصا تھامنے کے لئے شہر میں داخل ہوتا ہے۔

الیف۔ بی۔ مائر کہتا ہے:

> اِس زبور کی اُس وقت تکمیل ہوتی ہے جب یسوع ہمارے دلوں میں ہمارے بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوتا ہے اور اِس کی حتمی تکمیل اُس وقت ہو گی جب زمین اور اِس پر رہنے والے لوگ اُسے خداوند کی حیثیت سے خوش آمدید کہیں گے۔

زبور ۲۵: خداوند کا راز

اِس زبور کے مضمون میں یکسانیت کو تلاش کرنا مشکل ہے، اِس کے بجائے یہ زبور دعاؤں اور گیان دھیان کا ایک گلدستہ دکھائی دیتا ہے۔

۲۵: ۱-۳ سب سے پہلے تحفظ کی دعا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ داؤد کے دشمن کبھی بھی اُس سے دُور نہیں ہیں۔ یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ صرف اور صرف خداوند پر بھروسا رکھ سکتا ہے، وہ مدد کے لئے اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ڈاؤد کی دوہری درخواست یہ ہے کہ یہوواہ پر توکل کرنے سے وہ کبھی مایوس نہیں ہو گا اور کہ اُس کے دشمنوں کو اُس پر شادیانہ بجانے کا موقع نہیں ملے گا کہ خدا نے اپنے فرزند کو ناکام ہونے دیا۔ یہ اُس کی اُن سب کے لئے دعا ہے جو خداوند پر بھروسا رکھتے ہیں۔ جو لوگ ارادتاً جھوٹ بولتے اور بے وفائی کرتے ہیں، اُن کے لئے اُس کی دعا ہے کہ وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوں۔

۲۵: ۴، ۵ اگلے حصے میں زبور نویس شاگرد کی حیثیت پیش کرتا ہے۔ وہ خداوند کی راہوں

کو جاننا چاہتا ہے، اُس کے راستوں پر چلنا چاہتا ہے اور اُس کی سچائی میں نشو و نما پانا چاہتا ہے۔ کیوں؟ اِس لئے کہ وہ خدا کو پیار کرتا ہے جس نے اُسے نجات دی ہے۔ وہ توقع کرتا ہے کہ خدا اُس کے لئے سب کچھ کرے گا۔

۲۵: ۶، ۷ اب داؤد ایک گناہ گار کی حیثیت سے معافی مانگنے کے لئے سامنے آتا ہے۔ وہ خداوند کو اُس کی رحمتیں اور شفقتیں یاد دلاتا ہے اور التجا کرتا ہے کہ وہ یاد کرے کہ اُس نے ماضی میں ایسے فضل کا اظہار کیا۔ بے شک ایسی درخواستیں خدا کے فضل کے ادھورے ادراک کا تصور پیش کرتی ہیں، لیکن ہمیں ضرور یاد رکھنا چاہئے کہ داؤد عکس اور سایہ کے دَور میں رہتا تھا جب کہ ہم خوش خبری کے دَور کی پوری روشنی سے لطف اندوز ہوتے ہیں --- داؤد کی جوانی کے گناہ اُسے پریشان کر رہے تھے۔ اکثر لوگوں کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے۔ زبور نویس بڑی عاجزی سے خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُن گناہوں کو بھول جائے اور اُسے اپنی شفقت اور نیکی کی خاطر یاد رکھے۔ یہ جان کر ہمیں کس قدر سکون ملتا ہے کہ ہمارے گناہ لہو سے ڈھانپے گئے ہیں اور وہ اِس قدر دُور پھینک دیئے گئے ہیں جیسے مشرق سے مغرب دُور ہے۔ وہ خدا کے بھول جانے کے سمندر میں دفن ہو چکے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معاف ہو چکے ہیں۔

۲۵: ۸—۱۰ داؤد اب دعا سے گیان دھیان کی طرف آتا ہے۔ جب وہ یہوواہ کی تعلیمی خدمت کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ اُس کی تعریف و توصیف میں کھو جاتا ہے۔ چونکہ خداوند نیک اور راست ہے اِس لئے وہ گناہ گاروں کو سچائی، انصاف اور نجات کی تعلیم دیتا ہے۔ سب سے اہم خوبی جو ہمیں اُس سے سیکھنے کی ضرورت ہے وہ ہے حلم و انکساری۔ ہمیں اِس قدر انکساری کا اظہار کرنا چاہئے کہ ہم اپنی جہالت کو تسلیم کرتے ہوئے مزید تربیت کی ضرورت محسوس کریں۔ اگر ہم تربیت پذیر ہیں تو ہم بہت جلدی سیکھ جائیں گے کہ کیا دُرست ہے، یعنی خداوند کی کیا مرضی ہے۔ جو خداوند کے کلام کی فرماں برداری کرتے ہیں وہ اِس حقیقت سے واقف ہیں کہ زندگی خدا کی پائیدار محبت اور وفاداری سے بھری پڑی ہے۔

۲۵: ۱۱ داؤد اب دوبارہ معافی کے لئے مختصراً دعا کرتا ہے۔ وہ اپنے جرم کا پورے طور پر

قائل ہے اِس لئے اُس کی التجا اِس حقیقت پر مبنی ہے: ''اپنے نام کی خاطر'' ہمارا نام ہماری نمائندگی کرتا ہے، لہٰذا زبور نویس یہاں یہ کہنا چاہتا ہے: ''اپنے کردار کی خاطر، خاص طور پر اپنے رحم اور فضل کی خاطر'' معافی صرف اور صرف خدا کے پُرشفقت کردار پر مبنی ہے۔ یہاں داؤد کی کسی اپنی خوبی کا ذکر تک نہیں ہے۔

۲۵:۱۲، ۱۳ ایک بار پھر وہ اپنی دعا کو روک کر اپنے آپ سے روحانی باتیں کرتا ہے۔ جو شخص خداوند سے ڈرتا ہے وہ خدا کی نعمتوں سے بہت زیادہ لطف اندوز ہوتا ہے۔ اِس قسم کا شخص واضح اور بے خطا راہنمائی، شخصی ترقی، خاندانی تحفظ اور اِلٰہی رفاقت سے مستفید ہو گا۔

۲۵:۱۴ بلاشبہ یہ اِس زبور کی سنہلی آیت ہے:

''خداوند کے راز کو وہی جانتے ہیں جو اُس سے ڈرتے ہیں
اور وہ اپنا عہد اُن کو بتائے گا۔''

دانی ایل پر غیر قوموں کی عجیب و غریب رویتوں کا مکاشفہ ہوا، جن پر بالآخر ہمارے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی حتمی بادشاہت سبقت لے جائے گی۔ یوحنا کو جس نے یسوع کی چھاتی کا سہارا لیا، پتمس کی جلالی رویا دی گئی۔

۲۵:۱۵ داؤد اپنے آپ کو اِس خدا ترس گروہ میں شامل کرتا ہے۔ اُمید اور توقع رکھتے ہوئے اُس کی آنکھیں مسلسل آسمان کی طرف لگی رہتی ہیں اور وہ پُراعتماد ہے کہ جن حالیہ مصیبتوں اور پریشانیوں کے جال میں وہ پھنسا ہوا ہے خداوند اُسے اُن سے چھڑائے گا۔

۲۵:۱۶-۲۱ جال کے ذکر سے داؤد کے روحانی استغراق میں خلل واقع ہو جاتا ہے اور وہ اپنی موجودہ بُری حالت کے بارے میں دعا کرتا ہے۔ وہ بے کس اور مصیبت زدہ ہے۔ اُس کے دل کے دُکھ بہت بڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ رحم سے اُس کی طرف رجوع کرے اور اُسے دل کے بوجھ سے رہائی دے، اُس کی ساری مصیبتوں پر نگاہ کرے اور اُس کے تمام گناہوں کو معاف کرے۔ داؤد خداوند سے یہ بھی التجا کرتا ہے کہ وہ اُسے اُس کے دشمنوں اور اُن کی سخت نفرت سے محفوظ رکھے اور یوں

یہوواہ پر اُس کا بھروسا درست ثابت ہو جائے۔ جب وہ یہ دعا کرتا ہے ''دیانت داری اور راست بازی مجھے سلامت رکھیں'' تو وہ اپنی دیانت داری کی بات نہیں کر رہا بلکہ خدا کی دیانت داری کی۔ وہ خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُس پر بھروسا رکھنے والے کو رہائی دلا کر اپنی راست بازی ظاہر کرے۔

۲۵:۲۲ آخری آیت میں داؤد اسرائیل کے ساتھ مل کر قوم کی مخلصی کے لئے دعا کرتا ہے۔ لگتا ہے کہ ایسا زبور آنے والی مصیبت کے ایام میں دین دار یہودی بقیہ کی زبان بن جائے گا۔

زبور ۲۶: جدائی کا زبور

زبور ۲۶ کو پڑھتے ہوئے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسی زندگی کا حقیقی بیان ہے جو دُنیا سے علیحدہ ہو کر خدا کے لئے مخصوص ہو چکی ہے۔ اِس زبور کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ داؤد پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے بے دین لوگوں سے بھائی چارہ قائم کیا اور اِس بنا پر وہ یہوواہ سے مخلص نہیں ہے۔ یہاں وہ اپنے دفاع کے لئے جواب دیتا ہے۔ یہاں وہ اپنی بے گناہی کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اُن خصوصی الزامات کے لئے جو اُس پر لگائے گئے، صفائی پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ مجرم نہیں ہے۔

۲۶:۱-۳ وہ اپنا مقدمہ خداوند کے حضور پیش کر کے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُسے راست باز ٹھہرائے۔ اپنے الزام لگانے والوں کے متضاد، داؤد فی الحقیقت اخلاقی دیانت داری سے چلتا ہے۔ وہ مسلسل خداوند پر بھروسا رکھتے ہوئے چلتا رہا۔ دھات صاف کرنے کی زبان استعمال کرتے ہوئے وہ اپنے آپ کو خدا کے حوالے کرتا ہے کہ وہ اُسے پرکھ لے کہ آیا کھرا اور مخلص ہے اور اُسے بھٹی میں ڈال کر دیکھ لے کہ کہیں اُس میں میل تو نہیں ہے۔ جہاں تک اُس کے دل (جذبات) اور دماغ (مقاصد) کا تعلق ہے وہ پُر اعتماد تھا کہ اُسے راست قرار دیا جائے گا کیونکہ خداوند کی شفقت ہمیشہ اُس کے سامنے تھی اور وہ خدا کے کلام کے مطابق وفاداری کی راہوں پر چلتا رہا۔

۲۶:۴، ۵ بے ہودہ لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا مطلب ہے اُن کی رفاقت کو پسند کرنا۔ داؤد

نے ایسا بالکل نہیں کیا تھا۔ ریاکاروں کے ساتھ جانے کا مطلب ہے دھوکا بازوں اور مکاروں کے کام میں رضا کارانہ طور پر شریک ہونا۔ داؤد اِس کا بھی مرتکب نہیں ہوا تھا۔ اِس کے برعکس وہ جرائم پسند لوگوں کی رفاقت سے متنفر تھا اور اُس نے بدکرداروں کے ساتھ دوستی سے گریز کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

۲۶: ۶-۸ وہ نہ صرف بدکاروں سے علیٰحدہ ہے بلکہ اُن سے علیٰحدہ ہو کر وہ خدا کی طرف رجوع ہوا۔ خداوند کے مذبح تک پہنچنے سے قبل داؤد کو اپنے آپ کو پرکھ کر تسلی ہوئی کہ اُس کے ہاتھ گناہ اور ناپاکی سے صاف ہیں۔ ایک پاک صاف عبادت گزار کی حیثیت سے داؤد نے دل سے شکرگزاری کی اور یہوواہ کے عجیب کاموں کا بیان کیا۔ اُس کے لئے عبادت ایک بے کیف رسم نہیں تھی کہ اُسے صبر سے برداشت کیا جائے بلکہ وہ فی الحقیقت خداوند کے گھر کو عزیز رکھتا تھا جہاں جلالی بادل خدا کی جلالی حضوری کی علامت تھا۔

۲۶: ۹-۱۱ چونکہ داؤد نے اِس دُنیا میں شریروں کے گروہ سے اتحاد کرنے سے انکار کر دیا تھا، اِس لئے اب وہ دعا کرتا ہے کہ وہ آئندہ دُنیا میں اُن کے انجام سے بچ جائے۔ وہ اِس دُنیا میں گناہ گاروں، قاتلوں اور رشوت خوروں کے کاموں سے گریز کرتا رہا، اِس لئے اب وہ التجا کرتا ہے کہ وہ موت میں اُن کی رفاقت سے بچ جائے۔ چونکہ اُس نے راست بازی کی زندگی گزاری تھی، اِس لئے اب وہ دعا کرتا ہے کہ اُسے شریروں کے انجام سے بچایا جائے اور اُس کے ساتھ خدا کے فضل کے مطابق سلوک کیا جائے۔

۲۶: ۱۲ اپنی بے داغ زندگی کی ہموار زمین پر کھڑے ہو کر داؤد اب جماعت میں خداوند کو مبارک کہتا ہے۔

ہمیں نوٹ کرنا چاہئے کہ علیٰحدگی کا ایک ایسا پہلو ہے جو اِس زبور میں بیان نہیں کیا گیا۔ جہاں تک گناہ گاروں کی بدی کا تعلق ہے، ہمیں اُن میں شمولیت کرنے سے علیٰحدہ رہنا چاہئے، لیکن جہاں تک اُنہیں مسیح کے بارے میں بتانے کی ضرورت ہے ہمیں اُن سے علیٰحدہ نہیں رہنا چاہئے۔ خداوند یسوع مسیح خود گناہ گاروں کا دوست تھا۔ وہ نہ صرف اُنہیں قبول کرتا تھا بلکہ اُن کے ساتھ کھاتا پیتا تھا۔ لیکن اُس نے کبھی بھی اُن کے ساتھ

سمجھوتا نہ کیا بلکہ اُنہیں اُن کے گناہ اور معافی کی ضرورت کے بارے میں بتایا۔ بشپ رائل نے یسوع کے شمعون کے گھر میں جانے کے بارے میں لکھا:

> اُس نے اپنے باپ کے کام کو فریسی کی میز پر بھی جاری رکھا۔ اُس نے فریسی کو اُس کے گناہ کے بارے میں بتایا۔ اُس نے فریسی کو گناہوں کی مفت معافی کی ماہیت کے بارے میں بتایا۔ اُس نے ایمان کی نجات بخش ماہیت کی وضاحت کی۔ جو مسیحی غیرنجات یافتہ لوگوں سے تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں وہ ضرور ہمارے خداوند کی روح میں اُن کے گھروں میں جائیں اور اگر اُن کی گفتگو اور رویہ اُس جیسا ہو تو بے شک اِس عمل کو جاری رکھیں۔ لیکن کیا اُن کی گفتگو اور رویہ واقعی اُن کے غیرنجات یافتہ دوستوں کی میز پر ایسا ہوتا ہے جیسا مسیح کا رویہ شمعون کی میز پر تھا؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ہم سب کو غور وخوض کرنا چاہئے۔

زبور ۲۷: مسیح کی گرفتاری اور پیشی

یہ خوب صورت زبور اَور دلکش ہو جاتا ہے جب ہم اِس میں مسیح کے کلوری سے پہلے کے چند گھنٹوں کے خیالات کا اظہار دیکھتے ہیں۔

۲۷:۱ مثلاً جب سردار کاہن، ہیکل کے سردار اور بزرگ گتسمنی میں مسیح کو پکڑنے کے لئے آئے تو اُس نے اُنہیں کہا، ”یہ تمہاری گھڑی اور تاریکی کا اختیار ہے“ (لوقا ۲۲: ۵۳)۔ لیکن عین ممکن ہے کہ اِسی لمحہ وہ اپنے آپ کو اِس خیال سے تسلی دے رہا ہو:

”خداوند میری روشنی اور میری نجات ہے۔ مجھے کس کی دہشت؟
خداوند میری زندگی کا پشتہ ہے، مجھے کس کی ہیبت؟“

تاریکی کے اِن لمحات میں خداوند اُس کی روشنی تھا۔ خدا اُس کی نجات تھا یعنی دنیوی دشمنوں سے چھڑانے والا۔ خداوند اُس کی زندگی کا پشتہ (کسی چیز کو مضبوط بنانے کے لئے مٹی کا ڈھیر، بند) تھا اور طوفان کے وقت اُس کی پناہ گاہ۔ ایسے تحفظ کے پیش نظر

اُسے کسی سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

۲۷:۲ جب لوگ خداوند یسوع مسیح کو پکڑنے کے لئے آئے تو اُس نے اُن سے کہا ’’کسے ڈھونڈتے ہو؟‘‘ اُنہوں نے اُسے جواب دیا ’’یسوع ناصری کو۔‘‘ اُس کے یہ کہتے ہی کہ ’’مَیں ہی ہوں‘‘ وہ پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے، (یوحنا ۱۸: ۶)۔ ممکن ہے کہ اِس لمحہ یسوع اِن الفاظ پر سوچ رہا ہو:

’’جب شریر یعنی میرے مخالف اور میرے دشمن
میرا گوشت کھانے کو مجھ پر چڑھ آئے تو وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑے۔‘‘

وہ اُس پر شکاری پرندوں کی طرح جھپٹ پڑے، لیکن اُس کی الوہیت کا جلال اُس کی انسانیت کے لبادے میں سے چمکا اور اُس کو پکڑنے والے زمین پر گر پڑے۔

۲۷:۳ یوحنا ہمیں بتاتا ہے کہ جو گروہ یسوع کو گتسمنی میں پکڑنے کے لئے آیا، وہ سپاہیوں کی پلٹن، سردار کاہنوں اور فریسیوں کے پیادوں پر مشتمل تھا۔ وہ مشعلوں، چراغوں اور ہتھیاروں کے ساتھ وہاں آئے۔ جب وہ اُنہیں اپنی طرف آتے دیکھ رہا تھا، تو بڑے سکون سے یہ کہہ سکتا تھا:

’’خواہ میرے خلاف لشکر خیمہ زن ہو، میرا دل نہیں ڈرے گا۔
خواہ میرے مقابلہ میں جنگ برپا ہو، تو بھی مَیں خاطر جمع رہوں گا۔‘‘

۲۷:۴ بے چارے پطرس نے اپنے آقا کے دفاع میں سردار کاہن کے نوکر کا کان اڑا دیا، لیکن یسوع نے اُسے جواب دیا، ’’جو پیالہ باپ نے مجھ کو دیا کیا مَیں اُسے نہ پیوں؟‘‘ اُس کی واحد خواہش یہ تھی کہ اپنے باپ کے ساتھ رہے اور چونکہ جلال کا راستہ پہلے کلوری کی طرف جاتا تھا، وہ اِس دُکھ اور ندامت کو برداشت کرنے کے لئے تیار تھا۔ اُس کے یہ الفاظ تھے:

’’مَیں نے خداوند سے ایک درخواست کی ہے۔ مَیں اِسی کا طالب رہوں گا
کہ مَیں عمر بھر خداوند کے گھر میں رہوں
تاکہ خداوند کے جمال کو دیکھوں اور اُس کی ہیکل میں استفسار کیا کروں۔‘‘

وہ جانتا ہے کہ اُس کی کیا ضرورت ہے اور وہ اِسے حاصل کرنے کے لئے مصمم ارادہ کر لیتا ہے۔ اُس کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

۲۷:۵ تب سپاہیوں اور اُن کے صوبہ دار اور یہودیوں کے پیادوں نے یسوع کو پکڑ کر باندھ لیا (یوحنا ۱۸:۱۲)۔ دیکھنے والوں کو تو یہی محسوس ہوا ہو گا کہ خداوند یسوع مسیح کا مشن فیل ہو گیا ہے، لیکن عین اِسی لمحے شاید وہ یہ کہہ رہا ہو:

"کیونکہ مصیبت کے دن وہ مجھے اپنے شامیانہ میں پوشیدہ رکھے گا۔
وہ مجھے اپنے خیمے کے پردہ میں چھپا لے گا۔
وہ مجھے چٹان پر چڑھائے گا۔"

وہ اُس تحفظ پر تکیہ کئے ہوئے تھا جس کا وعدہ خدا نے اُن لوگوں سے کیا ہے جو اُس سے محبت رکھتے ہیں۔

۲۷:۶ سپاہی مسیح کو سردار کاہن کائفا کے پاس لے گئے (متی ۲۶: ۵۷)۔ یہ وہی کائفا تھا جس نے یہودیوں کو صلاح دی تھی کہ اُمت کے واسطے ایک آدمی کا مرنا بہتر ہے (یوحنا ۱۸: ۱۴)۔ گو مسیح کے دشمنوں نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ اُسے آسمان اور زمین کے درمیان صلیب پر چڑھایا جائے لیکن ہمارا خداوند بذاتِ خود ایک اَور طرح کے اوپر چڑھائے جانے کی پیش بینی کر رہا تھا۔

"اب مَیں اپنے چاروں طرف کے دشمنوں پر سرفراز کیا جاؤں گا۔
مَیں اُس کے خیمہ میں خوشی کی قربانیاں گزرانوں گا۔
مَیں گاؤں گا۔ مَیں خداوند کی مدح سرائی کروں گا۔"

اُس شخص کے لئے یہ کیسی عجیب و غریب اُمید ہے جس کو مار دینے کے لئے مقدمہ بنایا گیا اور جو خود بھی جانتا تھا کہ اِس کا نتیجہ سزائے موت ہو گا۔ لیکن اِس کے باوجود وہ متوقع جلال کے لئے خوش ہو رہا تھا۔ کیا اُس نے کائفا سے یہ نہ کہا تھا: "اِس کے بعد تم ابن آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے" (متی ۲۶:۶۴)؟

۲۷:۷، ۸ اِس پر سردار کاہن غصہ سے پھٹ پڑا اور اُس نے کُفر کا فتویٰ لگا دیا۔ اُس

نے حاضرین سے مطالبہ کیا ”تمہاری کیا رائے ہے؟“ اُنہوں نے جواب دیا ”وہ قتل کے لائق ہے۔“ یہاں ہم نجات دہندہ کو خاموشی میں دعا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں:

”اے خداوند! میری آواز سن۔ مَیں پکارتا ہوں۔
مجھ پر رحم کر اور مجھے جواب دے۔
جب تُو نے فرمایا کہ میرے دیدار کے طالب ہو تو میرے دل نے تجھ سے
کہا اے خداوند مَیں تیرے دیدار کا طالب رہوں گا۔“

۲۷: ۹ اِس وقت شاگرد یسوع کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے (متی ۲۶: ۵۶)۔ لیکن خداوند نے ماضی میں اُس کی مدد کی اور اب اُس نے التجا کی کہ خدا اُسے اِس بحرانی وقت میں نہ چھوڑے:

”مجھ سے رُوپوش نہ ہو۔ اپنے بندہ کو قہر سے نہ نکال۔
تُو میرا مددگار رہا ہے۔
نہ مجھے ترک کر نہ مجھے چھوڑ اے میرے نجات دینے والے خدا!“

۲۷: ۱۰ جہاں تک ہمارا علم ہے، داؤد کے والدین نے اُسے کبھی نہ چھوڑا اور نہ ہی ہمارے خداوند یسوع مسیح کے دنیوی والدین نے اُسے چھوڑا۔ جے۔ این۔ ڈاربی غالباً بہتر طور پر اِس آیت کا یوں ترجمہ کرتا ہے:

”کیونکہ اگر میرا باپ اور ماں مجھے چھوڑ دیتے تو یہوواہ مجھے سنبھال لیتا۔“

۲۷: ۱۱، ۱۲ مسیح یسوع کی مذہبی پیشی پر سردار کاہن اور صدر عدالت کے ارکان اُسے سزائے موت دینے کی کوشش میں اُس کے خلاف جھوٹی گواہیاں ڈھونڈنے لگے۔ لیکن اُنہیں ایسی کوئی گواہی نہ ملی جس سے وہ یسوع کو کسی طرح کا نقصان پہنچا سکتے۔ بالآخر اُن گواہوں نے اُس پر یہ الزام لگایا: ”مَیں خدا کے مَقدِس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اُسے بنا سکتا ہوں“ (متی ۲۶: ۵۹-۶۱)۔ لیکن یسوع نے فی الحقیقت اپنے جسم کے مقدس کے بارے میں کہا تھا: ”اِس مقدس کو ڈھا دو تو مَیں اُسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا“ (یوحنا ۲: ۱۹، ۲۱)۔ چونکہ سارا مقدمہ جھوٹ پر مبنی تھا، اِس لئے اِس گواہی کو بھی

۲۹: ۳، ۴ الفاظ "خداوند کی آواز" سات بار استعمال ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ اِس کا عمومی طور پہ طوفان پر اور خصوصی طور پر گرج پر اطلاق ہوا ہے۔

یہ طوفان بحیرۂ روم سے لبنان کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بادل کئی سمندروں پر گرج رہے ہیں اور اُن کی آواز دھاڑتی ہوئی توپوں کی مانند ہے۔ اِس آواز میں بہت زیادہ قدرت اور حشمت ہے۔

۲۹: ۵-۶ اب لبنان کے پہاڑوں پر حملہ ہو رہا ہے۔ بجلی کے حملہ سے لبنان کے دیودار ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔ آندھی اچانک بڑی شدت سے جنگل میں سے گزر رہی ہے اور درخت اِس تناسب سے جھول رہے ہیں۔ اِس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ لبنانی پہاڑی سلسلہ بچھڑے کی مانند اور کوہِ سریون (حرمون) جوان جنگلی بچھڑے کی مانند کودتا ہے۔

۲۹: ۷، ۸ بجلی جنوب کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ قادس کا بیابان، قدرت کے شدید حملہ سے ہل رہا ہے۔

۲۹: ۹ جونہی داؤد نے دیکھا کہ جنوب میں طوفان ختم ہو گیا ہے، وہ اپنی تعریف کا تین مشاہدات میں خلاصہ بیان کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ یہ کہتا ہے کہ خداوند کی آواز سے ہرنیوں کے حمل گر جاتے ہیں۔ یہ ایک سائنسی حقیقت ہے کہ موسم میں خلل کا براہِ راست ان جانوروں پر اثر ہوتا ہے جو بچے دینے کے قریب ہوتے ہیں۔

زبور نویس دیکھتا ہے کہ جنگل اپنے پتوں سے محروم ہو گیا۔ آناً فاناً درخت اپنے حُسن سے محروم ہو کر ٹنڈ ہو گئے ہیں۔

اِس کے بعد اسرائیل کا شیریں نغمہ سنج ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہیکل میں ہر ایک شخص "جلال ہی جلال" پکارتا ہے۔ یہاں "اُس کی ہیکل" سے مراد جہانِ قدرت ہے، خاص طور پر وہ علاقہ جہاں طوفان سے ہلچل مچی ہے۔ بجلی کی چکا چوند، بادل کی گرج، آندھی کی شدید رفتار، جنگل، بیابان، سب خدا کی قدرت، جلال اور حشمت کو بیان کرتے ہیں۔

۲۹: ۱۰، ۱۱ طوفان ختم ہو چکا ہے، لیکن خداوند ابھی تک موجود ہے۔ اُس کا تخت زمین کی شدید ہلچل اور طوفان کے باوجود قائم رہا ہے۔ کائنات میں طوفان سے اُس کی مطلق العنان

حیثیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زندگی کے تمام بحرانوں میں وہ اپنے لوگوں کو قوت اور سلامتی بخشتا ہے۔

بائبل کے بعض ایک علما کا اعتقاد ہے کہ یہ زبور اُس فوجی طوفان کو پیش کرتا ہے جو آخری ایام کی بڑی مصیبت کے دوران شمال سے اُٹھے گا اور اسرائیل کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا (آیات ۳-۹)۔ مصیبت کے اِن ایام کے بعد خداوند زمین پر بادشاہ کی حیثیت سے حکومت کرے گا اور دُنیا میں اپنے لوگوں کو زور اور سلامتی عطا کرے گا (آیات ۱۰، ۱۱)۔ اِس خیال پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ڈبلیو۔ ای۔ وائن اِس زبور کو مسیح کی آمد ثانی کے تناظر میں دیکھتا ہے جب وہ پہلے ہرمجدون کے مقام پر ظاہر ہو گا (مکاشفہ ۱۶:۱۶)، اور اس کے بعد قادس کے بیابان کے مرکز بصراہ کی طرف چلے گا (یسعیاہ ۱:۶۳)۔ اِس نقطہ نگاہ کے مطابق زیرِ غور زبور وہ وقت بیان کرتا ہے جب اسرائیل قوم پر حملہ آور قوموں کو کلی طور پر شکست دی جائے گی۔

لیکن دورِ حاضر اور ہر روز کے لئے اِس کا عملی اطلاق بھی موجود ہے۔ خدا کی آواز زندگی کے طوفانوں اور دھوپ میں بھی سنائی دیتی ہے۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کرتا ہے۔ کوئی چیز بھی اُس کے اختیار سے باہر نہیں ہے۔ وہ جو اُسے جانتے اور اُس سے محبت رکھتے ہیں، وہ سب حالات سے اُن کے لئے بھلائی پیدا کرتا ہے۔ آئرن سائڈ لکھتا ہے:

> یہ اُس روح کی خوبصورت تصویر ہے جو مشکلات اور پریشانیوں کے تجربہ سے گزری ہے اور جس نے سیکھا ہے کہ خدا سارے حالات پر حاوی ہے اور وہ بچانے میں قادر ہے۔ چنانچہ دل اُس میں سکون و اطمینان پاتا ہے۔

زبور ۳۰: شفا کا گیت

ہم میں سے اکثر لوگوں نے کبھی نہ کبھی کسی شدید بیماری سے صحت یابی کا مزہ حاصل کیا ہے۔ ہم بڑی آسانی سے جدید طب پر انحصار کرتے ہوئے، اُس خدا کی شکرگزاری میں گیت گانا بھول جاتے ہیں، جو ہماری ساری شفایابی کے عمل کا ذمہ دار ہے۔

لیکن داؤد نہیں بھولا۔ ممکن ہے کہ جب وہ اپنا مکان (جس عبرانی لفظ کا ترجمہ ”ہیکل“ ہوا ہے اُس کا لفظی ترجمہ ”مکان“ ہے) مخصوص کرنے کو تھا تو اُس وقت اسے شدید بیماری سے شفا مل گئی ہو۔ بہرکیف یہ مخصوصیت یہوواہ اپنے شافی کے لئے

شکرگزاری کا موقع تھا۔

۳۰: ۱-۴ سب سے پہلے اِس زبور سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ صحت یابی کے لئے خداوند کی شکرگزاری کریں۔ داؤد بہت پژمردہ ہو گیا تھا۔ اُس کے بچنے کی اُمید بہت کم تھی۔ اُس کے دشمن خوش ہو رہے تھے کہ وہ بہت جلد مر جائے گا۔ تب اُس نے اپنی مصیبت میں خداوند سے فریاد کی اور خداوند نے اُسے موت کے دہانہ سے واپس کر کے اُس کی فریاد کا جواب دیا۔ وہ پاتال میں جانے سے بمشکل بچا اور قبر میں اترتے اُترتے بچ گیا۔

زبور ۳۰ میں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ ہم نہ صرف خدا کا شکر کریں بلکہ مقدسوں کو بھی اپنی خوشی میں شریک کریں اور اُنہیں دعوت دیں کہ وہ ہمارے ساتھ مل کر اُس کی حمد اور شکرگزاری کریں۔ ہم اکیلے گیت نہ گائیں بلکہ کوائر بن جائیں۔ اسرائیل کا شیریں نغمہ پرواز خدا کے سب لوگوں کو بلاتا ہے کہ وہ خدا کی ستائش کریں اور اُس کے مقدس نام کی شکرگزاری کریں۔

۳۰: ۵ تب وہ دو غیر معمولی اور خوبصورت موازنوں میں اِس شکرگزاری کی وجہ بیان کرتا ہے۔ اِن خوبصورت آیات کو ملاحظہ فرمائیے:

> ”اُس کا قہر دَم بھر کا ہے۔ اُس کا کرم عمر بھر کا۔
> رات کو شاید رونا پڑے، پر صبح کو خوشی کی نوبت آتی ہے۔“

اس موقع پر مَیں آپ کو ایک شخصی واقعہ بتاتا ہوں۔ ایک دفعہ ہمارے خاندان کو بہت بڑے صدمے سے دوچار ہونا پڑا۔ بہت سے دوستوں نے اظہار افسوس کیا، لیکن ہمارے غم کی شدت میں کسی طرح سے کمی نہ آئی۔ وہ بہت اچھی نیت سے باتیں کرتے تھے، لیکن اُن کی یہ باتیں ناکافی تھیں۔ تب ڈاکٹر ایچ۔ اے۔ آئرن سائڈ نے ایک مختصر سا خط لکھا جس میں اُنہوں نے زبور ۳۰: ۵ کا اقتباس بھی درج کیا:

> ”رات کو شاید رونا پڑے، پر صبح کو خوشی کی نوبت آتی ہے۔“

یہ آیت ہمارے لئے ایک حقیقت بن گئی۔ غم کا طوفان تھم گیا۔

اِس کے بعد مَیں نے کئی دوسرے ایمانداروں کی جو غم سے دوچار تھے، اِس آیت

سے مدد کی اور اِس آیت نے ہمیشہ اُنہیں خداوند کا شکر کرنے کی طرف مائل کیا۔

۳۰: ۶، ۷ ہمیں اِس زبور سے دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ ہم مادی خوش حالی پر نہیں بلکہ خدا پر تکیہ کریں۔ اِس بیماری سے قبل داؤد خوش حال تھا اور اُس کا اپنے آپ پر بھروسا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ مشکلات اور پریشانیوں سے محفوظ اور ایک بڑے پہاڑ کی طرح ناقابلِ جنبش ہے۔ اُسے ہر ممکنہ تحفظ حاصل تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اُسے کسی چیز کا خوف نہیں ہے۔

اِس کے بعد کچھ وقوع پذیر ہوا۔ گویا کہ راتوں رات خداوند نے اپنا چہرہ چھپا لیا۔ ایسا لگتا تھا کہ خدا ناراض ہے اور اُس نے اپنی حمایت روک لی ہے۔ زندگی محض ایک ڈراؤنا خواب بن گئی۔

۳۰: ۸-۱۰ لیکن اِس ڈراؤنے خواب نے داؤد کی زندگی میں اچانک ایک تبدیلی پیدا کی۔ اُس کی خوش حالی میں اُس کی دعائیں بے اثر تھیں اور اُن کا کہیں بھی کوئی شمار نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اب بیماری کی حالت میں اُس نے خلوصِ دلی سے دعا کی۔ اُس نے خدا کے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ اگر وہ مر گیا تو خدا کو اِس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ زبور نویس کی بے جان ہڈیاں اُس کی ستائش نہیں کر سکیں گی، اور نہ اُس کی خاک ہی خدا کی وفاداری کو بیان کر سکے گی۔

> ''جب مَیں گور میں جاؤں تو میری موت سے کیا فائدہ؟
> کیا خاک تیری ستائش کرے گی؟ کیا وہ تیری سچائی کو بیان کرے گی؟''

شاید ہمیں یہ دلیل زور دار معلوم نہ ہو۔ درحقیقت اِعتقادی نقطۂ نگاہ سے اِس میں بہت زیادہ کمی نظر آتی ہے۔ لیکن ہم محتاط رہیں کہ عہدِعتیق کے مقدسین کے ساتھ ہمارا رویہ سخت نہ ہو۔ کئی لحاظ سے اُنہیں آئینہ میں سے دھندلا دکھائی دیتا تھا۔ اِس زبور میں ہمارے سامنے دو مثالیں ہیں۔

آیت ۵ میں داؤد کا یہ خیال تھا کہ اُس کی بیماری خدا کے غصہ کی علامت ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تنبیہ اُس کے غصہ کی نہیں بلکہ اُس کی محبت کی علامت ہوتی ہے

(عبرانیوں ۱۲:۶)۔ لیکن ہم بھی اکثر اِس غلط سوچ کے مرتکب ہو جاتے ہیں کہ مصیبتیں اُس کی ناراضی کی علامت ہیں۔

تب آیت ۹ میں داوٗد کہتا ہے کہ گویا موت سے ایماندار کی طرف سے ہر طرح کی ستائش ختم ہو جاتی ہے۔ جہاں تک اِس دُنیا میں ستائش اور گواہی کا تعلق ہے، وہ حق بجانب ہے۔ لیکن ہم نئے عہدنامہ کی تعلیم سے جانتے ہیں کہ موت کے وقت جب ایماندار کا بدن قبر میں اتارا جاتا ہے تب اُس کی روح مسیح کے پاس جا چکی ہوتی ہے (۲۔کرنتھیوں ۵:۸؛ فلپیوں ۱:۲۳)۔ ایماندار خداوند کی حضوری میں باہوش و حواس موجود ہوتا ہے اور اِس طرح اُس کی پرستش کرتا ہے جس طرح اُس نے زمین پر کبھی نہ کی تھی۔ عہد عتیق کے مقدسین کو اِس کا علم نہیں تھا۔ مسیح نے زندگی اور بقا کو اپنی خوش خبری کے وسیلہ سے روشن کر دیا (۲۔تیم ۱:۱۰)۔

اِس کے باوجود حیرت انگیز بات یہ ہے کہ عہدعتیق کے اکثر مقدسین کئی لحاظ سے ایمان، دعا، جانفشانی اور عقیدت میں ہم سے آگے نکل گئے۔

۳۰:۱۱ ہم داوٗد کی طرف واپس آتے ہیں۔ آیات ۹ اور ۱۰ ہمیں وہ دعا پیش کرتی ہیں جو اُس نے کی جب وہ شدید بیماری کے دُکھ میں مبتلا تھا۔ اِس کے بعد آیات ۱۰ اور ۱۱ کے درمیان دعا کا جواب آتا ہے۔ خداوند نے اُسے شفا دے دی۔ آخری دو آیات میں وہ اپنی صحت یابی پر خوشی مناتا ہے۔ داوٗد کے لئے یہ ایسے تھا جیسے کہ جنازہ کے ماتم اور شادی کی خوشی کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ اُس نے ایک اَور تشبیہ استعمال کی۔ یہ ایسے تھا جیسے اُس نے نئے کپڑے پہن لئے ہوں۔ خدا نے اُس کا ٹاٹ اتار کر اُسے خوشی سے ملبس کر دیا تھا۔

۳۰:۱۲ داوٗد کی شفا کا ایک یہ نتیجہ تھا کہ وہ قبر میں خاموش پڑے رہنے کے بجائے اب زندگی میں خدا کی مدح سرائی کر سکتا تھا۔ اب وہ ہمیشہ اُس کا شکر کرنا چاہتا تھا۔ درحقیقت وہ یہ کہہ رہا ہے ”خداوند نے جو کچھ میرے لئے کیا ہے، مَیں کبھی نہیں بھول سکتا اور مَیں کبھی اُس کی شکرگزاری کرنا بند نہیں کروں گا۔“

مَیں نہیں جانتا کہ اِس زبور کا آپ پر کیا اثر ہوگا، لیکن اِس سے میرا سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ مَیں اُن تمام اوقات کے بارے میں سوچتا ہوں جب مَیں نے بیمار ہوکر پریشانی کی حالت میں دعائیں کیں کہ خداوند فوری طور پر جواب دے اور خداوند نے اپنے فضل سے اُن کا جواب دیا۔ لیکن اس کے بعد مَیں شکرگزاری کی قربانی کے لئے اُس کے پاس حاضر نہ ہوا۔ مَیں نے شفا کو معمولی بات سمجھ لیا۔ مَیں نے شکرگزاری کو نظرانداز کر دیا۔

خدا نے ہمیں داؤد کا نمونہ دیا ہے کہ ہم اُس کی نہ صرف تعریف کریں بلکہ تقلید بھی۔

زبور ۳۱: تیرے ہاتھ میں

زبور ۳۱ کی پانچویں آیت ہمیں چوکس کر دیتی ہے کہ اِس کا موت کا دُکھ سہنے والے برّہ کے ساتھ گہرا تعلق ہے، کیونکہ یہ الفاظ صلیب پر سے یسوع مسیح کا ساتواں کلمہ تھے:

"اے باپ! مَیں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" (لوقا ۲۳: ۴۶)۔

یاد رکھیں اگر زبور کی ایک آیت کا مسیح سے تعلق ہے تو لازم نہیں کہ دوسری آیات کا بھی اُس سے تعلق ہو، تاہم اِس خصوصی زبور میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ تقریباً ہر ایک آیت کا اُس کی ذات سے تعلق ہے۔

لیکن اِس زبور کا تجزیہ کرنے میں ایک مشکل درپیش ہے۔ مسیح کے دُکھوں، موت، دفن کئے جانے اور جی اُٹھنے کو باترتیب اور تسلسل کے ساتھ نہیں پیش کیا گیا۔ لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مزامیر نظمیں ہیں اور اِن نظموں کا مقصد یہ ہے کہ اِنہیں گایا جائے، یہ نہ تو عقائدی مضامین ہیں اور نہ ہی وعظ ہیں۔

مخلصی کے لئے دعا (۳۱: ۱-۵ الف)

۳۱:۱ افتتاحیہ آیات میں خداوند یسوع مسیح صلیب پر سے اپنے باپ سے دعا کر رہا ہے۔ ایک کامل انسان کی حیثیت سے اُس کا کلی طور سے خدا پر انحصار تھا۔ اب اپنے بہت زیادہ دُکھوں کے لمحات میں بھی وہ خدا پر توکل کا ازسرِنو اعلان اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہی اُس کی واحد اور تسلی بخش پناہ گاہ ہے۔ وہ التجا کرتا ہے کہ خدا باپ پر توکل رکھنے کے ضمن

میں اُسے کبھی شرمندہ نہ ہونے دیا جائے۔ یہ بہت زور دار دعا ہے جس میں خدا کو یاد دلایا گیا ہے کہ اُس کے نام کا وقار لازمی طور پر اُس کے بیٹے کے جی اُٹھنے سے منسلک ہے۔ باپ کے لئے یہ صداقت کا عمل ہو گا کہ وہ یسوع مسیح کو مُردوں میں سے جلائے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو یہ ثابت ہو گا کہ نجات دہندہ نے غلط جگہ پر اپنا توکل رکھا اور یوں اُسے ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۳۱: ۲، ۳ یکہ وتنہا دُکھ اُٹھانے والا خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ کلوری کی طرف اپنا کان جھکائے اور پھر فریاد کرتا ہے کہ فوری طور پر اُس کی التجا کو سنے اور اُسے چھڑانے کے لئے جلدی آئے۔ وہ خداوند سے مزید درخواست کرتا ہے کہ وہ اُس کی پناہ کے لئے چٹان ہو اور وہ اُس کے لئے محکم قلعہ ہو جس میں وہ ہر ایک مصیبت سے محفوظ ہو۔

بے شک خدا! پہلے ہی اُس کی چٹان، قلعہ اور واحد پناہ گاہ تھا۔
"میری تو کوئی اَور پناہ گاہ نہیں ہے۔
میری بے کس اور لاچار روح تجھ پر تکیہ کرتی ہے۔
اے خداوند! مجھے تنہا نہ چھوڑ
اب بھی میری مدد کر اور مجھے تسلی دے۔" (چارلس ویزلی)

ایک بار پھر مسیح اپنی التجا کی بنیاد اِس حقیقت پر رکھتا ہے کہ خدا کی عزت خطرے میں ہے۔ "اِس لئے اپنے نام کی خاطر میری راہبری اور راہنمائی کر۔" کیا خدا نے راست باز کو مخلصی دلانے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ بے شک کیا تھا! اب اُس سے التجا کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی عزت اور وقار کی خاطر خداوند یسوع مسیح کو مُردوں میں سے زندہ کر کے جلال دے۔

۳۱: ۴ نجات دہندہ کو پکڑنے اور اُس پر غالب آنے کے لئے بڑی احتیاط سے موت کا جال بچھایا گیا تھا۔ یہاں مسیح خدا سے فریاد کرتا ہے کہ اُسے اِس جال سے نکال لے اور اُسے قبر سے آزاد کرے کیونکہ یہوواہ اُس کی مضبوط اور محفوظ پناہ گاہ ہے۔

۳۱: ۵ الف لوقا لکھتا ہے کہ یسوع نے بڑی بلند آواز سے آیت ۵ الف کے الفاظ کا اقتباس کیا۔ کسی نے اُس کی زندگی کو اُس سے چھینا نہیں، بلکہ اُس نے رضا کارانہ طور پر اپنے پورے ہوش و حواس سے جان دی۔ اُس وقت کے بعد صدیوں سے قریب الموت

مقدسین نے اِن الفاظ کو دہرایا ہے مثلاً لوتھر، ناکس، ہس اور دیگر افراد نے۔

جی اُٹھنے کے لئے شکرگزاری (۳۱: ۵ب-۸)

۳۱: ۵ب، ۶ آیت ۵ کے درمیان ایک واضح وقفہ ہے۔ موت کی جگہ جی اُٹھنے کا ذکر آتا ہے اور التجا کی جگہ ستائش کی جاتی ہے۔ اپنے وعدے کے مطابق خدا نے اپنے قدوس کو موت اور قبر سے مخلصی دلائی۔ زندہ خدا پر ایمان رکھنا اُس کے بیٹے کے لئے درست ثابت ہوا۔ اِس کے مقابلے میں جو جھوٹے معبودوں پر بھروسا رکھتے ہیں اُنہیں یہوواہ کی طرف سے نفرت حاصل ہوتی ہے۔

۳۱: ۷-۸ مصیبت کے وقت خدا کی ابدی محبت اُس کے بیٹے پر سایہ کئے ہوئے تھی، اِس لئے شکرگزاری کا گیت اب آسمان کا رُخ کرتا ہے۔ اِسی محبت نے یسوع کے دشمنوں کو نظرانداز نہ کیا اور نہ اُسے دشمن کے قبضے میں چھوڑ دیا بلکہ اِس نے بالآخر نجات دہندہ کو دشمنوں کے ہاتھ (قبر) سے نکالا اور اُس کے پاؤں کشادہ جگہ یعنی جی اُٹھنے کی سرزمین پر رکھے۔

شدید پریشانی (۳۱: ۹-۱۳)

۳۱: ۹، ۱۰ لیکن اب ہم پھر یسوع کی گرفتاری اور مصلوبیت سے پہلے کے وقت کی طرف واپس آتے ہیں۔ جب مردِ غم ناک دشمنوں کی سخت نفرت برداشت کر رہا تھا، تو ہم اُسے دعا کرتے ہوئے سنتے ہیں۔ آدمیوں میں حقیر و مردود اپنی تکلیف میں یہوواہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اُس سے التجا کرتا ہے کہ وہ مہربانی سے اُس کی صورتِ حال پر غور کرے۔ بہت زیادہ غم سے اُس کی آنکھیں دھندلا رہی تھیں اور کراہنے سے اُس کی روح اور بدن فنا ہو رہے تھے۔ وہ غم سے تھک چکا تھا اور کراہنے سے اُس کا زور جاتا رہا۔ مصیبت سے اُس کی قوت ختم ہو چکی تھی اور اُس کی ہڈیاں کمزور ہو چکی تھیں۔

میرا زور میری بدکاری کے باعث سے جاتا رہا۔ اِس کا ہم صرف اس طرح نجات دہندہ پر اطلاق کر سکتے ہیں کہ ”میری بدکاری“ کا مطلب ہماری بدکاری اخذ کریں،

جسے اُس نے ہمارے فدیہ دینے والے کی حیثیت سے اپنے اوپر اُٹھا لیا۔ ورنہ اِس آیت سے مسیح کے بارے میں مفہوم اخذ نہیں کیا جا سکتا۔

۳۱:۱۱-۱۳ اِس کے بعد صابر مصیبت زدہ اپنے بارے میں بیان کرتا ہے کہ اُس کے سارے دُشمن اُس سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ اپنے پڑوسیوں کے لئے خوف ناک منظر ہے۔ وہ اُسے آتے دیکھ کر گلی میں دوسری طرف سے گزر جاتے ہیں۔ وہ حتیٰ المقدور اُس سے گریز کرتے ہیں۔ اُنہوں نے بہت جلدی اُسے بھلا دیا اور اُسے ٹوٹے برتن کی طرح پھینک دیا۔ اُس نے سنا کہ اُس کے خلاف بہتان تراشی کی مہم جاری ہے۔ وہ صبح و شام خوف زدہ رہتا تھا کیونکہ وہ اُسے مارنے کے لئے اُس کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔

کسی بھی شخص کے لئے حقارت اور مصیبت کی یہ تصویر دل گداز اور افسوس ناک ہے۔ جب ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ کائنات کے خالق اور زندگی اور جلال کے بادشاہ کو بیان کرنے کے لئے لکھا گیا تو ہم کیا کہیں گے!

مخلصی کے لئے دعا (۳۱:۱۴-۱۸)

۳۱:۱۴-۱۷ الف غم اور آہوں سے پُر ایمان دعا جنم لیتی ہے۔ جسے لوگوں نے رد کیا وہ اقرار کرتا ہے کہ یہوواہ اُس کی اُمید اور خدا اُس کی زندگی ہے۔ وہ اِس حقیقت سے بے بیان تسلی پاتا ہے کہ اُس کے ایام خداوند کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر دَور کے خدا پر ایمان رکھنے والے اِس اطمینان میں شریک ہوئے ہیں۔

اعتماد اور اطاعت کی اِس تصدیق کے بعد خداوند یسوع مسیح خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُسے خصوصی طور پر اُس کے دُکھ دینے والے دشمنوں کے ہاتھوں سے چھڑائے۔ وہ درخواست کرتا ہے کہ باپ مہر سے اُس پر نگاہ کرے۔ وہ موت سے مخلصی کے لئے التجا کرتا ہے اور یہ التجا خداوند کی دائمی محبت پر مبنی ہے۔ پھر وہ اُس سے دعا کرتا ہے کہ وہ اُسے کبھی مایوس نہ ہونے دے کیونکہ وہ یہوواہ کو اپنا واحد نجات دہندہ سمجھتا ہے۔ زبان میں تقریر کے فن کا اظہار ہے اور زبان میں زور دار انداز استعمال کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ممکن نہیں تھا کہ مسیح کو یہوواہ پر بھروسا کرنے کی وجہ سے ندامت کا سامنا کرنا پڑے۔ وہ

اِس حقیقت کو جانتا تھا اور ہم بھی اِسے جانتے ہیں۔ لیکن جب ہم جذباتی دعا اور غنائیہ شاعری پڑھتے اور اِس سے صرف لغوی معانی اخذ کرنا چاہتے ہیں تو ہم کافی حد تک اِس کا مفہوم کھو دیتے ہیں۔

۳۱: ۱۷ب-۱۸ شریروں کی طرف رُخ کر کے مسیح دعا کرتا ہے کہ اُنہیں شرمندہ کیا جائے، جو پاتال میں خاموش ہو جائیں گے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اُن کے جھوٹے لبوں کو بند کر دیا جائے کیونکہ وہ خدا کے مقدس بیٹے پر بہتان تراشی کرتے ہیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اِن آیات کا معیار مسیحی معیار سے ادنیٰ ہے، لیکن آپ جس قدر جرائم پیشہ لوگوں کی بے رحمی، اُن کے شرم ناک جرائم اور مظلوم کی بے گناہی پر غور کریں گے، اُسی قدر آپ یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ یہ زبان اِس قدر سخت نہیں ہے۔

خدا ایک عظیم پناہ گاہ (۳۱: ۱۹، ۲۰)

ایک بار پھر زبور نویس پریشانی سے خوشی اور التجا سے شکرگزاری کی طرف آتا ہے۔ پُروقار لَے کے ساتھ خداوند یسوع مسیح اپنے باپ کی تعریف کرتا ہے کہ وہ لاثانی پناہ گاہ ہے۔ وہ خدا کی تصویر کچھ یوں پیش کرتا ہے کہ وہ اپنے ایماندار لوگوں کے لئے نیکی کے نہ ختم ہونے والے ذخیرہ کا منتظم ہے۔ وہ اُن سب پر جو اُس میں پناہ ڈھونڈتے ہیں منتظر رہتا ہے کہ بنی آدم کی موجودگی میں وہ کثرت سے اِس خزانے سے اُنہیں فیض یاب کرے۔ خدا کی حضوری وہ مقام ہے جہاں اُس کے برگزیدہ مقدسین، انسان کی کینہ پرور سازشوں سے بچنے کے لئے پناہ حاصل کر سکتے ہیں۔

شخصی شکرگزاری (۳۱: ۲۱، ۲۲)

جب دشمن خداوند یسوع کو محاصرہ کئے ہوئے شہر کی طرح مکمل طور پر گھیرے میں لئے ہوئے تھے، تو اُسے خدا کی بھلائی کا عجیب وغریب تجربہ ہوا۔ اُس کے خطرے کی آگاہی سے اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا گویا یہوواہ نے اُسے مکمل طور پر چھوڑ دیا ہے۔ گو صلیب پر اِن تین خوف ناک گھنٹوں کے دوران اُسے چھوڑ دیا گیا، تاہم خدا نے اُس کی فریاد کو سنا اور اُسے موت کی حالت سے زندہ کیا۔

خداوند سے محبت رکھو! (۳۱: ۲۳، ۲۴)

خدا کی محبت کا مزہ چکھ کر مسیح بھی اُس (خدا) سے محبت رکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے کہ ہر شخص کو خدا سے محبت رکھنا چاہئے۔ یہوواہ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ایمانداروں کی حفاظت کرے اور سرکش باغیوں کو خاطر خواہ سزا دے۔

کوئی بھی ایماندار جو بڑی مشکلات سے دوچار ہے، اِس یقین دہانی سے دلیری اور جرأت حاصل کرے کہ خداوند پر اُمید رکھنا کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

زبور ۳۲ : معاف کیا گیا

خوشی یہ ہے کہ معافی حاصل کی جائے۔ یہ ایک ایسا جذبہ ہے جو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک بہت بڑے بوجھ سے رہائی حاصل کرنا ہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کہ قرض معاف کر دیا گیا ہو۔ اب ضمیر کو سکون حاصل ہوا ہے۔ احساسِ جرم ختم ہو چکا ہے، جنگ ختم ہو گئی ہے اور اب خوشی سے لطف اندوز ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ داؤد کے لئے اِس کا یہ مطلب تھا کہ اُس کی بہت بڑی بدکاری کو معاف کر دیا گیا، اُس کا گناہ ڈھانپا گیا اور اُس کی روح کو مکر سے صاف کر دیا گیا ہے۔ دَورِ حاضر کے ایماندار کے لئے یہ کفارہ محض گناہ کے ڈھانپے جانے سے کہیں زیادہ ہے۔ اِس دَور میں ایماندار جانتا ہے کہ اُس کے گناہ کلی طور پر معاف ہو چکے اور خدا کے بحرِ فراموشی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غرق ہو چکے ہیں۔

۳۲: ۱-۲ رومیوں ۴: ۷، ۸ میں پولس رسول زبور ۳۲: ۱، ۲ کا اقتباس کرتے ہوئے ثابت کرتا ہے کہ عہدِ عتیق کے زمانہ میں بھی راست بازی اعمال کے بجائے ایمان سے حاصل ہوتی تھی۔ لیکن جو کچھ داؤد کہتا ہے وہ یہ بات اُس قدر ثابت نہیں کرتا جس قدر وہ کچھ جو داؤد نہیں کہتا۔ وہ ایسے راست باز شخص کے بارے میں بیان نہیں کرتا جو نجات کے لئے کام کرتا یا نجات کا مستحق ہے بلکہ وہ ایک ایسے گناہ گار کے بارے میں بات کرتا ہے جسے معافی حاصل ہو چکی ہے اور وہ معافی یافتہ کی خوشی اور مبارک حالی کو بیان کرتے ہوئے کاموں کا ذکر نہیں کرتا۔ روح القدس کی ہدایت سے پولس رسول اِس سے یہ اخذ کرتا ہے کہ داؤد اُس شخص کی مبارک حالی کا ذکر کرتا ہے جس کے حساب میں خدا، اُس

کے اعمال کے قطع نظر راست بازی محسوب کر دیتا ہے (رومیوں ۴:۶)۔

۳۲: ۳، ۴ اِس کے بعد داؤد کا لہجہ بدل جاتا ہے۔ بت سبع سے زنا اور اوریاہ کی موت کی سازش کے ارتکاب کے بعد، اُس نے اپنے گناہ کا اقرار کرنے سے متواتر انکار کیا تھا۔ وہ اِسے دبا دینا چاہتا تھا۔ شاید اُس کی دلیل یہ ہو کہ ”وقت ہر شے کو دُرست کر دیتا ہے۔“ لیکن اقرار کرنے کے انکار سے وہ خدا اور اپنے بہترین مفادات کے خلاف جنگ لڑ رہا تھا۔ وہ جسمانی طور پر پژمردہ ہو گیا اور یہ سب کچھ اُس کی روح کی تلخی کے باعث تھا۔ اُسے محسوس ہوا کہ خدا کا ہاتھ اُس پر بھاری تھا، اُس کی راہ میں حائل تھا اور ہر ایک موڑ پر اُسے پریشان کر رہا تھا۔ اِس کا کوئی بھی حل کارگر ثابت نہیں ہو رہا تھا۔ زندگی پہلے کی طرح رواں دواں نہیں تھی۔ اُس کی خوشیوں کے ایام ختم ہو چکے تھے اور اُس کا وجود مسلسل ایک ویرانے کی طرح تھا جس میں کوئی کشش نہ ہو۔

۳۲: ۵ ایک سال کی اِس بے تائب کیفیت کے بعد، داؤد اُس مقام پر پہنچ گیا جہاں اُس نے اپنی زبان سے چار الفاظ ادا کئے جن کا خدا انتظار کر رہا تھا ”مَیں نے گناہ کیا۔“ تب وہ ساری شرمناک داستان اُس کی زبان سے نکلنے لگی جیسے پھوڑے سے پیپ نکلنے لگتی ہے۔ اب وہ لیپاپوتی، کسی طرح کی تخفیف یا بہانہ بازی کی کوشش نہیں کر رہا۔ بالآخر داؤد نے گناہ کو اُس کے اصلی نام سے پکارا: ”اپنے گناہ ... اپنی بدکاری ... اپنی خطاؤں۔“ جونہی اُس نے اقرار کیا، اُسے فوری طور پر یقین دہانی ہو گئی کہ خدا نے اُس کی بدی کو معاف کر دیا ہے۔

۳۲: ۶ دعا کے جواب کے اِس تجربے سے متاثر ہو کر وہ التجا کرتا ہے کہ خدا کے تمام لوگ اِسی طرح خداوند سے دعا کریں ”جب تُو مل سکتا ہے۔“ جو لوگ خداوند سے رفاقت رکھتے ہیں وہ پریشانی کے وقت مخلصی حاصل کریں گے۔ سیلاب کا پانی اُن تک نہیں پہنچے گا۔

۳۲: ۷ وہ جو کسی وقت بے لچک اور ناپشیمان تھا، اب ٹوٹ چکا ہے اور اپنے گناہ پر نادم ہے۔ بڑی شکرگزاری کے ساتھ وہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا اُس کے چھپنے کی جگہ، مصیبت میں پناہ گاہ اور اُسے رہائی کے نغموں سے گھیرنے والا ہے۔

۳۲: ۸، ۹ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا آیات ۸ اور ۹ داؤد کے الفاظ ہیں یا خداوند کے۔ اگر ہم اِن کی داؤد کی زبان کے طور پر تشریح کریں، تو یہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ ''معافی کا فطری اثر یہ ہے کہ ہم اپنا تجربہ بتانے سے اور خصوصی طور پر پریشانیوں میں صلاح کاری سے دوسروں کی مدد کریں۔'' اگر ہم دوسرا نظریہ اختیار کریں، تو خداوند داؤد کی پرستش کا جواب دیتے ہوئے راہنمائی کا وعدہ کرتا اور اُسے سکھاتا ہے کہ اُسے مسلسل فرماں برداری کی ضرورت ہے۔ یہاں باپ اپنے برگشتہ، واپس آنے والے بیٹے کے لئے ضیافت کا اہتمام کرتا ہے۔ وہ آنے والے ایام کی راہوں پر چلنے کے لئے ہدایت اور زندگی کے تمام فیصلوں میں شخصی صلاح کاری کی پیش کش کرتا ہے۔ لیکن یہاں خبردار رہنے کی نصیحت بھی پائی جاتی ہے: گھوڑے کی مانند نہ بنو، جو بغیر حکم کے آگے بڑھنے کے لئے بے چین رہتے ہیں اور نہ خچر کی مانند ہی بنو جو آگے بڑھنے کے لئے حکم کے باوجود انکار کرتے رہتے ہیں۔ دونوں جانوروں کو قابو میں رکھنے اور فرماں برداری سکھانے کے لئے دہانے اور ساز کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایماندار کو خداوند کی راہنمائی کے لئے حساس ہونا چاہئے تاکہ اُسے راہِ راست پر لانے کے لئے سخت ضبط کی ضرورت نہ ہو۔

۳۲: ۱۰، ۱۱ جہاں تک داؤد کا تعلق ہے، صادق کو شریر پر سبقت حاصل ہے۔ اِن کا کوئی موازنہ نہیں۔ بہت سی مصیبتیں شریر کا بخرہ ہیں، لیکن خدا کی رحمت حلیم صادق کو گھیرے میں لئے رہتی ہے۔ چنانچہ یہ معقول ہے کہ صادق خداوند میں خوش و خرم ہو اور وہ خوشی سے للکارے۔

زبور ۳۳: ایک نیا گیت

اِس زبور کی پہلی آیت گذشتہ زبور کی آخری آیت سے واضح تعلق رکھتی ہے۔ دونوں میں مصنف، صادق کو تاکید کرتا ہے کہ وہ خداوند میں شادمان ہو۔ لیکن یہ زبور اِس مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ راست باز کے لئے حمد کرنا کیوں زیبا ہے۔

ہمیں ضرور اِس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ یہاں سرگرم دشمنوں، ایذارسانی اور دُکھوں کا کوئی ذکر نہیں ہے، بلکہ یہ ایک پُرسکون منظر ہے کہ اسرائیل امن سے

سکونت پذیر ہے اور خداوند کو عالم گیر طور پر قادر مطلق تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ اِس زبور کا تعلق مسیح کی بادشاہت سے ہے، جب غیر قوموں کا ظلم اور یعقوب کی مصیبتوں کا وقت ختم ہو جائے گا۔

۳۳:۱، ۲ پہلی سات آیات میں اسرائیل کو اور اِس کے بعد آیت ۸ میں غیر قوموں کو ستائش کی بلاہٹ دی جاتی ہے۔ ستائش اِس قدر دلکش اور تحریک دینے والی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور سریلے ساز یعنی ستار اور دس تار کا بربط اِس کے ساتھ استعمال کئے جائیں۔

۳۳:۳ نیا گیت مخلصی کا گیت ہے۔ یہ گناہ کی معافی سے جنم لیتا ہے (زبور ۳۲) اور یہ ہر اُس شخص کا گیت ہے جو مسیح کے قیمتی لہو سے پاک ہوا ہے۔ لیکن یہ گیت مخلصی یافتہ اسرائیل ہزار سالہ بادشاہت کے شروع میں خاص طور پر گائیں گے (مکاشفہ ۱۴: ۳)۔

۳۳:۴ نئے گیت میں خدا کے کلام اور اُس کے تمام کاموں کی تعریف کی گئی ہے۔ اُس کا کلام بالکل راست اور سچا، لاتبدیل اور قابلِ اعتماد ہے۔ وہ سارے کام وفاداری سے کرتا ہے۔ اُسے تخلیق کے کام میں ملاحظہ فرمایئے ”بیج بونا اور فصل کاٹنا، سردی اور تپش، گرمی اور جاڑا، دن اور رات“ (پیدائش ۸: ۲۲)۔ ہم اُسے اُس کی پروردگاری میں بھی دیکھتے ہیں، ”سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی اُن کے لئے جو خدا کے ارادے کے موافق بلائے گئے ہیں“ (رومیوں ۸: ۲۸)۔ ساتھ ہی ہم اُسے مخلصی کے کام میں دیکھتے ہیں۔ ”اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے“ (۱۔ یوحنا ۱: ۹)۔

۳۳:۵ خدا نہ صرف راست، وفادار اور صداقت اور انصاف کو پسند کرنے والا ہے، بلکہ خدا کی شفقت کی شہادتیں ہر جگہ موجود ہیں۔

۳۳:۶، ۷ خدا کی عظمت کو ہم اِس حقیقت میں دیکھتے ہیں کہ اُس نے آسمان اور ستاروں کا سارا لشکر، بہت زیادہ قوت صرف کرنے سے نہیں بلکہ اپنے طاقتور کلام سے پیدا کیا۔ جیسے اُس نے یہ کام آسانی سے کیا اُسی طرح وہ سمندروں کو اُن کی مقررہ حدوں

میں مقید رکھتا ہے۔

۳۳: ۸، ۹ خدا اِس قدر عظیم ہے کہ تمام بنی نوع انسان اُس کی تعظیم کریں اور دل کی گہرائیوں سے اُس کی عزت کریں۔ اُس کے کلام میں ایسی قوت تھی کہ اُس سے مادہ پیدا ہوا۔ اُس کے حکم سے ساری کائنات معرضِ وجود میں آ گئی۔

۳۳: ۱۰، ۱۱ ساری انسانی تاریخ میں بے دین قوموں نے متحد ہو کر خدا کے کام میں رکاوٹ ڈالی تا کہ اُس کے لوگوں کو برباد کریں، لیکن خدا اپنے دشمنوں کی بڑی ہوشیاری سے تیار کردہ سازشوں کو درہم برہم کر کے رکھ دیتا ہے۔ اُس کے مقاصد کی تکمیل میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔ اُس کی بات حرفِ آخر ہو گی اور جو منصوبہ وہ تیار کرے گا وہ پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔

۳۳: ۱۲ لٰہذا برکت کا راز خدا کے ساتھ تعاون کرنے میں پوشیدہ ہے۔ وہ قوم مبارک ہے جو یہوواہ کو اپنا خدا تسلیم کرتی ہے؛ یہ "وہ اُمت ہے جس کو اُس نے اپنی ہی میراث کے لئے برگزیدہ کیا۔"

۳۳: ۱۳-۱۷ جب خدا آسمان پر سے نیچے دیکھتا ہے تو اُسے تمام بنی نوع انسان نظر آتے ہیں۔ کوئی چیز اُس کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ جو کچھ ہو چکا وہ اُسے دیکھتا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے اُسے بھی جانتا ہے۔ وہ ہر ایک دل کے خیال اور نیت کو جانتا ہے۔ وہ بعض ایسے لوگوں کو بھی دیکھتا ہے جو جسمانی ہتھیاروں کے ساتھ لڑتے ہیں--- اور وہ اُن کی حماقت پر ہنستا ہے۔ اِس قسم کے لوگ زندہ خدا پر بھروسا رکھنے کے بجائے اپنی بری، بحری اور فضائی فوج پر بھروسا کرتے ہیں۔ وہ کب اِس حقیقت کو جانیں گے کہ بہترین لڑاکا فوج بھی اُنہیں فتح سے ہمکنار نہیں کر سکتی؟

۳۳: ۱۸، ۱۹ خدا اُن کو بھی دیکھتا ہے جو نجات کے لئے اُس پر بھروسا رکھتے اور سارے وسائل کے لئے اُس کی شفقت پر تکیہ کرتے ہیں۔ وہ ایسے لوگوں سے خوش ہوتا ہے۔ وہ بڑی شفقت سے اُن پر نگاہ کرتا ہے۔

۳۳: ۲۰-۲۲ ایسا تو کوئی سوال نہیں کہ زبور نویس اور اُس کے لوگوں کا کس طبقہ سے تعلق

ہے۔ اُن کا یہوواہ پر بھروسا ہے کہ وہی اُن کی کُمک اور سپر ہے۔ اُنہوں نے اُس کے مقدس نام پر اعتماد کر کے حقیقی خوشی حاصل کر لی ہے۔ اُن کی تو صرف یہ التجا ہے کہ جب وہ مسلسل اُس کی ذات پر تکیہ کئے ہوئے ہیں، تو خداوند کی شفقت اُن کے شاملِ حال رہے۔

زبور ۳۴: نئی پیدائش کا زبور

اِس زبور کا تواریخی پس منظر ۱۔ سموئیل ۲۱ باب میں موجود ہے۔ جب داؤد ساؤل سے ڈر کر بھاگا تھا تو اُس نے جات کے فلستی بادشاہ کے ہاں پناہ لی تھی جس کا نام اکیس یا زبور کے عنوان کے مطابق ابی ملک تھا (ممکن ہے کہ ابی ملک شخصی نام نہیں بلکہ لقب ہو)۔ اِس ڈر سے کہ کہیں اُس کے دُشمن اُسے مار نہ ڈالیں، داؤد اپنے آپ کو پاگل ظاہر کر کے پھاٹک کے کواڑوں پر نشان بنانے لگا اور داڑھی پر تھوک گرانے لگا۔ یہ چال کارگر ثابت ہوئی۔ بادشاہ کو مزید کسی پاگل کی ضرورت نہ تھی چنانچہ اُس نے داؤد کو نکال دیا جو عدلام کے غار میں جا چھپا۔ یہ واقعہ زبور نویس کے بہادری اور جرأت کے شاندار واقعات میں شامل نہیں، لیکن پھر بھی اُس نے اِسے اِس نقطہ نگاہ سے دیکھا کہ یہ خداوند کی طرف سے ایک ڈرامائی طور پر مخلصی تھی، چنانچہ اُس نے اِس واقعہ کی خوشی میں یہ زبور لکھ ڈالا۔

صدیوں سے ایماندار زبور ۳۴ کو بہت زیادہ پسند کرتے آئے ہیں، کیونکہ یہ خداوند پر ایمان کے ذریعے فضل سے اُن کی نجات کی اپنی گواہی کو زیادہ وضاحت سے پیش کرتا ہے۔ آیئے ہم زبور کا اِس روشنی میں مطالعہ کریں۔

۱:۳۴ گناہ سے نجات اِس قدر بیش قیمت تحفہ ہے کہ ہم مسلسل اِس تحفہ کے دینے والے کا دل سے شکر ادا کرتے رہیں۔ ہر وقت خداوند کو مبارک کہنا بھی حد سے زیادہ نہیں ہے۔ اُس کی ستائش اِس قدر وسیع مضمون ہے کہ اِسے ہماری زبان پر متواتر رہنا چاہئے۔ کوئی بھی انسانی زبان اُس کا مناسب شکر ادا کرنے کے اہل نہیں۔

۲:۳۴ تبدیل شدہ شخص اپنے کردار یا حصولات پر نہیں بلکہ خداوند پر فخر کرتا ہے۔ جب ہم فضل کی خوش خبری کو سمجھتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ ہمارا اپنی نجات میں کوئی حصہ نہیں بلکہ مسیح نے ہمارے لئے سب کچھ کیا ہے۔ چنانچہ ہم صرف اور صرف اُسی پر فخر

کریں۔ اگر وہ لوگ جو ابھی تک گناہ کے قبضے میں ہیں، ہماری گواہی کو سنیں اور اُس پر توجہ دیں، تو وہ بھی بیدار ہو کر نجات کا تحفہ پا سکتے ہیں۔

۳:۳۴ کوئی بھی نجات یافتہ روح، تنہائی میں اپنی مخلصی سے لطف اندوز ہونے پر مطمئن نہیں ہے۔ شاعر اِتنا خوش ہے کہ وہ سب لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ مل کر خداوند کی بڑائی کریں اور مل کر اُس کے نام کی تمجید کریں۔ بعض ایک جوڑوں نے اِس حوالے کو اپنی شادی کی انگوٹھیوں پر کندہ کروایا ہے۔

۴:۳۴ جب خدا کا روح گناہ گار کی روح پر جنبش کرتا ہے تو وہ اُس میں یہ جبلت پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خدا کا طالب ہو۔ بعد ازاں ہی نجات یافتہ گناہ گار کو احساس ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر خداوند اُس کا متلاشی تھا۔ اِس حقیقت کو اِن الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے:

مَیں نے خداوند کی تلاش کی اور بعد میں مجھے معلوم ہوا
کہ اُس نے میری روح کو تحریک دی کہ اُس کا طالب ہوں۔
اے سچے نجات دہندہ! مَیں نے تجھے تلاش نہیں کیا
بلکہ تُو نے مجھے تلاش کیا۔ (شاعر نامعلوم)

تاہم جب بھی ہم اُس کے طالب ہوں وہ جواب دیتا ہے اور ہمیں ساری دہشت سے چھڑاتا ہے --- یعنی نامعلوم مستقبل کی دہشت سے، اپنے نہ اقرار کئے ہوئے اور نہ معاف کئے ہوئے گناہوں کی حالت میں مرنے کی دہشت سے، عدالت کے تخت کے سامنے کھڑے ہونے کی دہشت سے وغیرہ وغیرہ۔ جب ہم مسیح پر بھروسا رکھتے ہیں کہ وہ ہمارا خداوند اور نجات دہندہ ہے، تو ہم اُس کی طرف سے معافی کے یہ الفاظ سنتے ہیں: ''خاطر جمع رکھ تیرے گناہ معاف ہوئے۔''

۵:۳۴ لیکن یہ کوئی محدود اور نجی نوعیت کی نجات نہیں --- یہ سب کے لئے ہے۔ وہ سب جو مسیح کی طرف دیکھتے ہیں، منور ہو جاتے ہیں۔ غصہ، خوشی کی مسکراہٹوں میں اور بے دلی اور مایوسی، مسرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جو بھی اپنی زندگی خداوند کو دیتا ہے، کبھی مایوس نہ ہو گا۔ پُراعتماد دل اُس سے مایوس نہیں ہو گا۔

۳۴:٦ ہم اُس کے پاس اپنی غربت، چیتھڑوں، انکساری اور بے کسی کی حالت میں آتے ہیں اور بخوشی اقرار کرتے ہیں کہ ہم اپنی نجات حاصل کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ ہم کلی طور پر اُس پر بھروسا کرتے ہیں۔

خداوند ہماری فریاد کو سنتا ہے۔ ہماری غربت کے لئے اُس کے لامحدود وسائل کھل جاتے ہیں۔ وہ نیچے جھک کر ہمیں ہمارے سارے دُکھوں سے بچاتا ہے --- یعنی گناہ کے اُلجھے ہوئے تانے بانے سے جسے ہم نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار کیا ہے۔

۳۴:۷ ایماندار کو نہ صرف نجات دی گئی ہے بلکہ اُسے نجات میں قائم رکھا گیا ہے۔ خداوند کا فرشتہ یعنی خود خداوند یسوع مسیح اُن کے گرد جو اُس سے ڈرتے ہیں خیمہ زن ہوتا ہے اور اُنہیں تمام دیکھے اور اَن دیکھے خطرات سے رہائی دیتا ہے۔ اُس کی کوئی بھیڑ بھی ہلاک نہیں ہو گی (یوحنا ۱۰: ۲۸)۔

۳۴:۸، ۹ جو نجات دہندہ کو جانتے ہیں، اُن کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اُس کے بارے میں بتائیں۔ سامریہ میں چار کوڑھیوں کی طرح وہ کہتے ہیں کہ ”ہم اچھا نہیں کرتے۔ آج کا دن خوش خبری کا دن ہے اور ہم خاموش ہیں“ (۲۔سلاطین ۷: ۹)۔ اِس لئے زبور نویس کہتا ہے ”آزما کر دیکھو کہ خداوند کیسا مہربان ہے۔ مبارک ہے وہ آدمی جو اُس پر توکل کرتا ہے۔“

یہ غیر تبدیل لوگوں کے لئے مستند اور فوری دعوت ہے۔ ہم دلائل و وجوہات بیان کریں، منطق کے حوالے دیں اور مسیحی شہادتیں پیش کریں، لیکن آخرکار لازم ہے کہ ہر شخص خود چکھے اور اِس کا تجربہ کرے۔ مردوک کیمبل لکھتا ہے:

> ممکن ہے کہ ہم خدا، اُس کے وجود اور خارجی شہادتوں کے بارے میں دلائل دیں، لیکن جب اُس کی محبت اور حضوری ہمارے دلوں کو چھوتی ہے، تب ہی ہم حقیقی طور پر اُس کی ناقابل بیان شفقت کو دیکھ سکتے ہیں۔

اِس کے بعد تبدیل شدہ لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ثابت قدمی سے ایمان کی زندگی گزاریں۔ مقدسوں کو دعوت دی گئی ہے کہ دیکھنے سے نہیں بلکہ ایمان سے چلیں اور خدا کی عظیم، معجزانہ اور کثرت کی پروردگاری کا تجربہ کریں۔ متی ٦: ۳۳ کا پیغام یہ ہے:

> ’’بلکہ تم پہلے اُس کی بادشاہی اور اُس کی راست بازی کی تلاش کرو
> تو یہ سب چیزیں بھی تم کو مل جائیں گی۔‘‘

۳۴: ۱۰ گو بعض اوقات ببر کے بچے حاجت مند اور بھوکے ہوں، لیکن خداوند کے طالب کسی نعمت کے محتاج نہ ہوں گے، کیونکہ ہمارا خداوند یسوع مسیح ہمارا عظیم پروردگار ہے۔

۳۴: ۱۱ خدا کا فضل نہ صرف نجات دیتا، قائم رکھتا اور وسائل مہیا کرتا ہے بلکہ تربیت بھی کرتا ہے۔

> کیونکہ خدا کا وہ فضل ظاہر ہوا ہے جو سب آدمیوں کی نجات کا باعث ہے اور ہمیں تربیت دیتا ہے تاکہ بے دینی اور دنیوی خواہشوں کا انکار کر کے اِس موجودہ جہان میں پرہیزگاری اور راست بازی اور دین داری کے ساتھ زندگی گزاریں اور اُس مبارک اُمید یعنی اپنے بزرگ خدا اور منجی یسوع مسیح کے جلال کے ظاہر ہونے کے منتظر رہیں۔ جس نے اپنے آپ کو ہمارے واسطے دے دیا تاکہ فدیہ ہو کر ہمیں ہر طرح کی بے دینی سے چھڑا لے اور پاک کر کے اپنی خاص ملکیت کے لئے ایک ایسی اُمت بنائے جو نیک کاموں میں سرگرم ہو (ططس ۲: ۱۱-۱۴)۔

چنانچہ زبور نویس یہاں بچوں کی راہنمائی کرتا ہے کہ خدا ترسی عملی طور پر کیا کیا ہے:

۳۴: ۱۲-۱۵

۱۔ زبان پر قابو --- جو بدی اور دغا کی بات سے آزاد ہو۔

۲۔ علیٰحدہ راستہ --- بدی سے علیٰحدہ اور نیک کاموں کے لئے مخصوص ہو۔

۳۔ میل ملاپ کا رجحان --- جیسا کہ پولس نے کہا، ’’جہاں تک ہو سکے تم اپنی طرف سے سب آدمیوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو‘‘ (رومیوں ۱۲: ۱۸)۔

پطرس رسول ۱۔ پطرس ۳: ۹ میں لکھتا ہے: ’’تم برکت کے وارث ہونے کے لئے بلائے گئے ہو۔‘‘ اِس بات پر زور دینے کے لئے وہ اِس زبور کی ۱۲-۱۶ الف آیات کا اقتباس پیش کرتا ہے تاکہ ہم بدی کے عوض بدی نہ کریں اور گالی کے بدلے گالی نہ دیں بلکہ برکت چاہیں۔ ’’خداوند کی نگاہ صادقوں پر ہے اور اُس کے کان اُن کی فریاد پر لگے

رہتے ہیں'' (زبور ۳۴: ۱۵)۔

۱۶:۳۴ آیت ۱۶ کا اقتباس کرتے ہوئے پطرس آیت کے پہلے نصف حصہ تک محدود رہا۔

''خداوند کا چہرہ بدکاروں کے خلاف ہے۔''

اُس نے دوسرے حصہ کا اقتباس نہ کیا جس میں لکھا ہے: ''تاکہ اُن کی یاد زمین پر سے مٹا دے۔''

آیت کا پہلا حصہ ہر دَور پر صادق آتا ہے۔ دوسرے حصہ کی تکمیل اُس وقت ہوگی جب خداوند یسوع مسیح دُنیا میں بادشاہوں کے بادشاہ کی حیثیت سے آئے گا۔

۱۷:۳۴ صادقوں کو یہ ناقابل بیان اِستحقاق حاصل ہے کہ خداوند فوری طور پر اُن کی سنتا ہے۔ جب بھی وہ چلاتے ہیں وہ اُن کو اُن کے سب دُکھوں سے چھڑاتا ہے۔ بارنز یہاں یہ تفسیر پیش کرتا ہے: ''کسی شخص نے بھی خداوند سے رجوع کرنے اور دعا کے استحقاق کو پورے طور پر نہیں سراہا۔''

۱۸:۳۴ خداوند مغروروں کا مقابلہ کرنا جانتا ہے، لیکن وہ شکستہ دلوں اور خستہ جانوں کا مقابلہ نہیں کرتا۔ وہ شکستہ دلوں کے لئے ہمیشہ قابل رسائی ہے اور خستہ جانوں کو بچانے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔

۱۹:۳۴ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، صادق کی مصیبتیں بہت ہیں۔ شاید کسی دن ہمیں پتہ چلے کہ بے دین کی نسبت ہماری مصیبتیں بہت زیادہ تھیں۔ لیکن ہماری ساری مصیبتیں صرف اِس زندگی تک محدود ہیں۔ مزید برآں ہم اکیلے یہ مصیبتیں برداشت نہیں کرتے بلکہ ہمارا ابدی دوست ہمارے ساتھ ہے۔ خداوند یسوع کے جی اُٹھنے کے باعث ہمیں مصیبتوں سے مکمل اور حتمی مخلصی کا یقین ہے۔ چونکہ وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا ہے اِس لئے ہم بھی کسی دن جی اُٹھیں گے اور ہم گناہ، بیماری، غم، مصیبت اور موت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آزاد ہوں گے۔

۲۰:۳۴ لیکن موت میں بھی خداوند اپنے مقدسوں کے بدنوں کا تحفظ کرتا ہے۔

''وہ اُس کی سب ہڈیوں کو محفوظ رکھتا ہے۔

> اُن میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی۔"

اِس آیت کی لغوی طور پر ہمارے خداوند کی موت کے موقع پر تکمیل ہوئی۔

> "لیکن جب اُنہوں نے یسوع کے پاس آ کر دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اُس کی ٹانگیں نہ توڑیں ... یہ باتیں اِس لئے ہوئیں کہ یہ نوشتہ پورا ہو کہ اُس کی کوئی ہڈی نہ توڑی جائے گی" (یوحنا ۱۹: ۳۳، ۳۶)۔

یوں ہمارا خداوند فسح کے برہ کی مکمل علامت تھا، جس کے بارے میں لکھا گیا تھا "اور نہ تم اُس کی کوئی ہڈی توڑنا" (خروج ۱۲: ۴۶)۔

۳۴: ۲۱، ۲۲ اِس زبور کی آخری دو آیات کا انحصار لفظ "مجرم" پر ہے۔ جہاں تک شریروں کا تعلق ہے، بدی اُنہیں ہلاک کر کے رکھ دے گی اور وہ مجرم ٹھہریں گے۔ لیکن یہوواہ کے بندوں کا ایک ایسا سہارا ہے جو اُن کی روحوں کو مخلصی دیتا ہے اور جو اُس پر توکل کرتے ہیں اُن میں سے کوئی مجرم نہ ٹھہرے گا۔ خداوند کی تعریف ہو کہ جو مسیح یسوع میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں (رومیوں ۸: ۱)۔

چنانچہ ایماندار کو نجات مل گئی ہے، اُسے قائم رکھا جاتا ہے اور اُسے اِس وقت اور ابدیت میں کثرت سے آسودگی حاصل ہو گی۔ اِس زبور کا پیغام یہی ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہونا سب کچھ ہے۔

زبور ۳۵: دوست غدار بن گئے

۳۵: ۱-۳ داؤد خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پورے طور پر مسلح کرے اور زبور نویس کے اُن ظالم دشمنوں کا مقابلہ کرے جو پہلے اُس کے دوست تھے۔ زبور نویس دیکھنا چاہتا ہے کہ خداوند ڈھال اور سپر کو تھام کر سرگرمِ عمل ہو جائے، کہ وہ بھالا اُٹھا کر مقابلہ کرے اور داؤد سے کہے "مَیں اُن کا مقابلہ کروں گا اور تجھے نجات دوں گا۔"

۳۵: ۴-۶ یہ اُن قاتلوں کے لئے ٹھیک ٹھیک انصاف ہو گا کہ وہ شرمندہ اور رُسوا ہوں اور کہ اُن کی شیطانی سازشیں ناکام ہو جائیں۔ یہ بالکل راست اِقدام ہو گا کہ وہ بے کس اور بے بس ہو جائیں جیسے ہوا کے آگے بھوسا ہوتا ہے اور اُنہیں خداوند کا فرشتہ ہانکتا

رہے (قبل از تجسم مسیح کے ظہور کا ایک روپ)۔ یہ اُن کے لئے درست سزا ہو گی کہ اُن کی راہ اندھیری اور برف کی طرح پھسلنی ہو جائے اور خداوند کا فرشتہ اُن کو رگیدتا جائے۔

۳۵: ۷، ۸ زبور نویس کے خلاف سازش کرنے کے لئے اُن کے پاس کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ کوئی سبب نہیں تھا کہ وہ اُسے کسی جنگلی جانور کی طرح پکڑنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اب خداوند ناگہان اُن پر آ پڑے اور وہ اپنے ہی جال میں پھنس جائیں۔

۳۵: ۹، ۱۰ تب داؤد خداوند میں خوش ہو گا اور اُس کی نجات کا جشن منائے گا۔ اُس کا سارا تن من تسلیم کرے گا کہ خداوند کا کوئی ثانی نہیں جو بے کس کو اُس کے مخالفوں کی اعلیٰ قوتوں سے چھڑاتا اور مسکین کو غارت گر سے رہائی دلاتا ہے۔

۳۵: ۱۱-۱۴ زبور نویس کی جذباتی کیفیت کو سمجھنے کے لئے ہمیں ضرور اِس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ یہ لوگ جو اُس پر الزام لگا رہے ہیں کسی وقت اُس کے دوست تھے۔ اب وہ اُس پر ایسی باتوں کا الزام لگا رہے ہیں جن کا اُسے کوئی علم نہیں۔ اُنہوں نے اُس کی سب مہربانیوں کا نفرت سے صلہ دیا ہے۔ اُس کے غم کی وجہ یہ ہے۔ جب یہ لوگ بیمار تھے تو داؤد نے دلی ہمدردی سے اُن کے لئے غم کیا۔ یہاں تک کہ غم کی اِس حالت میں وہ کچھ کھا بھی نہ سکا۔ غم میں سر جھکائے وہ اُن کے لئے مسلسل دعا کرتا رہا—— جیسے کہ وہ اپنے قریبی دوست یا بھائی کے لئے کرتا ہو۔ اُس کا غم اِس قدر شدید تھا جیسے کوئی اپنی ماں کی موت پر غم کرتا ہو۔

۳۵: ۱۵، ۱۶ لیکن جب داؤد پر مصیبت آئی تو وہ نخرے دکھانے لگے بلکہ وہ متحد ہو کر اُس کے خلاف الزام لگانے لگے۔ وہ بازاری لوگوں کو لے آئے کہ اُسے بدنام کریں اور مسلسل اُسے جلی کٹی سنائیں۔ وہ بڑی شدت سے گستاخی کے ساتھ اُس پر لعن طعن کرتے تھے، اور نفرت سے اُس پر دانت پیستے تھے۔ زبور نویس کا تجربہ ہمیں خداوند یسوع کی پنطیُس پیلاطس یا ہیرودیس کے سامنے پیشی کی یاد دلاتا ہے۔ اِس کا خاص اطلاق اُس پر ہوتا ہے جو اُس نے اُس وقت برداشت کیا۔

۳۵: ۱۷، ۱۸ خداوند کب تک اِس ساری بے انصافی کو دیکھتا رہے گا اور کچھ نہیں کرے

گا؟ اب وقت آ چکا ہے کہ اِس معصوم کو اُس کے دشمنوں کی بربادی سے بچایا جائے، اور اُس کی قیمتی جان کو اِن انسانی شیروں سے چھڑایا جائے۔

۳۵: ۱۹-۲۱ یہ کس قدر پریشان کن صورتِ حال ہو گی اگر داؤد کے دشمنوں کو بلاوجہ اُس کے زوال پر فخر کرنے کا موقع مل جائے اور وہ اپنی ظاہری فتح پر چشمک زنی کریں۔ وہ امن پسند لوگ نہیں ہیں۔ وہ تو صرف مُلک کے امن پسند لوگوں کے خلاف جھوٹے الزام لگانا چاہتے ہیں۔ جب کبھی وہ ہلکی سی لغزش دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں ”آہا ہا! جیسا کہ ہم نے پہلے کہہ دیا تھا، تم نے اُسے ثابت کر دکھایا۔“

۳۵: ۲۲-۲۵ لیکن اے خداوند تُو نے بھی دیکھ لیا۔ تُو نے ساری پریشانی کو دیکھ لیا۔ اپنے آپ کو مجھ سے علیحدہ نہ رکھ۔ مجھ سے بہت زیادہ دُور کھڑا نہ رہ۔ اب وقت ہے کہ تُو جاگ کر میرے اور میرے راست موقف کے دفاع کے لئے فیصلہ کن اِقدام کر۔ میری آرزو ہے کہ تُو مجھے بری کرے کیونکہ تُو ہمیشہ راستی کے کام کرتا ہے۔ اُن کی خواہش کو ناکام بنا دے کیونکہ وہ میرے زوال پر فتح کا شادیانہ بجانا چاہتے ہیں۔ اُنہیں یہ موقع نہ دے کہ اُن کی خواہش پوری ہو جائے اور وہ مجھے نگل جانے میں کامیاب ہو جائیں۔

۳۵: ۲۶ اے خداوند! ایسا کر کہ جو میرے گرنے پر خوشی منانا چاہتے ہیں وہ کلی طور پر بے عزت ہو جائیں۔ جس گستاخانہ رویہ سے اُنہوں نے میرے ساتھ سلوک کیا ہے، اُنہیں ذلت و رسوائی سے ملبس کر۔

۳۵: ۲۷، ۲۸ لیکن وہ سب جو میری حتمی راستی کی اُمید رکھتے ہیں، وہ خوشی سے للکاریں اور شاد ہوں۔ وہ اِس بات کے گواہ ہوں کہ تُو فی الحقیقت عظیم خدا ہے کیونکہ تُو نے اپنے پرستاروں کی فلاح میں بہت گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اور میری زبان بھی خاموش نہیں ہو گی، کیونکہ یہ مسلسل تیرے انصاف کے متعلق بتاتی رہے گی کہ تُو تعریف کے لائق ہے۔

زبور ۳۶: آسمان تک خدا کی شفقت

۳۶: ۱-۴ داؤد کے دل میں جو خیال ہے وہ شریر کی بدی کی واضح تصویر کو پیش کرتا ہے۔ گناہ گار کے دل میں اگر خدا کا خوف ہو بھی تو وہ اُسے ترک کر دیتا ہے۔ وہ اپنے

آپ کو اِس خیال سے تسلی دیتا ہے کہ اُس کے جرائم نہ تو ثابت ہوں گے اور نہ اُن کی سزا ہی ملے گی۔ اُس کی باتیں بدی اور فریب سے بھری ہوتی ہیں۔ وہ معزز اور قانون کا احترام کرنے والوں سے نفرت کرتا ہے۔ اُس وقت جب اُسے سونا چاہئے، وہ شرارت کے نئے منصوبے بناتا رہتا ہے اور ارادتاً بُری راہ پر چلتا ہے۔ وہ بڑی خوشی سے بدی کے خیال کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔

۳۶: ۵ ایسے گناہ گار کے بگاڑ کے مقابلے میں خدا کی وفاداری اَور نمایاں ہو جاتی ہے۔ مثلاً اُس کی شفقت آسمان تک بلند ہے۔ بارنز لکھتا ہے:

> یہ بہت زیادہ بلند ہے، آسمانوں تک، اِس قدر بلند جس حد تک انسان تصور کر سکے۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا کی شفقت کا اظہار آسمان پر ہوتا ہے... اور نہ یہ کہ اِس کا منبع ہی آسمان ہے (گو یہ دُرست ہے) بلکہ یہ کہ یہ بہت ہی بلند ہے، اِس قدر بلند جہاں تک انسان کی نگاہ جا سکے۔

خدا کی وفاداری افلاک تک بلند ہے، یعنی یہ لامحدود ہے۔ اے۔ ڈبلیو۔ پنک لکھتا ہے:

> یہ کس قدر خوب صورت الفاظ ہیں ”تیری وفاداری افلاک تک بلند ہے۔“ خدا کی لاتبدیل وفاداری ناقابلِ فہم تصور ہے۔ خدا کے متعلق ہر شے عظیم، وسیع اور لاثانی ہے۔ وہ کبھی بھولتا نہیں، کبھی ناکام نہیں ہوتا، کبھی پس و پیش نہیں کرتا، کبھی اپنے وعدہ سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ خداوند اپنے ہر ایک وعدہ اور پیش گوئی پر قائم رہتا ہے، ہر ایک دھمکی اور عہد کی ہر ایک بات پر وہ پورا اُترتا ہے کیونکہ ”خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدم زاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے۔ کیا جو کچھ اُس نے کہا اُسے نہ کرے؟ یا جو فرمایا ہے اُسے پورا نہ کرے؟“ (گنتی ۲۳: ۱۹)۔ چنانچہ ایماندار خوشی سے پکار اُٹھتا ہے، ”یہ خداوند کی شفقت ہے کہ ہم فنا نہیں ہوئے کیونکہ اُس کی رحمت لازوال ہے۔ وہ ہر صبح تازہ ہے۔ تیری وفاداری عظیم ہے“ (نوحہ ۳: ۲۲، ۲۳)۔

۳۶: ۶ خدا کی صداقت اُس کے بنائے ہوئے پہاڑوں کی مانند مضبوط، قائم، غیر متزلزل

اور مکمل طور پر قابلِ بھروسا ہے۔ اُس پر ہمیشہ بھروسا کیا جا سکتا ہے کہ وہ وہی کام کرے گا جو راست اور دُرست ہے۔ اِس کا صلیب پر کامل طور پر اظہار کیا گیا۔ خدا کی صداقت کا تقاضا ہے کہ گناہ کی سزا دی جائے۔ اگر ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دی جاتی تو ہم ابدی طور پر برباد ہو جاتے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے مبارک بیٹے نے ہمارے گناہوں کو اپنے اوپر اُٹھا لیا۔ خدا کی صداقت اِس حد تک غیر لچک دار ہے کہ جب اُس نے ہمارے گناہوں کو اپنے بے گناہ بیٹے پر دیکھا، تو اُس نے اُسے پوری سزا دی۔ اب خدا کے پاس ایک راست بنیاد ہے جس کی بنا پر وہ بے دین گناہ گاروں کو بچا سکتا ہے۔ مسیح کے فدیہ کے وسیلہ سے سزا دی جا چکی ہے۔

خدا کے احکام بہت بڑی گہرائیوں کی مانند ہیں۔ اِس کا مطلب ہے کہ اُس کے احکام، فیصلے، خیالات اور منصوبے بہت گہرے، پیچیدہ اور باحکمت ہیں۔ خدا کی اِس صفت پر غور کرتے ہوئے پولس رسول پکار اُٹھا: "واہ! خدا کی دولت اور حکمت اور علم کیا ہی عمیق ہے! اُس کے فیصلے کس قدر اِدراک سے پرے اور اُس کی راہیں کیا ہی بے نشان ہیں" (رومیوں ۱۱:۳۳)۔

"اے خداوند! تُو انسان اور حیوان دونوں کو محفوظ رکھتا ہے۔" یہاں دنیوی نجات کا ذکر کیا گیا ہے --- یعنی کہ خدا کی پروردگاری اپنی مخلوق کو محفوظ رکھتی ہے۔ یہ کس قدر بڑی رحمت ہے! ذرا غور فرمائیے کہ اِتنے زیادہ انسانوں، جانوروں، پرندوں اور مچھلیوں کی نگہداشت کتنا بڑا کام ہے۔ جہاں تک انسان کا تعلق ہے، خدا نے اُس کے سر کے تمام بال گنے ہوئے ہیں، بلکہ کوئی چڑیا بھی آسمانی باپ کی مرضی کے بغیر زمین پر نہیں گرتی۔

۳۶:۷ انسانی زندگی میں خدا کی شفقت سے بڑھ کر اَور کوئی شے قیمتی نہیں ہے۔ یہ ابدی، مطلق العنان، لامحدود اور لاتبدیل ہے اور کوئی شے بھی اِس سے خدا کے فرزند کو جدا نہیں کر سکتی۔ ۱۷۴۳ء میں جان برائن نے لکھا:

> کوئی زبان خدا کی محبت کی وسعت کو پورے طور پر بیان نہیں کر سکتی یا کوئی ذہن بھی اِسے سمجھ نہیں سکتا۔ یہ "جاننے سے باہر ہے" (افسیوں ۳:۱۹)۔ الٰہی محبت کے بارے میں ایک محدود ذہن کے وسیع ترین خیالات، لامحدود

> طور پر اِس کی حقیقی ماہیت سے کمتر ہیں۔ آسمان زمین سے اِس قدر بلند نہیں جس قدر خدا کی شفقت، انسان کے بلند ترین خیالات سے بعید ہے۔ یہ ایک ایسا سمندر ہے جو تمام پہاڑوں سے بلند ہوتا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا چشمہ ہے جس میں سے اُن سب کے لئے جو اِس میں دلچسپی رکھتے ہیں تمام ضروری شفقت بہتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بنی آدم اُس کے بازوؤں کے سایہ میں پناہ لیتے ہیں۔ افسوس کہ تمام لوگ خدا کے پُرمحبت تحفظ سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہتے۔ لیکن یہ سہولت تو سب کے لئے ہے اور بے شمار لوگوں نے اُن بے مثال بازوؤں کے نیچے سکون، تازگی اور تحفظ حاصل کیا ہے۔

۳۶:۸ وہاں نہ صرف تحفظ ہے بلکہ کثرت سے نعمتیں بھی ہیں۔ ”وہ تیرے گھر کی نعمتوں سے خوب آسودہ ہوں گے۔ تُو اُن کو اپنی خوشنودی کے دریا میں سے پلائے گا۔“ خدا کے گھر کے کھانے کے مزے اور کثرت کا کون سا کھانا مقابلہ کر سکتا ہے؟ اور اِس کے مقابلے میں کیسی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے؟ جیسا کہ ایف۔ بی۔ مائر نے نشاندہی کی کہ خدا غم تو پیالوں کے حساب سے، لیکن خوشی دریاؤں کے حساب سے دیتا ہے۔

۳۶:۹ مسیح زندگی کا چشمہ یا منبع ہے۔ ”اُس میں زندگی تھی اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھی“ (یوحنا ۱:۴)۔ اُس کے نور کی بدولت ہم روشنی دیکھتے ہیں۔ جیسے فطری روشنی چیزوں کو اُن کے اصلی روپ میں بے نقاب کر دیتی ہے، بعینہٖ خدا کا نور ہمیں توفیق دیتا ہے کہ چیزوں کو ویسے دیکھیں جیسے وہ دیکھتا ہے۔ یہ ہمیں اِس قابل بناتا ہے کہ ہم روحانی حقیقتوں، دُنیا، دوسروں اور اپنے آپ کے بارے میں صحیح اندازہ لگا سکیں۔ مناظر کی تصویر کشی کرنے والے مصور کرات نے ایک دفعہ کہا ”جب مَیں قدرت کے کسی خوبصورت منظر میں موجود ہوتا ہوں تو مَیں اپنی تصویروں سے خفا ہو جاتا ہوں۔“ فنکار قدرت کے جلال کے منظر میں خاکسار بن جاتا ہے۔ دُنیا کی روشنی میں اپنے آپ کو جانچتے ہوئے شاید ہم مطمئن ہو سکتے ہیں، لیکن خداوند کی روشنی میں اپنے آپ کو جانچنے اور الٰہی معیار کے مطابق ناپنے سے ہمارا غرور خاک میں مل جاتا ہے۔

۳۶: ۱۰، ۱۱ خدا کے کمالات کی چوٹیوں پر چڑھنے کے بعد یُسی کا بیٹا انسانی ضرورت کی وادی میں واپس اُتر آتا ہے اور شریر سے تحفظ کے لئے مسلسل دعا کرتا ہے۔ آیت ۱۱، آیت ۱۰ کی وضاحت کرتی ہے۔ داؤد التجا کرتا ہے کہ خدا اپنی شفقت کو متواتر جاری رکھے اور اِس شفقت کا اظہار یہ ہو کہ مغرور آدمی کو اُس پر لات اُٹھانے اور شریر کے ہاتھ کو اُسے ہانکنے سے باز رکھے۔

۳۶: ۱۲ اُس کی دعا کا جواب مل چکا ہے۔ ایمان زبور نویس کو توفیق دیتا ہے کہ اُس نے بدکرداروں کو گرے ہوئے اور کمزوروں کو پھر اُٹھتے ہوئے دیکھا۔

زبور ۳۷: حقیقی اطمینان

داؤد نے اپنی زندگی کے دوران بے دین اور بددیانت لوگوں کے ہاتھوں بہت زیادہ دُکھ اُٹھایا۔ اب وہ بوڑھا ہے اور نصیحت کرتا ہے کہ شریروں کے منصوبوں کا تختہ مشق بنتے ہوئے کیسے ردِعمل ظاہر کرنا چاہئے۔

۳۷: ۱، ۲ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم بدکرداروں کے سبب سے بیزار نہ ہوں۔ اِس کا خطرہ یہ ہے کہ رات کے وقت بستر پر لیٹے ہوئے ہم تلخ واقعات کو دہراتے رہیں گے۔ پہلے تو ہم یہ سوچتے ہیں کہ اُنہوں نے کیا کہا اور کیا کیا اور پھر ہم یاد کرتے ہیں کہ ہم نے اُنہیں کیسے جواب دیا اور پھر ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم کیسے اُنہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔ جلد ہی ہمارا نظامِ اِنہضام خراب ہونا شروع ہو جاتا ہے اور ہم کروٹ پر کروٹیں لینے لگتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں کہ کب نیند آئے گی۔ ہمارا بیزار ہونا کسی اَور کو نہیں بلکہ ہمیں تکلیف دیتا ہے اور حاصل کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لازم ہے کہ ہم اِس سے گریز کریں۔

خواہ ہم اَور جو کچھ بھی کریں، لیکن ہمیں بدی کرنے والوں پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ اُن کے لئے یہی دُنیا اُن کا فردوس ہے۔ سزا کی درانتی اُنہیں جلد ہی کاٹ ڈالے گی اور اُن کی ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی سبزے کی طرح جلد ہی مرجھا جائے گی۔

۳۷: ۳ یہ اس کا منفی رُخ ہے --- اُن سے بیزار نہ ہوں اور کبھی یہ خواہش نہ کریں کہ

کاش ہم بھی اُن جیسے ہوتے۔ مثبت پہلو یہ ہے کہ سب سے پہلا کام یہ کریں کہ خدا پر توکل کریں اور نیکی کریں۔ اِس توکل کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سادہ لوح رجائیت پسندی کا شکار ہو جائیں، بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہم خدا پر مسلسل گہرے طور پر تکیہ کریں کیونکہ اُس نے بدکاروں کو سزا اور راست بازوں کو جزا دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اُس کا کلام کبھی ناکام نہیں ہوا۔ راست باز مُلک میں آباد رہے گا اور تحفظ سے لطف اندوز ہو گا۔ بدروحوں یا انسانوں کے خطرناک حملوں کے باوجود مسیح کی کوئی بھی بھیڑ ہلاک نہیں ہو گی (یوحنا ۱۰: ۲۷-۲۹)۔

جو مسیح پر ایمان رکھتے ہیں اُن سب کو باپ کے گھر میں رہنے کے لئے مکانوں کی ضمانت دی گئی ہے (یوحنا ۱۴: ۱-۶)۔

جان ویزلی نے ایک دفعہ اپنے ایک مبشر دوست کو کچھ مالی امداد بھیجی۔ پانچ پاؤنڈ کا نوٹ لفافہ میں بند کیا اور ساتھ ایک چھوٹی سی چٹھی بھی لکھی "پیارے سیمی! خداوند پر توکل کر اور نیکی کر۔ مُلک میں آباد رہ، یقیناً تُو پرورش پائے گا۔" اظہارِ تشکر کے طور پر اُس کے دوست نے لکھا "مَیں آپ کے خط میں کلام کے خوب صورت اقتباس سے اکثر متاثر ہوا ہوں، لیکن آج مَیں نے اُس کا سب سے خوب صورت تشریحی نوٹ پڑھا ہے۔"

۳۷: ۴ فرض کریں کہ آپ کے دل میں خداوند کی خدمت کے لئے کسی منصوبے کی خواہش ہے۔ آپ کو اعتماد ہے کہ وہ آپ کی راہنمائی کرتا رہا ہے اور آپ کا واحد مقصد یہ ہے کہ اُس کے نام کو جلال دیں۔ لیکن آپ کے کسی زبردست مخالف نے آپ کی مخالفت کی اور زندگی کے ہر موڑ پر آپ کی راہ میں روڑے اٹکاتا رہا۔ ایسی صورتِ حال میں آپ کو کیا کرنا چاہئے؟ خداوند میں مسرور رہیں اور یقین رکھیں کہ وہ اپنے وقت پر آپ کے دل کی مرادیں پوری کرے گا۔ اپنے مخالف کے ساتھ جھگڑا کرنا آپ کا کام نہیں ہے۔ "یہ جنگ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی ہے" (۲۔ تواریخ ۲۰: ۱۵)۔ "خداوند تمہاری طرف سے جنگ کرے گا اور تم خاموش رہو گے" (خروج ۱۴:۱۴)۔

۳۷: ۵، ۶ یا یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا، یا آپ پر غلط الزامات لگائے گئے۔ اگر اُن میں ذرہ بھر بھی سچائی ہو تو اُنہیں قبول کرنا اِس قدر مشکل نہیں۔ لیکن وہ لوگ بالکل غلط اور کینہ پرور ہیں۔ آپ کیا کریں گے؟ سارا معاملہ خداوند

کے ہاتھ میں دے دیں۔ اپنی ساری فکریں اُس پر ڈال دیں۔ اپنی طرف سے اُسے جنگ کرنے دیں، تب خداوند آپ کو کلی طور پر بری کرے گا۔ سب پر واضح ہو جائے گا کہ آپ بہرکیف بے گناہ تھے۔ بارنز کہتا ہے:

> شاید آپ پر بہتان تراشی کی گئی ہو، شاید آپ کی کردار کُشی کی گئی ہو، شاید شریر لوگوں کے منصوبوں سے آپ کو اِس طور سے ملامت کی جاتی ہو کہ آپ اِس کا مقابلہ نہ کر سکیں --- لیکن اگر آپ اپنے معاملہ کو خداوند کے ہاتھ میں دے دیں، تو وہ آپ کے کردار کا تحفظ کرے گا اور وہ حالات کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دے گا۔ آپ کے کردار کے حوالہ سے سچائی نکھر کر سامنے آ جائے گی اور آپ کے رویہ کے مقاصد آفتاب کی طرح ہوں گے جس پر کسی طرح کے بادل کا سایہ نہ ہو۔

۳۷: ۷، ۸ اپنے معاملہ کو خداوند کے سپرد کرنے کے بعد دوسرا قدم یہ ہے کہ آپ اُس میں مطمئن رہیں۔ چونکہ آپ کا بوجھ وہ اُٹھا رہا ہے اِس لئے ضروری نہیں کہ آپ بھی اِسے اُٹھائے رکھیں۔ اکثر اوقات ہم یہی کچھ کرتے ہیں۔ ہم پس و پیش کرتے ہوئے اپنی فکریں اُس پر ڈالتے ہیں اور پھر فوری طور پر اُنہیں اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔

''اور صبر سے اُس کی آس رکھ۔'' ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح بار بار کہا گیا ہے کہ ایماندار کی مدد خداوند میں ہے:

خداوند پر توکل کر	(آیت ۳)
خداوند میں مسرور رہ	(آیت ۴)
اپنی راہ خداوند پر چھوڑ دے	(آیت ۵)
خداوند میں مطمئن رہ	(آیت ۷ الف)
اور صبر سے اُس کی آس رکھ	(آیت ۷ ب)

بعض اوقات ہمارے لئے یہ سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ انتظار کرنا ہمارے لئے سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ لیکن حقیقی ایمان آس رکھتا ہے اور بااعتماد ہوتا ہے کہ جس چیز کا خداوند نے وعدہ کیا ہے وہ ضرور کرے گا (رومیوں ۴: ۲۱)۔

دوسری بار داؤد کہتا ہے کہ "بیزار نہ ہو" لیکن اِسے کیوں دہرایا گیا؟ اِس پر زور دینے کے لئے۔ اگر ہم ارادہ کر بھی لیں کہ ہمارے ساتھ جو سلوک ہوا ہے، اُس سے بیزار نہیں ہوں گے تو بھی ہم اکثر واپس جا کر اپنے ذہنوں میں اُسی کیچڑ کو کھنگالنا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن یہ اپنی شکست کے مترادف اور خطرناک بھی ہے۔ اگر شریر اپنی راہوں میں ترقی بھی کرے اور اپنے بُرے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب بھی ہو جائے، تو بھی مسیحی کو جذباتی طور پر پریشان نہیں ہونا چاہئے، اُسے اپنے دل میں غصہ، تلخی، کینہ اور نفرت نہیں رکھنی چاہئے۔ اگر ہم اِن رویوں کو اپنائیں گے تو بالآخر یہ پُرتشدد الفاظ اور اعمال میں ظاہر ہوں گے۔ تب ہم خود دوسروں کے لئے مجرم اور ٹھوکر کا باعث بن جائیں گے۔

۳۷: ۹-۱۱ وہ دن آ رہا ہے جب اِس دُنیا کی سب برائیوں کو دُرست کر دیا جائے گا۔ اُس وقت بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے اور توکل کرنے والے مقدسین اُن سب برکتوں کے وارث ہوں گے جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بہت جلد بدکردار غائب ہو جائیں گے۔ اگر آپ غور سے اُنہیں تلاش کریں گے تو آپ کی تلاش بے سود ہو گی۔ اُس دن حلیم زمین کے وارث ہوں گے اور اُس کی فراوان خوش حالی سے لطف اندوز ہوں گے۔ وہ دن کب آئے گا؟ کلیسیا کے لئے اُس کا آغاز اُس دن ہو گا جب نجات دہندہ بادلوں کے ساتھ نیچے آئے گا اور اپنے منتظر لوگوں کو آسمانی گھر میں لے جائے گا۔ اسرائیل کے ایماندار لوگوں اور قوموں کے لئے اُس کا اُس وقت آغاز ہو گا جب خداوند یسوع زمین پر واپس آ کر اپنے دشمنوں کو ختم کر ڈالے گا اور سلامتی کے ہزار سالہ دَور میں بادشاہی کرے گا۔ پہاڑی وعظ میں یسوع نے اِس جلالی دن کو اِن الفاظ میں بیان کیا:

> "مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں کیونکہ وہ زمین کے وارث ہوں گے" (متی ۵:۵)۔

۳۷: ۱۲، ۱۳ اِس دوران دھوکا باز، استحصال کرنے والے اور ظالم لوگ خدا کے فرزندوں کے خلاف منصوبے باندھتے ہیں۔ وہ خداوند سے محبت رکھنے والوں کے ساتھ سخت دشمنی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن یہواہ اُن کے دانت پیسنے سے مشتعل نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے کہ یوم الحساب دُور نہیں ہے۔ جب ہم اپنے دشمنوں کو اِس پہلو سے دیکھتے ہیں تو ہم بھی مطمئن رہ سکتے ہیں۔

۳۷: ۱۴، ۱۵ اکثر یوں دکھائی دیتا ہے کہ سچائی ہمیشہ پاؤں تلے روندی جاتی ہے جب کہ بدی ہمیشہ تخت پر براجمان ہوتی ہے۔ شریر بالکل مسلح اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ مقابلے میں راست باز اِس قدر سازوسامان سے لیس نہیں اور وہ اِس قدر چالاک بھی نہیں۔ لیکن اخلاقی دنیا میں کچھ غیر لچک دار قوانین کارفرما ہیں۔ آخر کار بدکار کی راہیں مشکل ہو جاتی ہیں۔ گناہ ظاہر ہو گا اور اُس کی سزا بھی ملے گی۔ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے گناہوں سے فرار حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اُن کا الٹا اثر ہمیشہ کارفرما ہے۔ اُن کی تلوار اُن ہی کے دل کو چھیدے گی۔ جب اُنہیں اِن کی سخت ضرورت ہو گی تو اُن کے ہتھیار ناکام ہو جائیں گے، اُن کی کمانیں توڑی جائیں گی۔

۳۷: ۱۶ صادق کا تھوڑا سا مال شریروں کی بہت سی دولت سے بہتر ہے کیونکہ مقدسین کے پاس اُن کا خداوند ہے، جب کہ شریر اِس سے محروم ہیں۔ عبرانیوں کا مصنف ایمان دار کی بے مثال دولت کو بیان کرنے کے بعد قدرے ایک طرف جھکاؤ کے ساتھ اضافہ کرتا ہے ”جو تمہارے پاس ہے اُسی پر قناعت کرو کیوں کہ اُس نے خود فرمایا ہے کہ مَیں تجھ سے ہرگز دست بردار نہ ہوں گا اور کبھی تجھے نہ چھوڑوں گا“ (عبرانیوں ۱۳: ۵)۔

۳۷: ۱۷، ۱۸ شریروں کے بازو (اُن کی قوت) توڑے جائیں گے، لیکن صادق کا یہ حال نہ ہو گا۔ لامحدود قوت کا مالک خداوند اُنہیں سنبھالے گا۔ وہ کامل لوگوں کے ایام کو جانتا ہے، یعنی اِن ایام میں جو کچھ بھی ہے اور بالآخر اُن کا کیا انجام ہو گا۔ وہ جانتا ہے کہ صادق کی میراث ہمیشہ کے لئے قائم رہے گی۔ یہ میراث غیر فانی، بے داغ اور لازوال ہے۔ وہ اُن کے واسطے آسمان پر محفوظ ہے جو خدا کی قدرت سے اور ایمان کے وسیلہ سے اُس نجات کے لئے جو آخری وقت میں ظاہر ہونے کو ہے محفوظ کئے گئے ہیں (۱۔ پطرس ۱: ۴، ۵)۔

۳۷: ۱۹ مشکل وقت آنے پر مقدسین شرمندہ نہ ہوں گے۔ اُن کے پاس اِن مشکلات کا جائزہ لینے کے لئے پوشیدہ روحانی وسائل ہیں۔ کال اور قلت کے دنوں میں وہ خاص قسم کی فراوانی سے لطف اندوز ہوں گے۔ اوّل، اُنہوں نے ایثار کی زندگی بسر کرنا سیکھا ہے، چنانچہ جب اُن کے پاس کھانے کی کمی ہو گی تو وہ کسی طرح کے احساس محرومی کا شکار نہ

ہوں گے۔ لیکن اُن کے پاس خداوند بھی ہے جو بیابان میں اُن کے لئے دسترخوان بچھاتا ہے۔ وہ معجزانہ طور پر خدا کی پروردگاری کا تجربہ کرتے ہیں اور آسمان سے ایسے من کا ایک خاص پوشیدہ مزہ ہوتا ہے۔

۲۰:۳۷ لیکن شریر ہلاک ہوں گے۔ سارے زبور کے دوران خداوند کے دشمنوں کے لئے موت کا یہ اعلان صادر ہوتا ہے۔ اُنہیں شریر اور بدکار کہا گیا ہے، جو اپنی روِشوں میں ترقی کرتے اور برے منصوبے باندھتے ہیں۔ وہ خداوند کے دشمن ہیں، جو خداوند کی طرف سے ملعون ہیں۔ وہ بدکاروں کی اولاد ہیں اور ناراست ہیں۔ لفظ ''شریر'' اِس زبور میں کلیدی نوعیت رکھتا ہے کیوں کہ یہ چودہ بار استعمال ہوا ہے۔

خداوند کے دشمن چراگاہوں کی سرسبزی کی مانند ہیں جو ایک دن ہری بھری اور پھولوں سے لدی ہوتی ہے، لیکن اگلے دن کٹ جاتی ہے یا موسم کی تبدیلی سے مرجھا جاتی ہے۔ وہ دھوئیں کی طرح ناپائیدار ہیں اور جلد ہی ختم ہو جائیں گے۔

۲۱:۳۷ شریر قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرتا۔ اِس کا شاید یہ مطلب ہے کہ وہ ادائیگی کے لئے بے پروائی سے کام لیتا ہے یا وہ ادا نہیں کر سکتا۔ لیکن اپنے سارے مال میں سے وہ کیوں ادا نہیں کر سکتا؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ وسائل کی نسبت اُس کے اخراجات وسیع ہوتے ہیں۔ روپے کے لالچ میں وہ سٹے بازی کرتا رہتا ہے۔ جب اُسے گھاٹا پڑتا ہے تو وہ اپنے نقصان کو پورا کرنے کے لئے اُدھار لیتا ہے۔ یہ ایک پرانا طریق کار ہے کہ زید سے اُدھار لے کر بکر کو ادا کر دیں۔ وہ قرض پر اپنا محل کھڑا کرتا ہے اور جب بُرے دن آتے ہیں تو وہ پریشانی میں اپنے تباہ ہوتے ہوئے وسائل کو بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ خوش حالی کی ظاہری آڑ کے پیچھے مالی ابتری ہوتی ہے۔

گو صادق اِس قدر دولت مند تو نہیں ہوتے، لیکن وہ بہت زیادہ فیاض طبع ہوتے ہیں، اور اُن کا ہمیشہ یہ مطمع نظر ہوتا ہے کہ دینا لینے سے مبارک ہے۔ اُنہوں نے ثابت کیا ہے کہ اگر ایماندار فی الحقیقت دینا چاہتا ہے، تو اِس کے لئے اُس کے پاس وسائل کی کمی نہیں ہوگی۔ جیسا کہ پولس رسول نے سکھایا:

> ''اور خدا تم پر ہر طرح کا فضل کثرت سے کر سکتا ہے تاکہ تم کو ہمیشہ ہر چیز

کافی طور پر ملا کرے اور ہر نیک کام کے لئے تمہارے پاس بہت کچھ موجود رہا کرے" (۲۔ کرنتھیوں ۸:۹)۔

۲۲:۳۷ راست باز اور شریر کے مقدر کا انحصار خداوند کے ساتھ اُن کے تعلق پر ہوتا ہے۔ جو ایمان سے راست باز ٹھہرائے گئے ہیں، خداوند اُنہیں برکت دیتا ہے۔ وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ جنہوں نے خدا کی نجات کی پیش کش سے انکار کر دیا ہے، وہ لعنت کے تحت ناقابل رشک حالت میں ہیں، وہ کاٹ ڈالے جائیں گے۔

۲۴،۲۳:۳۷ نیک مرد کی روشیں خداوند کی طرف سے قائم ہیں ... گو لفظ "نیک" اصلی متن میں درج نہیں ہے لیکن آیات ۲۴،۲۳ میں یہ خیال موجود ہے۔ جو شخص خداوند کے ساتھ رفاقت رکھتا ہے، خداوند ہی اُس کی روشوں کو ترتیب دیتا ہے۔ جس کی راہوں سے خدا خوش ہے، وہ اُسے سنبھالتا ہے۔ گو ایسا شخص آزمائشوں اور پریشانیوں میں گر جائے، لیکن وہ اِن میں گرا نہیں رہے گا کیونکہ خداوند اُسے اپنے ہاتھوں میں سنبھالتے ہوئے اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ بے شک یہ بھی صحیح ہے کہ اگر صادق گناہ میں گر جائے، تو خداوند اُسے چھوڑ نہیں دے گا، لیکن اِس آیت سے ہم یہ خیال اخذ نہیں کر سکتے۔

۲۵:۳۷ داؤد نے اپنی ساری زندگی میں (وہ بوڑھا تھا جب اُس نے یہ زبور لکھا) کبھی بھی صادق کو بے کس اور اُس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے نہیں دیکھا۔ شاید کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اُسے کئی ایک ایسے واقعات یاد ہیں جہاں یہ باتیں فی الحقیقت وقوع پذیر ہوئیں۔ جواب میں ہم اِس کے بارے میں دو آرا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اوّل، داؤد کا شاید یہ مطلب ہو کہ اُسے کسی ایسے صادق شخص کے بارے میں علم نہیں جسے بالآخر چھوڑا گیا یا وہ بے کس ہو۔ دوم، وہ یہاں صرف ایک عمومی اصول بیان کر رہا ہو۔

۲۶:۳۷ صادق شخص کے لئے یہ کہیں بعید ہے کہ وہ اپنی اولاد کو بھیک مانگنے کے لئے بھیجے، بلکہ وہ فیاضی سے خیرات دیتا ہے اور اکثر قرض دیتا ہے۔ خدا کے کلام پر عمل کرتے ہوئے وہ محنت، کفایت شعاری اور قدامت پسندی سے کام لیتا ہے۔ سخت محنت، احتیاط سے خریداری کرنے، فضول خرچی سے احتراز کرنے اور وسائل ضائع نہ کرنے سے وہ اپنی

دولت میں اضافہ کرتا ہے تا کہ ضرورت مندوں کو دے سکے۔ اُس کی اولاد برکت کا باعث بنتی ہے کیونکہ اُنہوں نے گھر پر یہ اصول سیکھے ہیں اور اپنی ساری زندگی میں اُن پر عمل کرتے ہیں۔

۳۷: ۲۷ بائبل کی کئی آیات میں سے یہ بھی ایک ایسی آیت ہے جو بظاہر یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہمیں اعمال سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ہم افسیوں ۲: ۸- ۱۰ اور طِطُس ۳: ۵ ایسے کلام کے حصوں سے سیکھتے ہیں کہ یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اِن تینوں حوالہ جات کو ایک ہی وقت پڑھنے سے ہم ضرور یہ نتیجہ اخذ کریں گے کہ اگر کوئی شخص نجات یافتہ ہے تو اُس سے نیک کام ظاہر ہوں گے اور ایسے وفادار مقدسین وہ واحد لوگ ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہیں گے۔

۳۷: ۲۸ خداوند انصاف کو پسند کرتا ہے اور وہ اپنے انصاف سے اپنے مقدسین کو ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ بات نہیں کہ مقدسین ابدی زندگی کے مستحق ہیں، بلکہ خداوند مسیح نے اِس زندگی کو خریدنے کے لئے اپنی جان دی اور لازم ہے کہ خدا اِس ادائیگی کی شرائط کی پابندی کرے۔

زبور نویس ایماندار کے تحفظ پر سوچ بچار کرنا پسند کرتا ہے (دیکھیں آیات ۱۸، ۲۴، ۲۸ اور ۳۳)۔ وہ سب جو ایمان سے خداوند یسوع مسیح میں نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں، خدا کے کلام کی روشنی میں جان سکتے ہیں کہ اُنہیں ابدی طور پر نجات ملی ہے۔ ایف۔ ڈبلیو۔ ڈکسن نے لکھا:

> اگر آپ میں اپنی نجات کے بارے میں یقین کا فقدان ہے تو اِسے حاصل کرنے یا دوبارہ حاصل کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے کلام کو لیں اور اُس پر اعتقاد رکھیں۔ خدا کہتا ہے کہ آپ اُس کے ہیں، آپ محفوظ ہیں، بالکل محفوظ ہیں۔ وہ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

صادق ہمیشہ کے لئے محفوظ ہیں، لیکن شریروں کی نسل کاٹ ڈالی جائے گی۔ غیرنجات یافتہ کے انجام پر غور و خوض بہت ہی پریشان کن امر ہے۔ خدا، مسیح اور تمام ابدیت کے لئے اُمید سے علیٰحدہ ہونے کا کتنا بُرا انجام ہوگا؟

۳۷: ۲۹ اسرائیل کی سب سے بڑی اُمید یہ تھی کہ وہ مسیح کی حکومت کے تحت ملک میں بسے رہیں۔ حقیقی یہودیوں کی آسمانی اُمید بھی تھی (عبرانیوں ۱۱: ۱۰)، لیکن عہد عتیق کے دَور میں اِس بات پر زور دیا جاتا تھا کہ امن وخوش حالی کے سنہری زمانہ میں مُلکِ اسرائیل میں مادی برکتیں حاصل ہوں گی۔ جب ہم پڑھتے ہیں کہ صادق مُلک میں ہمیشہ بسے رہیں گے تو ہمیں سمجھنا چاہئے کہ مسیح کی زمینی بادشاہت ایک ہزار سال کے لئے ہو گی اور پھر یہ ابدی بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی۔ ممکن ہے کہ ابدی مملکت میں نجات یافتہ اسرائیل نئی زمین میں بسے رہیں گے جن کا ذکر مکاشفہ ۲۱: ۱ میں ہے۔ اگر یہ بات دُرست ہے تو زمین کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وارث ہونے کا مطلب لغوی طور پر لیا جا سکتا ہے۔

صادق اور شریر کا موازنہ جاری رہتا ہے۔

۳۷: ۳۰، ۳۱ صادق کی گفتگو حکمت سے لبریز ہوتی ہے۔ وہ کلام پر مبنی درست اور ٹھوس باتیں کرتا ہے۔ وہ عیاری اور فریب کی نہیں بلکہ انصاف کی باتیں کرتا ہے۔ وہ مسلسل خدا کے کلام پر سوچ بچار کرتا ہے اور اِس سے اُس کے پاؤں گناہ اور ندامت میں نہیں پھسلتے جیسا کہ سپرجن نے ذکر کیا "اُس کے پاس سب سے بہتر شے ہے یعنی خدا کی شریعت۔ اِس کی سب سے بہتر جگہ اُس کا دل ہے۔ اور اِس کا سب سے بہتر نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس کے پاؤں نہیں پھسلتے۔"

۳۷: ۳۲، ۳۳ شریر موقع کی تلاش میں رہتا ہے کہ کب صادق پر جھپٹ کر اُسے ہلاک کرے۔ لیکن یہوواہ صادق کو نہ تو دشمن کی قوت میں چھوڑے گا اور نہ عدالت ہی میں اُسے مجرم ٹھہرنے دے گا۔ خدا اپنے سب لوگوں کا سرپرست اور وکیل ہے۔

۳۷: ۳۴ ہماری بہترین حکمتِ عملی یہ ہے کہ بھروسا (آس) رکھیں اور اُس کی فرماں برداری کریں (اُس کی راہ پر چلتے رہیں)۔ مسیح میں خوش رہنے کا کوئی اَور راستہ نہیں ہے۔

لیکن یہی کافی نہیں ہے۔ یہاں زبور نویس چھٹی دفعہ وعدہ کرتا ہے کہ ایسے تمام لوگ زمین کے وارث ہوں گے۔ پھر وہ مزید یقین دہانی کا اضافہ کرتا ہے۔ جب شریر کاٹ ڈالے جائیں گے تو ایماندار کی حیثیت محض تماشائی کی ہو گی۔ وہ اِس خوف ناک واقعہ سے خوش نہیں ہوں گے، لیکن وہ خود ہر طرح کی سزا سے آزاد ہوں گے۔

۳۷: ۳۵ داؤد کی انسانی زندگی کے مشاہدہ میں گہری دلچسپی تھی۔ اُس نے ایک دفعہ ایک شریر کو دیکھا جو بہت ہی زور آور شخص تھا اور اُس کا اقتدار اُس ہرے درخت کی طرح تھا جو اپنی اصلی زمین میں پھیلتا ہے۔ بظاہر یہ خیال ہے کہ اِس درخت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا دُکھ برداشت کرنا نہیں پڑا۔ وہ ابھی تک اپنی اصلی زمین میں زور آور اور تن آور تھا۔ یہ شریر شخص طاقتور اور خوش حال تھا۔

۳۷: ۳۶ لیکن اگلی بار جب داؤد کا اُس طرف سے گزر ہوا تو اُس کا وجود وہاں نہیں تھا۔ اُس نے دیکھا اور وہ تھا ہی نہیں۔ اُس شخص کو وقتی طور پر خوش حالی ملی۔ اُس کا اقتدار تھوڑے عرصہ کے لئے رہا، لیکن وہ ختم ہو چکا تھا اور یہی حال اُس کے اقتدار اور خوش حالی کا تھا۔

۳۷: ۳۷، ۳۸ زبور نویس ہمیں نصیحت کرتا ہے کہ ہم کامل و راست باز اور خطا کار آدمی کے درمیان موازنہ نہ کریں۔ صلح جو آدمی کے لئے اجر ہے جب کہ شریروں کا انجام ہلاکت ہے۔ کامل اور راست باز شخص کی نسل بے شمار ہوگی۔ صلح جو شخص کے لئے تھولک کہتا ہے، ’’بہرکیف ایسے شخص کا انجام اچھا ہوگا۔‘‘ لیکن شریر کے لئے ایسا کوئی درخشاں مستقبل نہیں ہے۔

۳۷: ۳۹، ۴۰ صادق کے لئے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُس کا تعلق خدا سے ہے۔ مصیبت کے وقت وہ اُن کی قوت اور نجات دہندہ ہے۔ عجیب بات نہیں کہ مسیحی ضرورت کے وقت جبلی طور پر اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ اُن کی مدد کرتا، اُنہیں مخلصی دلاتا اور نجات دیتا ہے، کیونکہ وہ کلی طور سے اُس پر توکل کرتے ہیں۔ کیا اِس وقت آپ پریشان ہیں؟ اُس میں پناہ لیں۔ وہ آپ کی مدد کرے گا۔

زبور ۳۸: گناہ کے لئے غم

اگر یہ حوالہ جات نہ ہوتے کہ ’’میرے گناہ‘‘ (آیت ۳) ’’میری بدی‘‘ (آیت ۴)، ’’میری حماقت‘‘ (آیت ۵) اور ’’میری بلا‘‘ (آیت ۱۱) تو ہم شاید یہ سوچتے کہ اِس زبور میں ہمارے نجات دہندہ کے دُکھوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک طرح سے باقی ماندہ زبان کے زیادہ تر حصہ کا اطلاق یسوع مسیح پر کیا جا سکتا ہے کیونکہ اُس نے خدا اور انسان کے

ہاتھوں دُکھ برداشت کیا۔ لیکن اِس زبور کا بنیادی تعلق داؤد کی زندگی سے ہے۔ اِس میں کسی ایسے وقت کا ذکر ہے جب اُس نے شدید جسمانی اور ذہنی تکلیف کا شکار ہو کر پہچان لیا کہ یہ اُس کے کسی گناہ کا نتیجہ تھا۔

۳۸: ۱-۴ سب سے پہلے داؤد اپنی تکلیف اور مصیبت پر غور کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا نے اُسے اپنے قہر میں جھڑکا اور اپنے غضب میں تنبیہ کی ہے۔ لہٰذا وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُسے اِس کیفیت سے رہائی دے۔ قادرِ مطلق کے تیر زبور نویس کے دل و دماغ میں چبھ گئے ہیں اور خدا کا ہاتھ اُس پر بھاری رہا ہے۔ الٰہی غضب کے باعث اُس کا سارا بدن بیمار ہے۔ یہ بیماری اُس کی ہڈیوں میں سرایت کر چکی ہے --- اور یہ سب کچھ اُس کے گناہ کے باعث تھا۔ بدیوں کے سلسلے میں کسی طرح کی بہانہ بازی نہیں ہو سکتی --- وہ پورے طور پر مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ بہت بڑی موجوں کی طرح وہ اُس پر سے گزر گئی ہیں۔ بہت بھاری بوجھ کی مانند اُنہوں نے اُس کے زور کو ختم کر ڈالا ہے۔

۳۸: ۵-۸ سڑے ہوئے اور بدبودار زخموں نے اُس کے بدن کو کچل ڈالا ہے اور اُسے کسی طرح کا شک نہیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا۔ وہ شدید درد میں مبتلا ہے، کمزوری سے جھک گیا ہے اور مجسم غم دکھائی دیتا ہے۔ بہت زیادہ بخار سے اُس کا بدن ٹوٹ رہا ہے اور اُس کے جسم کا کوئی حصہ نہیں بچا۔ اُس میں کوئی جدوجہد باقی نہیں ہے۔ وہ مکمل طور پر کچلا گیا ہے، اِس لئے وہ اِس کے علاوہ اَور کچھ نہیں کر سکتا کہ کراہتے ہوئے اپنے احساسات کا اظہار کرے۔

۳۸: ۹-۱۱ اِس احساس سے داؤد کو کچھ سکون ملتا ہے کہ خداوند اُس کے دل کی بے چینی کو جانتا اور اُس کے جذبات سے واقف ہے جنہیں وہ بیان نہیں کر سکتا۔ لیکن اب بھی اُس کا دل تیزی سے دھڑکتا ہے، تیزی سے اُس کی طاقت گھٹتی جاتی ہے اور اُس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہو رہی ہے۔ اُس کے عزیز اور دوست اُس سے گریز کرتے ہیں گویا کہ وہ کوڑھی ہو، حتیٰ کہ اُس کے رشتے دار اُس کی بیمار پُرسی کے لئے آنے سے پس و پیش کرتے ہیں۔

۳۸: ۱۲-۱۴ اور نہ اُس کی جان کے خواہاں لوگوں نے ہی اپنی سازشیں، دھمکیاں اور دشمنی ترک کی ہے۔ لیکن داؤد اِن سب دھمکیوں کو بہرے کی مانند سنتا ہی نہیں اور جہاں تک اپنے دفاع اور اپنی جرأت یا ملامتوں کا تعلق ہے وہ چپ رہتا ہے۔

۳۸: ۱۵-۱۷ تاہم خواہ اُس کی حالیہ صورتِ حال کتنی تاریک کیوں نہ ہو، وہ نا اُمید نہیں ہے۔ اُسے ابھی تک اعتماد ہے کہ خدا اُسے جواب دے گا۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اُس کے دشمن اُس کی مکمل تباہی پر فتح کا شادیانہ نہ بجائیں۔ لیکن ابھی تک وہ ایسے درد سے نڈھال ہے جو انسانی برداشت سے باہر ہے۔

۳۸: ۱۸ صاف گوئی اور شکستہ دلی سے داؤد اپنی بدی کا اقرار کرتے ہوئے کہتا ہے ”مجھے افسوس ہے۔“ وہ اپنے گناہ پر لیپا پوتی کی کوشش نہیں کرتا۔ خدا کسی بھی شخص کو انکار نہیں کرے گا جو خلوص دلی سے اُس کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ خدا نے تحریری طور پر بیان دیا ہے کہ جو اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اُن کو ترک کرتا ہے اُس پر رحمت ہوگی (امثال ۲۸: ۱۳)۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سب لوگوں کا انجام مایوس کن ہوتا۔

۳۸: ۱۹، ۲۰ داؤد کے خیالات ایک بار پھر اپنے دشمنوں کی طرف واپس جاتے ہیں۔ داؤد کمزور اور بیمار ہے جبکہ وہ چست اور زبردست ہیں۔ تب وہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا کی تنبیہ حق بجانب ہے، لیکن احتجاج کرتا ہے کہ اُس کے دشمن بلاوجہ اُسے تنگ کر رہے ہیں۔ اُس نے اُن پر مہربانیاں کیں، لیکن اِس کے بدلے اُنہوں نے اُس سے نفرت کی۔ اور اُن کی دشمنی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ داؤد خدا اور نیکی کی پیروی کرتا ہے۔

۳۸: ۲۱، ۲۲ چنانچہ وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُسے نہ چھوڑے، بلکہ اُس کے قریب رہے اور اُس کی رہائی کے لئے جلدی کرے۔

زبور ۳۹: باطنی آگ

۳۹: ۱-۳ زبور نویس دیگر الفاظ میں یہ کہتا ہے: مَیں نے مصمم ارادہ کر رکھا تھا کہ مَیں اپنی شدید بدحالی کے باوجود خداوند کے خلاف نہ تو شکایت کروں گا اور نہ اُس کے خلاف بغاوت ہی کروں گا۔ مَیں نے قسم کھائی تھی کہ مَیں غیرایمانداروں کے سامنے اپنے منہ کو

بند رکھوں گا۔ مَیں نہیں چاہتا تھا کہ اُنہیں خدا کی پروردگاری کے خلاف بات کرنے کا موقع ملے۔ چنانچہ مَیں وہاں بالکل گونگا اور خاموش رہا اور مَیں نے اپنے جذبات کو دبائے رکھا۔ لیکن اِس کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ میرا دل ناراض اور دُکھ سے جل رہا تھا۔ مَیں بالکل نہ سمجھ سکا کہ خداوند نے کیوں مجھے اِس قدر زیادہ دُکھ برداشت کرنے دیا۔ جوں جوں مَیں نے اپنی روح کی تلخی کو اپنے اندر دبائے رکھا، توں توں یہ دباؤ بڑھتا گیا۔ آخر میرے تمام دبے ہوئے جذبات سوالیہ دعا میں ظاہر ہو گئے۔

۳۹: ۴-۶ اے خداوند! کب تک یہ ڈراؤنا خواب جاری رہے گا؟ مجھے بتا کہ میرا کتنا وقت باقی ہے اور یہ کب ختم ہو جائے گا؟ میری زندگی کی زیادہ سے زیادہ چوڑائی بالشت بھر کی ہے، اگر اِس کا تیری ابدیت سے موازنہ کیا جائے تو میری زندگی کا دورانیہ قابلِ ذکر نہیں ہے۔ ہم سب بنی نوع انسان بخارات کی طرح بے ثبات ہیں۔ ہم واہمہ کی طرح زندگی گزار دیتے ہیں۔ ہم اِدھر اُدھر دوڑ دھوپ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اِس سے بالآخر کیا حاصل ہوتا ہے؟ ہم زندگی بھر کنجوسی کر کے بچت کرتے رہتے ہیں اور یہ سب کچھ اپنے پیچھے احمقوں یا اجنبیوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔

۳۹: ۷، ۸ اے خداوند! میرے پاس کیا اُمید ہے؟ میری واحد اُمید تجھ ہی سے ہے۔ تیرے بغیر میرے پاس کچھ نہیں۔ مجھ کو میری سب خطاؤں سے رہائی دے--- خاص کر اُن گناہوں سے جن کی وجہ سے میری زندگی میں یہ خوفناک مصیبت آئی ہے۔ مَیں احمقوں کو اپنی مصیبت پر خوش ہوتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتا۔

۳۹: ۹، ۱۰ تُو جانتا ہے کہ مَیں اِس مصیبت کے آنے سے کیسے خاموش رہا ہوں، کیونکہ مَیں جانتا تھا کہ تُو نے اِس مصیبت کی اجازت دی تھی۔ لیکن مَیں اَب تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تنبیہ کرنے والا اپنا ہاتھ مجھ سے ہٹا لے۔ مَیں تیرے ہاتھ کی مار سے فنا ہوا جاتا ہوں۔

۳۹: ۱۱ اے خداوند! جب تُو کسی شخص کو اُس کے گناہ کے لئے مختلف طریقوں سے سزا دیتا ہے، تو وہ ایسے برباد ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک قیمتی لباس کو کیڑا کھا جائے۔ یہ بالکل

واضح ہے کہ ہم سب بخارات کی طرح بے ثبات ہیں۔

۳۹: ۱۲، ۱۳ چنانچہ اے خداوند! مَیں تیرے پاس آتا ہوں اور تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن لے۔ میری ہنگامی درخواست کو سن اور اِس کا جواب دے۔ میرے آنسو بے تاثیر نہ رہیں۔ بہرکیف مَیں تیری اِس دُنیا میں رات بھر کا مہمان اور اپنے آبا و اجداد کی طرح خانہ بدوش ہوں۔ مَیں تجھ سے صرف یہ دعا کرتا ہوں کہ تُو مجھے سزا دینے کے لئے اپنا غصہ روک لے اور اِس سے پیشتر کہ مَیں اِس دُنیا سے چلا جاؤں ایک مختصر عرصے کے لئے مجھے خوشی اور صحت سے لطف اندوز ہونے دے۔

زبور ۴۰: رہائی یافتہ

مشہور الفاظ ''قربانی اور نذر کو تُو پسند نہیں کرتا'' (آیات ۶-۸) سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ زبور مسیح کے متعلق ہے۔ اِن الفاظ کا عبرانیوں ۱۰: ۵ میں خداوند یسوع پر اطلاق کیا گیا ہے۔ لیکن اِس زبور میں یہ مشکل درپیش ہے کہ پہلے حصہ میں اُس کے جی اُٹھنے کا ذکر ہے، جبکہ آخری حصہ میں صلیب پر اُس کی اذیت کا بیان کیا گیا ہے۔ اِس اُلٹی ترتیب کی وضاحت کرنا اِس قدر آسان نہیں ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ پہلی آیات میں نجات دہندہ کی اپنے جی اُٹھنے پر نگاہیں ہیں اور یوں بیان کر رہا ہے گویا کہ یہ پہلے وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ اِس تفسیر میں ہم پورے زبور کا خداوند یسوع پر اطلاق کریں گے--- پہلے اُس کے جی اُٹھنے اور پھر اُس کے صلیبی دُکھوں پر۔

۴۰: ۱ متکلم مسیح یسوع ہے۔ اُس نے صبر سے خداوند پر آس رکھی کہ وہ اُس کی دعا کو سنے اور اُسے موت سے مخلصی دلائے۔ ہمارے خداوند کو بھی ہمیشہ دعا کا فوری جواب نہ ملا۔ لیکن اُسے احساس تھا کہ ''دیر'' کا لازمی طور پر مطلب ''انکار'' نہیں ہے۔ خدا ہماری دعا کا اُس وقت جواب دیتا ہے جب ہماری زندگیاں اُس کے مقصد کی تکمیل کے لئے مناسب ہوں۔

۴۰: ۲ نجات دہندہ موت سے اپنی جلالی مخلصی کا موازنہ ہولناک گڑھے اور کیچڑ کی دلدل سے نکالے جانے سے کرتا ہے۔ کون تصور کر سکتا ہے کہ زندگی دینے والے کے

لئے گناہ، شیطان، موت اور قبر پر فتح کا کیا مطلب تھا۔

گو مسیح کی مخلصی منفرد حیثیت کی حامل تھی، اِس سے کمتر معنوں میں ہم بھی زندگی کی دلدل اور کیچڑ سے خدا کی نجات بخش قدرت کا تجربہ کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں زندگی اِن گہرے گڑھوں سے بھری پڑی ہے۔ غیر تبدیل شدہ شخص جسے روح القدس نے اُس کی گناہ آلودہ حالت کا احساس دلایا ہے، خصوصی طور پر ہولناک گڑھے میں ہے۔ برگشتہ ایماندار بھی اپنے آپ کو فریب دہ دلدل میں پھنسا ہوا پاتا ہے۔ بیماری، مصیبت اور غم کی دلدل بھی ہے۔ اکثر اوقات جب ہم راہنمائی کے متلاشی ہوتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم قید خانے کی ایک تاریک کوٹھڑی میں ہیں۔ نیز ہم بعض اوقات اپنے آپ کو غم، تنہائی اور دل شکنی کی دلدل میں پاتے ہیں۔ یہ ناقابل فراموش تجربات ہیں، ایسے اوقات میں ہم دعا اور فریاد کرتے اور کراہتے ہیں، لیکن کچھ نہیں ہوتا۔ ہمیں اپنے خداوند کے نمونے سے سیکھنا ہے کہ ہمیں صبر سے خداوند کی آس رکھنا ہے۔ خدا اپنے وقت اور اپنے انداز سے ہمارے پاس آئے گا، ہمیں گڑھے سے نکالے گا، ہمارے پاؤں چٹان پر رکھے گا اور ہماری روش قائم کرے گا۔

۳:۴۰ ملاحظہ فرمائیے کہ خدا نہ صرف ہماری ستائش کا منبع ہے بلکہ ہمارا محور بھی ہے۔ وہ ہمارے منہ میں نیا گیت ڈالتا ہے، یعنی اپنی ستائش کا گیت۔

ہماری مخلصی کا نتیجہ نہ صرف خدا کی تعریف ہے، بلکہ یہ دوسروں کے لئے گواہی کا سبب بھی بنتی ہے۔ ”بہتیرے دیکھیں گے اور ڈریں گے اور خداوند پر توکل کریں گے۔“ یہ بات واضح طور پر ہمارے خداوند یسوع کے جی اُٹھنے پر صادق آئی۔ ایمان کے زائرین کی لامتناہی تعداد کا تصور کیجئے جو خالی قبر کے معجزہ کے ذریعہ زندہ خدا کے لئے جیتے گئے ہیں۔

۴:۴۰ جب وہ اُن لوگوں کے بارے میں سوچتا ہے جنہوں نے دیکھ لیا اور جانچ لیا ہے کہ خداوند بھلا ہے، تو جی اُٹھا ہوا نجات دہندہ روحانی زندگی کے لئے عظیم ترین اور بنیادی سچائی کو بیان کرتا ہے، ”مبارک ہے وہ آدمی جو خداوند پر توکل کرتا ہے۔“ زندگی میں حقیقی تکمیل اور خوشی صرف خدا پر توکل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس کے علاوہ اَور

کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔ ہماری تخلیق ہی اِس انداز سے ہوئی ہے کہ ہمارے مقدر کی تکمیل اُسی وقت ممکن ہے جب ہم تسلیم کریں کہ خدا ہمارا خداوند اور مالک ہے۔ اوگسطین اِسے یوں لکھتا ہے: ''اے خداوند! تُو نے ہمیں اپنے لئے بنایا ہے اور ہمارے دلوں کو اُس وقت تک سکون نہیں ملے گا، جب تک ہم تجھ میں سکون حاصل نہ کر لیں۔''

مبارک شخص نہ صرف خدا کا طالب ہوتا ہے بلکہ وہ مغرور لوگوں اور جھوٹے بتوں کے پیروکاروں کی طرف بھی مائل نہیں ہوتا۔ وہ زندگی کے دو بڑے فریبوں سے دھوکا نہیں کھاتا: اِس تصور سے کہ مغرور آدمی کی عزت کرنا بہت ضروری ہے اور اِس تصور سے کہ مادیت، عیش و نشاط اور جنسی لذت انسانی دل کو مطمئن کر سکتی ہے۔ مبارک آدمی انسان کے بجائے خدا کی پسندیدگی کا خیال رکھتا ہے، کیونکہ اُسے یہ احساس ہوتا ہے کہ کامل خوشی بتوں کے پجاریوں کی رفاقت میں نہیں بلکہ خدا کی حضوری میں حاصل ہوتی ہے۔

۴۰: ۵ خدا کی مہربانیاں بے شمار ہیں۔ اُس کے اپنے لوگوں کے لئے فضل کے خیال اور کام ادراک سے باہر ہیں۔ کون اُس کی فطری تخلیق کی لامحدود تفصیلات کو پورے طور پر بیان کر سکتا ہے؟ کون اُس کی روحانی برکتوں یعنی چناؤ، تقدیر، راست بازی، مخلصی، کفارہ، معافی، نجات، نئی پیدائش، روح القدس کی ایماندار میں سکونت، روح کی مہر، روح القدس کی حقیقت، مسح، تقدیس، اِبنیت، وراثت اور جلال کی وسعت کو سمجھ سکتا ہے --- ''اگر مَیں اُن کا ذکر اور بیان کرنا چاہوں تو وہ شمار سے باہر ہیں۔''

۴۰: ۶ جیسا کہ ہم نے بیان کیا زبور کی آیات ۶-۸ واضح طور پر مسیح کے متعلق ہیں۔ عبرانیوں ۱۰: ۵-۹ میں ہم سیکھتے ہیں کہ یہ الفاظ خدا کے بیٹے کی زبان تھے جب وہ اِس دُنیا میں تھا۔ دراصل وہ یہ کہہ رہا تھا کہ گو خدا نے اسرائیل قوم کے لئے قربانی اور نذر کو مقرر کیا تھا، لیکن اِنہوں نے کبھی بھی اُس (خدا) کے حتمی مقصد کو پیش نہ کیا۔ وہ کسی آنے والی بہتر شے کی علامت اور سایہ کے طور پر ترتیب دی گئی تھیں۔ عارضی خلا کو پُر کرنے کے لئے اُن کی ضرور اہمیت تھی۔ لیکن خدا کبھی اُن سے مطمئن نہیں تھا، اُس کی نگاہ میں وہ آئیڈیل سے کمتر اہمیت کی حامل تھیں کیونکہ وہ گناہ کے مسئلہ کا حتمی حل پیش نہیں کر سکتی تھیں۔ سوختنی اور خطا کی قربانیوں کی کمزوریوں کے پیش نظر خدا نے اپنے پیارے بیٹے

کے کان کھول دیئے۔ اِس کا آسان سا مطلب یہ ہے کہ نجات دہندہ کے کان کھولے گئے تاکہ وہ باپ کی مرضی کو سنے اور پورا کرے۔ مسیح رضامندی اور فرماں برداری کے رویے کے ساتھ اِس دُنیا میں آیا۔

”تُو نے میرے کان کھول دیئے ہیں۔“ اِس کو ایک انگریزی ترجمہ میں یوں کہا گیا ہے: ”تُو نے میرے کان چھید دیئے ہیں۔“ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ اِس کا خروج ۲۱: ۵، ۶ کے عبرانی غلام کی طرف اشارہ ہے۔ اگر غلام ساتویں سال میں آزاد نہ ہونا چاہتا تو اُس کا کان ستاری سے دروازہ کی چوکھٹ پر چھیدا جاتا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے آقا کا غلام بن جاتا۔ مسیح اِس کی علامت تھا، کیونکہ وہ اپنے تجسم میں اپنی مرضی سے خادم بنا (فلپیوں ۲: ۷) اور وہ اپنی دوسری آمد تک اپنے لوگوں کی خدمت کرتا رہے گا (لوقا ۱۲: ۳۷)۔

”تُو نے میرے کان کھول دیئے ہیں“ اِس جملے کا عبرانیوں ۱۰: ۵ میں اقتباس کیا گیا ہے، لیکن اِس کے الفاظ تبدیل کر دیئے گئے ہیں ”میرے لئے ایک بدن تیار کیا۔“ جہاں تک اِس تبدیلی کے اختیار کا تعلق ہے، وہی روح القدس جس نے پہلے زبور ۴۰ کے الفاظ کے لئے الہام دیا، یقینی طور پر اُسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ عہدجدید میں اِس کا اقتباس کرتے ہوئے اِس کی وضاحت بھی کر دے۔ ”کان چھیدنے“ کا لغوی مطلب غالباً وہ محاورہ ہے جس میں ایک حصہ یا جزو (یہاں کان) سے کُل (یہاں بدن) اخذ کیا جاتا ہے۔ عہدجدید میں معانی کی وضاحت کرتے ہوئے تجسم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۴۰: ۷، ۸ مسیح مجبوراً انسان نہ بنا بلکہ دِلی خوشی سے یہ قدم اُٹھایا۔ اِس موقع پر اُس نے کہا، ”دیکھ! مَیں آیا ہوں۔ کتاب کے طومار میں میری بابت لکھا ہے۔ اے میرے خدا! میری خوشی تیری مرضی پوری کرنے میں ہے بلکہ تیری شریعت میرے دل میں ہے۔“ عہدعتیق کے شروع سے آخر تک پیش گوئیاں کی گئی ہیں کہ مسیح اِس دُنیا میں نہ صرف آئے گا بلکہ وہ خوشی سے باپ کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے آئے گا۔ خدا کی مرضی نہ صرف اُس کے ذہن میں تھی بلکہ اُس کے دل پر بھی کندہ تھی۔

۴۰: ۹، ۱۰ اِن آیات میں اُس کی زمینی خدمت کو بیان کیا گیا ہے۔ اُس نے بڑے مجمع

یعنی اسرائیل کے گھرانے میں نجات کی بشارت دی۔ اِن باتوں کا اعلان کرنے کے لئے خدا نے اُسے حکم دیا تھا، اور اِس سلسلے میں اُس نے کوئی چیز بھی نہ چھپائی۔ اُس نے خدا کی نجات بخش مدد، دائمی وفاداری اور دائمی محبت کی سچائیوں کا محض ذخیرہ نہیں کر رکھا تھا۔

۴۰:۱۱ زبور کی باقی آیات (۱۱-۱۷) ہمیں پھر صلیب کی طرف لے آتی ہیں۔ ہمیں نجات دہندہ کی پریشانی میں نہایت دلدوز فریاد سنائی دیتی ہے۔ اِس سے پہلے آیت ۱۰ میں جو کچھ کہا گیا ہے اُس کے ساتھ اِس کا گہرا تعلق ہے۔ تعلق یہ ہے: ”مَیں نے لوگوں کو تیری نجات، تیری وفاداری اور تیری دائمی محبت کے بارے میں بتایا ہے۔ اب اپنے رحم کو روکنے سے میری گواہی کی نفی نہ کر۔ تیری شفقت اور سچائی برابر میری حفاظت کریں۔“

۴۰:۱۲ اُس کی اِس پریشان کن التجا کا فوری موقع یہ تھا کہ کلوری کی شدید ایذائیں اُسے کچل رہی تھیں۔ یہ بے شمار برائیاں، بے شمار گناہوں کا نتیجہ تھیں۔ لیکن جب وہ کہتا ہے ”میری بدی“ تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہماری بدیاں تھیں--- وہ گناہ جن کی سزا برداشت کرنے کے لئے اُس نے معاہدہ کیا تھا۔ اُس کا دُکھ اِس قدر شدید تھا کہ اُس کا جی چھوٹ گیا تھا۔ کون اُس کی اذیت کی گہرائیوں کو تصور میں لا سکتا ہے جو اُس نے اِس لئے برداشت کی تاکہ ہمیں معافی حاصل ہو سکے!

۴۰:۱۳ اذیت کی انتہا میں مسیح نے فوری مدد کے لئے آسمان کے دروازوں پر دستک دی۔ گویا اُس کی التجا یہ تھی ”مہربانی کر کے مجھے چھڑائیں اور مہربانی سے ابھی چھڑائیں۔“ اِس قسم کی دعا کامیاب ہوتی ہے۔ اِس قسم کی دعا قادرِ مطلق کو عمل کے لئے تحریک دیتی ہے۔

۴۰:۱۴، ۱۵ جہاں تک اُس کے دشمنوں کا تعلق ہے وہ التجا کرتا ہے کہ اُن کی سزا اُن کے جرائم کے مطابق ہو۔ وہ اُس کی جان لینا چاہتے ہیں، اِس لئے اُس کی یہ خواہش ہے کہ وہ شرمندہ اور خجل ہوں۔ چونکہ وہ اُس کی ابتر حالت پر خوش ہوتے ہیں اِس لئے وہ چاہتا ہے کہ وہ رسوائی کے سبب سے تباہ ہو جائیں۔ اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ یہ جذبات خدائے محبت کے برعکس اور متضاد ہیں تو مَیں اُنہیں صرف یہ یاد دلاؤں گا کہ محبت کا انکار کرنے سے انسان ارادتاً اپنی سزا کا انتخاب کرتا ہے۔

۴۰:۱۶ جہاں تک خدا کے دوستوں کا تعلق ہے مسیح دعا کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ خداوند میں خوش رہیں، کہ خدا کے سب طالب اُس میں خوش و خرم ہوں اور نجات کے عاشق مسلسل یہ کہیں ''خداوند کی تمجید ہو۔''

۴۰:۱۷ جہاں تک مسیح یسوع کا تعلق ہے، اُس کی قوت کم اور ضرورت بڑی ہے۔ لیکن اُسے اِس بات سے تسلی ہوتی ہے کہ خداوند اُس کی فکر کرتا ہے۔

جہاں تک خدا باپ کا تعلق ہے وہ اپنے پیارے بیٹے کا مددگار اور چھڑانے والا ہے۔ چنانچہ خداوند یسوع دعا کرتے ہوئے اپنی التجا کے آخری حصہ میں کہتا ہے ''اے میرے خدا! دیر نہ کر۔'' جواب آتے دیر نہیں لگتی۔ جیسا کہ ہم نے زبور کے پہلے حصے میں دیکھا، تیسرے دن باپ نے نیچے آ کر اُسے ہولناک گڑھے سے نکال دیا۔

یوں لگتا ہے کہ اِس زبور میں پہلے دعا کا جواب ملتا ہے اور بعد میں دعا کا ذکر ہے۔ یہ اِس بات کی یاد دلاتا ہے: ''مَیں اُن کے پکارنے سے پہلے جواب دوں گا اور وہ ہنوز کہہ نہ چکیں گے کہ مَیں سن لوں گا'' (یسعیاہ ۶۵: ۲۴)۔

زبور ۴۱: علالت کے کمرے سے دعا

داؤد بیمار ہے اور اُس کے دشمنوں کا خیال ہے کہ یہ کوئی معمولی بیماری نہیں ہے۔ وہ بہت زیادہ خوش ہیں کہ بلاشبہ یہ بیماری جان لیوا ثابت ہو گی۔ داؤد کے غم میں اِس بات سے اضافہ ہوا ہے کہ غداروں میں سے ایک پہلے اُس کا قریبی دوست تھا۔

۴۱:۱-۳ لیکن مریض بالکل پُرسکون ہے۔ سب سے پہلے تو وہ یہ یاد کرتا ہے کہ خداوند اُس شخص کو برکت دیتا ہے جو غریب کا خیال رکھتا ہے۔ غالباً یہاں ''غریب'' کا مطلب یہ نہیں کہ داؤد معاشی طور پر غریب ہے بلکہ یہ کہ وہ بیماری کے باعث بہت کمزور ہو گیا ہے۔ داؤد اپنے آپ کو اِس خیال سے تسلی دیتا ہے کہ اُس نے وہی سلوک دکھایا ہے جو خداوند بھی مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ کرتا ہے ـــ یعنی اُس نے اُن کی مدد کی، اُنہیں تسلی دی اور اُن سب کو خوش کیا جو بیماری کے بندھن میں تھے۔ اب وہ اِس وعدے کے لئے مطالبہ کرتا ہے کہ خداوند مصیبت کے دن اُسے چھڑائے گا۔ ہاں خداوند اُسے

محفوظ رکھنے کے لئے اُس کی نگہبانی کرے گا۔ چونکہ داؤد کی بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی دیکھ بھال کے لئے اچھی شہرت تھی، اِس لئے وہ پُراعتماد ہے کہ خدا اُسے اُس کے بدباطن دشمنوں کی مرضی کے مطابق نہیں چھوڑے گا۔ بلکہ وہ داؤد کو علالت کے دوران مطلوبہ فضل دے گا اور ایک بار پھر اُسے صحت اور قوت عطا کرے گا۔ خداوند کو تیمار دار (نرس) کی صورت میں پیش کیا گیا ہے جو مریض کے آرام کے پیشِ نظر اُس کے بستر کا خیال رکھتا ہے۔

۴۱:۴ لیکن زبور نویس کا کلی طور سے اپنے ماضی پر انحصار نہیں تھا کہ اُس نے غریبوں اور کمزوروں کا خیال رکھا۔ اُس نے بڑی دانش مندی سے اپنی بیماری کو خداوند کے سامنے دعا میں رکھا، اپنے گناہ کا اقرار کیا اور شفا کے لئے یوں التجا کی جیسا کہ وہ اُس کا مستحق نہیں تھا۔ ایماندار کی زندگی میں ہر ایک بیماری براہِ راست گناہ کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ بوڑھے لوگوں کی اکثر بیماریاں عمر کی وجہ سے توڑ پھوڑ کے عام جسمانی عمل کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ تاہم بعض اوقات گناہ اور بیماری کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے اور جہاں اِس کا ہلکا سا امکان بھی نظر آئے تو ایماندار کو فوری طور پر خداوند کی حضوری میں جا کر دل کی گہرائیوں سے اپنے گناہ کا اقرار کرنا چاہئے۔ اِن تمام صورتوں میں عظیم طبیب کی معافی مقامی ڈاکٹروں کے علاج معالجہ پر سبقت لے جائے گی۔

۴۱:۵ اِسی دوران زبور نویس کے دشمن اُس کی موت کی خبر کے منتظر ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں ”وہ کب مرے گا اور ہم کب سنیں گے کہ یہ شخص ختم ہو گیا ہے؟“

۴۱:۶ اکثر اوقات اِن بدخواہوں میں سے ایک شخص اوقاتِ ملاقات کے دوران آتا ہے، لیکن وہ تسلی کی کوئی بات نہیں کرتا، اُس کے الفاظ میں اُمید اور حوصلہ افزائی کا کوئی شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ کچھ کہے بغیر گفتگو کرتا ہے۔ درحقیقت یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ کسی ایسی خبر کی تلاش میں رہتا ہے جسے وہ داؤد کے خلاف استعمال کر سکے۔ وہاں سے جانے کے بعد وہ ہر منفی خبر کی تشہیر کرنا شروع کر دیتا ہے۔

۴۱: ۷، ۸ اِس بیمار شخص کے خلاف افواہوں کی مہم جاری ہے اور انجامِ بد کے یہ انبیا داؤد کے لئے مصیبتوں کی پیش گوئی کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے یہ خبر پھیلا دی کہ اُسے مُہلک مرض لگ گیا ہے اور اگلا قدم یہ ہوگا کہ وہ مر جائے گا۔

۴۱: ۹ شاید سب سے گہرا زخم اُس شخص کی غداری تھی جو کسی وقت اُس کا قریبی دوست تھا۔ ایسا عمل بہت تلخ ہوتا ہے۔ یہوداہ نے جب یسوع کو پکڑوایا تو یسوع نے یہی کچھ محسوس کیا اور جو اُس کی پیروی کرتے ہیں اُن کی زندگیوں میں یہ ایک عام تجربہ ہوتا ہے۔

یسوع نے یہوداہ کے سلسلہ میں آیت ۹ کا اقتباس کیا۔ تاہم یہ واضح ہے کہ اُس نے اِن الفاظ کو نظر انداز کر دیا: ”میرے دلی دوست نے جس پر مجھے بھروسا تھا۔“ خداوند پہلے سے جانتا تھا کہ یہوداہ اُسے پکڑوائے گا اور اُسے اُس پر کبھی بھی بھروسا نہیں تھا، چنانچہ اُس نے محض یہ کہا، ”جو میری روٹی کھاتا ہے اُس نے مجھ پر لات اُٹھائی“ (یوحنا ۱۳: ۱۸)۔

۴۱: ۱۰ داؤد اُس شخص سے ہٹ کر جس نے اُس کی پیٹھ میں چھرا گھونپا ہے اب رحم کے لئے خداوند کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے۔ دوسرے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں، لیکن وہ خداوند پر بھروسا کرتا ہے جو اُس کے ساتھ وفادار ہے۔ اِس کے بعد وہ ایک عجیب سی التجا کرتا ہے: ”مجھے اُٹھا کھڑا کر تا کہ مَیں اُن کو بدلہ دوں۔“ پہلی نظر میں داؤد کی یہ التجا مناسب نہیں لگتی، لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کا مسح کیا ہوا اسرائیل کا حکمران تھا۔ اور بادشاہ کی حیثیت سے یہ اُس کا فرض تھا کہ وہ غداری کی سزا دے۔ گو فرد کی حیثیت سے وہ اِس دشمنی اور غداری کو برداشت کر لیتا، لیکن بادشاہ کی حیثیت سے اُس پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ وہ حکومت کا تختہ اُلٹنے کی کوششوں کو دبائے۔

۴۱: ۱۱، ۱۲ داؤد اپنے دشمنوں کی سازشوں کی ناکامی کو اِس نقطہ نظر سے دیکھتا ہے کہ یہ اُس پر خداوند کی مہربانی کی علامت ہے۔ تب وہ اِس بات کا اضافہ کرتا ہے:

> ”مجھے تو تُو ہی میری راستی میں قیام بخشتا ہے
> اور مجھے ہمیشہ اپنے حضور قائم رکھتا ہے۔“

اگر ہم اِس ترجمہ کو ترجیح دیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ داؤد گویا بہت زیادہ فخر کر رہا

ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ اپنے گناہوں اور ناکامیوں کے باوجود ایک راست شخص تھا۔ اپنے دشمنوں کے مقابلے میں وہ مجسم نیکی تھا۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ خداوند نے اُسے قیام بخشا کیونکہ اُس نے اُس کی زندگی میں راستی اور خلوص دیکھا۔

اِس آیت کا یہ ترجمہ بھی ممکن ہے:

> ”اگر تُو مجھے قیام بخشے تو مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا
> اور مَیں ہمیشہ تیرے حضور قائم رہوں گا۔“ (گلینو)

اِس ترجمہ میں ہر بات کے لئے داؤد کا اپنی راستی پر نہیں بلکہ کلی طور سے خداوند پر انحصار ہے۔ خداوند کا سنبھالنے والا فضل اِس زندگی میں حفاظت کی ضمانت دیتا ہے اور آسمانی بادشاہ کی حضوری میں ہمیشہ کے لئے قائم رکھتا ہے۔

۴۱:۱۳ بڑے پُرسکون اور پُراعتماد لہجہ میں زبور نویس اب آخر میں تعریف کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ یہوواہ، عہد پر قائم رہنے والا اسرائیل کا خدا اِس لائق ہے کہ ازل سے ابد تک اُس کی پرستش کی جائے۔ داؤد نے اِس خراجِ تحسین کے لئے دوبارہ آمین کہا اور ہم بھی ایسا کریں۔

دوسری کتاب (زبور ۴۲-۷۲)

زبور ۴۲: خدا کے لئے پیاس

بعض لوگ اِس زبور میں داؤد کی آواز کو سُنتے ہیں جب وہ اپنے بیٹے ابی سلوم کی بغاوت کے دوران جلاوطنی میں بھاگا تھا۔

کچھ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ رد کئے جانے اور دُکھوں میں مسیح کی آواز ہے۔

لیکن بعض لوگ اِس کا اطلاق اُس ایماندار پر کرتے ہیں جو اپنے خدا سے پہلی محبت کے ایام پر غور کرتے ہوئے یہ خواہش رکھتا ہے کہ خدا کے ساتھ اُس کی رفاقت پہلے کی طرح ہو۔

یہ ضروری نہیں کہ کسی ایک نظریہ کو نظر انداز کیا جائے، کیونکہ اِن سب کا اطلاق

بالکل درست ہے۔ یہ مزامیر کی ایک خوبی ہے کہ اِن کا اطلاق زندگی کے مختلف پہلوؤں پر کیا جا سکتا ہے۔

خدا سے رفاقت کے لئے ہماری باطنی آرزو کا ہرنی کی شدید پیاس سے موازنہ کیا جا سکتا ہے جو بیابان میں ہانپتی ہوئی پانی کے نالوں کے لئے ترستی ہے۔ کسی نے اِس تصویر کا اپنے اوپر اطلاق کرتے ہوئے کہا: "مَیں جہاں جہاں بھی گیا میری ایک ہی خواہش تھی کہ خدا کے لئے میری زبردست پیاس کی شدت میں کبھی کمی نہ آئے۔"

۲:۴۲ ہماری پیاس صرف اور صرف خدا کے لئے ہے، کسی اَور کے لئے یہ پیاس نہیں ہو سکتی۔ یہ پیاس صرف اور صرف زندہ خدا کے لئے ہے، کسی بے جان بت کے لئے نہیں۔ یہ ایک ایسی خواہش ہے جو صرف خداوند کے حضور شخصی طور پر حاضر ہونے اور اُس کے چہرے کو دیکھنے سے مطمئن ہو گی۔

مجھے اپنا چہرہ دکھا، اپنے الٰہی حسن کی جھلک دکھا
تو مَیں تیرے حسن کے علاوہ کسی اَور کا تصور تک نہیں کروں گا۔
دوسری روشنیاں اندھیرے کے مترادف ہوں گی،
دوسروں کا جلال مدھم ہو گا۔
اِس دُنیا کے خوبصورت افراد، پھر کبھی خوبصورت دکھائی نہیں دیں گے۔

(مصنف نامعلوم)

۳:۴۲ خدا سے علیحدگی کی تلخی کو کون بیان کر سکتا ہے؟ یہ مسلسل آنسوؤں کی خوراک اور نہ ختم ہونے والی مصیبت کی زندگی ہو گی۔ اور گویا کہ یہ کافی نہ تھا، دشمنوں کے طعنوں نے غم میں اضافہ کر دیا کہ "تیرا خدا کہاں ہے؟" یہی سمعی کا مطلب تھا جب اُس نے داؤد سے کہا، "دُور ہو! دُور ہو! اے خونی آدمی اے خبیث! خداوند نے ساؤل کے گھرانے کے سب خون کو جس کے عوض تُو بادشاہ ہوا تیرے ہی اوپر لوٹایا" (۲۔ سموئیل ۱۶: ۷، ۸)۔ جب مسیح مصلوب کے متعلق سردار کاہنوں نے یہ کہا تو اُن کا بھی یہی مطلب تھا، "اِس نے خدا پر بھروسا کیا ہے اگر وہ اِسے چاہتا ہے تو اب اِس کو چھڑائے" (متی ۲۷: ۴۳)۔

۴۲:۴ اچھے دنوں کی یاد بھی ہے۔ یہ خدا کے ساتھ رفاقت کی خوبصورت یادیں ہیں اور اب اِس کے لئے یہ ٹوٹی ہوئی رفاقت ناقابلِ برداشت ہے۔ ناکس اپنے ترجمے میں بہت خوبصورتی سے اِن جذبات کو بیان کرتا ہے:

> ابھی تک پرانی یادوں سے میرا دل بھر آتا ہے کہ مَیں کس طرح بھیڑ کے ساتھ، خوشی اور شکرگزاری کے نعرے لگاتے ہوئے خدا کے گھر کو جاتا تھا۔

۴۲:۵ خوش گوار ماضی کے خیال سے ایک روحانی افسردگی جنم لیتی ہے جو ایمان اور نااُمیدی کے درمیان ایک کش مکش سی پیدا کر دیتی ہے۔ روح بے چین ہو جاتی ہے اور گری گری سی لگتی ہے، لیکن ایمان ذہن کی بوجھل اور پریشان کیفیت کو چیلنج کرتا ہے۔

> ”خدا سے اُمید رکھ کیونکہ اُس کے نجات بخش دیدار کی خاطر
> مَیں پھر اُس کی ستائش کروں گا۔“

اگر یہ محض رجائیت پسندی ہوتی کہ ”سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا“ تو یہ بالکل فضول احساس ہوتا۔ یہ اُمید کیوں سو فیصد یقینی ہے؟ اِس لئے کہ یہ خدا کے وعدہ پر مبنی ہے کہ اُس کے لوگ اُس کا دیدار حاصل کریں گے (زبور ۱۷: ۱۵، مکاشفہ ۲۲:۴)۔

۴۲:۶ افسردگی اور بے دلی بار بار دعاگو پر غالب آنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ لیکن ایمان اِس پُراعتماد دعوے کے ساتھ اپنا دفاع کرتا ہے کہ وہ خدا کو یردن کی سرزمین سے اور حرمون اور کوہِ مصفار پر سے یاد کرے گا۔ شاید اِن تینوں جگہوں پر دعاگو کو تین خاص روحانی تجربات حاصل ہوئے ہوں، لیکن ہم اِس کے بارے میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ یہ بات تو صاف نظر آتی ہے کہ یہ تینوں مقام جلاوطنی کی سرزمین کی نشاندہی کرتے ہیں، جو یروشلیم میں خدا کے گھر سے بہت دُور ہیں۔ اور اِس میں یہ خیال پوشیدہ ہے کہ گو ہم خدا کے گھر میں نہ جا سکیں، تاہم اُس گھر کے خدا کو یاد ضرور کر سکتے ہیں۔

۴۲:۷ جب ہم ساتویں آیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری روحانی جبلت ہمیں بتاتی ہے کہ ہم خصوصی طور سے کوہِ کلوری پر خداوند یسوع کی التجاؤں کو سن رہے ہیں جبکہ اُس پر خدا

کی عدالت کی موجیں اور لہریں گزر رہی تھیں۔ جب اُس نے ہمارے گناہوں کو صلیب پر اپنے بدن پر اُٹھایا تو اِلٰہی غضب کی آبشاروں کی گھن گرج آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

۴۲: ۸ جارج ملر نے کہا، ”آزمائشیں ایمان کی غذا ہیں۔“ چنانچہ ہم پُر اعتماد ایماندار کے اعتماد کو دیکھتے ہیں:

”تو بھی دن کو خداوند اپنی شفقت دکھائے گا
اور رات کو مَیں اُس کا گیت گاؤں گا
بلکہ اپنی حیات کے خدا سے دعا کروں گا۔“

یہ آیت ۳ کا جواب ہے۔ وہاں زبور نویس نے یہ کہا تھا، ”میرے آنسو دن رات میری خوراک ہیں۔“ لیکن اب دن خدا کی دائمی شفقت سے اور رات دعا اور گیت سے معمور ہے۔ چنانچہ رات اور دن کو خدا کی نیکی ثابت ہوتی ہے۔

۴۲: ۹، ۱۰ ایک بار پھر حوصلہ شکنی وارد ہوتی ہے۔ اِس دفعہ یہ کیفیت دُشمن کی سنگ دلی اور ظلم کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خدا اپنے فرزند کو بھول گیا ہے۔ بے کس ایماندار ماتم کناں کی طرح مارا مارا پھرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ”دُشمن اپنے چلّانے سے میرے دل کو چھیدتے ہوئے مجھے گالیاں دے رہے ہیں“ (گلینو)۔ ظاہراً یوں لگتا ہے کہ خدا نے اپنے فرزند کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ دُشمن مسلسل اِس سوال سے اُسے طعنہ دیتے ہیں ”تیرا خدا کہاں ہے؟“

۴۲: ۱۱ لیکن ایمان آخر کار غالب آتا ہے۔ بے دل نہ ہو، پریشان اور ہراساں نہ ہو۔ خدا سے اُمید رکھ تو تجھے تیرے دُشمنوں اور تیری بے دلی سے بھی نجات ملے گی اور تُو پھر اُس کی ستائش کرے گا کہ وہ تیرا نجات دہندہ اور خدا ہے۔ کسی نے کہا ہے: ”بے دلی کا علاج کیا ہے؟ بے دلی کو چیلنج کریں اور اُمید کی طرف نگاہیں لگائیں۔ مسیحی زندگی چاق و چوبند رہنے، مسلسل آگے بڑھنے، سرگرم عمل رہنے اور دوڑ دوڑنے پر مشتمل ہے۔ اِس میں مغموم نگاہیں، بندھے ہوئے ہاتھ اور شکستِ کی قبولیت نہیں پائی جاتی۔“

زبور ۴۳: اپنے نور اور اپنی سچائی کو بھیج

یہ گذشتہ زبور سے پیوستہ ہے۔ اِن کا تعلق ایک دوسرے سے اِس قدر گہرا ہے کہ نیو انگلش بائبل میں اِنہیں اِس طور سے پیش کیا گیا ہے گویا کہ یہ ایک ہی زبور ہو۔

۴۳: ۱، ۲ یہاں ہم ایک جلاوطن کی مسلسل دعا سنتے ہیں جو صیون میں عبادت کرنا چاہتا ہے، لیکن ایک بے دین قوم اور ایک نا انصاف آدمی اُس کی مخالفت کرتا ہے۔

سب سے پہلے التجا کی گئی ہے کہ خدا دعا گو کو راست باز قرار دے اور اُس کی مدد کرے۔ زبور نویس خدا سے درخواست کرتا ہے کہ وہ بے دین قوم اور مردِ گناہ کے مقابلے میں اپنے لوگوں کا دفاع کرے۔ ایماندار کے لئے یہ بہت اذیت ناک بات ہے جب وہ خدا میں پناہ ڈھونڈتا ہے اور پھر بھی یہ محسوس کرتا ہے کہ خدا نے اُسے ترک کر دیا ہے۔ یہ ایماندار کے لئے ایک بھید ہے کہ اگرچہ وہ جیت کی طرف ہے تو بھی اُسے کبھی نہ کبھی دشمن کی ایڑی تلے دُکھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔

۴۳: ۳ اِس کے بعد صیون کی جانب واپسی کے لئے خصوصی اور مثبت دعا پیش کی گئی ہے۔ زبان کی خوبصورتی منفرد ہے:

> ”اپنے نور اور اپنی سچائی کو بھیج۔ وہی میری رہبری کریں۔
> وہی مجھ کو تیرے کوہِ مُقدّس
> اور تیرے مسکنوں تک پہنچائیں۔“

زبور نویس خدا کی حضوری کی روشنی اور خدا کے وعدہ کی سچائی پر مشتمل حفاظتی دستہ کا طلب گار تھا۔ یہ اُس کی راہنمائی کریں اور رحمت اور بھلائی اُس کے پیچھے پیچھے چلیں (زبور ۲۳: ۶)۔ تو وہ پُریقین تھا کہ وہ خوشی کے ساتھ خدا کے کوہِ مُقدّس پر واپس جائے گا۔

۴۳: ۴ آیات ۳، ۴ میں ارتقا ملاحظہ فرمائیے:

> ”تیرے کوہِ مُقدّس تک، تیرے مسکنوں تک
> خدا کے مذبح کے پاس، خدا کے حضور جو میری کمال خوشی ہے۔“

حقیقی پرستار کبھی بھی جغرافیائی محلِ وقوع یا کسی عمارت یا مذبح سے مطمئن نہیں ہوتا۔ لازم ہے کہ وہ بذاتِ خود خداوند کی حضوری میں پہنچے۔

۴۳: ۵ خدا کے حضور جانے کی اُمید سے خوش ہو کر مصنف ایک بار پھر اپنی بے دلی اور پریشانی کو ڈانٹتا ہے۔ وہ اِس بات پر زور دیتا ہے کہ خدا پر ایمان رکھ تو یقیناً وہ تیری مراد کو پورا کرے گا۔ کسی نے دیگر الفاظ میں یوں کہا ہے: ”اے میری جان! مطمئن رہ، کیونکہ تیرا آسمانی اور بہترین دوست تجھے خاردار راستوں میں سے نکال کر خوش کن انجام تک پہنچائے گا۔“

زبور ۴۴: ذبح ہونے والی بھیڑیں

گذشتہ فتوحات کی یادوں سے شکست کی تکلیف اَور بھی بڑھ جاتی ہے اور جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ خدا کا چہرہ ہم سے چھپا ہوا ہے، تب ہم اُس کی رفاقت کی زیادہ قدر کرنے لگتے ہیں۔

۴۴: ۱-۳ اسرائیل کی تاریخ ایسے زبردست واقعات سے بھری پڑی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے اُن کی مدد کی ہے۔ اُس نے مُلکِ کنعان سے غیر قوموں کو نکال کر اُسے اپنی برگزیدہ قوم کو دے دیا۔ اُس نے کنعانیوں کو محکوم کر کے اسرائیل کو اپنے ملک میں آزادی دی۔ یہودیوں نے کسی فوجی برتری کی وجہ سے ملک پر قبضہ نہ کیا اور نہ اُنہوں نے اپنی قوت سے ہی فتوحات حاصل کیں۔ یہ سب کچھ خدا کے قوی دہنے ہاتھ، اُس کے قادرِ مطلق ہاتھ اور اُن پر اُس کی شفقت کی وجہ سے ہوا۔

۴۴: ۴-۸ خداوند نے جو کچھ ہمارے لئے کیا اِس سے ہمارے دل میں تحریک پیدا ہوتی ہے کہ اُس کی ستائش کریں۔ وہ عظیم بادشاہ اور قادرِ مطلق خدا ہے جو غیر مستحق یعقوب کے غیر مستحق بیٹوں کو فتوحات دیتا ہے۔ اُسی کے ذریعے اسرائیل نے اپنے دُشمنوں کو شکست دی اور اپنے حملہ آوروں پر حاوی رہے۔ اُنہوں نے آزما کر دیکھ لیا کہ جنگ میں کمان پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا اور نہ تلوار ہی اُن کی نجات دہندہ ثابت ہو سکتی ہے۔ خدا

ہی ہے جس نے اپنے لوگوں کو مخلصی دلائی اور اُن کے دُشمنوں کو پریشان کر دیا۔ چنانچہ حیرت کی بات نہیں کہ لوگ اُس کے ساتھ تعلق کے لئے فخر کرتے رہے اور کہتے رہے کہ وہ اُس کا شکر ادا کرتے رہیں گے۔

۴۴: ۹-۱۲ لیکن اِسی اثنا میں کوئی ایسی بات ہوئی ہے جس سے نغمہ نوحہ میں بدل گیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے لوگوں کو چھوڑ دیا ہے اور اُنہیں رُسوا ہونے دیا۔ فوجوں نے خدا کی حضوری اور مدد کے بغیر کوچ کیا اور بہت جلدی پریشانی کی حالت میں پسپا ہو گئیں اور دُشمنوں نے اسرائیل کا سارا مال لوٹ لیا۔ خداوند نے اپنی بھیڑوں کو ذبح ہونے کے لئے چھوڑ دیا اور جو باقی بچے تھے اُنہیں غیر قوموں کے درمیان پراگندہ کر دیا۔ یہ سب کچھ ایسے دکھائی دیتا تھا کہ کوئی سودا ہو چکا ہے جس میں خدا نے اپنے لوگوں کو مفت میں بیچ ڈالا تھا۔ اور بظاہر دشمن نتائج بھگتے بغیر یہ سب کچھ لے گیا۔

۴۴: ۱۳-۱۶ بے چاری اسرائیل قوم دوسری اقوام کے لئے تمسخر، تضحیک اور مذاق کا باعث بن گئی۔ اِن یہودیوں کو رسوا کرنے کے لئے تضحیک کی ضرب الامثال اور القاب استعمال کئے گئے۔ خدا کی قدیم قوم پر غیر قومیں پھبتیاں کسنے لگیں۔ وہ اِس قدر ذلت کا نشانہ بن چکے تھے کہ اِس سے راہِ فرار مشکل تھی۔ اِنتقام لینے والے دُشمنوں کے باعث اُن کے چہروں پر مسلسل شرمندگی چھائی رہتی تھی۔

۴۴: ۱۷ اِس تمام شکست اور ندامت کے بارے میں عجیب بات یہ تھی کہ یہ اسرائیل کی کسی برگشتگی کے باعث نہیں ہوئی۔ تاریخ میں دوسرے موقعوں پر گناہ اور مصیبت کے درمیان ایک حتمی تعلق تھا۔ لیکن اِس خصوصی صورتِ حال میں ایسا نہیں تھا۔ بلکہ ایسا لگتا ہے کہ لوگوں کی یہ بُری حالت اِس لئے تھی کہ وہ خدا کے چنے ہوئے لوگ تھے۔ وہ خدا اور اُس کے عہد کی وجہ سے مصیبت اور دُکھ سہتے تھے۔

۴۴: ۱۸، ۱۹ اُن لوگوں پر مصیبتیں نازل ہوئیں جو نہ تو خدا سے برگشتہ ہوئے اور نہ اُنہوں نے اُس کے عہد کو ہی توڑا تھا۔ اُنہوں نے اُس کے لئے اپنی محبت کو ترک نہیں کیا تھا اور نہ ہی اُن راہوں سے مُڑے جو اُس نے اُن کے لئے مقرر کی تھیں۔ اس کے

باوجود خدا نے اُنہیں گیدڑوں کی جگہ میں خوب کچلا اور اُنہیں موت کے سایہ میں چھپایا۔

۴۴: ۲۰-۲۲ اگر وہ خدا کے نام کو بھولتے یا بتوں کی پوجا کرتے، تو کیا خدا کو اِس کے بارے میں معلوم نہ ہوتا؟ وہ تو انسان کے دل کے خیالوں اور اُن کی نیتوں سے واقف ہے۔ نہیں! یہ وجہ نہیں تھی۔ لوگ اِس لئے مصیبتیں اُٹھا رہے تھے کیونکہ اُن کا تعلق یہوواہ سے تھا۔ وہ صرف اُسی کی خاطر زندہ درگور تھے اور اُن سے جانوروں کا سا سلوک ہو رہا تھا جنہیں ذبح کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہو۔

کئی صدیوں بعد پولس رسول نے اپنے آپ کو اُسی صورتِ حال میں پایا اور ہر زمانہ میں خدا کے لوگوں کی مصیبت کو بیان کرنے کے لئے رومیوں ۸: ۳۶ میں زبور ۴۴: ۲۲ کا اقتباس کیا۔

۴۴: ۲۳-۲۶ آیت ۲۳ میں زبور فوری توجہ کے لئے نقطۂ عروج تک پہنچتا ہے، جب خداوند کو اُس کی ظاہری نیند سے جگایا گیا اور اُس سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے لوگوں کی مدد کرے۔ یہ زبور نویس کی سمجھ سے کہیں بالا ہے کہ خدا کس طرح اپنا منہ چھپاتا اور بےتوجہی میں اپنے لوگوں کو نظرانداز کرتا ہے جب کہ اُس کے لوگوں کی جان خاک میں مل گئی ہے۔ چنانچہ وہ ایک بار پھر پکارتا ہے:

> ”ہماری مدد کے لئے اُٹھ اور اپنی شفقت کی خاطر ہمارا فدیہ دے۔“

زبور ۴۵: بادشاہوں کا بادشاہ

۴۵: ۱ زبور نویس کے لئے یہ زبور لکھنا بہت آسان تھا۔ دراصل اُس کا دل جوش سے بےقرار تھا کہ وہ بادشاہ کے لئے کہی ہوئی نظم کو تحریری صورت میں پیش کرے۔ الفاظ بڑی آزادی سے اُس کے قلم سے نکل رہے تھے۔ اُس کی زبان ماہر کاتب یعنی روح القدس کی مانند تھی۔

۴۵: ۲ سب سے پہلے تو ہم بادشاہ سے متعارف ہوتے ہیں۔ وہ اپنے حُسن میں بےمثال ہے۔ وہ بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ اُس کی تقریر میں بہت زیادہ لطافت ہے۔ اُس

کی شخصی خوبیوں کے باعث خدا نے اُسے ہمیشہ کے لئے برکت دی ہے۔

۴۵: ۳-۵ اِس کے فوراً بعد ہمیں مسیح کی آمدِ ثانی سے متعارف کرایا گیا ہے، یعنی جب وہ اپنی قدرت اور جلال میں زمین پر واپس آئے گا۔ اِس بار وہ ناصرت کے بڑھئی کی حیثیت سے نہیں بلکہ جنگجو فاتح کی حیثیت سے آئے گا۔ وہ اپنی کمر سے تلوار حمائل کئے ہوئے زبردست جلال اور حشمت کے ساتھ آئے گا۔ وہ سچائی، حلم اور صداقت کی خاطر شوکت و حشمت کے ساتھ آئے گا۔ کیلوں سے چھدا ہوا اُس کا دہنا ہاتھ تلوار چلائے گا اور اُس کے دشمن اُس سے خوفزدہ ہوں گے۔ اُس کے تیر بادشاہ کے دشمنوں کے دلوں میں لگیں گے اور قومیں دھڑا دھڑ اُس کے سامنے زیر ہوں گی۔

۴۵: ۶، ۷ الف اب جنگ کا دھواں ختم ہو چکا ہے اور بادشاہ یروشلیم میں اپنے جلال میں تخت نشین ہو چکا ہے۔ خدا کی آواز آسمان سے سنائی دیتی ہے اور وہ اُسے خدا کہہ کر مخاطب کرتا ہے اور تصدیق کرتا ہے کہ اُس کی سلطنت ابدی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ خدا کی آواز ہے کیونکہ عبرانیوں ۱: ۸، ۹ میں ایسا ہی لکھا ہے:

> ”مگر بیٹے کی بابت کہتا ہے کہ اے خدا! تیرا تخت ابدالآباد رہے گا
> اور تیری بادشاہی کا عصا راستی کا عصا ہے۔
> تُو نے راست بازی سے محبت اور بدکاری سے عداوت رکھی۔
> اِسی سبب سے خدا یعنی تیرے خدا نے خوشی کے تیل سے
> تیرے ساتھیوں کی بہ نسبت تجھے زیادہ مسح کیا۔“

ملاحظہ فرمائیے کہ خدا اپنے بیٹے کو خُدا کہہ کر مخاطب کرتا ہے۔ یہ مسیح کی الوہیت کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ اگرچہ بعض مترجمین ۴۵: ۶ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”تیرا اِلٰہی تخت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا“ بجائے اِس کے کہ ”اے خدا! تیرا تخت ابدالآباد رہے گا۔“ لیکن جب وہ اِسی آیت کا عبرانیوں کے خط میں اقتباس کرتے ہیں تو وہاں پر یہ ترجمہ ہوتا ہے ”اے خدا! تیرا تخت ابدالآباد رہے گا۔“ چنانچہ نہ صرف یہ سچ ہے کہ مسیح کا تخت اِلٰہی ہے بلکہ یہ بھی کہ وہ خود خدا ہے۔

مسیح کی سلطنت ابدالآباد قائم رہے گی۔ زمین پر اُس کی ہزار سالہ بادشاہی کے بعد اُس کی زمینی بادشاہت ”ہمارے خداوند اور منجی یسوع مسیح کی ابدی بادشاہی میں“ ضم ہو جائے گی (۲۔پطرس ۱: ۱۱)۔

مسیح کا شاہی عصا راستی اور انصاف کا عصا ہے۔ عصا وہ لاٹھی ہے جو شاہی اختیار کی علامت ہے۔ یہاں اِس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح انصاف سے حکومت کرے گا۔ اور اُس کی حکومت کلی طور پر پاک ہو گی کیونکہ یہ بادشاہ صداقت سے محبت اور بدکاری سے نفرت رکھتا ہے۔

۴۵: ۷ب، ۸ مسیح کی راست بازی اور صداقت کے باعث خدا نے اُسے دیگر تمام حکمرانوں کی نسبت شادمانی کے تیل سے زیادہ مسح کیا ہے۔ خوشی کے تیل سے مراد مسح کرنے کا پاک تیل ہے جو کاہنوں کی مخصوصیت کے وقت استعمال کیا جاتا تھا (خروج ۳۰: ۲۲-۲۵)۔ چونکہ ہمارا خداوند بادشاہ اور کاہن ہے، اِس لئے اُس کے واسطے یہ تیل استعمال کیا جائے گا۔ مُر اور تج اِس تیل میں استعمال ہوتے تھے اور غزل الغزلات میں عود کا اہم خوشبویات میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سب ہمارے خداوند کے کام اور شخصیت کی منفرد خوشبو کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مُر اور عود کا اُس کے دُکھوں اور موت کی طرف خاص اشارہ ہو کیونکہ یہ تدفین کے لئے اُس کی لاش کی تیاری میں استعمال کئے گئے تھے (یوحنا ۱۹: ۳۹)۔

ہاتھی دانت کے محلوں میں سے تار دار ساز اُسے خوش کرتے ہیں۔ یہ شاہی گیتوں کا سازینہ ہے جو دُنیا کی خوشی کی خبر دیتا ہے کہ انسان کے کراہنے اور آہیں بھرنے کے ایام ختم ہو چکے ہیں اور کہ بالآخر سنہری دَور کا آغاز ہو چکا ہے!

۴۵: ۹ اپنے اقتدار کے ایام میں بادشاہ اکیلا نہیں ہے۔ دُنیا کے بادشاہوں کی بیٹیاں اُس کی شاہی خادماؤں میں شامل ہیں۔ اُس کے دہنے ہاتھ اوفیر کے سونے کے زیورات سے آراستہ ملکہ بیٹھی ہے۔ اور یہ ملکہ کون ہے؟ خدا کی نجات یافتہ قوم۔

۴۵: ۱۰، ۱۱ ایک نامعلوم آواز (شاید روح القدس) نے ملکہ کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنی

قوم اور باپ کے گھر کو بھول جائے۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی تبدیلی سے پہلے کی زندگی کے تعلقات سے ناتا توڑ کر کلی طور سے بادشاہ کو اپنا خداوند مانے۔

> ”اگر کوئی میرے پاس آئے اور اپنے باپ اور ماں اور بیوی اور بچوں اور بھائیوں اور بہنوں بلکہ اپنی جان سے بھی دشمنی نہ کرے تو میرا شاگرد نہیں ہو سکتا“ (لوقا ۱۴:۲۶)۔

مسیح کے ساتھ ہماری محبت اِس قدر عظیم ہونی چاہئے کہ اِس کے مقابلے میں دیگر تمام محبتیں، نفرت معلوم ہوں۔ دل کی گہرائیوں سے اُس سے محبت کرنے کی خوبی یہ ہے کہ یہ اُسے پسندیدہ ہے۔ چونکہ وہ خداوند ہے اِس لئے ہمارے پاس جو کچھ ہے اِس پر اُس کا حق ہے۔

۴۵:۱۲ صور کی امیر بیٹی ملکہ کے پاس تحفہ لے کر حاضر ہو گی۔ ہاں، دُنیا کے امیر ترین لوگ بہترین تحائف لے کر یروشلیم آئیں گے۔

۴۵:۱۳ پھر ہم بادشاہ کی بیٹی کو محل میں دیکھتے ہیں۔ اُس نے شاہانہ عالی شان لباس پہن رکھا ہے تا کہ اُسے بادشاہ کے حضور میں پیش کیا جا سکے۔ جو کسی وقت گناہ کی چکی میں پس رہی تھی، وہ اب سونے سے کڑھا ہوا لباس پہنے حجلۂ عروسی میں ہے۔

۴۵:۱۴، ۱۵ اب وہ رنگ برنگ لباس پہنے اپنی کنواری سہیلیوں کے جلو میں بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے۔ وہ بڑی خوشی کے ساتھ چلتی آ رہی ہیں، بالآخر اُسے بادشاہ کے محل میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

> باپ، بیٹے، روح القدس اور پاک فرشتوں کی خوشی کو کون بیان کر سکتا ہے! اور ایماندار کی خوشی کیونکر بیان کریں جب وہ خداوند کی خوشی میں شامل ہو کر پُرسکون، خوبصورت، پُرفضل، دلکش، جاذبِ نظر اور خدا کے بیٹے کے ہم شکل ہوں گے۔ (ماخذ نامعلوم)

۴۵:۱۶، ۱۷ آخری دو آیات میں خدا باپ، مسیح بادشاہ سے مخاطب ہے۔ وہ اُس سے بیٹوں کا وعدہ کرتا ہے جو اپنے بزرگوں کے جائز جانشین ہوں گے۔ ”وہ دُنیا کو اپنی

حکومت کے لئے تقسیم کریں گے‘‘ (ناکس)۔

جہاں تک خود بادشاہ کا تعلق ہے، نسل در نسل اُس کے نام کی تمجید ہو گی۔ کوئی ایسا وقت نہیں ہو گا جب لوگ اُس کے نام کی پرستش نہیں کریں گے۔

زبور ۴۶: خدا ہمارے ساتھ

پہلی جنگِ عظیم میں سکاٹ لینڈ کے شمالی علاقہ کے ایک جزیرہ کے لوگوں سے نوجوانوں کو فوجی خدمات میں بلایا جا رہا تھا۔ ہر بار جب وہ روانہ ہونے کے لئے اکٹھے ہوتے تو اُن کے رشتہ دار اور دوست وہاں اکٹھے ہو کر یہی زبور گاتے تھے۔

اِس طرح خدا کے بے شمار مقدسین بہت بڑے بحرانوں میں اِس زبور سے تسلی پاتے رہے ہیں۔ اِس زبور سے کتنے دلوں کو خوشی اور تقویت ملی ہے جب یہ سطور بیماروں، ماتم کرنے والوں اور مصیبت زدوں کے لئے پڑھی گئیں۔ اِسی زبور نے راہب مارٹن لوتھر کو تنگی اور پریشانی کے لمحات میں مشہور اصلاحی گیت لکھنے کی تحریک دی، ‘‘ہمارا خدا مضبوط قلعہ ہے۔’’ اِس کا پیغام ہمہ گیر اور اِس کی حوصلہ افزائی دائمی ہے۔

جی۔ سی۔ مورگن نے اِس زبور کے تین نمایاں حصوں کے یہ عنوانات دیئے ہیں:

آیات ۱-۳ کسی بات سے نہ ڈریں کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ (اعتماد کا چیلنج)
آیات ۴-۷ خداوند یروشلیم میں تخت نشین ہے۔ (اعتماد کا بھید)
آیات ۸-۱۱ زمین پر سلامتی اور عالمگیر حکومت۔ (اعتماد درست ثابت ہوتا ہے)

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ زبور اُس وقت لکھا گیا جب یروشلیم کو اسوری بھیڑیے سنحیرب کے محاصرہ سے معجزانہ طور پر مخلصی ملی (۲۔ سلاطین ۱۸: ۱۳-۱۹:۳۵؛ یسعیاہ ۳۶: ۱-۳۷: ۳۶)۔ اِس موقع پر یہوداہ کے لوگ محسوس کر رہے تھے کہ خدا لاثانی طور پر اُن کے درمیان حاضر ہے۔ اور اِس زبور میں اُس خدا کی حمد کی گئی ہے جو عمانوایل ہے --- یعنی خدا ہمارے ساتھ۔

۴۶: ۱-۳ خدا ہماری پناہ اور قوت ہے۔ مصیبت میں مستعد مدد گار۔ اِس کا ایک ترجمہ یہ بھی کیا گیا ہے کہ ‘‘وہ مشکل مقامات میں خوشی سے مدد کے لئے حاضر ہے۔’’ مبارک

ہیں وہ جو ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا تحفظ نہ تو ہماری دولت اور نہ ہمارے لشکروں میں ہے بلکہ صرف اور صرف یہوواہ میں ہے۔

تصور کریں کہ حالات کہاں تک خراب ہو سکتے ہیں! فرض کریں کہ زمین پگھل جائے گویا کہ آتش فشانی سے اُس کا یہ حال ہو گیا ہے۔ فرض کریں کہ زلزلے سے پہاڑ سمندر میں گر جائیں۔ فرض کریں کہ زمین پر سیلاب آ جائے اور زمین کی جنبش پہاڑوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دے۔

یا ذرا اِس بات پر غور کیجئے کہ پہاڑ بادشاہتوں اور شہروں کی علامت ہیں اور سمندر قومیں ہیں۔ معاشرہ کی بنیادیں ہل رہی ہیں، بادشاہتیں زوال پذیر ہیں۔ دُنیا کی قومیں سیاسی، سماجی اور معاشی ابتری کے ہیجان میں مبتلا ہیں، اور دُنیا شدید مشکلات کے چنگل میں پھنس رہی ہے۔

لیکن خدا ہمارے ساتھ ہے۔ خواہ حالات کتنے ہی بُرے کیوں نہ ہو جائیں ہمیں خائف ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خدا اب بھی ہمارے ساتھ ہے۔

۴:۴۶ وہ بذاتِ خود دریا ہے جس کی شاخوں سے خدا کے شہر کو فرحت ہوتی ہے۔ درحقیقت یروشلیم شہر میں کوئی دریا نہیں بہتا۔ لیکن خدا خود اپنے مُقدّس مسکن کو وہ سب کچھ فراہم کرتا ہے جو عام طور پر دریا کرتا ہے --- بلکہ اُس سے بڑھ کر۔ وہ زندگی اور تازگی کا سرچشمہ ہے، وہ رحمت اور بھلائی کا دریا ہے!

> ”وہاں ذوالجلال خداوند بڑی بڑی ندیوں اور نہروں کے بدلے ہماری گنجائش کے لئے آپ موجود ہو گا کہ وہاں ڈانڈ کی کوئی کشتی نہ جائے گی اور نہ شاندار جہازوں کا گزر اُس میں ہو گا“ (یسعیاہ ۳۳: ۲۱)۔

۵:۴۶ چونکہ خدا یروشلیم میں تخت نشین ہے اِس لئے مردِ خدا کو کبھی جنبش نہ ہو گی۔ خدا صبح سویرے اُس کی کمک کرے گا۔ خدا کے لوگوں کے لئے طویل رات رہی ہے، لیکن جلد ہی صبح ہو گی اور مسیح اپنا جائز مقام حاصل کرے گا اور اپنے لوگوں کی طرف سے خود اُن کی قوت کو ظاہر کرے گا۔

۶:۴۶ دُنیا کی قومیں خواہ غصے میں جھنجھلائیں اور سلطنتیں جنبش کھائیں، جب خدا اپنے غضب میں بولے گا تو زمین اُس کی تابع فرمان ہو کر پگھل جائے گی۔

۷:۴۶ یہ الفاظ خصوصی طور پر اُس بہت بڑی مصیبت کی نشاندہی کرتے ہیں جب زمین شدید ہیجان کا شکار ہو جائے گی، دُنیا میں سیاسی ابتری ہو گی، وہ جنگوں، وباؤں اور لامحدود پریشانیوں کی زد میں آ جائے گی۔ تب خداوند آسمان سے ظاہر ہو گا اور ہر طرح کی نافرمانی اور بغاوت کو کچل ڈالے گا اور صداقت اور راستی سے حکمرانی کرے گا۔ اُس وقت اسرائیل قوم کا ایماندار بقیہ یہ کہے گا، ”لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے۔ یعقوب کا خدا ہماری پناہ ہے۔“

اِس آیت کی یقین دہانی اِس قدر خوبصورت ہے کہ اِسے الفاظ میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے یعنی آسمان کے فرشتوں کی فوجوں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن وہ یعقوب کا خدا بھی ہے۔ یعقوب کا مطلب ہے، ”دھوکا دینے والا“ یا ”کسی کی جگہ لینے والا“۔ تاہم خدا خود کہتا ہے کہ وہ یعقوب کا خدا ہے۔ اِن دونوں خیالوں کو یکجا کریں اور آپ اِس سے یہ اخذ کریں گے کہ فرشتگان کی فوجوں کا خدا ایک غیر مستحق گناہ گار کا بھی خدا ہے۔ جو لامحدود طور پر بلند ہے، وہ بہت قریب بھی ہے۔ وہ ہماری راہ کے ہر قدم پر ہمارے ساتھ ہے اور زندگی کے طوفانوں میں ہماری مضبوط پناہ گاہ ہے۔

۸:۴۶ جب ہم آٹھویں آیت تک پہنچتے ہیں تو طوفان ختم ہو چکا ہے۔ انسان کا دَورِ حکومت ختم ہو چکا ہے۔ اب بادشاہ یروشلیم میں اپنے تخت پر بیٹھ چکا ہے۔ ہمیں دعوت دی گئی ہے کہ جا کر میدانِ جنگ میں فتح کا جائزہ لیں۔ ہم جس طرف بھی دیکھتے ہیں شکست خوردہ دشمنوں کی بربادی کے نشان نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ حیران کن عدالت و سزا کی شہادت موجود ہے، جو دُنیا پر مصیبت کے دوران اور اُس کے جلالی ظہور کے وقت نازل ہوئی۔

۹:۴۶ لیکن اب سلامتی کا شہزادہ تخت نشین ہو چکا ہے، تمام دُنیا میں جنگیں ختم ہو چکی

ہیں۔ جو مقصد حاصل کرنے میں دُنیا کی کونسلیں، لیگیں اور کانفرنسیں بے بس ہو چکی ہیں وہ خداوند یسوع نے لوہے کے عصا سے حاصل کر لیا ہے۔ ترکِ اسلحہ بحث سے حقیقت میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اسلحہ خانہ کباڑخانہ بن گیا ہے اور وہ وسائل جو اسلحہ کی خرید کے لئے خرچ کئے جاتے تھے، اب زراعتُ اور پیداواری شعبوں میں استعمال کئے جا رہے ہیں۔

۴۶:۱۰ خدا کی آواز زمین کے تمام باشندوں کو یقین دہانی اور اُس کی فضیلت کے لہجہ میں سنائی دیتی ہے۔ ”خاموش ہو جاؤ اور جان لو کہ مَیں خدا ہوں۔ مَیں قوموں کے درمیان سربلند ہوں گا۔ مَیں ساری زمین پر بلند ہوں گا۔“ ہرطرح کا خوف ختم ہو چکا ہے اور ہرطرح کی فکر جاتی رہی ہے۔ اُس کے لوگ اب مطمئن ہیں۔ وہ خدا ہے۔ وہ فتح مند ہے۔ وہ قوموں میں اعلیٰ ہے، وہ ساری سرزمین پر سربلند ہے۔

۴۶:۱۱ خواہ کچھ بھی ہو یا حالات کتنے ہی تاریک کیوں نہ ہوں، ایماندار اب بھی بڑے اعتماد اور دلیری سے کہہ سکتا ہے ”لشکروں کا خداوند ہمارے ساتھ ہے، یعقوب کا خدا ہماری پناہ ہے۔“ اگر وہ جو آسمان کی فوجوں کی راہنمائی کرتا ہے، ہمارے ساتھ ہے تو کون ہے جو ہماری مخالفت کر کے کامیاب ہو سکے گا؟ غیر مستحق کیڑے یعقوب کا خدا وہ قلعہ ہے جس میں ہم سب اِس غیر یقینی زندگی کے طوفانوں سے پناہ لے سکتے ہیں۔

خاموش ہو جاؤ، صبح ہو گی، رات ختم ہو جائے گی۔
مسیح اپنے نور پر بھروسا رکھ جو تیرا وفادار دوست ہے۔
اور جان لے کہ وہ تیرا خدا ہے جس کی کامل مرضی
سب باتوں میں سے بھلائی پیدا کرتی ہے۔
اوپر دیکھو۔۔۔ خاموش ہو جاؤ۔ (فلورنس وِلز)

زبور ۴۷ : نیا سال مبارک

فرض کریں کہ یہ زبور مسیح کے سنہری دَور کے پہلے سال گایا جا رہا ہے۔

۴۷:۱-۳ جونہی زبور کا آغاز ہوتا ہے تو سامعین محسوس کرتے ہیں کہ غیراقوام میں جو

حالیہ عالمی مصیبت میں سے بچ نکلے ہیں، اُنہیں دعوت دی جا رہی ہے کہ وہ تالیاں بجائیں اور بلند آواز سے خوشی کے گیتوں سے خدا کے لئے للکاریں۔ جب گانے والے اِن الفاظ پر پہنچتے ہیں کہ ”کیونکہ خداوند تعالیٰ مہیب ہے“ تو لوگ غیرارادی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اُنہیں خداوند یسوع مسیح کی حالیہ تاج پوشی یاد آتی ہے، جب یہ اعلانِ عام کیا گیا ”وہ تمام روئے زمین کا شہنشاہ ہے۔“ شکرگزاری کا احساس اُبھر آتا ہے جب لوگ اِس بات کو یاد کرتے ہیں کہ اُس نے کیسے قوموں کو ہمارے قدموں تلے کر دیا، یعنی یہ وہ قومیں تھیں جو ہماری مصیبت کے وقت اسرائیل کی دشمن تھیں۔ جب لوگ یہ آیات گاتے ہیں تو خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے:

”وہ ہمارے لئے ہماری میراث کو چنے گا
جو اُس کے محبوب یعقوب کی حشمت ہے۔“

۵:۴۷ مسیح جو جنگی مرد کی حیثیت سے اِس دُنیا میں اپنے دشمنوں کو مطیع کرنے کے لئے آیا تھا، اب وہ یروشلیم میں اپنے تخت پر صعود فرما چکا ہے اور اُس کے لوگوں نے پُرمسرت نعروں اور نرسنگوں سے اُس کی شاندار فتح کا اعلان کرتے ہوئے اُس کا استقبال کیا ہے۔

۶:۴۷، ۷ یہ بہت دل گداز لمحہ ہے جب کوائر اسرائیل کو دعوت دیتی ہے کہ ”خدا کی مدح سرائی کرو ... ہمارے بادشاہ کی مدح سرائی کرو۔“ اب اِس بات کو تسلیم کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں کہ یسوع بادشاہ خدا ہے اور جن ہاتھوں کو کوہِ کلوری پر چھیدا گیا تھا، اب عالمی سطح پر عنانِ حکومت سنبھالے ہوئے ہیں۔ ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ یہ زبور ہر لحاظ سے مسیح پر فٹ بیٹھتا ہے۔

۸:۴۷ کوائر بار بار مسیح بادشاہ کی الوہیت پر زور دیتی ہے۔ وہ اب قوموں پر سلطنت کرتا ہے اور اُس کا تخت پاکیزگی پر قائم کیا گیا ہے۔

۹:۴۷ ”اُمتوں کے سردار اکٹھے ہوئے ہیں۔“ ماضی میں اکثر اوقات سردار اکٹھے ہوئے کہ اسرائیل کو سمندر میں دھکیل دیں۔ لیکن اب وہ ابرہام کی اُمت کی حیثیت سے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وہ اِسرائیلیوں کے ساتھ مل کر بادشاہوں کے بادشاہ اور خداوندوں کے خدا

کے حضور خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

''زمین کی سپریں''، اِن سے مراد حکمران ہیں جنہیں قوموں کی محافظت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ اب وہ سب خدا کی ہیں۔ خدا نہایت بلند ہے، وہ زمین کے تمام حکمرانوں سے بڑا ہے۔

زبور ۴۸: اُنہوں نے کیا دیکھا؟

ایک بدیشی حملہ آور یروشلیم کے پھاٹکوں کے قریب پہنچ چکا تھا۔ شہر کے اندر لوگ طویل محاصرہ کی اذیتوں کی توقع کر رہے تھے۔ انسانی نقطہ نگاہ سے اِن اذیت سے مخلصی کے امکانات بہت کم تھے۔ تب خداوند نے معجزہ دکھایا۔ دشمن نے کچھ ایسا منظر دیکھا جس سے وہ ہراساں ہو گیا۔ وہ خوف زدہ ہو کر واپس چلا گیا۔ یروشلیم تباہی سے بچ گیا اور خداوند کے حضور میں بہت زیادہ حمد اور شکرگزاری کی گئی۔ زبور ۴۸ میں ان لمحات کی وجدانی کیفیت کو پیش کیا گیا ہے۔

۴۸: ۱، ۲ خداوند اِس قدر عظیم ہے کہ الفاظ میں اِس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اُس کی قدرت، علم، جلال اور فضل عظیم ہیں۔ اُس کی محبت، رحمت اور شفقت عظیم ہے۔ وہ اپنی حکمت اور علم میں عظیم ہے۔ اُس کے فیصلے ادراک سے بالا اور اُس کی راہیں پُراَسرار ہیں۔

چونکہ خدا بہت بزرگ اور عظیم ہے اِس لئے اُس کی بے حد ستائش کرنا چاہئے۔ اُس کی ستائش کرنا چاہئے کیونکہ وہ عظیم خالق، عظیم سنبھالنے والا، عظیم نبی، عظیم سردار کاہن، بادشاہوں کا بادشاہ، عظیم نجات دہندہ اور اپنے لوگوں کا عظیم مخلصی دلانے والا ہے۔ زبور ۴۸ میں خصوصی طور پر اُس کے شہر اور اُس کے لوگوں کے محافظ اور نجات دہندہ کی حیثیت سے اُس کی عظمت کا بیان کیا گیا ہے۔

لوگ ایک ہی سانس میں خدا اور اُس کے شہر کا ذکر کر جاتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یروشلیم کا خدا سے گہرا تعلق ہے کیونکہ وہ وہاں ہیکل کے پاک ترین مقام میں رہتا تھا۔ اُن کے لئے یروشلیم دُنیا کا سب سے خوبصورت شہر ہے جو کوہِ مُقدّس کی چوٹی پر قائم ہے۔ خوبصورت تاج میں نگینہ کی مانند یہ بلندی میں خوشنما ہے۔ یہ تمام زمین کا جوہر ہے۔

بعض اوقات یروشلیم کو کوہِ صیون (شہر کا ایک نمایاں مقام) بھی کہا گیا ہے جو شمال کی جانب یا ''بعید شمال'' میں واقع ہے۔ ناکس اور گلینو دونوں اِس جملہ کا یوں ترجمہ کرتے ہیں: ''زمین کا حقیقی قطب۔'' خدا کے قدیم لوگوں کی نظروں میں یروشلیم کی ہی حقیقت ہے۔ یہ ایک قسم کی مقناطیسی کشش کا مرکز ہے، یہ ایک ایسا مقام ہے جو دُنیا کے لئے تہذیب و ثقافت، سیاست اور مذہبی صدر مقام کی حیثیت سے پُرکشش ہے۔ یہ بڑے بادشاہ کا شہر ہے، یہ مستقبل میں خداوند یسوع مسیح کا صدر مقام ہے جب وہ اِس دُنیا میں واپس آ کر حکومت کرے گا۔

۴۸:۳ فصیلوں کے اندر خدا نے ثابت کیا کہ وہ وفاداری سے دفاع کرتا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اُس نے کس طرح معجزانہ طور پر شہر کو مخلصی دلائی جبکہ اُس کی تباہی کا کلی طور پر امکان تھا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں کیا کچھ ہوا:

۴۸:۴ دشمن کی فوجیں شہر کے باہر جمع ہو چکی تھیں۔ ایک بہت بڑے ہجوم نے حملے کے لئے اپنی پوزیشن سنبھال لی تھی۔ جنگی لحاظ سے شہر کے لئے اِس قدر مسلح فوج کے خلاف مقابلہ کرنے کی بہت کم اُمید تھی۔

۴۸:۵ تب حملہ آوروں نے کوئی ایسی شے دیکھی جس سے وہ ہراساں ہو گئے۔ اُنہوں نے کیا دیکھا؟

کیا یہ یروشلیم شہر تھا، جیسا کہ ہم اِن آیات سے اخذ کر سکتے ہیں؟ یہ بات بعید از قیاس ہے کہ محض ایک چھوٹے سے شہر کو دیکھنے سے پیشہ ور جنگی مرد ہراساں ہو جائیں۔

شاید اُن کے اور نادیدنی دُنیا کے درمیان پردے کو سرکا دیا گیا ہو اور اُنہوں نے فرشتوں کی فوج کو دیکھا جو شہر کا دفاع کر رہی تھی۔ یا اُنہوں نے پہاڑ پر بے شمار آتشی رتھوں اور گھوڑوں کو دیکھا (۲۔سلاطین ۶:۱۷)، یا اُنہوں نے خداوند کے فرشتہ کو دیکھا-- یعنی قبل از تجسم خداوند یسوع مسیح کے ظہور کو دیکھا (دیکھیں یسعیاہ ۳۷:۳۶)۔

۴۸:۶،۷ سچ تو یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے۔ لیکن جو کچھ بھی تھا، یہ اِس قدر خوف ناک قسم کا منظر تھا کہ اُسے دیکھ کر دلیر جنگی مرد بھی ہمت ہار بیٹھے۔ اِس منظر سے اُن کے رنگ فق

ہو گئے۔ اُن کے لشکر میں ہلچل مچ گئی۔ وہ بڑی تیزی سے پسپا ہو گئے اور وہ واپس جاتے ہوئے کانپتے رہے۔ اُن کی اذیت بچے کی پیدائش پر دردِ زہ کی طرح تھی۔ حملہ آوروں کی ابتری و گڑبڑی ایسے جہازوں کی طرح تھی جو سمندر میں طوفان کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔

۴۸: ۸ شہر کے اندر لوگ اب بہت زیادہ خوش ہیں۔ جو تباہی اُنہیں ظاہراً نظر آتی تھی، اب ایک معجزانہ فتح میں تبدیل ہو گئی ہے۔ اُنہوں نے ماضی میں ہمیشہ ہی سنا تھا کہ خدا یروشلیم کا بانی اور محافظ ہے، لیکن اب اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ بات دیکھ لی ہے۔ ''ہمیں جو کچھ بہت پہلے بتایا گیا تھا، وہ ثابت ہو گیا ہے --- کہ خداوند تعالیٰ اِس شہر کو ابد تک سنبھالے گا۔'' (ناکس)

۴۸: ۹-۱۱ چنانچہ وہ دل سے خدا کی ستائش کرتے ہیں۔ جب وہ ہیکل میں شکرگزاری کی قربانیوں کے لئے گئے، تو خداوند کی شفقت پر غور کرنے کے لئے اُن کے پاس کئی ایک وجوہات تھیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ زمین پر جہاں کہیں خدا کے نام کو جانا جاتا ہے وہاں اُس کی ستائش یوں کی جاتی ہے کہ اُس کے دہنے ہاتھ میں صداقت کی فتح ہے۔ وہ یروشلیم اور یہوداہ کے چھوٹے شہروں کو دعوت دیتے ہیں کہ شادمان ہوں۔

۴۸: ۱۲-۱۴ اب وہ شہر کے گرد ایسے طواف کر رہے ہیں جیسے فتح کے بعد چکر لگایا جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں کہ برجوں کو گنیں (اُن میں سے ہر ایک وہاں موجود ہے)، شہر پناہ کا جائزہ لیں (کہ وہ قائم ہے) اور خالی محلوں میں چکر لگائیں (کہ آیا وہ نقصان سے محفوظ ہیں)۔ اپنے بچوں اور اُن کی نسل کو بتانے کے لئے یہ بہت خوبصورت کہانی ہو گی کہ خدا نے کس طرح فوق الفطرت طریقہ سے یروشلیم کو محفوظ رکھا اور اُسے ذرا بھی نقصان نہ ہونے دیا! وہ اپنی نئی نسل کو سکھائیں کہ جس خدا نے یہ کیا ''یہی خدا ابدالآباد ہمارا خدا ہے۔'' کسی نے بہت خوبصورت مشورہ دیا ہے کہ آیت ۱۴ کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے:

> یہ خدا ازل سے ابد تک ہمارا خدا ہے۔ وہ موت تک، موت کے لمحات میں
> اور موت کے بعد تک ہمارا ہادی رہے گا۔

زبور ۴۹ : شریر اور اُن کی دولت

زندگی کا یہ ایک بہت بڑا معما ہے کہ اکثر شریر مادی خوش حالی سے آسودہ ہوتے ہیں جب کہ ایماندار اکثر غریب اور وسائل کی کمی کا شکار رہتے ہیں۔ لیکن یہ مکمل حقیقت نہیں ہے۔ بے دین جس دولت پر بڑی لگن سے تکیہ کرتے ہیں، اُن کی بہت بڑی ضرورت کے لمحات میں اُنہیں ناکام بنا دے گی۔ یہ اُنہیں موت سے نہیں بچا سکتی۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اِس سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے اور نہ یہ اُن کے بدن کو قبر میں سڑنے سے ہی بچا سکتی ہے۔ وہ نہ تو اِسے اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں اور نہ اس سے محظوظ ہونے کے لئے واپس آ سکتے ہیں۔ انجام کار خدا پر بھروسا رکھنے کے بجائے دولت پر بھروسا رکھنا حماقت ہے۔ زبور ۴۹ میں داؤد کے پیغام کا یہی خلاصہ ہے۔

۴۹: ۱-۴ یہ پیغام تمام اُمتوں اور افراد کے لئے، ادنیٰ اور اعلیٰ کے لئے، غریب اور امیر سب کے لئے ہے۔ یہ خالص حکمت کا پیغام ہے جو بصیرت سے معمور دل سے نکلتا ہے۔ قورح کے بیٹے زندگی میں عدمِ مساوات پر غور وخوض کرتے ہیں اور جب اُنہیں جواب مل جاتا ہے تو وہ ستار کے ساتھ اِسے گاتے ہیں۔

۴۹: ۵-۹ فی الحقیقت ایسی کوئی وجہ نہیں کہ خدا کے لوگ اُن تاریک ایام میں فکر مند ہوں جب ظالم اُن پر ظلم کرتے ہیں اور استیصال کرنے والے اپنی سازشوں سے اُنہیں اپنے دام میں پھنساتے ہیں۔ اُن کے دُشمن اپنے سونے اور اُس کی قوت پر تکیہ کرتے اور فخر کرتے ہیں کہ وہ کس قدر امیر ہیں۔ لیکن اُن کی ساری دولت نہ تو اُن کے بھائی کو اور نہ اُنہیں ہی موت سے بچا سکتی ہے۔ انسان کی زندگی بہت زیادہ قیمتی ہے۔ موت کے دن کو اقتصادی مذاکرات سے روکنے کی کوششیں فضول ہیں۔ زمین پر ابدی زندگی کو خریدنے اور قبر سے بچنے کے لئے کسی کے پاس وسائل نہیں ہیں۔

آیت ۸ سے پہلے اور بعد کے بریکٹ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ جملہ آیت ۷ اور ۹ کے جملے کے بیچ میں آ گیا ہے۔ آیت ۷ اور ۹ کو ملا کر یوں پڑھا جائے گا:

> ”اُن میں سے کوئی کسی طرح اپنے بھائی کا فدیہ نہیں دے سکتا

> نہ خدا کو اُس کا معاوضہ دے سکتا ہے ... تاکہ وہ ابد تک جیتا رہے
> اور قبر کو نہ دیکھے۔“

۴۹: ۱۰ جلد یا بدیر دانش مند شخص بھی مر جائے گا۔ یعنہ بے وقوف دولت مند اور عقل سے خالی امیر لوگ مر جاتے ہیں اور اپنی دولت اَوروں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ یہ نہیں لکھا کہ دانش مند لوگ دوسرے لوگوں کے لئے اپنی دولت چھوڑ جاتے ہیں۔ غالباً اُس کی وصیت یوں ہوتی ہے: ”چونکہ مَیں ہوش میں تھا، اِس لئے مَیں نے اپنا روپیہ خداوند کے کام کے لئے وقف کر دیا ہے۔“

۴۹: ۱۱، ۱۲ یہ زندگی کی ایک عجیب حقیقت ہے کہ جو لوگ اِس قدر ذہین ہیں کہ وہ اِس دُنیا میں کافی دولت اکٹھی کر لیتے ہیں، اُنہیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ فانی ہیں۔ اُن کے دلی خیالات یہی ہیں کہ اُن کے مسکن پشت در پشت بنے رہیں گے اور وہ لامحدود عرصہ کے لئے جیتے رہیں گے۔ وہ جائیدادوں، گلیوں اور شہروں کے نام اپنے ناموں سے نامزد کرتے ہیں۔ لیکن ناگزیر حقیقت یہ ہے کہ باوقار انسان کو بھی ایک دن مرنا ہے۔ اِس لحاظ سے وہ جانوروں کی مانند ہیں۔ کئی اَور طرح سے انسان جانوروں سے مختلف ہے۔ مثلاً گو انسان کا بدن قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو بھی اُس کی روح اور جان فنا نہیں ہوتی۔ اُس کے بدن کو قبر سے یا تو ابدی سزا یا ابدی برکت کے لئے زندہ کیا جائے گا۔ انسان نہ ختم ہونے والا وجود رکھتا ہے جبکہ حیوان ایسے نہیں ہیں۔

۴۹: ۱۳، ۱۴ یہ اُن لوگوں کا مقدر ہے جو حماقت سے خدا کی نسبت اپنی دولت پر فخر کرتے ہیں --- وہ بے وقوفی سے زندگی بسر کرتے ہیں گویا کہ کبھی نہیں مریں گے۔ لیکن اُنہیں ضرور مرنا ہے اور جب وہ مر جاتے ہیں تو اُن کے دوست اور رشتہ دار اُن کی عقل سلیم کے لئے اُنہیں یاد کرتے ہیں۔ چونکہ اُن کا جسم روح سے جدا کر دیا جائے گا، وہ اُن بھیڑوں کی مانند ہیں جنہیں موت کا چرواہا بڑی بے رحمی سے قبر کی طرف ہانک کر لے جاتا ہے۔ ”دیانتدار صبح کو اُن پر مسلط ہو گا۔“ یعنی حالات بدل جائیں گے جیسے دولت مند اور لعزر کے حالات تبدیل ہو گئے۔ یاد رکھیں کہ ابرہام نے دولت مند سے کیا کہا:

> بیٹا! یاد کر کہ تُو اپنی زندگی میں اپنی اچھی چیزیں لے چکا اور اُسی طرح لعزر بُری چیزیں، لیکن اب وہ یہاں تسلی پاتا ہے اور تُو تڑپتا ہے (لوقا ۱۶:۵۲)۔

دولت مند کی ساری شان و شوکت ختم ہو گئی اور اُس کا گھر پاتال میں ہے۔ یہ زمین پر اُس کے گھر سے کس قدر متضاد ہے۔

۴۹:۱۵ یہاں ہمیں عہدِ عتیق میں موت کے بعد جی اُٹھنے کی کچھ جھلکیاں ملتی ہیں۔ عمومی طور پر عہدِ عتیق کے مصنفین موت اور اِس کے بعد کے بارے میں کم بتاتے ہیں۔ لیکن زبور نویس یہاں بڑے اعتماد سے اعلان کرتا ہے کہ خدا اُس کی جان کو پاتال کے اختیار سے چھڑائے گا، یعنی خدا اُس کی جان کو بے بدن حالت سے آزاد کرے گا اور اُسے پھر زندہ کئے ہوئے بدن سے متحد کرے گا۔ جب وہ کہتا ہے ”کیونکہ وہی مجھے قبول کرے گا“ تو وہ وہی لفظ استعمال کرتا ہے جو خدا نے ایلیاہ اور حنوک کو بلانے کے سلسلے میں استعمال کیا تھا۔

۴۹:۱۶-۱۹ چنانچہ ایماندار کو فی الحقیقت پریشان ہونے کی ضرورت نہیں جب بے دین دولت مند ہوتا اور اُس کے گھر کی آرائش و زیبائش بڑھتی جاتی ہے۔ یہ دُنیا ہی اُس کا فردوس ہے جس سے وہ لطف اندوز ہو سکے گا۔ مرنے پر وہ اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جا سکے گا۔ وہ خالی ہاتھ قبر میں جائے گا اور اُس کی دولت اُس کے ساتھ نہیں جائے گی۔ جب تک وہ زندہ ہے، اُس کا خیال ہے کہ کوئی اُسے اُس کی خوشیوں سے محروم نہیں کر سکے گا۔ دوسرے اُس کی تعریف کرتے ہیں کہ اُس نے اتنی کامیابی سے اپنی شان و شوکت میں اضافہ کر لیا ہے۔ لیکن جلد یا بدیر وہ اپنے آبا و اجداد کی طرح مر جائے گا اور اُن کی طرح طویل تاریک رات گزارے گا۔

۴۹:۲۰ ایسا کوئی طریقہ نہیں کہ جس سے کوئی شخص اپنی دنیوی دولت اور وقار سے چمٹا ہی رہے۔ جیسے جانور مر جاتے ہیں ویسے ہی اُس کے لئے بھی موت یقینی ہے۔

شاید کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ راست باز اور شریر دونوں مر جاتے ہیں۔ یہ درست ہے۔ اگر خداوند پہلے نہ آئے تو ہم سب مر جائیں گے۔ لیکن اِس زبور کا مطلب

یہ ہے کہ شریر اپنی ساری دولت اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں، جبکہ راست باز اپنی لامحدود دولت کے ابدی انعام کو حاصل کرنے کے لئے مرتے ہیں۔

مَیں ایک آخری خیال پیش کرنا چاہتا ہوں: اکثر اوقات بائبل میں دولت مند کو شریر آدمی کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں اِس بات پر غور کرنا چاہئے۔ بائبل میں یہ نہیں کہا گیا کہ امیر بننا گناہ ہے بلکہ اِس میں خدا کی نسبت دولت پر بھروسا رکھنے کی مذمت کی گئی ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے کہ انسان کے پاس دولت ہو اور وہ اُس پر بھروسا نہ رکھے۔ بائبل میں زر کی دوستی کی مذمت کی گئی ہے۔ اِس میں ظلم اور بد دیانتی سے دولت کو اکٹھا کرنے کو بھی بُرا قرار دیا گیا ہے۔ اور بائبل میں اِس امر کی بھی مذمت کی گئی ہے کہ انسان دولت کو اکٹھا کر کے دُکھی دُنیا کی ضروریات کا خیال نہ رکھے۔

زبور ۵۰: خدا کی جاری و ساری عدالت

اِس زبور کا ماحول یہ ہے کہ خدا کمرۂ عدالت میں خود منصف کی حیثیت سے بیٹھا ہے، اسرائیل مدعا علیہ ہے اور آسمان اور زمین گواہ ہیں۔

لیکن کمرۂ عدالت کے اِس منظر سے ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ یہ اسرائیل کی تاریخ میں بہت پہلے کوئی گمنام و غیرمعروف پیشی تھی، بلکہ خدا تمام دُنیا میں اپنے مقدسین کا مسلسل احتساب کرتا رہتا ہے۔

عدالت کا اجلاس (۵۰: ۱-۶)

۵۰: ۱ سب سے پہلے منصف کی آواز سنائی دیتی ہے جب وہ ملک اسرائیل کے مشرق اور مغرب سے تمام لوگوں کو اپنی عدالت میں حاضر ہونے کا حکم دیتا ہے۔ منصف کا اختیار اِس بنا پر ہے کہ وہ رب ہے اور خداوند خدا ہے۔

۵۰: ۲، ۳ اِس کے بعد ہم منصف کو دیکھتے ہیں جب وہ کوہِ صیون پر ہیکل میں اپنے ایوان سے جلالی اور روشن بادل کی صورت میں رُخصت ہوتا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کے گناہ کے بارے میں مزید خاموش نہیں رہے گا۔ وہ نیچے آتا ہے جیسے وہ اپنے آگے بھسم کرنے والی آگ اور بجلی اور گرج کے بڑے طوفان میں کوہِ سینا پر اُترا۔ لیکن اِس بار وہ شریعت

دینے کے لئے نہیں آتا، بلکہ اِس کے روحانی اور پوشیدہ معانی کی تفسیر کے لئے آتا ہے۔

۵۰: ۴، ۵ جونہی وہ مسند عدالت پر بیٹھتا ہے وہ آسمان اور زمین کو گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا ہونے کے لئے طلب کرتا ہے۔ پھر وہ ملازموں کو حکم دیتا ہے کہ وہ مدعا علیہ کو بلائیں۔ سب سے پہلے وہ اسرائیل قوم کے مقدسین کو مقدمہ کی پیشی کے لئے بلاتا ہے، جن کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ اُنہوں نے قربانی کے ذریعے اُس کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ (اِس کا مطلب شریعت کا عہد ہے جو کوہِ حورب پر باندھا گیا اور جس کی تصدیق قربانیوں کے لہو سے کی گئی تھی۔ خروج ۲۴: ۳-۸)۔ اُس کے وفادار لوگوں کے مقدمے کی پیشی کا ذکر آیات ۷-۱۵ میں ملتا ہے۔ اِس کے بعد وہ خصوصی طور پر شریروں کی عدالت کرتا ہے (آیات ۱۶-۱۹)۔

۵۰: ۶ آسمان کو طلب کیا گیا کہ وہ خدا کے فیصلوں کی صداقت کے بارے میں گواہی دیں۔ اِس حقیقت کا کہ خدا خود انصاف کرنے والا ہے، مطلب ہے کہ اُسے تمام حقائق کا مکمل علم ہے، وہ کلی طور پر غیر جانبدار ہے اور کہ اُس کے تمام فیصلے معقول اور منصفانہ ہیں۔

رسومات پرستی کا گناہ (۵۰: ۷-۱۵)

۵۰: ۷ اب خدا وکیلِ استغاثہ کی حیثیت سے اپنی اُمت اسرائیل کے خلاف گواہی دیتا ہے۔ اِنسانی نقطہ نگاہ سے سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ منصف خود وکیلِ استغاثہ بھی ہو، لیکن اِس مقدمے میں یہ بالکل مناسب ہے کیونکہ منصف کوئی اَور نہیں بلکہ خود رب خداوند خدا ہے۔

۵۰: ۸ خدا شروع میں یہ واضح کرتا ہے کہ اسرائیل نے اُس کے حضور قربانیاں گزراننے میں کوتاہی نہیں کی۔ وہ وفاداری سے اپنی سوختنی قربانیاں لاتے رہے۔ لیکن مشکل یہ تھی کہ اُن کا یہ خیال تھا کہ اُن کی اِن رسومات سے یہوواہ کے لئے اُن کی تمام ذمہ داریاں پوری ہو گئیں۔ وہ اُن لڑکیوں کی مانند ہیں جو سارا سال تو اپنی ماؤں کی کوئی پروا نہیں کرتیں، لیکن اُن کے جنم دن پر تحائف دے کر اُنہیں بہلا دیتی ہیں۔ یا اُن بیٹوں کی مانند جو اپنے باپ کا کبھی شکریہ ادا نہیں کرتے، لیکن جنم دن پر اُسے اچھا خاصا تحفہ دیتے ہیں۔

چنانچہ یہوواہ احتجاج کرتا ہے کہ اُس کے لوگ قربان گاہ پر تو بے شمار قربانی کے جانور لاتے ہیں، لیکن شخصی طور پر اُس سے بے رُخی کا اظہار کرتے ہیں۔ جہاں تک قربانیوں کی تفصیلات کا تعلق ہے اُس کے لوگ بڑے فرض شناس واقع ہوئے ہیں۔ لیکن جب بذاتِ خود خداوند کی ذات سے پُرخلوص اور شخصی تعلقات کی بات آئی، تو اُن میں اِس کا فقدان تھا۔ ایف۔ بی۔ مائر لکھتا ہے:

> یہ زبور ریاکار کے لئے سخت ملامت ہے جو کہ خدا کے گھر میں رسومات کی پابندی یعنی ظاہری فرماں برداری سے اپنے آپ کو مطمئن رکھتا ہے جبکہ اپنی دلی عقیدت اور محبت کا اظہار نہیں کرتا۔

۵۰:۹ یہی وجہ ہے کہ خدا کہتا ہے کہ نہ وہ اُن کے گھر سے بیل لے گا نہ اُن کے باڑے سے بکرے۔ وہ رسومات پرست نہیں ہے کہ مذہبی رسومات سے مطمئن ہو جائے۔ قربانی کا نظام مقرر کرنے سے خدا کا کبھی بھی یہ ارادہ نہیں تھا کہ محض ظاہری دُرست اعمال، غلط باطنی روّیوں کو ڈھانپنے کے لئے استعمال کئے جائیں۔

۵۰:۱۰-۱۳ اگر وہ ذرا رُک کر سوچتے، تو خدا کے لوگوں کو احساس ہوتا کہ خدا بہرکیف دُنیا کے سب جانوروں کا مالک ہے — جنگل کا ایک ایک جانور ... ہزاروں پہاڑوں کے چوپائے ... ہوا کے پرندے اور ہر ایک جاندار جو زمین پر چلتا پھرتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ خدا کو لوگوں کی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ وہ بھوکا نہیں ہے، اگر وہ بھوکا ہوتا تو اُسے ہم سے کوئی چیز مانگنا نہ پڑتی کیونکہ اُس کے باڑے میں بے شمار جانور ہیں۔ اور نہ بیلوں کے گوشت اور بکروں کے خون سے ہی اُسے کوئی تقویت ملتی ہے۔ اِن معنوں میں خدا کلی طور پر خود کفیل ہے۔

۵۰:۱۴، ۱۵ خدا اپنے لوگوں سے کیا مانگتا ہے؟ تین چیزیں:

شکرگزاری۔ کوئی تحفہ بھی سادہ سی شکرگزاری کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ اکثر اوقات ہم اُس خاندان کی مانند ہیں جس نے اپنی ماں کی کچھ پروا نہ کی، لیکن اُس کی موت کے وقت دو لاکھ روپے کا کفن پہنانے سے اپنی ناشکری کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش کی۔

منتیں پوری کرنا۔ ”حق تعالیٰ کے لئے اپنی منتیں پوری کر“، محبت، پرستش، خدمت اور عقیدت کی منتیں۔

دعائیہ رفاقت۔ ”مصیبت کے دن مجھ سے فریاد کر۔ مَیں تجھے چھڑاؤں گا اور تُو میری تمجید کرے گا۔“ یہاں ہمیں خدا کے دل کے بارے میں عجیب و غریب بصیرت حاصل ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے لوگوں کو دعا کرتے ہوئے سنے اور وہ اُن کی دعاؤں کا جواب دینا چاہتا ہے۔ وہ اپنے اور اپنے لوگوں کے درمیان محبت کے گہرے تعلق قائم کرنا چاہتا ہے۔

لیکن شریر سے ... (۵۰: ۱۶-۲۱)

۵۰: ۱۶، ۱۷ یہ بالکل صاف اور واضح ہے کہ منصف اب قوم کے ایک مختلف گروہ سے مخاطب ہے جو مذہبی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں، لیکن اُن کی زندگیاں علانیہ طور پر سچائی کی نفی کرتی ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ اُنہیں کتابِ مقدس سے اقتباس کرنے یا عہد کی برکتیں حاصل کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ تب وہ اُن پر کئی طرح کے الزام لگاتا ہے۔

اُنہوں نے تربیت سے نفرت کی۔ ظاہراً اُنہوں نے اپنے آپ کو کسی طرح کی تنبیہ سے بالا تصور کیا۔ تعمیری تنقید کو قبول یا برداشت کرنے کی بجائے ان ریاکاروں نے اِس کا بہت بُرا منایا، اور جس کسی نے خواہ خود خداوند نے تنبیہ کرنے کی کوشش کی، اُنہوں نے اُس پر حملہ کیا۔

اُنہوں نے خدا کے کلام کی حقارت کی۔ خدا کے کلام کی تعظیم کی بجائے اُنہوں نے خدا کی باتوں کو بے کار سمجھ کر پیٹھ پیچھے پھینک دیا۔

۵۰: ۱۸ **اُنہوں نے علیٰحدہ راہ پر چلنے سے انکار کر دیا۔** چوروں اور زانیوں سے الحاق کرکے اُنہوں نے خداوند کی نافرمانی کی اور اُس کے نام کو بدنام کیا۔

۵۰: ۱۹، ۲۰ **اُن کی گفتگو میں بدی تھی۔** بغیر کسی ضبط اور رکاوٹ کے اُن کے منہ سے بدی نکلتی تھی۔ اُنہوں نے جھوٹ اور فریب میں مہارت حاصل کر لی۔ حتیٰ کہ اُن کے قریب ترین رشتہ دار بھی اُن کے گھٹیا بہتانوں سے محفوظ نہیں تھے۔

۵۰: ۲۱ چونکہ خدا نے فوری طور پر اُنہیں سزا دی اِس لئے اُنہوں نے سوچا کہ وہ بھی اُن کی طرح بے پروا ہے۔ اُنہیں اِس بات کا احساس نہیں تھا کہ اُس کے صبر کا مقصد یہ تھا کہ اُنہیں توبہ کے لئے وقت دیا جائے۔ لیکن اب خداوند اپنی خاموشی کو توڑتا اور مذکورہ بالا الزامات کے لئے اُنہیں ملامت کرتا ہے۔

آ گاہی اور وعدہ (۵۰: ۲۲، ۲۳)

یہ زبور آ گاہی اور وعدہ کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ آ گاہی اُن کے لئے ہے جو خدا کو بھول جاتے ہیں اور ایسے زندگی بسر کرتے ہیں جیسے کہ اُس (خدا) کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کرتے تو خدا اُن پر شیر کی طرح جھپٹ کر اُنہیں پھاڑ ڈالے گا۔ لیکن جو اُس کے پاس شکرگزاری کی قربانیوں کے ساتھ آتے، اُس کا جلال ظاہر کرتے اور اُس کی فرماں برداری کی راہ پر چلتے ہیں، اُنہیں مصیبت کے وقت خدا کی طرف سے مخلصی حاصل ہو گی۔

زبور ۵۱: توبہ کی اعلیٰ خوشبو

اِلٰہی محبت گناہ کی گندگی سے توبہ اور شکرگزاری کی اعلیٰ خوشبو نکال سکتی ہے۔ اِس کی ایک مثال زبور ۵۱ میں ہے۔ جیسا کہ عنوان میں وضاحت کی گئی ہے، یہ اُس وقت لکھا گیا جب ناتن نبی نے بڑی دلیری سے اُس پر واضح کیا تھا کہ اُس نے بت سبع کے ساتھ زناکاری کی ہے اور اُس نے حتی اوریاہ کو قتل کروایا ہے۔ گناہ سے پورے طور پر قائل ہو کر داؤد نے اپنے شکستہ دل سے توبہ کے یہ جذبات تحریری صورت میں پیش کئے۔ ہم اِس اقرار کا سلیس زبان میں بیان کریں گے:

۵۱: ۱ ”اے خدا! ... رحم کر۔“ مَیں تیرے رحم کا طلب گار ہوں۔ مَیں سزا کا مستحق ہوں۔ لیکن تُو شفقت کا خدا ہے اور اِس بنا پر مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مجھ سے وہ سلوک نہ کر جس کا مَیں مستحق ہوں۔ تیری رحمتیں تو بہت زیادہ ہیں اور اِس بنا پر مَیں دلیری سے تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ مَیں نے تیری شریعت کی جو خلاف ورزیاں کی ہیں، اُنہیں مٹا دے۔

۵۱:۲ مَیں جہاں جہاں بھی تیری راہ سے گمراہ ہوا ہوں، مجھے اِس گناہ سے پورے طور پر دھو ڈال اور جن ناقابل برداشت طریقوں سے مَیں نے خطا کی ہے، اُن سے مجھے دھو ڈال۔

۵۱:۳ اے، میرے خدا! مَیں علانیہ طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ مَیں نے تیری شریعت کو توڑا ہے، میرا گناہ علانیہ تھا اور میری توبہ بھی علانیہ ہے۔ میرے گناہ کا احساسِ جرم دن رات میرے ذہن پر مسلط ہے اور مَیں مزید اِس کی برداشت نہیں کر سکتا۔

۵۱:۴ لیکن اب مَیں واضح طور پر دیکھتا ہوں کہ مَیں نے صرف اور صرف تیرے خلاف گناہ کیا ہے۔ بے شک مَیں نے بت سبع اور اُس کے وفادار خاوند کے خلاف بھی گناہ کیا --- اُس بہادر جرنیل کے خلاف میری فریب دہی کے لئے مجھے معاف کر --- لیکن مَیں جانتا ہوں کہ ہر طرح کا گناہ بنیادی طور پر تیرے خلاف ہے۔ تیری شریعت کو توڑا گیا ہے۔ تیری مرضی کی حقارت کی گئی ہے۔ تیرے نام کی بے عزتی ہوئی ہے۔ چنانچہ مَیں اپنے خلاف تیرے ساتھ ہوں۔ تُو جو سزا بھی دینا چاہے اُس میں حق بجانب ہے اور تیرے فیصلوں کو کوئی بھی غلط قرار نہیں دے سکتا۔

۵۱:۵ اے خداوند! مَیں اچھا نہیں ہوں۔ مَیں گناہ میں پیدا ہوا۔ اور مزید پیچھے جاتے ہوئے مَیں یہ کہوں گا کہ مَیں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔ یہ کہتے ہوئے میرا یہ مطلب نہیں کہ مَیں اپنی ماں کو شرمسار کرنا چاہتا ہوں یا مَیں اپنے جرم کو کم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مَیں نے نہ صرف گناہ کئے ہیں بلکہ مَیں اپنی فطرت کے لحاظ سے گناہ گار ہوں۔

۵۱:۶ لیکن تُو گناہ سے نفرت کرتا اور انسان کے باطن کی سچائی کو پسند کرتا ہے، چنانچہ اب مَیں تیرے پاس آتا اور تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تُو میرے باطن میں مجھے حکمت سکھا۔

۵۱:۷ تُو نے سکھایا کہ کوڑھی کو پاک صاف کرنے کے لئے زُوفے اور بہتے پانی کو استعمال کیا جائے (احبار ۱۴: ۱-۸)۔ خداوند! مَیں اخلاقی طور پر کوڑھی ہوں۔ ”زُوفے

سے مجھے صاف کر تو مَیں پاک ہوں گا۔ مجھے دھو اور مَیں برف سے زیادہ سفید ہوں گا۔"

۵۱: ۸ جب مَیں نے گناہ کیا تو میرا خوشی کا گیت ختم ہو گیا۔ ایک طویل عرصہ سے مَیں حقیقی شادمانی اور خوشی سے ناواقف ہوں۔ مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ ایک بار پھر مجھے شادمانی کی موسیقی سننے دے۔ میری برگشتگی کی حالت میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ تُو نے میری ہڈیاں توڑ کر مجھے اپاہج بنا دیا ہے۔ مَیں مُقدّس تہواروں میں تیری حضوری میں ناچ نہیں سکتا تھا۔ میری اِن ٹوٹی ہڈیوں کو جوڑ دے تاکہ مَیں تیرے لوگوں کے ساتھ ناچتے ہوئے تیرے نام کی مدح سرائی کروں۔

۵۱: ۹ اے میرے خدا! مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے گناہوں پر عدالت اور سزا کے حوالے سے نہ دیکھ اور اُن سے اپنا منہ پھیر لے۔ میری بدکاریوں کا آخری نام ونشان بھی مٹا دے۔ جب بھی مَیں اُن کے بارے مَیں سوچتا ہوں میرے جسم میں ٹیسیں اُٹھتی ہیں۔

۵۱: ۱۰ جب مَیں گذشتہ ایام پر نگاہ ڈالتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ ساری مصیبت کا آغاز میرے دل سے ہوا۔ میری زندگی کے خیالات آلودہ تھے۔ مَیں نے بُرے خیالات کی آؤ بھگت کی جس کے نتیجے میں مَیں نے آخر کار گناہ کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ اب مَیں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو مجھ میں پاک دل پیدا کر۔ مَیں جانتا ہوں کہ اگر چشمہ صاف ہے تو اُس میں سے بہنے والی ندی بھی صاف ہو گی۔ اے خداوند! میرے باطن کو کلی طور پر نیا بنا دے تاکہ یہ مستقبل میں گناہوں کے ارتکاب سے تحفظ کے لئے مستحکم ہو۔

۵۱: ۱۱ اے خداوند! مجھے چھوڑ نہ دینا اور نہ مجھے اپنی حضوری سے خارج کر دینا۔ مَیں تو اِس تصور کو برداشت بھی نہیں کر سکتا کہ تُو مجھ سے دُور ہو جائے یا تیرا پاک روح مجھ سے جدا ہو جائے۔ جس زمانہ میں مَیں رہتا ہوں، اِس میں تُو اُن لوگوں سے جو تیری نافرمانی کرتے ہیں، اپنے پاک روح کو جدا کر دیتا ہے۔ تُو نے ساؤل سے ایسا کیا (۱۔سموئیل ۱۶: ۱۴)۔ مَیں تو اُن کے نتائج کا سوچ کر تھرتھرا اُٹھتا ہوں۔ اے خداوند! از راہِ کرم مجھے اِس انجام سے بچا لے۔

۱۲:۵۱ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا، میرا خوشی کا گیت ختم ہو گیا ہے۔ میری روح تو نہیں بلکہ میرا گیت۔ تیری نجات ختم نہیں ہوئی بلکہ تیری نجات کی شادمانی۔ چونکہ اب مَیں تیرے پاس توبہ، اقرار اور ترکِ گناہ کے ساتھ آتا ہوں، مَیں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ جو تار ٹوٹ چکے تھے، اب پھر سے اُن میں ارتعاش پیدا ہو جائے۔ مَیں صرف یہی دعا نہیں کرتا کہ تُو پھر سے مجھے اپنی نجات کی شادمانی عطا کر، بلکہ تُو مجھے اپنی مستعد روح سے بھی سنبھال لے۔ دوسرے لفظوں میں میری یہ خواہش ہے کہ تیری پاک روح مجھے توفیق دے کہ مَیں تیری فرماں برداری کروں اور سب باتوں میں تجھے خوش کروں۔ تب مَیں راست بازی کی راہوں پر قائم رہوں گا۔

۱۳:۵۱ میری معافی کا ایک نتیجہ یہ ہو گا کہ مَیں بڑے جوش و خروش سے دوسرے خطاکاروں کو تیری گواہی دوں گا اور اُنہیں معافی اور اطمینان کی تیری راہیں سکھاؤں گا۔ جب وہ سنیں گے کہ تُو نے میرے لئے کیا کیا ہے تو وہ بھی تیری طرف رجوع کرنا چاہیں گے۔

۱۴:۵۱ اے خدا! اگر تُو مجھے خون کے جرم سے چھڑائے، تو مَیں ساری دنیا کو تیری دی ہوئی مخلصی کی گواہی دوں گا۔ اے میرے نجات بخش خدا! اوریاہ کے قتل کے گناہ کا احساسِ جرم مجھ پر بہت گراں ہے۔ اِس گناہ کو مٹا ڈال تو مَیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تیری تعریف کروں گا۔

۱۵:۵۱ میرے گناہ کی وجہ سے میرے ہونٹ بند ہو چکے ہیں۔ اپنی معافی سے اِنہیں کھول دے اور میرے منہ سے صرف تیری باتیں اور ستائش نکلے گی۔

۱۷،۱۶:۵۱ اے خداوند! مَیں معافی کے لئے رسومات پر بھروسا نہیں کرتا۔ مَیں جانتا ہوں کہ تُو رسومات پرست نہیں ہے۔ اگر میرا یہ خیال ہوتا کہ تُو جانوروں کی قربانی مانگتا ہے تو مَیں یہ قربانی لاتا۔ لیکن سوختنی قربانیاں تیرے دل کو خوش نہیں کرتیں۔ یہ سچ ہے کہ تُو نے قربانیوں اور نذروں کو مقرر کیا، لیکن تُو نے کبھی بھی اُنہیں حتمی آئیڈیل متصور نہیں کیا۔ چنانچہ مَیں تیرے پاس شکستہ روح سے آتا ہوں۔ یہی وہ قربانی ہے جسے تُو پسند کرتا ہے۔ تُو اِس شکستہ اور خستہ دل کو جسے مَیں تیرے پاس لاتا ہوں، حقیر نہ جانے گا۔

۵۱:۱۸ اور اب اے خداوند! مَیں تیرے برگزیدہ لوگوں اور اپنے لئے دعا کرنا چاہتا ہوں۔ مہربانی کر کے اُن سے بھلائی کر۔ یروشلیم کی فصیل کو از سرِنو تعمیر کر۔ بلاشبہ میرے گناہوں کی وجہ سے تیرے کام میں ترقی کی راہ میں رکاوٹ حائل ہوئی ہے۔ مَیں نے تیرے نام کی تذلیل کی ہے۔ اب تیرا کام بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھے۔

۵۱:۱۹ جب ہم سب اپنے گناہوں کا اقرار کرتے اور اُنہیں ترک کرتے ہوئے تیرے ساتھ رفاقت رکھیں، تب تُو ہماری صداقت کی قربانیوں سے خوش ہو گا۔ جن قربانیوں سے تیری ذات سے کُلی طور پر خلوص ظاہر ہوتا ہے، اُن سے تیرا دل خوش ہو گا۔ ہم تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے ـــ یعنی خدا کی شکر گزاری کے طور پر جو گناہ اور بدی کو معاف کرتا ہے۔

زبور ۵۲: غدار کو بے نقاب کر دیا گیا

اِس زبور کا تاریخی پس منظر ۱۔سموئیل ۲۱، ۲۲ باب میں پایا جاتا ہے۔ ادومی دوئیگ ساؤل بادشاہ کے چرواہوں کا سردار تھا۔ وہ اُس وقت وہاں موجود تھا جب داؤد نے اخیملک کاہن سے کھانا اور جاتی جولیت کی تلوار لی۔ اِس کے فوراً بعد اُس نے جا کر ساؤل کے کان بھرے۔ انعام کے طور پر اُسے یہ اختیار دیا گیا کہ اخیملک اور خداوند کے دیگر ۸۴ کاہنوں کو قتل کر دے۔ اِس کے بعد اُس نے نوب کے مقام پر عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کیا حتیٰ کہ جانوروں کو بھی تباہ کر دیا۔

۱-۴ آیات میں دوئیگ کے کردار کا خاکہ پیش کیا گیا ہے اور اُس کے انجام کو ۵-۷ آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس کے مقابلے میں زبور نویس کا کردار ۸ اور ۹ آیات میں پیش کیا گیا ہے۔

۵۲:۱-۴ شروع میں داؤد، غدار پر اِس سوال سے حملہ کرتا ہے کہ وہ کیوں انتہائی شرارت اور خدا کے وفادار خادم پر جھوٹے بہتان باندھنے پر فخر کرتا ہے۔ اُس کی زبان اُسترے کی مانند تیز تھی جو لوگوں کو تہمت سے کاٹ ڈالتی تھی۔ اُس کا نیکی کی بجائے بدی کی طرف زیادہ رُجحان تھا اور سچ بولنے کی نسبت جھوٹ بولنے کو ترجیح دیتا تھا۔ اُس مجسم

فریب نے اپنی باتوں سے خوش ہو کر دوسروں کی زندگیاں برباد کر دیں۔

۵۲: ۵ جس مقدر کی پیش گوئی زبور نویس دوئیگ اور اُس کے ساتھیوں کے لئے کرتا ہے، اُس پر اِلٰہی اور انسانی عدل متفق ہے۔ جیسے عمارت کو گرا کر زمیں بوس کر دیا جاتا ہے، ویسے ہی خدا اُس کے زور کو توڑ کر اُسے خاک میں ملا دے گا۔ خدا اُسے اُس کے خیمہ سے کھینچ کر باہر نکالے گا اور اُس کا نام ونشان کلی طور پر زندوں کی زمین سے مٹا ڈالے گا۔

۵۲: ۶، ۷ خدا ترس لوگ اُس دن کو دیکھیں گے، جب خدا اُس فریبی آدمی کو عبرت ناک سزا دے گا اور وہ اُس کی شکست پر یہ کہتے ہوئے ہنسیں گے کہ

> ”دیکھو یہ وہی آدمی ہے جس نے خدا کو اپنی پناہ گاہ نہ بنایا بلکہ اپنے مال کی فراوانی پر بھروسا کیا اور شرارت میں پکا ہو گیا۔“

۵۲: ۸، ۹ زبور نویس کے کردار میں ایک نمایاں فرق ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کے گھر میں زیتون کے ہرے درخت سے تشبیہ دیتا ہے جو خوش حالی اور پھل دار ہونے کے مترادف ہے۔ زیتون کے درخت میں وہ تیل ہے جو خدا کے روح کا مثیل ہے۔ تیل کا ہرا رنگ ابدی زندگی کی تازگی کی یاد دلاتا ہے۔ یہ خدا کے گھر میں ہے، جبکہ وہ خیمہ جس میں سے شریر کو نکال پھینکا جائے گا اُس سے باہر ہے۔

دوئیگ تو خدا کو اپنی پناہ گاہ نہیں بنائے گا، اِس کے برعکس داؤد کا توکل ابدالآباد خدا کی شفقت پر ہے۔

خداوند نے جو کچھ داؤد کے لئے کیا ہے، وہ ہمیشہ اُس کی شکرگزاری کرے گا۔ یعنی وہ شریر کو سزا دینے اور راست باز کو بری کرنے کے لئے اُس کی شکرگزاری کرے گا۔

بالآخر وہ وفادار مقدسین کی موجودگی میں خداوند کے نام کی شکرگزاری کرے گا، کیونکہ اُس کا نام خوب ہے اور جو کچھ وہ ہے وہ سب خوب ہے۔

زبور ۵۳: الحاد کی حماقت

زبور ۱۴ اور اِس زبور کے مابین بنیادی فرق یہ ہے کہ خدا کا نام یہوواہ (یاہوے) سے الوہیم میں تبدیل کیا گیا ہے۔ زبور ۱۴ میں احمق عہد پر قائم رہنے والے خدا (یہوواہ،

خداوند) کے وجود کا انکار کرتا ہے جو کہ اپنے لوگوں میں بہت زیادہ دلچسپی لیتا اور اپنی اُمت کی فلاح کا خواہاں ہے۔ یہاں احمق قادرِ مطلق اور مطلق العنان خدا (الوہیم) کے وجود کا انکار کرتا ہے جو کہ کائنات کو سنبھالتا اور اُس پر حکمرانی کرتا ہے۔

خدا کا دونوں معنوں میں اِنکار کیا جا سکتا ہے۔ بعض انکار کرتے ہیں کہ خدا کی کسی خاص قوم یا لوگوں کے کسی مخصوص گروہ میں خصوصی دلچسپی ہے، جبکہ بعض سرے سے انکار کر دیتے ہیں کہ خدا کا کوئی وجود ہے۔

۱:۵۳ لازم نہیں کہ احمق بودا یا بے وقوف ہو۔ ممکن ہے کہ وہ تعلیمی لحاظ سے بہت زیادہ ذہین ہو، لیکن خدا کی شخصیت، قدرت اور پروردگاری کی شہادت کا سامنا نہ کرنا چاہے۔ وہ اپنی ڈھٹائی کی بنا پر جاہل ہے۔ عبرانی لفظ میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ سچائی کا بدنیتی سے انکار کیا جاتا ہے۔

الحاد کو بعض اوقات علت اور بعض اوقات معلول کے طور پر گراوٹ یا زوال سے منسوب کیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ حیران کن امر نہیں ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ کوئی الوہیم نہیں، ”وہ بگڑ گئے اور اُنہوں نے نفرت انگیز بدی کی ہے۔ اُن میں کوئی نیکوکار نہیں۔“

۲:۵۳ اب الحاد کا خصوصی مضمون، بنی نوع انسان کے عمومی مضمون میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پولس رسول اِن آیات کے کچھ حصوں کو تمام بنی نوعِ انسان کی کلی گراوٹ کو ثابت کرنے کے لئے اقتباس کرتا ہے۔ بے شک یہ الزام درست ہے۔ جب خدا آسمان پر سے بنی آدم پر نگاہ کرتا ہے (اور اگر اُنہیں اُن کے حال پر چھوڑ دیا جائے) تو اُسے کوئی ایسا شخص نہیں ملتا جو خدا سے ڈرتا ہو۔ کوئی شخص روح القدس کی خدمت کے بغیر خدا کا طالب نہیں ہو سکتا۔

۳:۵۳ وہ سب کے سب زندہ خدا سے پھر گئے۔ وہ سب کے سب بگڑ گئے ہیں۔ کوئی شخص ایسی نیکی نہیں کرتا جو خدا کو پسند ہو۔

۵،۴:۵۳ پھر زبور نویس گناہ گاروں کے ایک مخصوص گروہ سے مخاطب ہوتا ہے جو بدکردار ہیں اور خدا کے لوگوں کو ایذا دیتے ہیں۔ وہ اِس قدر کوتاہ نظر کیوں ہیں؟ وہ ظالم

ہیں اور اُن کی زندگی دعائیہ نہیں ہے۔ وفادار بقیہ کو وہ ایسے برباد کرتے ہیں جیسے روٹی کھانا اُن کا معمول ہے۔ وہ دعا میں خدا سے باتیں کرنے کی ضرورت کو محسوس نہیں کرتے۔ وہ اِس حقیقت سے بالکل بے حس و بے خبر ہیں کہ ایک دن ایسا آئے گا جب وہ بہت زیادہ خوف میں مبتلا ہو جائیں گے۔ خدا اُن لوگوں کی ہڈیوں کو بکھیر دے گا جو اُس کے وفادار پیروکاروں کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔

۵۳:۶ آخری آیت میں داؤد مسیح کی آمد کے لئے دعا کرتا ہے۔ وہ نجات دہندہ صیون سے آئے گا (رومیوں ۱۱: ۲۶) اور تمام ایماندار بنی اسرائیل کو بچائے گا۔ اُس دن اسرائیل بحال کیا جائے گا، یعقوب خوش اور اسرائیل شادمان ہو گا۔

زبور ۵۴: خدا میرا مددگار ہے

جب داؤد، ساؤل کے ظلم سے تنگ آ کر مفرور تھا تو زیفیون نے دوبار بادشاہ کو اُس کے بارے میں بتایا کہ وہ کہاں موجود ہے (۱۔سموئیل ۲۳:۹؛ ۲۶:۱)۔ اِس راز کے افشا ہونے پر زبور نویس کے نوکِ قلم سے اِس زبور کے الفاظ نکل پڑے۔ ہر زمانہ میں جب خدا کے لوگ انسانوں کے ہاتھوں سے دُکھ اُٹھائیں تو یہ نہایت موزوں دعا ہے۔

۵۴:۱ مدد کے لئے ابتدائی فریاد میں خدا کے نام میں نجات اور اُس کی قدرت سے انصاف کے لئے التجا کی گئی ہے۔ اُس کا نام اُس کی فطرت اور کردار کو اور اُس کی قدرت اُس کے قادرِ مطلق ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ یہاں نجات کا مطلب دشمنوں سے دنیوی مخلصی ہے۔

۵۴:۲،۳ ''ابھی نہیں تو کبھی نہیں'' کے مقولہ کے تحت زبور نویس ہنگامی صورتِ حال پیش کرتے ہوئے خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس کی فریاد کو سنے اور اُس کے منہ کی باتوں پر کان لگائے۔

حقیقت یہ تھی کہ یہ بیگانے سازش کے تحت داؤد کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے، اُس کے خون کے پیاسے یہ لوگ اُسے ختم کر دینا چاہتے تھے۔ اِن گمراہ لوگوں کو خدا

کی کوئی پروا نہیں تھی۔

۵۴:۴، ۵ خداوند دعا گو کی جان کو سنبھالنے والوں میں سے ہے۔ ایک وقت آئے گا جب وہ اپنے لوگوں کے دشمنوں کو برباد کر دے گا اور اُنہیں مصیبت میں ڈال دے گا۔

یہ علم کہ خدا کیا کرے گا جلد ہی دعا میں بدل جاتا ہے، "اے خداوند! اپنی وفاداری ثابت کر کے اُن کی بدی کے منصوبوں کو ختم کر دے۔"

۵۴:۶ آیت ۱ میں مذکور نجات بخش نام پھر پرستش کا نام بن جائے گا۔ داؤد خداوند کے پاس رضا کی قربانیاں لائے گا اور خداوند کے نام کی شکر گزاری کرے گا، کیونکہ یہ وہ قیمتی نام ہے جس میں ہر طرح کی نیکی پوشیدہ ہے۔

۵۴:۷ آخری آیت میں داؤد یوں گویا ہوتا ہے جیسے اُس کی تمام مصیبتیں ختم ہو گئی ہوں، جیسے کہ اُس نے پہلے سے اپنے دشمنوں کی موت کو دیکھ لیا ہے۔ مورگن لکھتا ہے "گو وہ ابھی تک مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہے، تاہم وہ مخلصی کا گیت گاتا ہے جیسے کہ یہ پہلے سے اُسے حاصل ہو چکی ہے۔" چنانچہ "ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے" (عبرانیوں ۱۱: ۱)۔

زبور ۵۵ : اپنا بوجھ اُتار دے

اخیتفل داؤد کا بہت ہی بااعتماد مشیر تھا جو بعد میں دوسرے لوگوں کو ساتھ لے کر غاصب ابی سلوم کا ساتھی بن گیا۔ اِس زبور میں ہم داؤد کے دل کی شدید ٹیسوں کو محسوس کر سکتے ہیں۔ جب یہوداہ نے ہمارے خداوند کو پکڑوایا تو مسیح نے بھی یہی محسوس کیا ہو گا۔

۵۵:۱-۲ سخت پریشانی کے عالم میں داؤد کی روح خدا کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرانے کے لئے مختلف انداز اپناتی ہے۔ وہ درخواست کرتا ہے کہ التجا پر کان لگائے اور "اپنا منہ نہ پھیرے"۔ شرفِ باریابی کے لئے اپیل یہ ہے کہ "میری طرف متوجہ ہو۔" اور عمل کے لئے اپیل یہ ہے کہ "مجھے جواب دے۔"

۵۵:۲ب-۵ اِس کے بعد شخصی غم اور اشد ضرورت کی دل دوز فہرست ہے:

وہ غم سے بے قرار ہو کر کراہتا ہے۔
وہ دشمنوں کے آوازہ سے گھبرا گیا ہے۔
وہ شریر کے ظلم سے پسا ہوا ہے۔
وہ بدی کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے۔
اُسے قہر سے ستایا گیا ہے۔
پریشانی سے اُس کا دل بے تاب ہوا ہے۔
وہ آنے والے انجام سے خوف زدہ ہے۔
خوف سے اُس پر کپکپی طاری ہے جس پر وہ قابو نہیں پا سکتا۔
ہیبت نے اُسے دبا لیا ہے۔

۵۵: ۶-۸ اُس کی اوّلین خواہش تو یہ ہے کہ وہ اپنی مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے لئے اُڑ کر کہیں دُور چلا جائے۔ اگر اُس کے پَر ہوتے تو وہ بیابان میں کسی پُرسکون جگہ میں جا کر بسیرا کر لیتا۔ وہ اپنے گرد طوفان سے بچنے کے لئے ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرتا۔

۵۵: ۹ الف لیکن اب اُس کا خوف سخت نفرت میں تبدیل ہو گیا ہے۔ وہ سازشوں کے فریب سے اِس قدر مشتعل ہو گیا ہے کہ وہ خداوند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُنہیں ہلاک کرے۔ وہ واضح نہیں کرتا کہ آیا خدا لوگوں کو برباد کرے یا اُن کے منصوبوں کو۔ وہ خدا سے یہ بھی التجا کرتا ہے کہ وہ اُن کی زبان میں تفرقہ ڈال دے۔ ممکن ہے کہ یہ داؤد کی اُس دعا کی طرف اشارہ ہو جب اُس نے التجا کی کہ خداوند اخیتفل کی مشورت کو حماقت میں تبدیل کر دے (۲۔سموئیل ۱۵: ۳۱)۔

۵۵: ۹ب-۱۱ جب یسی کا بیٹا یروشلیم شہر پر نگاہ ڈالتا ہے جسے اُس نے فتح کیا اور چنا تھا تو وہ دیکھتا ہے کہ یہ ظلم اور جھگڑے سے بھرا ہے۔ یہ دونوں برائیاں شہر کی فصیل پر گشت کرتی ہیں۔ سلامتی کا شہر اب شرارت اور ظلم کا شہر ہے۔ بربادی اب یہاں کی باسی ہے۔ عوامی جگہوں پر جہاں انصاف اور قانون کو موجود ہونا چاہئے، وہاں اب ظلم اور فریب کا راج ہے۔

۵۵: ۱۲-۱۵ داؤد کی بنیادی شکایت یہ ہے کہ اُس کے ساتھ غداری کی گئی ہے۔ اگر مجرم علانیہ دشمن ہوتا تو یہ تکلیف قابل برداشت ہوتی۔ اگر اُس کا کوئی بیرونی دشمن اُسے لعنت ملامت کرتا تو زبور نویس اُس سے چھپ جاتا۔ لیکن یہ تو اُس کا رفیق، عزیز اور پُراعتماد دوست تھا جس نے اُس کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا۔ پہلے زبور نویس اُس کے ساتھ خیمہ اجتماع کے صحنوں میں پھرتے ہوئے گہری رفاقت رکھتا تھا۔ یہ بے وفا شخص اور اُس کے ساتھی فوری طور پر ہلاکت کے مستحق ہیں کہ وہ جلد از جلد پاتال میں چلے جائیں، "کیونکہ شرارت اُن کے مسکنوں میں اور اُن کے اندر ہے" (گلینیو)۔

۵۵: ۱۶-۲۱ تاہم اپنی ساری جذباتی پریشانی میں داؤد کو تسلی حاصل ہوتی ہے کہ اُسے مدد ملے گی۔ شام، صبح اور دوپہر کے وقت اُس کی آہیں اور سسکیاں خدا نجات دہندہ کے کان تک پہنچیں گی۔ اُس کے خلاف جنگ کرنے والوں کی عددی برتری کے باوجود داؤد سلامتی سے بچ جائے گا۔ خدا جو ابد سے تخت نشین ہے اُس کی دعا کو سنے گا اور اُن کو سزا دے گا۔ یہ اُن لوگوں کی سزا ہے جن میں کسی طرح کی تبدیلی (توبہ) نہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتے۔ یہ غدار کی سزا ہے یعنی اُس دلی دوست کی سزا جس نے اپنے دوستوں کو نقصان پہنچانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور جس نے دوستی اور وفاداری کے عہد کو توڑا۔ "اُس کی باتیں تیل سے زیادہ ملائم ... پر وہ ننگی تلواریں تھیں۔"

۵۵: ۲۲ زبور ۵۵ کی معراج آیت ۲۲ میں درج ہے:

> "اپنا بوجھ خداوند پر ڈال دے۔ وہ تجھے سنبھالے گا۔
> وہ صادق کو کبھی جنبش نہ کھانے دے گا۔"

زبور نویس اِس نتیجہ پر پہنچا کہ دُکھوں کے لمحات میں راہِ فرار حاصل کرنا بڑی بات نہیں، بلکہ یہ ہے کہ اُن دُکھوں کا بوجھ خداوند پر ڈال دیں۔ بشپ ہورن نے کیا خوب کہا ہے کہ "وہ جس نے ایک بار ہمارے گناہوں اور غموں کا بوجھ اُٹھا لیا، ہم سے التجا کرتا ہے کہ اب ہم ہمیشہ اُسے اپنی فکروں کا بوجھ اُٹھانے دیں۔"

۵۵: ۲۳ قاتل اور دغاباز وقت سے پہلے تشدد سے ہلاک ہو جائیں گے۔ اختیفل

(۲۔سموئیل ۱۷: ۱۴، ۲۳) اور یہوداہ (متی ۲۷: ۵) کا یہی انجام ہوا۔ لیکن خدا کے لوگوں کا اُس پر بھروسا ہو گا کہ وہ اُنہیں بچائے۔

زبور ۵۶: خدا میری طرف ہے!

داؤد کے لئے اپنے ہم وطنوں سے فرار ہو کر جات میں فلستیوں کے درمیان پناہ حاصل کرنا کڑوی گولی نگلنے کے مترادف تھا (۱۔سموئیل ۲۱: ۱۰-۱۵، ۲۷: ۴، ۲۹: ۲-۱۱)، لیکن ساؤل بادشاہ کی شدید مخالفت نے اُسے یہ قدم اُٹھانے پر مجبور کیا۔ زبور ۵۶ میں اُس وقت کے خوف اور ایمان کی بدلتی ہوئی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے۔

۵۶: ۱-۲ داؤد تعاقب کرنے والوں کی طرف سے مسلسل پریشانی کے پیشِ نظر خدا کی پُرفضل مدد کے لئے دعا سے اِس زبور کا آغاز کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ دن بھر دشمنوں کی طرف سے اُس پر تین طرح کے خوف مسلط تھے:

وہ ... مجھے ستاتا ہے۔ (آیت ۱)
میرے دشمن ... مجھے نگلنا چاہتے ہیں۔ (آیت ۲)
وہ میری باتوں کو مروڑتے رہتے ہیں۔ (آیت ۵)

اُس کے دشمن بڑے متکبرانہ انداز سے اُس پر حملہ آور تھے۔ وہ بدی کے لئے اُس کے خلاف مسلسل سازشیں کرتے تھے، اُس پر غالب آنے کے لئے اپنی قوت میں اضافہ کرتے رہتے تھے، اُس پر جھپٹنے کے لئے گھات لگائے رہتے تھے، وہ مسلسل اُس کی جاسوسی کرتے رہتے تھے (آیات ۲، ۵، ۶)۔ یہ صاف اور واضح امر تھا کہ وہ اُسے قتل کرنا چاہتے تھے۔

۵۶: ۳ لیکن ایمان پُراعتماد اعلان سے مایوسی کے جمود کو توڑتا ہے، "جس وقت مجھے ڈر لگے گا مَیں تجھ پر توکل کروں گا۔" جلاوطن کی یہ پُرمسرت دلیری خدا کے کردار اور اُس کے وعدوں کی وفاداری پر مبنی ہے۔ اگر ہمارے سارے دشمن متحد ہو جائیں تو بھی وہ اُن سب سے زیادہ طاقتور ہے اور اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیں اُن سے محفوظ رکھے گا۔ اُس نے ہماری حفاظت کے لئے ہمارے گرد باڑ لگا رکھی ہے اور اُس کی مرضی کے بغیر کوئی شے اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بلاخوف خدا پر بھروسا رکھ سکتے ہیں۔

۵۶: ۴-۶ یہ بڑا جرأت مندانہ چیلنج ہے: ”بشر میرا کیا کر سکتا ہے؟“ شاید عقل یہ جواب دے کہ ”بہت کچھ“۔ انسان ایذا دے سکتا ہے، زخمی کر سکتا ہے، جسم کا کوئی حصہ ناکارہ کر سکتا ہے، گولی سے مار سکتا ہے۔ لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ خدا کا فرزند مر نہیں سکتا، جب تک اُس کا کام مکمل نہ ہو جائے۔ ہم اپنے نجات دہندہ کے الفاظ کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں کہ داؤد کیوں نڈر تھا:

> جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور روح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو بلکہ اُسی سے ڈرو جو روح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے (متی ۱۰: ۲۸)۔

۵۶: ۷ دشمنوں کی طرف سے اُسے ختم کرنے کی کوششوں کے بارے میں بتانے کے بعد داؤد خدا سے التجا کرتا ہے کہ اُن کے فریب کا بدلہ دینے کے لئے وہ اپنے قہر میں اُنہیں گرا دے۔

۵۶: ۸ یہاں پر ہمارے خداوند کی طرف سے شخصی اور پُرمحبت فکر کا نہایت عمدہ بیان ہے۔ وہ ہماری آوارگی کا بھی حساب رکھتا ہے۔ وہ ہماری بے چینی اور رات کے وقت کروٹیں بدلنے کا حساب رکھتا ہے۔ وہ ہماری اِس قدر فکر کرتا ہے کہ ہمارے آنسوؤں کی تفصیلات کو جانتا ہے اور ہم اُس سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اُنہیں اپنے مشکیزہ میں رکھ لے۔ شاید یہ ماتم کرنے والوں کی اُس قدیم رسم کی نشان دہی کرتا ہے کہ وہ اپنے آنسوؤں کو ایک چھوٹی سی بوتل میں بند کر کے مرحوم کی قبر میں دفن کر دیتے تھے۔ یوں یہ آنسو پس ماندگان کی محبت کی یادگار سمجھے جاتے تھے۔ بہرکیف خدا ہمارے آنسوؤں کا اپنی کتاب میں حساب رکھتا ہے، جیسے بعد ازاں یسوع نے ہمیں سکھایا کہ اُس نے ہمارے سر کے بال بھی گنے ہوئے ہیں۔

۵۶: ۹ داؤد کے ساتھ ہمیں بھی اعتماد ہے کہ ہماری دعاؤں کے جواب میں خدا ہمارے دشمنوں کو پسپا کر دے گا۔ ہم یہ جانتے ہیں کیونکہ خدا ہماری طرف ہے۔ اگر خدا ہماری طرف ہے تو ہمارے مخالف کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں (رومیوں ۸: ۳۱)؟

بالآخر زندگی کا ایک سوال ہے جو اہمیت کا حامل ہے اور باقی ساری چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں: کیا خدا ہمارے ساتھ ہے؟ آخر داؤد کو اعتماد تھا کہ خدا اُس کی طرف

ہے۔ اور جس شخص کا خدا پر اعتماد ہے اُسے کسی بات کی فکر نہیں (آیت ۱۱)۔

۵۶: ۱۰، ۱۱ آیت ۴ کو آیات ۱۰ اور ۱۱ میں دہرایا گیا ہے، لیکن یہاں خدا کے دو مختلف نام استعمال کیے گئے ہیں:

"میرا فخر خدا (الوہیم) پر اور اُس کے کلام پر ہے۔
میرا فخر خداوند (یاہوے) پر اور اُس کے کلام پر ہے۔
میرا توکل خدا (الوہیم) پر ہے۔ مَیں ڈرنے کا نہیں۔
انسان میرا کیا کر سکتا ہے؟"

زبور نویس قادرِ مطلق اور عہد پر قائم رہنے والے خدا کے وعدے کی تعریف کرتا ہے اور اُسے مکمل یقین ہے کہ وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ مطمئن ہے کہ کمزور انسان اُسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۵۶: ۱۲، ۱۳ مستقبل کی مخلصی کی موجودہ یقین دہانی داؤد کو مجبور کرتی ہے کہ وہ خداوند کے حضور مانی ہوئی منتوں کو پورا کرے اور اُسے اپنی شکرگزاری کا قرض ادا کرے۔ گو ابھی تک وہ دشمن کے علاقے میں ہے، لیکن وہ مکمل نجات کی برکتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ اُس کی جان بچ گئی ہے اور اُس کے پاؤں نہیں پھسلے تاکہ وہ خدا کے سامنے زندگی کی روشنی میں چلتا رہے۔

زبور ۵۷: خدا کے پروں کے سائے تلے

داؤد نے جب یہ زبور لکھا تو اُس وقت وہ ساؤل کے ڈر سے یا تو عدلام یا عین جدی کی غار میں چھپا ہوا تھا۔ اُسے ہمیشہ دو حقائق، یعنی پُرفضل خدا اور سخت دشمن کا احساس رہتا تھا، لیکن زبور اِن دونوں کے درمیان میزان کی مانند ہے اور دشمن کے خوف کی نسبت خدا پر ایمان زیادہ ہے، ایمان والا پلڑا بھاری نظر آتا ہے۔

ہمہ وقت حاضر خدا (۵۷: ۱-۳)

زبور نویس حق کے طور پر مخلصی کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ وہ اِسے خدا کے رحم کے طور پر مانگتا ہے، گویا کہ یہ ایک ایسی برکت ہے جس کا وہ مستحق نہیں اور جو اُس کے رحم

سے جنم لیتی ہے۔ اپنے نم دار اور تاریک ماحول سے غافل وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ خدا کے پروں کے سایہ تلے محفوظ ہے، جیسے مرغی کا بچہ اپنی ماں کے پروں میں اپنے آپ کو محفوظ پاتا ہے۔ اور وہ (داؤد) وہاں اُس وقت تک رہتا ہے جب تک زندگی کے طوفان گزر نہیں جاتے۔ اِس قربت کے احساس سے وہ خدا تعالیٰ سے فریاد کرتا ہے کہ اپنے لوگوں کی زندگیوں میں اپنے مقاصد کی تکمیل میں کوئی شے رکاوٹ نہ بننے دے۔ جب آسمان سے جواب آئے گا تو یہ پُراعتماد دل کے لئے مخلصی اور اُس کا پیچھا کرنے والوں کے لئے ذلت کا باعث ہوگا۔ یہ خدا کی محبت اور اُس کی وفاداری کا ناقابلِ فراموش اظہار ہوگا۔

ہمہ وقت حاضر دشمن (۵۷: ۴)

دشمن بہت خوف ناک ہیں --- اُن وحشی ببروں کی طرح جو پھاڑتے اور نگل جاتے ہیں۔ اُن لوگوں کے دانت برچھیوں اور تیروں کی مانند تیز ہیں۔ اِس کے باوجود داؤد اِس خطرے کے دوران لیٹا آرام کر رہا ہے۔ یہ ایمان کا نہایت اعلیٰ کارنامہ ہے۔

ہمہ وقت حاضر خدا (۵۷: ۵)

آیت ۱۱ میں دُہرائی ہوئی اِس آیت میں داؤد کی آرزو یہ ہے کہ خدا اُس کے دشمنوں کو کچلنے اور اُس کا انصاف کرنے سے اپنا جلال ظاہر کرے۔ یوں خدا کا جلال آفاقی ہوگا۔

ہمہ جا حاضر دشمن (۵۷: ۶)

اُس کے دشمنوں نے نہایت محتاط طریقے سے یسی کے بیٹے کے لئے دام بچھائے تھے۔ اِس سے اُس کی جان عاجز آ گئی تھی۔ تاہم جو گڑھا اُنہوں نے اُسے گرانے کے لئے کھودا تھا، وہ خود ہی اُس میں گر گئے۔

ہمہ جا حاضر خدا (۵۷: ۷-۱۱)

پھر عجب نہیں کہ زبور نویس کا دل خداوند کی مدح سرائی کے لئے قائم ہے۔ عجب نہیں ہے کہ وہ اپنی روح کو بیدار کرتا اور اپنی بربط اور بین کو استعمال کرنے کے لئے صاف کرتا ہے۔ عجب نہیں کہ وہ تہیہ کر چکا ہے کہ صبحِ صادق کو حمدیہ

گیتوں سے خوش آمدید کہے گا۔

یہ کوئی نجی یا علاقائی گیت نہیں ہو گا۔ وہ قوموں میں خدا کا شکر ادا کرے گا اور قوموں کے درمیان مدح سرائی کرے گا، کیونکہ خداوند کی شفقت آسمانوں کی طرح لامحدود اور اُس کی سچائی بادلوں کی طرح بے پایاں ہے۔

ایف۔ بی۔ مائر لکھتا ہے کہ ''داؤد کے دل میں خدا کا جلال بڑھانے کی خواہش اِتنی زور دار تھی کہ وہ اپنے شخصی غم سے بالا ہو گیا۔'' چنانچہ ہمارے دلوں میں بھی داؤد کی سی خواہش ہو اور ہم اپنی چھوٹی موٹی مصیبتوں کو اوّلیت نہ دیں بلکہ خدا کے جلال کو۔

زبور ۵۸ : منصفوں کی عدالت

۵۸: ۱، ۲ زبور کے آغاز میں ہی ناراست، ناانصاف منصفوں اور حاکموں کے خلاف سخت احتجاج کا اظہار ہے۔ دُنیا کے زور دار سرداروں کو طلب کیا گیا ہے۔ کیا اُنہوں نے راستی سے فیصلے کئے تھے؟ کیا اُنہوں نے عام لوگوں کا انصاف کیا تھا؟ صاف اور واضح جواب ہے کہ ''نہیں''۔ اُنہوں نے دلی طور پر بڑی مکاری سے کام لیا۔ اور اُنہوں نے اپنے دلوں میں جو تدبیریں بنائیں اُن کے ہاتھوں نے اُنہیں عملی جامہ پہنایا۔ اُن کی سر زمین انصاف کے بگاڑ سے بھری پڑی ہے۔

۵۸: ۳ مضمون بددیانت منصفوں سے وسیع ہو کر شریروں کے وسیع طبقہ تک پہنچتا ہے جس سے اُن کا تعلق ہے۔ وہ بالغ ہو کر نہیں بگڑے بلکہ یہ بگاڑ تو پیدائش ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ اُن کی زندگی میں لاقانونیت اور بغاوت پیدائشی ہیں، کیونکہ جونہی اُنہوں نے بولنا سیکھا، اُنہوں نے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔

۵۸: ۴، ۵ اُن کی گفتگو میں بہتان تراشی ہے؛ وہ زہریلے اور مُہلک سانپ کے زہر کی مانند خطرناک ہے۔ بہرے ناگ کی مانند اُن کے کان خدا کی آواز کو نہیں سنتے، خواہ سپیرا کتنی ہی مہارت سے بین کیوں نہ بجائے۔

۵۸: ۶، ۷ اُن وحشی شیروں کے دانت ٹوٹ جائیں؛ اُن کی ظالم ڈاڑھیں نکالی جائیں۔

وہ ایسے پانی کی مانند ہوں جسے زمین جلد ہی جذب کر لیتی ہے یا ایسی نہر کی مانند جو اچانک زمین کے اندر چھپ جاتی ہے۔

۵۸: ۸ اِس کے بعد گھونگوں اور کیڑوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسے گھونگا دھوپ میں گل کر فنا ہو جاتا ہے، بعینہٖ یہ مجرم جو لوگوں کے ذہنوں پر مسلط ہیں ختم ہو کر رہ جائیں۔

دوسری بد دعا یہ ہے کہ یہ شریر اسقاطِ حمل کے بچے کی طرح وقت سے پہلے مر جائیں، جس نے سورج کو دیکھا ہی نہیں۔ شریروں کی آنکھیں کبھی کھلی ہی نہیں، ابھی تک وہ صحیح پھل نہیں لائے۔ گناہ گار اسقاطِ حمل کی مانند ہیں، ایک ایسا وعدہ جس کی کبھی تکمیل ہی نہیں ہوئی۔

۵۸: ۹ بالآخر زبور نویس التجا کرتا ہے کہ شریروں کو اچانک ایسے دُور پھینک دیا جائے جیسے جلتے ہوئے کانٹوں کو بگولا اُڑا کر منتشر کر دیتا ہے، اِس سے پیشتر کہ ہانڈی کو اُن کی حرارت محسوس ہو۔ Maclaren کہتا ہے:

> زبور نویس کے سامنے مسافروں کے جتھے کی تصویر ہے جو اپنے کیمپ میں بیٹھے کھانا تیار کر رہے ہوں۔ وہ چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کی لکڑی ہنڈیا کے نیچے جلاتے اور توقع کرتے ہیں کہ یوں اُن کی بھوک مٹ جائے گی۔ لیکن ہنڈیا کے گرم ہونے سے پہلے ہی بگولا آتا ہے اور آگ، ہنڈیا اور سب کچھ اڑا کر لے جاتا ہے۔

۵۸: ۱۰ یہاں یقینی طور پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب شریروں کو سزا ملے گی تو صادق فخر کرے گا اور وہ شریر کے خون سے اپنے پاؤں تر کرے گا۔ اگر ہم مسیحیوں کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ انتقامی اور محبت سے خالی طریقِ کار ہے تو ہم یہ جواز پیش کر سکتے ہیں کہ گو ہم فضل کے اِس دَور میں کسی کی سزا سے خوش نہیں، لیکن ایماندار اُس وقت تو ضرور خوش ہوں گے جب خداوند اپنے اِلٰہی جلال میں انتقام لے گا۔ آئیے ہم مورگن کے الفاظ پر غور کریں: ”یہ غلط جذباتیت اور بڑی کمزوری ہو گی اگر ہم خدا کے غضب کے بجائے ظالم شریر کے ساتھ ہمدردی جتانا چاہیں۔“

۱۱:۵۸ بے دینوں کو سزا ملتے رہنے سے لوگوں کو احساس ہوتا ہے کہ صادق کو اجر ملا ہے اور کہ خدا واقعی اِس دُنیا میں لوگوں کو سزا دیتا ہے۔

زبور ۵۹: خدا جو ہم سے ملنے آتا ہے

یہاں داؤد بڑی افراتفری کی حالت میں خدا کے تخت کے سامنے واویلا کرتا ہے کیونکہ ساؤل نے لوگوں کو بھیجا کہ وہ گھر کا محاصرہ کر کے اُسے پکڑ لیں۔

۴-۱:۵۹ اُس کے منہ سے بڑی تیزی کے ساتھ الفاظ نکل رہے ہیں: ”مجھے چھڑا ... مجھے بچا ...“ اِن الفاظ میں بہت زور ہے۔ اُسے فوری جواب کی ضرورت ہے۔ یہ بے دین لوگ اُس کے خون کے پیاسے ہیں۔ بڑی بے رحمی سے وہ موقع کی تلاش میں ہیں کہ اُسے قتل کر ڈالیں۔ وہ سب مل کر کوشش کر رہے ہیں کہ اُسے ختم کر دیں، حالانکہ اُس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ اُس نے غداری نہیں کی تھی، اگرچہ وہ اُس پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ گو اُس کی کوئی غلطی نہیں تھی، تاہم اُنہوں نے اُس کے خلاف نہایت سخت اِقدام کر رکھے ہیں۔ کاش کہ خدا بیدار ہو کر اُس کی مدد کرے!

۵:۵۹ ایک لمحہ کے لئے یسی کا بیٹا، اپنے حالیہ دشمنوں سے اپنی نظر ہٹا کر اسرائیل کے سارے دشمنوں پر ڈالتا ہے اور خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُنہیں پوری سزا دے۔ خدا لشکروں کا خدا اور اسرائیل کا خدا اور خداوند ہے۔

۷،۶:۵۹ وہ آوارہ جنگلی کتوں کے گروہ کی مانند بھونکتے ہوئے زبور نویس کا گھیراؤ کرتے ہیں۔ وہ مسلسل بھونکتے اور ڈکارتے ہیں۔ وہ بڑے تکبر سے یہ سوچتے ہیں کہ اُن کا پتہ لگانا ناممکن ہے۔

۹،۸:۵۹ لیکن خداوند اُنہیں جانتا ہے اور اُن کی حماقت پر ہنستا ہے۔ یہی خدا مغرور قوموں کو ٹھٹھوں میں اُڑاتا ہے۔ یہی عظیم خدا داؤد کی قوت ہے جو اُس کی نگہبانی کر کے اُس کا تحفظ کرتا ہے۔

۱۰:۵۹ کسی نے آیت ۱۰ الف کی ہمیں بہت خوبصورت وضاحت دی ہے: ”میرا

خدا، اپنی شفقت کے ساتھ ہر موڑ پر مجھے ملنے کے لئے آئے گا۔" ہر دَور کی مصیبت زدہ روحوں کے لئے یہ کس قدر تسلی کی بات ہے۔ اِس یقین دہانی کے ساتھ اُسے علم ہے کہ خدا ہماری حفاظت کرے گا اور ہم اپنے دشمنوں کی شکست اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

۵۹: ۱۱-۱۳ آیت ۱۱ کی دعا بالکل منفرد ہے۔ داؤد خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس کے دشمنوں کو اچانک قتل نہ کرے تاکہ بنی اسرائیل گناہ کی شدت کو معمولی تصور نہ کریں۔ اگر سزا رفتہ رفتہ دی جاتی ہے تو وہ خدا کی سختی سے زیادہ متاثر ہوں گے۔ اِس کے بعد کے واقعات سے صاف ظاہر ہے کہ اِن سزاؤں کی فہرست میں اُن کی حتمی تباہی شامل ہے، اور زبور نویس اپنے ستانے والوں کے اِسی انجام کا متمنی ہے۔ وہ دعا کرتا ہے کہ وہ خدا کی قدرت سے منتشر ہو جائیں اور خداوند جو اسرائیل کا محافظ ہے اُنہیں تباہ کر دے۔ اُنہیں پست کر دیا جائے کیونکہ وہ متکبر ہیں اور اُنہیں گناہ آلودہ اور شرارت سے لبریز باتوں کے لئے جواب دہ ہونا پڑے۔ آخر میں وہ دعا کرتا ہے کہ وہ اپنی لعن طعن کی باتوں اور جھوٹ کے باعث کلی طور پر برباد کر دیئے جائیں۔ تب مشرق سے مغرب تک دُنیا جانے گی کہ خدا یعقوب کی نسل کی حفاظت کرتا ہے۔

۵۹: ۱۴، ۱۵ اِسی دوران یہ انسانی شکل میں کتے شہر میں بھونکتے اور سونگھتے ہوئے زبور نویس کی تلاش میں آتے ہیں تاکہ اُسے مار ڈالیں اور جب اُسے تلاش نہیں کر پاتے تو جھنجھلانے لگتے ہیں۔

۵۹: ۱۶، ۱۷ کتے شام کے وقت بھونکتے ہیں، لیکن یسی کا بیٹا صبح کے وقت گیت گاتا ہے۔ وہ خدا کی قوت اور شفقت کی مدح سرائی کرتا ہے کیونکہ اُس نے ثابت کیا ہے کہ وہ سخت ضرورت کے دن اُس کی پناہ گاہ اور اونچا بُرج ہے۔ خدا کے سب لوگوں کے لئے وہ صبح آ رہی ہے جب اُن کے سب دشمن ختم ہو جائیں گے۔ اُس وقت نجات دہندہ کی محبت اور قدرت اُن کے ابدی گیت کا مضمون ہو گی۔

زبور ۶۰ : ہماری اُمید خداوند پر ہے

عنوان کے مطابق یہ زبور اُس وقت لکھا گیا جب داؤد مسوپتامیہ اور ارامِ ضوباہ سے لڑا اور یوآب نے لوٹ کر وادیِ شور میں بارہ ہزار ادومیوں کو مارا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ارام اور ادوم کے ساتھ جنگ میں بنی اسرائیل کو وقتی دھچکا لگا تھا (۲۔ سموئیل ۸: ۳-۱۴)، جس کی وجہ سے داؤد نے مدد کی فوری التجا کے لئے آسمان کے دروازوں پر دستک دی۔

زبور کا خاکہ درج ذیل ہے:

۱۔ اسرائیل کی شکست خداوند کی طرف سے ہے۔	آیات ۱-۴
۲۔ اسرائیل کی اُمید خدا پر ہے۔	آیت ۵
۳۔ خداوند نے حتمی فتح کا وعدہ کیا ہے۔	آیات ۶-۸
۴۔ اسرائیل کو خداوند کی ضرورت ہے۔	آیات ۹-۱۱
۵۔ اسرائیل کا بھروسا خدا پر ہے۔	آیت ۱۲

۱۔ اسرائیل کی شکست خداوند کی طرف سے ہے۔ (۶۰: ۱-۴)

۶۰: ۱-۴ جب داؤد کو معلوم ہوتا ہے کہ ارامی اور ادومی اتحاد سے کتنے لوگ مارے گئے، تو وہ اِس سے یہ اخذ کرتا ہے کہ یہ اِس بات کی علامت ہے کہ خداوند نے اپنے لوگوں کو چھوڑ دیا ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ خدا نے اسرائیل کو رد کر دیا ہے۔ اُس نے اپنے غضب میں قوم کے دفاع کو چکنا چور کر دیا ہے اور وہ دشمن کے حملے کے سامنے بے بس ہو گئے۔ کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ وہ اپنی شفقت سے اپنی شکست خوردہ فوجوں کو بحال کرے؟

یوں لگتا ہے جیسے ملک بہت بڑے بھونچال سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہو۔ قوم کی اقتصادی، سیاسی اور سماجی بنیادیں ہل کر رہ گئیں۔ سماج کی دیواریں رخنوں کی وجہ سے کمزور ہو کر گر رہی ہیں۔ صرف خداوند ہی اِن رخنوں کو بند کر سکتا اور اپنے لوگوں کے حالات معمول پر لا سکتا ہے۔

ملک کے لوگ بڑی سخت مشکل میں سے گزرے ہیں۔ دُکھوں اور شکست کی مے سے وہ شرابی کی مانند لڑکھڑا رہے ہیں۔

۶۰: ۴ عبرانی میں اِس آیت کا مطلب کچھ مبہم سا ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جو خداوند سے ڈرتے ہیں وہ اُن کو جھنڈا دیتا ہے تاکہ یہ حق کی خاطر بلند کیا جائے۔ لیکن اَور ممکنہ ترجمہ اِس کا بالکل مختلف مفہوم دیتا ہے:

> ”جو تجھ سے ڈرتے ہیں تُو نے اُنہیں ایک جھنڈا دیا ہے
> تاکہ وہ کمان کے آگے سے بھاگ سکیں۔“

اِس صورت میں داؤد کھلے لفظوں میں بڑے طنزیہ انداز میں شکایت کر رہا ہے کہ خدا نے اسرائیل کے لئے جو جھنڈا کھڑا کیا ہے وہ فتح کا نہیں بلکہ شکست کا ہے اور یہ جھنڈا دشمنوں کی فوج کے سامنے سے بھاگنے کا نشان ہے۔

۲۔ اسرائیل کی اُمید خدا پر ہے۔ (آیت ۵)

دعا نے شکست فاش کی راکھ سے جنم لیا ہے۔ اپنے اور اپنے لوگوں کو ”تیرے محبوب“ کا نام دے کر زبور نویس خداوند سے فتح اور تعلقات و رفاقت کی تجدید کے لئے التجا کرتا ہے: ”آ اور اپنے دوستوں کو مخلصی دے، اپنے دہنے ہاتھ سے مدد کر اور جواب دے۔“

۳۔ خداوند نے حتمی فتح کا وعدہ کیا ہے۔ (۶۰: ۶-۸)

۶۰: ۶و۷ آیات ۶-۸ میں خدا کی آواز سنائی دیتی ہے اور اِس میں اِس عزم کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ پھر سے اسرائیل کی تمام زمین پر قبضہ کر کے اُس کے غیر قوم دشمنوں کو شکست دے گا۔

سکم، سکات، منسی، افرائیم اور یہوداہ تمام یہودی علاقے ہیں۔ خدا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ اُس کی ملکیت ہیں۔ وہ یردن کے مغرب میں واقع سکم اور مشرق میں سکات کی وادی کو تقسیم کرے گا۔ وہ یردن کے پار جلعاد اور یردن کے دونوں طرف منسی کے دونوں علاقوں پر قبضہ کرے گا۔

افرائیم، اسرائیل کے وسط میں واقع تھا۔ یہ اُس کے سر کا خود ہے یعنی یہ قبیلہ قومی دفاع میں قیادت کرے گا۔ اور یعقوب کی قریب الموت پیش گوئی کے مطابق یہوداہ اُس کا عصا ہے (پیدائش ۴۹: ۱۰) یعنی یہ قبیلہ حکومت کا مرکز ہو گا۔

۶۰:۸ اسرائیل کے اردگرد کی تین قوموں سے مخاطب ہوتے ہوئے خداوند اُن پر حکومت کا دعویٰ کرتا ہے۔ موآب جو بحیرہ مردار کے جنوب مشرق میں واقع ہے، اُس کی چلمچی (چلمچی۔ تسلا) ہوگا۔ وہ ادوم پر اپنا جوتا پھینکے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ زبردستی اُس پر قبضہ کرے گا۔ یہ نفرت کی علامت بھی ہے۔ خدا کی عدالت سے فلستین للکارے گا۔

۴۔ اسرائیل کو خداوند کی ضرورت ہے۔ (۶۰: ۹-۱۱)

۶۰:۹ صاف ظاہر ہے کہ متکلم یہاں پر تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ خدا کی آواز نہیں ہوسکتی کیونکہ اُسے محکم شہر تک لانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ہم اِس سے یہ اخذ کرتے ہیں کہ یہ داؤد کے الفاظ ہیں، کیونکہ وہ اُس دن کا آرزومند ہے کہ اسرائیلی، ادوم کے صدر مقام شہر پر (جسے بصراہ اور سلع بھی کہا گیا) کب قابض ہو جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہاں شہر سے مراد پورا مُلک ہے۔ داؤد کی خواہش ہے کہ وہ اُس پر جوتا پھینکنے کے لئے خدا کی خواہش کی تکمیل کے لئے آلۂ کار بنے۔

۶۰:۱۰ لیکن اِس موقع پر یہ بے سود اُمید ہے کیونکہ خدا نے اپنے لوگوں سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ اُس نے اُنہیں رد کر دیا ہے۔ وہ فتح کی ضمانت کے طور پر اسرائیل کی فوجوں کے ساتھ نہیں جاتا۔

۶۰:۱۱ چنانچہ داؤد خدا سے دعا کرتا ہے کہ وہ اپنے پریشان لوگوں کی طرف سے ایک بار پھر جنگ کرے۔ اِلٰہی مدد بہت ضروری ہے کیونکہ انسانی مدد عبث ہے۔

۵۔ اسرائیل کا بھروسا خداوند پر ہے۔ (۶۰: ۱۲)

یہ زبور بڑے اعتماد کی فضا میں اختتام پذیر ہوتا ہے۔ خدا داد مدد کے تحت اسرائیلی فوج کو یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اُنہیں مثالی فتح حاصل ہو گی۔ اُن کے دشمن اُس کی ایڑی تلے کچلے جائیں گے۔

اِطلاق

دُنیا، جسم اور شیطان ایماندار کے دشمن ہیں۔ وہ بذاتِ خود اُن پر فتح پانے کے لئے

کمزور ہے۔ اور دوسرے لوگوں کی مدد ناکافی ہے، خواہ وہ کتنی ہی کوشش کیوں نہ کریں۔ لیکن فتح صرف خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے۔ جو اُس پر بھروسا رکھتے ہیں وہ کبھی مایوس نہ ہوں گے۔

زبور ۶۱: چٹان جو میری نسبت بلند ہے

داؤد کے خداوند کے ساتھ بہت خوبصورت تعلقات تھے۔ خصوصی طور پر خطرے کے لمحات میں جب حالات بالکل مایوس کن دکھائی دیتے تھے، وہ خداوند پر اپنی فکریں ڈالنا جانتا تھا۔

یہاں پر ایک اَور ہنگامی صورتِ حال نظر آتی ہے۔ حالات کے دباؤ سے اُس کے دل سے ایک ایسی دعا نکلتی ہے جو نہایت دل دوز اور موثر ہے۔ یہ خدا کے ہزاروں لوگوں کی زبان بن گئی ہے جب وہ مصیبت، تکلیف اور دکھ میں سے گزر رہے تھے کیونکہ جو کچھ وہ محسوس کرتے ہیں، وہ بڑی خوبصورتی سے اِس دعا میں بیان کیا گیا ہے۔

۶۱:۱ کائنات کی تخت گاہ میں داؤد کی مانوس آواز سنائی دیتی ہے:

"اے خدا! میری فریاد سن! میری دعا پر توجہ کر۔"

خدا کا دل خوش ہے۔ اُس کے خادم کا بچوں کا سا ایمان اِس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ قادرِ مطلق نے فوری طور پر اُس کی دعا کو سن لیا ہے۔

۶۱:۲ "مَیں اپنی افسردہ دلی میں زمین کی انتہا سے تجھے پکاروں گا۔"

زبور نویس فی الحقیقت زمین کی انتہا پر نہیں، لیکن وہ واقعی انتہا کے ایسے مقام پر ہے جہاں تحفظ اور مخلصی بعید معلوم ہوتی ہے، جہاں زندگی ختم ہو جاتی اور موت شروع ہوتی ہے۔ جسمانی اور جذباتی طور پر وہ تھک چکا ہے، لیکن وہ جانتا ہے کہ فضل کا تخت اُس کے بہت قریب ہے، چنانچہ وہ ضرورت کے لمحات میں مدد اور رحم حاصل کرنے کے لئے پاس آتا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ فاصلے اور زندگی کی کوئی بھی حد دعا کا راستہ نہیں روک سکتی۔

"مجھے اُس چٹان پر لے چل جو مجھ سے اونچی ہے۔"

داؤد پہچان لیتا ہے کہ اُسے تحفظ کے لئے چٹان کی ضرورت ہے اور لازم ہے کہ وہ

چٹان اُس سے اونچی ہو۔ یہ چٹان خداوند ہے (۲-سموئیل ۲۲: ۳۲)۔ بائبل میں یہ استعارہ کسی انسان کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ لازم ہے کہ چٹان انسان سے اونچی ہو، ورنہ انسان اُس میں پناہ نہیں ڈھونڈ سکتا۔ اِس کا مسیح کی الوہیت کی طرف اشارہ ہے (اور لازم ہے کہ چٹان میں شگاف ہو تاکہ وہ دشمن سے بچنے کے لئے چھپنے کی جگہ مہیا کرے)۔ بالآخر داؤد تسلیم کرتا ہے کہ اُس میں نہ تو حکمت ہے اور نہ قوت جو اُس کی راہنمائی کریں۔ چنانچہ وہ زمانوں کی چٹان یعنی خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس کی راہنمائی کرے۔

۶۱:۳ "کیونکہ تُو میری پناہ رہا ہے اور دشمن سے بچنے کے لئے اونچا بُرج۔"

یہ الفاظ اِس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ خدا چٹان ہے۔ داؤد پر ثابت ہو چکا تھا کہ وہ قابلِ اعتماد پناہ گاہ اور محکم برج ہے جہاں راست باز بھاگ کر پناہ لے سکتا ہے (امثال ۱۸: ۱۰)۔ خدا جو کچھ تھا، وہ وہی کچھ رہے گا۔

۶۱:۴ "مَیں ہمیشہ تیرے خیمہ میں رہوں گا۔
مَیں تیرے پروں کے سایہ میں پناہ لوں گا۔"

ایسی دعا خدا کے تخت تک پہنچنے میں ناکام نہیں ہو سکتی۔ ایسی معصوم محبت اور سادہ اعتماد کا کبھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ عجب نہیں کہ خدا نے داؤد کے بارے میں کہا کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جو اُس کے دل کے موافق ہے (۱-سموئیل ۱۳: ۱۴)۔ ممکن ہے "تیرے پروں کے سایہ" سے مراد کروبیوں کے پَر ہوں جو سرپوش کے اوپر سایہ کئے رہتے تھے۔

۶۱:۵ "کیونکہ اے خدا تُو نے میری منتیں قبول کی ہیں۔
تُو نے مجھے اُن لوگوں کی سی میراث بخشی ہے
جو تیرے نام سے ڈرتے ہیں۔"

عہدِ عتیق میں لفظ "میراث" کا اطلاق ملکِ کنعان (خروج ۶: ۸)، قوم اسرائیل (زبور ۹۴: ۵)، خدا کے کلام (زبور ۱۱۹: ۱۱۱)، خاندان میں بچوں (زبور ۱۲۷: ۳)، نقصان سے تحفظ (یسعیاہ ۵۴: ۱۷) اور بالآخر خیمہ اجتماع یا ہیکل پر ہوتا ہے (یرمیاہ ۱۲: ۷)۔ غالباً

یہاں آخری معافی مراد ہیں کیونکہ گذشتہ آیت میں خدا کے خیمہ اور کروبیوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ہم جو مسیح کے بدن میں شامل کئے گئے ہیں ہماری میراث ابدی زندگی ہے (کلسیوں ۱:۱۲)۔

۶۱: ۶-۷ الف "تُو بادشاہ کی عمر دراز کرے گا۔
اُس کی عمر بہت سی پشتوں کے برابر ہو گی۔
وہ خدا کے حضور ہمیشہ قائم رہے گا۔
تُو شفقت اور سچائی کو اُس کی حفاظت کے لئے مہیا کر۔
یوں مَیں ہمیشہ تیری مدح سرائی کرُوں گا
تا کہ روزانہ اپنی منّتیں پوری کروں۔"

یہ امر دلچسپ ہے کہ داؤد دو آیات میں صیغہ غائب میں بات کرتا ہے ("مَیں" کی جگہ "وہ، اُس")۔ یہ اِس لحاظ سے دلچسپ ہے کہ اگرچہ وہ بلاشبہ اپنے بارے میں اور اُس عہد کے متعلق اشارہ کر رہا ہے جو خدا نے اُس کے ساتھ باندھا تھا (۲۔سموئیل ۷ باب) تو بھی اُس کے الفاظ ایک اَور بادشاہ کے بارے میں زیادہ مناسب ہیں۔ اگر ہم اِن الفاظ کا داؤد پر اطلاق کریں تو اِس سے ہم صرف یہی اخذ کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی عمر کی درازی اور سلطنت کے دوام کے لئے درخواست کر رہا ہے۔ لیکن اِن کی پوری تکمیل یسوع مسیح پر اطلاق کرنے سے ہوتی ہے:

☆ دکھوں کے باوجود اُس کی زندگی ابدی طور پر دراز ہوئی (عبرانیوں ۷:۱۶)۔
☆ اُس کی عمر تمام پشتوں کے برابر ہو گی (عبرانیوں ۱:۱۲)۔
☆ وہ خدا کے سامنے ہمیشہ کے لئے تخت نشین ہو گا (عبرانیوں ۱:۸)۔
☆ شفقت اور سچائی محافظوں کی طرح اُس کی نگہبانی کریں گی (زبور ۹۱: ۱-۱۶)۔

قدیم یہودی تفسیر تارگوم میں بھی بتایا گیا ہے کہ یہاں المسیح بادشاہ کا ذکر آیا ہے۔

۶۱: ۷ ب "یوں مَیں ہمیشہ تیری مدح سرائی کروں گا تا کہ روزانہ اپنی منّتیں پوری کروں۔"

اور یوں جو زبور پریشانی اور مصیبت میں شروع ہوا تھا، سکون کے جذبات کے ساتھ ختم ہوا۔ داؤد اُس چٹان تک پہنچ چکا ہے جو اُس سے اونچی ہے۔ اور وہ اِس قدر شکرگزار

ہے کہ اُس نے عزم کر لیا کہ وہ مسلسل خدا کی مدح سرائی کرے گا اور پرستش، محبت اور خدمت کی منتیں پوری کرے گا۔ وہ اُن لوگوں کی مانند نہیں ہے جو مصیبت کے وقت ایسی نامعقول منتیں مانتے ہیں جو بعد میں بھول جاتے ہیں۔ وہ ایسا شخص نہیں جو دعا کے وقت تو چھلانگیں مارتا، لیکن شکرگزاری کے وقت لنگڑانے لگتا ہے۔

زبور ۶۱ نے اِس خوبصورت گیت کو لکھنے کی تحریک دی:

بعض اوقات سائے گہرے ہوتے ہیں اور
منزل کی طرف جانے والا راستہ مشکل ہوتا ہے۔
بعض اوقات غم کس طرح نڈھال کر دیتے ہیں
جب وہ طوفان کی طرح مجھ پر آ جاتے ہیں۔
ترجیع:
تب مجھے اُس چٹان کی طرف بھاگ جانے دیں۔
اُس چٹان کی طرف جو مجھ سے اونچی ہے،
مجھے اُس چٹان کی طرف بھاگ جانے دیں۔
اُس چٹان کی طرف جو مجھ سے اونچی ہے۔
بعض اوقات دن کس قدر طویل دکھائی دیتا ہے۔
اور بعض اوقات میرے پاؤں کس قدر تھک جاتے ہیں۔
لیکن زندگی کے گردآلود راستہ میں،
چٹان کا سایہ کس قدر بھلا لگتا ہے۔
مجھے اُس چٹان کے قریب رہنے دیں
خواہ برکتیں یا غم موجود ہوں،
یا پہاڑ پر چڑھنے کا راستہ دشوار گزار ہو،
خواہ تاریک وادی میں سے مجھے گزرنا پڑے۔

(اراستس جانسن)

زبور۶۲: صرف اور صرف خدا

زبور۶۲ کا پیغام یہ ہے کہ صرف خدا ہی حقیقی پناہ گاہ ہے۔ 'وہی' اور 'اکیلا' کے الفاظ کے بار بار ذکر سے اِس بات پر زور دیا گیا ہے کہ یہ اُس کا حق ہے کہ ہم صرف اور صرف اُسی پر بھروسا رکھیں۔

اُسے درج ذیل خوبصورت طریقوں سے پیش کیا گیا ہے:

ہماری نجات کا منبع	(آیات ۱ ب، ۲ الف، ۶ الف، ۷ الف)
ہماری چٹان	(آیات ۲ الف، ۶ الف، ۷ ب)
ہمارا بُرج	(آیات ۲ ج، ۶ ج)۔
ہماری آس کی بنیاد	(آیت ۵ ب)
ہماری شوکت	(آیت ۷ الف)
ہماری پناہ	(آیات ۷ ب، ۸ ب)
قدرت کا منبع	(آیت ۱۱ ب)
شفقت کا منبع	(آیت ۱۲ الف)

جو شخص خدا کو اپنی قوت اور اعتماد کا منبع بناتا ہے، اُس کے اعتقاد کے درج ذیل نتائج ہوں گے: اُسے زیادہ جنبش نہ ہو گی۔ (آیت ۲ ب)
اُسے اپنے دشمنوں کو ملامت کرنے کے لئے دلیری ہو گی۔ (آیت ۳)
وہ اُن کے منصوبوں کو جان لے گا۔ (آیت ۴)
اُسے جنبش نہ ہو گی۔ (آیت ۶ ب)
اُس کی خواہش ہو گی کہ دوسرے لوگ بھی خدا پر
توکل کرنے کی خوشی حاصل کریں۔ (آیت ۸)

دیگر پانچ ایسے امور ہیں جن پر لوگ اکثر بھروسا رکھتے ہیں، لیکن جن سے وہ یقیناً مایوس ہو جائیں گے۔

(۱) ادنیٰ لوگ یعنی عام لوگ جو بخارات کی طرح ناپائیدار ہیں۔

(۲) اعلیٰ آدمی خواہ وہ حکمران ہوں یا دولت مند لوگ، محض فریبِ نظر ہیں کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مدد اور تحفظ فراہم کریں گے جبکہ درحقیقت وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ اعلیٰ لوگوں کو ترازو میں تولیں تو جہاں تک اُن پر اعتماد کا تعلق ہے، وہ ہلکے ہیں۔

(۳) ظلم ایک احمقانہ طریقہ ہے اور اِس پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ اِس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

(۴) ممکن ہے کہ لوٹ مار اقتدار و امارت کے لئے آسان راستہ ہو، لیکن ناجائز طریقوں سے اکٹھی کی ہوئی دولت پر خدا کی سزا ہوتی ہے۔

(۵) لیکن دیانت داری سے حاصل کی ہوئی دولت پر بھی اِس قدر دل نہ لگایا جائے کہ یہ خداوند کی جگہ لے لے۔

ایف۔ بی۔ مائر نے لکھا: ”کتنی دفعہ ہم نے دولت اور لوگوں سے مدد کی بے سود توقع رکھی-- لیکن خدا نے ہمیں کبھی مایوس نہیں کیا۔“

عین ممکن ہے کہ ابی سلوم کی بغاوت نے اِس زبور کے لئے تحریک دی ہو۔ باغی داؤد کو کچل دینا چاہتے تھے، گویا کہ وہ جھکی ہوئی دیوار اور ہلتی باڑ ہو۔ اُن کا یہ نصب العین تھا کہ اُسے اُس کے مرتبے سے گرا دیں، یعنی اُسے تخت سے معزول کر دیں۔ بظاہر وہ وفاداری کا اظہار کر رہے تھے جب کہ چپکے سے وہ سازش کر رہے تھے۔ جلاوطن بادشاہ اپنی وفادار رعایا کو تاکید کرتا ہے کہ وہ خداوند پر اعتماد رکھیں۔ اُس کے دشمن، انسان اور دولت پر تکیہ کر رہے تھے، لیکن یہ دونوں اُنہیں مخلصی نہیں دلا سکتے تھے۔ اُس کا اپنا توکل خداوند پر تھا۔ خداوند نے اُسے بار بار یقین دلایا تھا کہ وہی قدرت اور شفقت کی بنیاد ہے۔ اُس کی قدرت وفادار کو مخلصی دلاتی اور اُس کے دشمنوں کو سزا دیتی ہے جبکہ اُس کی شفقت اُس کے لوگوں کو تسلی اور برکت دیتی ہے۔ وہ سب جو اُس کے فضل کا انکار کرتے ہیں، سزا کے حق دار ہوں گے۔

اِس زبور پر جان ڈنز کے تاثرات یاد رکھنے کے قابل ہیں:

> وہ میری چٹان، میری نجات، میرا بُرج، میری پناہ اور میری شوکت ہے۔
> اگر وہ میری پناہ ہے تو کون سا ایسا دشمن ہے جو میرا پیچھا کر سکتا ہے؟

اگر وہ میرا بُرج ہے تو کون سی آزمائش مجھے پریشان کر سکتی ہے؟
اگر وہ میری چٹان ہے تو کون سا طوفان مجھے ہلا سکتا ہے؟
اگر وہ میری نجات ہے تو کون سا غم مجھے پریشان کر سکتا ہے؟
اگر وہ میری شوکت ہے تو کون سا بہتان مجھے رُسوا کر سکتا ہے؟

زبور ۶۳: زندگی سے بہتر

عارضی طور پر معزول داوٗد یردن کے مشرق میں اپنی جبری جلاوطنی کے تحت دشتِ یہوداہ کے پار جا رہا ہے (۲۔سموئیل ۱۵: ۲۳-۲۸، ۲:۱۶، ۱۶:۱۷)۔ گو بادشاہ کا سیاسی ستارہ گردش میں تھا، تاہم روحانی طور پر وہ بہت مضبوط تھا۔

۱:۶۳ کتنا اچھا لگتا ہے کہ وہ خدا کو اپنا خدا کہہ کر پکارتا ہے "اے خدا! تُو میرا خدا ہے۔" یہ الفاظ بذاتہٖ بہت سادہ ہیں اور اِن میں بچوں کی سی سادگی کا اظہار ہوتا ہے، لیکن مفہوم کے لحاظ سے یہ بہت گہرے معنی کے حامل ہیں۔ "میرا خدا" اِن الفاظ میں کس قدر شخصی اور گہرے تعلقات پائے جاتے ہیں۔ "میرا خدا" یہ ایک دائمی خزانہ ہے جب سب کچھ چھِن جائے۔ "میرا خدا" یہ ہر بحران میں مدد کا ایک تسلی بخش وسیلہ ہے۔

جب ہم داوٗد کے خدا کے ساتھ گہرے اور قریبی تعلق پر غور کرتے ہیں تو ہمیں شرم آنی چاہئے خاص کر جب ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات ہمارے خدا کے ساتھ تعلقات کس قدر جوش سے خالی ہوتے ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے اوّلین ایام میں اور ہر روز، دن کے شروع میں خدا کی تلاش کرتا تھا۔ اور وہ اتنی بے قراری سے اُس کی تلاش کرتا تھا کہ اُسے انکار نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اُس کی جان خدا کی پیاسی تھی اور اُس کا جسم اُس کا مشتاق تھا -- جس کا یہ مطلب ہے کہ اُس کی پوری ذات ابدی خدا کے ساتھ رفاقت کی پیاسی تھی۔ اُس کی پیاس اِس قدر شدید تھی جیسے خشک اور پیاسی زمین میں مسافر کی پیاس ہوتی ہے۔ یہ اِس دُنیا کی بُری کیفیت کا کتنا موزوں بیان ہے جو بالکل بنجر اور ویران ہے۔

۲:۶۳ اپنے تصورات میں وہ اُن لمحات کو یاد کرتا ہے جب وہ یروشلیم کے مقدس میں پرستش کرتا تھا۔ وہ بیان سے باہر اُن لمحات کو یاد کرتا ہے جب گیان دھیان کے دوران

اُس نے خدا کو اُس کی قدرت اور حشمت میں دیکھا۔ اب اَور کوئی شے اُس کی جان کو مطمئن نہیں کر سکتی، سوائے اِس کے کہ خداوند پھر سے اپنی قدرت میں اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کرے۔ خدا کو اُس کے الٰہی جلال میں دیکھنا ایک ایسا تجربہ ہے جس کے سامنے ہر طرح کا جلال ماند پڑ جاتا ہے۔

۶۳: ۳، ۴ تب دشتِ یہوداہ سے تعریف و شکرگزاری کا ایک پُر جوش گیت جنم لیتا ہے۔

”کیونکہ تیری شفقت زندگی سے بہتر ہے۔
میرے ہونٹ تیری تعریف کریں گے۔
اِسی طرح مَیں عمر بھر تجھے مبارک کہوں گا
اور تیرا نام لے کر اپنے ہاتھ اوپر اُٹھایا کروں گا۔“

خداوند کی شفقت زندگی کی ہر ایک شے سے بہتر ہے۔ جب ہمارے ہونٹ اُس کی تعریف کرتے ہیں تو یہ لبوں کا بہترین استعمال ہے۔ اگر زندگی بھر اُس کی تعریف کی جائے تو بھی یہ کم ہے۔ اگر ہم دعا اور تعریف میں اپنے ہاتھ اوپر اُٹھائیں تو یہ مقصدِ حیات کی بہترین تکمیل ہے۔

۶۳: ۵-۸ کوئی ضیافت اِس مقدس رفاقت کا نعم البدل نہیں۔ ہماری جان بہترین خوشیوں سے سیر ہوتی ہے۔ جب ہم رات کے وقت حالتِ بیداری میں جلالی خداوند پر گیان دھیان کرتے ہیں تو ہمارے مسرور لب اُس کی شکرگزاری کرتے ہیں۔ اُس نے کس قدر ہماری مدد کی ہے۔۔ جو کچھ اُس نے ہمارے لئے کیا ہے، کون اِس کا حساب کر سکتا ہے؟ اُس کے پروں کے سایہ تلے ہم خوشی کا گیت گاتے ہیں۔ اور جب ہم ضرورت کے شعور اور پُرمحبت بھروسے کے ساتھ اُس سے لپٹے رہتے ہیں، تو وہ ہمیں دیکھے اور اَندیکھے خطرات سے بچاتا ہے اور ہمیں انعام حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھنے کی قوت دیتا ہے۔

۶۳: ۹، ۱۰ میرے دشمن میرا نام و نشان مٹا دینا چاہتے ہیں، لیکن اُن کا مقدر ہلاکت ہے۔ وہ تشدد سے مریں گے اور باوقار طریقہ سے اُن کی تجہیز و تکفین نہیں ہو گی یعنی وہ

ذلت و رسوائی سے مریں گے۔

۶۳:۱۱ لیکن مَیں خداوند سے لطف اندوز ہوں گا۔ درحقیقت جو اُس سے وفاداری کی قسم کھاتا ہے، وہ خوش ہو گا اور جو جھوٹ بولتے ہیں اُن کا منہ بند کر دیا جائے گا۔

زبور ۶۴: کمان اور تیر

زبور ۶۴ میں تیراندازی کے دو مقابلوں کا ذکر ہے۔ ابتدائی مقابلہ شریر اور راست بازی کے مابین ہے (آیات ۱-۶)۔ لیکن مرکزی مقابلہ خدا اور شریر کے مابین ہے (آیات ۷-۱۰)۔

۶۴:۱-۶ پہلی لڑائی بالکل یک طرفہ لگتی ہے۔ بہت سے دشمن راست باز داؤد کے مخالف ہیں۔ اُس کے پاس کوئی تیر نہیں، جبکہ اُن کے ترکش بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن اُس کے پاس دعا کا خفیہ ہتھیار ہے۔ وہ اِسے نادیدنی ساتھی سے مدد لینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ خدا سے فریاد کرتا ہے کہ وہ اُسے خوف سے بچائے اور شریروں کی خفیہ سازشوں سے محفوظ رکھے۔ تب وہ خدا کو دشمنوں کے بارے میں رپورٹ دیتا ہے۔ اُن کی زبانیں تلوار کی طرح تیز ہیں۔ وہ الزامات یعنی تلخ باتوں کے تیر چلاتے ہیں۔ وہ غیر متوقع طور پر خفیہ جگہوں سے حملے کرتے ہیں اور اُنہیں کوئی خوف نہیں ہوتا کہ اُن پر بھی حملہ کیا جائے گا۔ اُنہوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ بے گناہ کو ہلاک کریں گے اور اُن کے اِس ارادے میں کسی طرح کی لچک نہیں ہے۔ جب وہ خفیہ طور پر زبور نویس کے لئے پھندا لگانے کی سازش کرتے ہیں، تو اُن کا خیال ہے کہ اُن کا پتہ نہیں چلے گا۔ اُنہوں نے بڑی سوچ سمجھ کے ساتھ منصوبہ بنایا، ہاں اُنہوں نے بڑی عیاری اور مکاری سے منصوبہ بنایا ہے۔

۶۴:۷ ابھی تک تو دشمنوں کے حالات سازگار لگتے ہیں، لیکن راست باز اِس وعدہ پر تکیہ کئے ہوئے ہے، ''خداوند تمہاری طرف سے جنگ کرے گا اور تم خاموش رہو گے'' (خروج ۱۴:۱۴)۔ ''جنگ تمہاری نہیں بلکہ خدا کی ہے'' (۲۔ تواریخ ۲۰:۱۵)۔

۶۴:۸ دوسرے مقابلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند اُن پر تیر چلاتا ہے۔ اُس کا تیر

لگ جاتا ہے۔ وہ زخمی ہو کر زمین پر گر جاتے ہیں۔ خدا اُن کی اپنی بُری باتوں میں اُنہیں الجھا دیتا ہے اور سب تماشائی خوف سے بھاگ جاتے ہیں۔

۶۴: ۹، ۱۰ نتیجے میں لوگوں پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ بڑی تیزی سے یہ خبر پھیل جاتی اور لوگوں کو احساس ہو جاتا ہے کہ راست باز فتح مند ہوا ہے۔ اِس سے راست باز لوگ خوش ہو جاتے ہیں اور یہوواہ پر بھروسا رکھتے ہیں۔ وہ سب جو سچائی کو پسند کرتے ہیں خوشی منائیں گے۔

زبور ۶۵: فصل کی کٹائی کا گیت

زبور ۶۵ کو عموماً فصل کی کٹائی کا گیت سمجھا جاتا ہے، لیکن اِس کی پوری تکمیل خداوند کی دوسری آمد پر ہوگی۔

۶۵: ۱ اسرائیل کی خدا سے جدائی کی طویل صدیوں کے دوران، صیون خدا کی تعریف کے لحاظ سے بنجر تھی۔ لیکن جب خدا کے قدیم لوگوں کے اُس کے ساتھ تعلقات بحال ہو جائیں گے تو وہاں تعریف اُس کی منتظر ہوگی۔ تب اِس کے لئے مانی ہوئی منتیں پوری کی جائیں گی۔ اِس کا مطلب اُس کی اپنی منت بھی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک گھٹنا اُس کے سامنے جھکے گا (یسعیاہ ۴۵: ۲۳)۔ اِس کا زبور ۲۲: ۲۲ میں مسیح کی منت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے "جماعت میں تیری ستائش کروں گا۔" یا بڑی مصیبت کے دوران مصیبت زدہ بقیہ کی محبت، پرستش اور خدمت کی منت کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

۶۵: ۲ گو آیت ۱ میں بنیادی طور پر اسرائیل کے بارے میں بات کی گئی ہے، لیکن یہاں مضمون وسعت اختیار کر جاتا ہے اور تمام بنی نوع انسان کو شامل کرتا ہے۔ خدا کو بہت اعلیٰ اور عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے "اے دعا کے سننے والے!" خداوند پر ایمان لانے والی قومیں بڑے ایمان سے دعا کرتے ہوئے اُس پر توکل کریں گی۔

۶۵: ۳ جونہی بنی اسرائیل اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اُنہیں یقین ہو جاتا ہے کہ اُن کی سب خطائیں معاف ہو چکی ہیں۔

۶۵: ۴ دعا گو خدا کے گھر یعنی اُس کی مقدس ہیکل کی خوبی پر مکمل اعتماد کا اظہار کرتے ہیں، لیکن بعض لوگ ہیکل کے حوالے کی بنا پر یہ کہتے ہیں کہ اِس زبور کا مصنف داؤد نہیں تھا کیونکہ اُس کی موت کے بعد ہیکل بنی تھی۔ لیکن یہ مشکل ختم ہو جاتی ہے جب ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ بعض اوقات لفظ ''ہیکل'' سلیمانی ہیکل کی تعمیر سے قبل خیمہ اجتماع کے لئے استعمال کیا جاتا تھا (۱۔سموئیل ۱: ۹، ۳: ۳؛ ۲۔سموئیل ۲۲: ۷)۔

۶۵: ۵-۷ دعاؤں کے جواب میں خداوند صداقت سے اُن کے دشمنوں سے خوف ناک سزاؤں کے ساتھ نپٹتا ہے۔ یوں وہ اپنے آپ کو اُن کی نجات اور انتہائے زمین و سمندر کے لوگوں کے اعتماد کی حیثیت سے ظاہر کرتا ہے۔ وہ کس قدر عظیم خدا ہے! وہ قدرت سے کمر بستہ ہے۔ وہ اپنے اختیار اعلیٰ کے عمل سے پہاڑوں کو استحکام بخشتا ہے۔ سمندر کی موجوں کو موقوف کرنا اُس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں (مثلاً گلیل کی جھیل پر اُس نے موجوں کو موقوف کیا)۔ اور غیر قوموں کے ہنگاموں کو موقوف کرنا اُس کے لئے کوئی مشکل بات نہیں۔

۶۵: ۸ عجب نہیں کہ جو معجزات خدا زمین کی انتہا کے رہنے والے بے دین لوگوں کے درمیان دکھاتا ہے، وہ اُن سے ڈرتے ہیں۔ عجب نہیں کہ طلوع و غروبِ آفتاب کے ممالک میں رہنے والے ایماندار شادمان ہوتے ہیں۔

۶۵: ۹ آیات ۹-۱۳ میں بیج بونے سے لے کر فصل کی کٹائی تک، فصل کی کٹائی کے سال کا بیان ہے۔ اِس کی پوری تکمیل ہزار سالہ بادشاہت کے وقت ہو گی، جب لعنت ختم ہو جائے گی اور وافر مقدار میں پیداوار ہو گی۔

موسمِ بہار خدا کی آمد کی مانند ہے۔ وہ بادلوں کے ذریعے بارش بھیجتا ہے اور جب زمین تیار ہو جاتی ہے تو وہ بونے کے لئے بیج مہیا کرتا ہے۔

۶۵: ۱۰ بیج اُگنے کے موسم میں ریگھاریاں سیراب ہوتی ہیں، یعنی بارشیں ڈھیلوں کو ختم کر کے زمین کو نرم کرتی ہے۔ بہت جلد وافر مقدار میں فصل پیدا ہوتی ہے۔

۶۵: ۱۱-۱۳ خدا پیداوار میں اپنی بھلائی سے برکت دیتا ہے۔ جہاں کہیں اُس کے قدم پڑے ہیں وہاں برکت کی ندیاں جاری ہوں گی۔ چراگاہوں میں کثرت سے چارا پیدا ہوتا ہے۔ چھوٹی پہاڑیوں پر ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے، گویا کہ وہ خوشی سے سرشار ہیں۔ چراگاہیں بھیڑوں کا لبادہ پہنے ہوئے ہیں اور ایسے لگتا ہے جیسے وہاں ریوڑوں کے جھنڈ پھیلے ہوں۔ وادیوں میں پکی ہوئی فصل مخصوص زیروبم سے لہلہاتی ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ تمام کائنات مسیح کے دَور کی آمد کی خوشی منا رہی ہو۔

زبور ۶۶: آؤ، دیکھو اور سنو

۶۶: ۱-۴ پہلی چار آیات میں زبور نویس ساری زمین کو دعوت دیتا ہے کہ خدا کے جلال کا گیت گانے میں اُس کے ساتھ شامل ہو۔ یہ تمجید کا گیت ہو جس سے اُس کے نام کی خوبیوں کا اظہار ہو۔ یہ تمجید جلالی ہو کیونکہ مضمون جلالی ہے۔ عالمگیر پرستش کے اِس گیت کے الفاظ بھی دیئے گئے ہیں۔ ہم اِنہیں آسان لفظوں میں یوں پیش کر سکتے ہیں:

> اے خداوند! تیرے کام بہت اعلیٰ ہیں۔ تُو اِس قدر زور آور ہے کہ تیرے دشمن تیرے سامنے بالکل ہیچ ہیں۔ بالآخر ساری زمین تیری پرستش کرے گی۔ ہر جگہ لوگ گیتوں میں تیرے نام کی تعریف کرتے ہیں۔ جب بادشاہت کا دَور آئے گا تو بلاشبہ یہ بہت ہی مقبولِ عام گیت ہو گا۔

۶۶: ۵-۷ خدا نے بنی اسرائیل کے لئے کیسے بڑے بڑے کام کئے ہیں۔ خدا کے دو عظیم کام ذہن میں آتے ہیں۔ اُس نے بحرِ قلزم میں خشک راستہ بنا دیا۔ جب چالیس سال بعد بنی اسرائیل دریائے یردن پر آئے تو اُس وقت بھی دریا میں خشک راستہ بن گیا۔ اُس وقت اسرائیل کتنے خوش ہوں گے۔ لوگوں نے اپنے خدا کی تعریف و تمجید کی جس کی مضبوط حکومت ختم نہیں ہوتی اور جس کی آنکھیں قوموں کو دیکھتی رہتی ہیں۔ ایسے خدا کے خلاف بغاوت کرنا کس قدر حماقت کی بات ہے۔

۶۶: ۸-۱۲ جس معجزانہ طور سے خدا نے بنی اسرائیل کی حفاظت کی، اِس کے لئے غیر قوموں کو بھی خدا کو مبارک کہنا چاہئے۔ یکے بعد دیگرے بنی اسرائیل کی درجِ ذیل

تصویر پیش کی گئی ہے۔

اُنہیں چاندی کی طرح تایا گیا جیسے سنار آگ میں تپاتا ہے (آیت ۱۰)۔
اُنہیں قید کیا گیا جیسے جال میں بند کر لیا جاتا ہے (آیت ۱۱ الف)۔
غلامی کی طرح اُن سے جبری مشقت لی گئی (آیت ۱۱ ب)۔
وہ شریر لوگوں کے پاؤں تلے روندے گئے (آیت ۱۲ الف)۔
وہ آگ اور پانی کے خطرات سے دوچار ہوئے (آیت ۱۲ ب)۔

تاہم خدا نے اُنہیں حالتِ شکست میں ہرگز نہ رہنے دیا، بلکہ وہ اُنہیں فراوانی کی جگہ میں لے آیا۔

۶۶: ۱۳-۱۵ آیات ۱۳-۲۰ میں "مَیں" اور "اپنی" سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک گروپ کا گیت، تنہا شخص کا گیت بن گیا۔ بعض ایک مفسرین کا نظریہ ہے کہ یہاں متکلم خداوند یسوع، اسرائیل کا بادشاہ اور عظیم سردار کاہن ہے۔ وہ خدا کے پاس ایک ایسی زندگی کی سوختنی قربانی لے کر آتا ہے جو کلی طور پر اپنے باپ کی مرضی کے تابع ہے۔ اُس نے مصیبت کے وقت جو وعدہ کیا تھا، اب وہ حمد کی صورت میں منت کو پورا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ اُس کا صلیب پر اپنی مصیبت کی طرف اشارہ ہو یا اُن مصیبتوں کی طرف جو اُس نے اپنے لوگوں کے لئے برداشت کیں۔ "اُن کی تمام مصیبتوں میں وہ مصیبت زدہ ہوا" (یسعیاہ ۶۳: ۹)۔

جب ہم یہاں مینڈھوں، بیلوں یا بکروں کی سوختنی قربانیوں کے بارے میں پڑھتے ہیں تو ہمیں اِنہیں لغوی معنوں میں سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۶۶: ۱۶-۱۹ آیت ۵ میں دعوت یہ تھی کہ "آؤ اور دیکھو۔" یہاں آیت ۱۶ میں دعوت یہ ہے کہ "آؤ اور سنو۔" تاریخ میں خدا کے کاموں کو دیکھا جا سکتا ہے، لیکن جو کچھ اُس نے انسانی روح کے ساتھ کیا ہے اُسے صرف سنا جا سکتا ہے۔ مسیح تمام خدا ترس لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اُس کی دعاؤں کے جواب کی گواہی کو سنیں۔ اُس نے اپنی التجاؤں اور سرفرازی میں اُس کو پکارا۔ یہ اشارہ اُس کی بشریت کے ایام کی طرف ہے جب "اُس نے زور زور سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اُس کو

موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سنی گئی" (عبرانیوں ۵: ۷)۔ اگر اُس کے دل میں بدی ہوتی تو خداوند اُس کی نہ سنتا۔ چونکہ اُس میں کوئی گناہ نہ تھا، اِس لئے خدا ترسی کے سبب سے اُس کی سنی گئی۔

٦٦: ۲۰ اور اِس سے اختتامی شکرگزاری کے لئے تحریک ملی۔

"خدا مبارک ہو جس نے نہ تو میری دعا کو رد کیا
اور نہ اپنی شفقت کو مجھ سے باز رکھا۔"

زبور ٦٧: اسرائیل کی مشنری بلاہٹ

جب خدا نے اسرائیل قوم کو بلایا تو اُس کا یہ مقصد تھا کہ قوم کا مشنری کردار ہو۔ اُنہیں اِس لئے بلایا گیا کہ وہ دو اہم سچائیوں کے لئے گرد و نواح کی اقوام کے لئے گواہ بنیں۔

۱۔ وحدانیت کی سچائی۔ یعنی یہ کہ صرف ایک خدا ہے (خروج ۲۰: ۲، ۳؛ استثنا ٦: ۴؛ یسعیاہ ۴۳: ۱۰-۱۲)۔

۲۔ دوسری سچائی یہ تھی کہ یہوواہ کی فرماں برداری میں زندگی بسر کرنے والی قوم خوش اور بارور ہو گی (احبار ۲٦: ۳-۱۲؛ استثنا ۳۳: ۲٦-۲۹؛ ۱۔ تواریخ ۱۷: ۲۰؛ یرمیاہ ۳۳: ۹)۔

خدا کی مرضی یہ نہیں تھی کہ اسرائیل اُس کی برکت کو اپنی ذات تک محدود رکھے، بلکہ اِس برکت کو دوسروں تک پہنچانے کا وسیلہ ہو۔ تمام عہدِ عتیق میں متعدد اشارے ہیں کہ خدا کی نجات یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کے لئے تھی اور اسرائیل کو کاہنوں کی بادشاہت کی حیثیت سے خدا اور قوموں کے مابین درمیانی کے طور پر کام کرنا چاہئے۔

بدقسمتی سے بنی اسرائیل اپنے مشن کے اِس پہلو میں ناکام ہو گئے۔ بت پرستی میں ملوث ہونے سے اُنہوں نے اُن سچائیوں کا انکار کر دیا جن کے لئے اُنہیں بلایا گیا تھا۔

لیکن خدا کے مقاصد کو اتنی آسانی سے ناکام نہیں بنایا جا سکتا۔ آخرکار بنی اسرائیل قوموں کے لئے برکت کا باعث ہوں گے (یسعیاہ ٦۱: ٦؛ زکریاہ ۸: ۲۳)۔

٦٧: ۱، ۲ اِس زبور میں ہم ایماندار یہودیوں کو دعا کرتے ہوئے سنتے ہیں کہ خدا اُنہیں

برکت دے تاکہ وہ غیر قوموں کو بشارت دینے کا ذریعہ بن سکیں۔ جب ہم یہ الفاظ پڑھتے ہیں "تاکہ تیری راہ زمین پر ظاہر ہو جائے"، تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یسوع ہی راہ ہے (یوحنا ۱۴:۶)۔ صرف اُسی کے ذریعے قومیں اور افراد خدا کی نجات بخش قدرت کے تجربہ سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

۶۷:۳، ۴ مشنری جوش کی غیر معمولی خوشی سے اسرائیل دعا کرتا ہے کہ غیر قومیں خدا کے حضور بہت زیادہ حمد و ستائش کریں جب وہ مسیح کی منصفانہ حکومت اور اُس کی پُرمحبت اور پاسبانی خدمت سے لطف اندوز ہوں گی۔

۶۷:۵ اسرائیل کی تمنا ہے کہ دُنیا کے تمام لوگ خدا کی تعریف کریں اور ہماری بھی یہی آرزو ہونی چاہئے۔

۶۷:۶-۷ آخری دو آیات میں جو تصویر پیش کی گئی ہے وہ ظاہر کرتی ہے کہ گویا ہزار سالہ بادشاہت آ چکی ہے۔ فصل کی کٹائی ہو چکی ہے اور کھتے اور کوٹھیاں اناج سے لبریز ہو چکی ہیں۔ اسرائیل کے لئے خدا کی برکت کا یہ ثبوت، غیر قوموں کے واسطے بہت بڑی گواہی ہو گا۔ یہ خدا کا طریقہ ہے کہ جو بھلائی اُس نے بنی اسرائیل کے ساتھ کی ہے، وہی بھلائی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہو گی۔

زبور ۶۸: ہمارا خدا آگے بڑھتا جاتا ہے

اِس زبور میں بنی اسرائیل کے ایک قومی جلوس کا بیان کیا گیا ہے۔ یہاں کوہِ سینا سے کوہِ صیون تک عہد کے صندوق کا سفر اِس بات کی علامت ہے کہ خدا حتمی فتح کے لئے کوچ کرتا ہے۔ عہد کا صندوق خدا کی حضوری کو پیش کرتا ہے۔ عہد کے صندوق کا کوچ، خدا کا کوچ ہے۔

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ زبور عہد کے صندوق کی تاریخ میں ایک خصوصی واقعہ کی خوشی منانے کے لئے لکھا گیا تھا -- یعنی اُس وقت جب وہ فلستیوں کے قبضے سے منتقل ہو کر عوبید ادوم کے گھر میں رکھا گیا اور پھر کوہِ صیون میں لایا گیا (۲۔ سموئیل ۶: ۲-۱۸)۔

اگر ہم اِس زبور کو درجِ ذیل سات حصوں میں تقسیم کریں، تو ہم کوچ کے اِس گیت کی روح کو بہتر طور سے سمجھ سکیں گے:

۱۔ خدا کی تعریف و ستائش کے لئے تعارفی گیت (آیات ۱-۶)۔
۲۔ عہد کا صندوق کوہِ سینا سے براستہ بیابان کوچ کر رہا ہے (آیات ۷، ۸)۔
۳۔ کنعان کے ملک میں داخلہ اور فتح (آیات ۹-۱۴)۔
۴۔ داؤد کا یروشلیم کو فتح کرنا (آیات ۱۵-۱۸)۔
۵۔ یبوسیوں پر فتح کے لئے خدا کی تعریف کا گیت (آیات ۱۹-۲۳)۔
۶۔ جلوسِ عہد کے صندوق کو اُٹھائے ہوئے یروشلیم کے مَقدِس میں لے جاتا ہے (آیات ۲۴-۲۷)۔
۷۔ شادمان لوگ خدا کی حتمی فتح کی پیش بینی کرتے ہیں (آیات ۲۸-۳۵)۔

مسیح کی ذات کے حوالے سے یہ زبور مسیح کے تجسم، کوہِ کلوری پر اُس کی فتح، صعود اور آمدِ ثانی کو پیش کرتا ہے۔

تعارفی گیت (۶۸: ۱-۶)

۶۸: ۱-۳ پہلی آیت سے ہمیں یہ اشارہ ملتا ہے کہ عہد کے صندوق کا کوچ اِس زبور کا اہم مضمون ہے۔ یہ تقریباً وہی الفاظ ہیں جو موسیٰ نے استعمال کئے جب عہد کے صندوق نے شروع میں کوہِ سینا سے کوچ کیا (گنتی ۱۰: ۳۵)۔ اِس مقدس صندوق کو جب لاوی اُٹھائے ہوئے چلتے تھے تو یہ منظر اُس وقت کی نشان دہی کرتا تھا جب خدا اُٹھتا اور عملی اِقدام کرتا ہے۔ اُس کے دشمنوں کے لئے اِس کا مطلب تباہی اور پراگندگی اور راست بازوں کے لئے دلی خوشی و اطمینان ہے۔ اُس کے دشمن ہر طرف بکھر جاتے ہیں۔ وہ پریشانی کے عالم میں بھاگ جاتے ہیں۔ وہ دھوئیں کی طرح بے وقعت اور پگھلی ہوئی موم کی طرح کمزور ہیں اور وہ لڑکھڑا کر برباد ہو جاتے ہیں۔ لیکن راست باز کے لئے یہ انصاف، اجر، خوشی اور شادمانی کا وقت ہے۔

۶۸: ۴-۶ یہ خدا کی تعریف کرنے اور صحرا میں خداوند کے لئے شاہراہ تیار کرنے کا

وقت ہے (یسعیاہ ۴۰: ۳، ۶۲: ۱۰)۔ اُس کا نام یاہ ہے، یعنی وہ عہد کی وفاداری کرنے والا یہوواہ ہے۔ اُس کی سدا تعریف کی جائے۔ گو وہ لامحدود طور پر بلند ہے، تاہم وہ بے یارومددگار اور غریب کے بہت قریب ہے۔ فضل کے خدا کی حیثیت سے وہ یتیموں کا باپ اور بیواؤں کا دادرَس ہے۔ وہ تنہا کو خوش حال گھرانے کی رفاقت دیتا ہے اور جنہیں ناجائز طور پر سزا دے کر قید میں ڈالا گیا ہے اُنہیں اقبال مند کرتا ہے اور وہ خوشی سے للکارتے ہیں۔ لیکن سرکش لوگوں کا مقدر ویرانی ہے۔

اِن تعارفی آیات کو ہم یہ عنوان دے سکتے ہیں "عوام کا جنگی گیت" یا "ہمارا خدا آگے بڑھتا جاتا ہے۔"

اُردو ترجمے میں اِس زبور کے متن میں خدا کے سات نام نمایاں نہیں ہیں:
الوہیم (آیت ۱)، یاہ (آیت ۴)، یہوواہ (آیت ۱۰)، ایل شیدائی (آیت ۱۴)، یاہ الوہیم (آیت ۱۸)، ادونائے (آیت ۱۹)، یہوواہ ادونائے (آیت ۲۰)۔

عہد کا صندوق کوہِ سینا سے براستہ بیابان کوچ کر رہا ہے۔ (آیات ۷، ۸)

جب بنی اسرائیل کا لشکر کوہِ سینا سے رخصت ہوا اور عہد کے صندوق کے ساتھ موعودہ ملک کی طرف سفر شروع کیا تو یہ بہت زیادہ جذباتی لمحات تھے۔ لگتا ہے کہ اِس موقع پر کائنات بھی شامل ہوگئی۔ بھونچال آیا، بارش ہوئی اور کوہِ سینا کانپ اُٹھا۔

کنعان کے ملک میں داخلہ اور فتح (۶۸: ۹-۱۴)

۶۸: ۹، ۱۰ آیت ۹ پر بنی اسرائیل ملک کنعان میں ہیں اور خدا نے موسموں میں تبدیلیاں پیدا کر دی ہیں، اِس لئے ملک میں کثرت سے بارش ہوئی۔ دیہاتی علاقوں میں ایک نئی زندگی آ گئی ہے اور مرجھائے ہوئے سبزہ میں تازگی آ چکی ہے۔ لوگ بہت خوش ہیں اور خداوند نے اُنہیں بڑی فراوانی سے وسائل مہیا کئے ہیں۔

۶۸: ۱۱-۱۳ بیان بڑی تیزی سے ملک کی فتح کی طرف بڑھتا ہے۔ خداوند حکم دیتا ہے یعنی وہ دشمن کے خلاف کوچ کا حکم دیتا ہے۔ اُس کے کلام میں فتح کی یقین دہانی ہے۔ اس کے فوراً بعد عورتوں کا گروہ گھروں میں یہ خبر پھیلا رہا ہے کہ "لشکروں کے بادشاہ

بھاگتے ہیں، وہ بھاگ جاتے ہیں۔" یہ الفاظ دبورہ کے گیت (قضاۃ باب ۵) کی یاد دلاتے ہیں۔ ہم خواتین کو لوٹ کا مال تقسیم کرتے ہوئے دیکھتے ہیں، حالانکہ اُنہوں نے کبھی بھیڑ سالوں کو نہیں چھوڑا۔ جب وہ خوبصورت کپڑوں اور زیورات کو پہنتی ہیں، تو وہ ایسے لگتی ہیں جیسے کبوتر کے بازو چاندی سے منڈھے ہوں، یا جب مختلف زاویہ سے اُن پر روشنی پڑتی ہے تو وہ خالص سونے سے منڈھے ہوئے پروں کی طرح دکھائی دیتی ہیں۔

۶۸: ۱۴ دشمنوں کے لئے یہ تباہ کن شکست فاش تھی۔ خدا نے بادشاہوں کو سلمون کی برف کی مانند بکھیر دیا۔

داؤد کا یروشلیم کو فتح کرنا (آیات ۱۵-۱۸)

۶۸: ۱۵، ۱۶ یروشلیم ابھی تک بت پرست یبوسیوں کے قبضے میں تھا۔ جب داؤد کو سارے اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا تو اُس کا سب سے پہلا کام یہ تھا کہ شہر پر حملہ کرے۔ دفاع کرنے والے بہت زیادہ مطمئن تھے کہ یہ شہر اِس قدر ناقابل تسخیر ہے کہ اندھے اور لنگڑے بھی اِس کا دفاع کر سکتے ہیں۔ لیکن داؤد اور اُس کے آدمیوں نے قلعہ کو فتح کرکے اُس کا نام "داؤد کا شہر" رکھا (۲۔ سموئیل ۵: ۱-۹)۔

یہاں زبور نویس اِسی واقعہ کا حوالہ دے رہا ہے۔ جب اِس قلعہ کے فتح کرنے سے یروشلیم خدا کا پسندیدہ شہر بن گیا، تو بسن کے شمال میں حرمون کی برف پوش بلند چوٹی نے کوہِ صیون کو رشک کی نگاہ سے دیکھا۔ حرمون بہت عالی شان پہاڑی سلسلہ ہے اور اِس کی بہت سی عالی شان چوٹیاں ہیں۔ تاہم خدا نے اپنی دائمی سکونت کے لئے اِسے نہیں بلکہ کوہِ صیون کو چنا۔ اِس بنا پر یہ صیون کو حاسدانہ نگاہوں سے دیکھتی ہے۔

۶۸: ۱۷ داؤد وہ وقت یاد کرتا ہے جب اُس نے یبوسیوں کو شکست دے کر یروشلیم پر قبضہ کیا تھا۔ فتح کا حقیقی منبع کون تھا، اِس کے بارے میں اُسے ذرا بھی شک نہیں۔ یہ فتح اُس کی اعلیٰ منصوبہ بندی یا اُس کے بہادر جوانوں کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ خدا کے بے شمار رتھ شہر پر حملہ کر رہے تھے۔ خدا نے جس کوچ کا آغاز کوہِ سینا سے کیا تھا، یہ صیون پر اپنے جلالی انجام کو پہنچا۔

۶۸: ۱۸ جب داؤد ماضی کے اُس واقعہ کو یاد کر رہا تھا کہ کس طرح اُس کے سپاہیوں نے یروشلیم کی بلندیوں پر دھاوا بولا تو اُس نے اپنی روحانی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا خود بلند پہاڑ پر چڑھ کر لوٹ کا مال اور قیدیوں کو لے جا رہا تھا تاکہ وہ اُن لوگوں کے درمیان جو پہلے باغی تھے اُن کے خداوند اور نجات دہندہ کی حیثیت سے سکونت کر سکے۔

پولس رسول آیت ۱۸ کا مسیح کے صعود پر اطلاق کرتا ہے (افسیوں ۴: ۸-۱۰)۔ جب مسیح نے زمین سے آسمان پر صعود فرمایا تو وہ اپنے ساتھ قیدیوں کو لے گیا، یعنی اُس نے اپنے دشمنوں پر جلالی فتح حاصل کی اور آدمیوں کو انعام دیئے۔ جو ہدیئے اُسے آدمیوں سے صلیب پر ملے (زبور ۸۶: ۱۸) وہ اُس نے اپنی کلیسیا کے قیام اور وسعت کے لئے لوگوں کو دے دیئے (افسیوں ۴: ۸)۔

یبوسیوں پر فتح کے لئے خدا کی تعریف کا گیت (آیات ۱۹-۲۳)

۶۸: ۱۹، ۲۰ صاف ظاہر ہے کہ صیون کی فتح کی یادوں نے خدا کی ستائش کے لئے بیدار کر دیا۔ اِس گیت میں خدا کو مخلصی دینے والے اور برباد کرنے والے کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ مخلصی دینے والے کی حیثیت سے وہ ہمارے بوجھ برداشت کرتا اور ہمیں فتح سے ہمکنار کرتا ہے۔ وہ ہمارا نجات دینے والا خدا ہے اور ہمیں موت سے چھڑانے کی قوت رکھتا ہے۔

۶۸: ۲۱-۲۳ برباد کرنے والے کی حیثیت سے وہ اپنے دشمنوں کو کچل ڈالے گا، یعنی اُن باغیوں کو جن کے لمبے بال اُن کی لاقانونیت اور اُن کی بدی کی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اُس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُنہیں بسن کے جنگلوں اور سمندر کے ساحلوں سے نکال لائے گا تاکہ اسرائیل اُن کے خون میں اپنے پاؤں تر کر سکے تاکہ اسرائیل کے کتے اُن کی لاشوں کو کھا سکیں۔

آیت ۲۲ کا تعلق اسرائیل کو ازسرِ نو اکٹھا کرنے سے نہیں، بلکہ اسرائیل کے دشمنوں کا تعاقب کرنے سے ہے۔

جلوس عہد کے صندوق کو اُٹھا کر یروشلیم کے مقدس میں لے جاتا ہے۔
(آیات ۲۴-۲۷)

یروشلیم کو فتح کرنے کے کچھ عرصہ بعد داوٗد نے انتظام کیا کہ عہد کے صندوق کو لا کر اُسے خیمہ میں رکھا جائے جو خاص اِسی مقصد کے لئے بنایا گیا تھا (۲۔سموئیل ۶: ۱۲-۱۹)۔ یہاں پر جلوس کا بیان کیا گیا ہے۔ جونہی یہ مقدس کی طرف بڑھتا ہے تو زبور نویس دراصل یہ کہہ رہا ہے، ''دیکھو وہ آ رہا ہے۔'' گانے والے آگے اور بجانے والے پیچھے ہیں اور اُن کے درمیان جوان لڑکیاں دف بجا رہی ہیں۔ گیت کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے:

> ''تم جو اسرائیل کے چشمہ سے ہو خداوند کو مبارک کہو۔
> ہاں مجمع میں خدا کو مبارک کہو۔''

جنوب سے چھوٹے بنیمین اور یہوداہ سے لے کر شمال میں زبولون اور نفتالی تک تمام قبیلوں کی نمائندگی کی گئی ہے۔

شادمان لوگ خدا کی حتمی فتح کو پیش کرتے ہیں۔ (آیات ۲۸-۳۵)

جونہی عہد کا صندوق مقدس میں رکھا جاتا اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے (آیات ۲۸-۳۱) تو باہر کھڑے ہوئے لوگ آخری دعا میں شامل ہوتے ہیں (آیات ۲۸-۳۱) اور وہ گیت گاتے ہوئے ساری دُنیا کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ خداوند کی تعریف کریں (آیات ۳۲-۳۵)۔

۶۸: ۲۸-۲۹ اِس دعا میں سب سے پہلے اِس بات کے لئے التجا کی گئی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کی مدد کے لئے اپنی پوری قوت سے اُس کام کو مکمل کرے جس کا اُس نے آغاز کیا ہے۔ بالآخر اِس دعا کا ہزار سالہ بادشاہت کے دوران جواب دیا جائے گا جب ہیکل یروشلیم کی شان و شوکت ہو گی اور جب بادشاہ سونا اور لوبان عظیم بادشاہ کے (یسعیاہ ۶۰: ۶) حضور میں ہدیہ کے طور پر لائیں گے۔

۶۸: ۳۰ آیت ۳۰ کا عبرانی متن مبہم ہے، لیکن اِس میں مجموعی خیال یہ ہو گا: لوگ خدا

سے التجا کرتے ہیں کہ وہ جنگلی جانوروں اور سانڈوں کے غولوں کو دھمکا دے۔ سرکنڈوں (نیستان) میں رہنے والے جنگلی جانور غالباً مگرمچھ اور دریائی گھوڑے ہیں اور اِن سے مراد مصر کے راہنما ہیں۔ سانڈوں سے دیگر حکمران مراد ہیں جو ''قوموں کے پُرامن گلوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔''

جس جملہ کا ترجمہ ''جو چاندی کے سکوں کو پامال کرتے ہیں'' کیا گیا ہے اُس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے: ''جب تک وہ تمام قومیں تیرے سامنے سرنگوں ہو کر چاندی کے سکے خراج کے طور پر نہ لائیں'' یا ''جب تک اُن قوموں کو نیچا نہ دکھایا جائے جن کا گزارا چاندی کے سکوں کے خراج پر تھا۔'' دونوں لحاظ سے اِس کا مفہوم درست ہے۔ اِسی انداز میں دعا کی جاتی ہے ''جو لوگ جنگ میں خوش ہوتے ہیں اُنہیں پراگندہ کر دے۔'' مسیح کی دوسری آمد پر اِن دعاؤں کا پورے طور پر جواب دیا جائے گا جب ظالم اور جنگجو لوگوں کو برباد کر دیا جائے گا۔

۶۸: ۳۱ اُس دن مصر سے سفارتی نمائندے خراج لائیں گے اور ایتھوپیا اپنے ہاتھ پھیلا کر تمام دنیا کے بادشاہ سے التجا کرے گا اور اُس کی تعریف کرے گا۔

۶۸: ۳۲-۳۵ اختتامی آیات میں زمین کی مملکتوں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ تسلیم کریں کہ اسرائیل کا خدا ہی حمد و تعریف کے لائق ہے۔ اِن الفاظ میں خدا کی عظمت و حشمت کا بہت گہرا مفہوم پوشیدہ ہے۔ وہ اعلیٰ و برتر ہے جو قدیم فلک الافلاک پر سوار ہے۔ وہ مکاشفہ دینے والا خدا ہے، وہ بڑی قدرت سے ہم کلام ہوتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے اور اسرائیل کی مدد کے لئے اپنی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ اُس کی قدرت افلاک پر ہے۔ وہ اپنے مقدس مقامات میں مہیب ہے، تاہم وہ اپنے لوگوں کو زور اور توانائی بخشتا ہے۔ ابھی ایک بات کہنا باقی ہے۔۔۔ خدا مبارک ہو!

زبور ۶۹: اے خدا! مجھے بچا لے

ہمارے مبارک نجات دہندہ کے دُکھ اور موت اُس کے لئے خدا کے غضب کے سمندر میں غوطہ لگانے کے مترادف تھا۔ اُس نے اپنے متوقع دُکھوں کو بپتسمہ لینے سے

تشبیہ دی: ”مجھے ایک بپتسمہ لینا ہے اور جب تک وہ نہ ہو لے مَیں بہت ہی تنگ رہوں گا“ (لوقا ۱۲: ۵۰)۔

اور زبور ۴۲: ۷ میں ہم اُس کو اِن الفاظ میں پکارتے ہوئے سنتے ہیں:

> ”تیرے آبشاروں کی آواز سے گہراؤ گہراؤ کو پکارتا ہے۔
> تیری سب موجیں اور لہریں مجھ پر سے گزر گئیں۔“

اپنی موت کی تلخی میں ہمارا نجات دہندہ ہمارے گناہوں پر خدا کی عدالت کی گہرائیوں میں دھنس گیا۔

۶۹: ۱-۳ زبور ۶۹ میں ہمیں آواز سنائی دیتی ہے کہ خداوند یسوع کی مقدس جان موت کی دلدل میں دھنس رہی ہے۔ پانی اُس کی گردن تک آ پہنچا ہے اور وہ اُسے مکمل طور پر ڈبو دے گا۔ اُس کے کھڑا رہنے کے لئے کوئی چیز نہیں، سوائے دلدل کے اُس کے پاؤں کے نیچے کچھ نہیں۔ اب سیلاب اُس کے سر کے اوپر سے گزر رہے ہیں۔ پانی بہت گہرا ہے۔ اِتنا گہرا کہ نجات یافتہ اُس کی گہرائی کو نہیں جان سکتے۔ یوں لگتا ہے جیسے خدا نے تمام پانیوں کو یکجا یعنی کلوری پر اکٹھا کر دیا ہے اور اُس کا پیارا بیٹا ہمارے گناہوں کی سزا کی تلافی کے لئے عدالت کے بہت بڑے سمندر کا سامنا کر رہا ہے۔

اِس بے پایاں سمندر سے اُس کی فوری اپیل کی گونج متواتر سنائی دیتی ہے، ”اے خدا! مجھ کو بچا لے۔“ یوں لگتا ہے جیسے وہ بڑی دیر سے التجا کر رہا ہو۔ اُس کا گلا سوکھ گیا اور چلاتے چلاتے بیٹھ گیا ہے۔ خدا سے مدد کے لئے افق کی طرف مسلسل تکتے تکتے اُس کی آنکھیں پتھرا گئی ہیں، لیکن کسی قسم کی مدد نظر نہیں آتی۔

۶۹: ۴ غصہ میں بپھری ہوئی بھیڑ صلیب کے سامنے نفرت، تلخی اور ظلم کے زہر کو اُگل رہی ہے۔ کیسا کرب ناک منظر ہے! کائنات کا خالق اور اُسے سنبھالنے والا مجرم کی صلیب پر لٹک رہا ہے۔ اُس کے قاتل اُس کے سامنے جمع ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جو اُس مصلوب کے طفیل سانس لیتے ہیں، لیکن وہ بلاوجہ اُس سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ اُسے ختم کرنے کے لئے وہاں جمع ہیں اور وہ جھوٹ کے ساتھ اُس پر حملے کرتے ہیں۔

اب نجات دہندہ کے لبوں سے ایک دل دوز جملہ نکلتا ہے، ”جو مَیں نے چھینا نہیں مجھے دینا پڑا۔“ انسان کے گناہ نے خدا کی خدمت، پرستش، فرماں برداری اور حشمت پر ڈاکہ ڈالا اور انسان خود بھی زندگی، شادمانی اور خدا کے ساتھ رفاقت سے محروم ہو گیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مسیح نے جو چھینا نہیں وہ اُسے بحال کرنے کے لئے آیا۔

اِس لحاظ سے وہ ہمیں جرم کی قربانی کی یاد دلاتا ہے جس کا ذکر احبار (باب ۵) میں آتا ہے۔ اِس قربانی کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ جرم کرنے والے نے جو نقصان کیا تھا، اُس کی اُسے تلافی کرنا ہوتی تھی اور اُس کے ساتھ پانچواں اضافی حصہ ادا کرنا ہوتا تھا۔ ہماری جرم کی قربانی کے طور پر خداوند یسوع مسیح نے نہ صرف اُس کی تلافی کی جو انسان کے گناہ کی وجہ سے چھینا گیا تھا، بلکہ اُس نے اِس سے بڑھ کر ادا کیا۔ یوں خدا کو مسیح کے مکمل کئے ہوئے کام سے زیادہ جلال ملا۔ گناہ کی وجہ سے اُس نے ”مخلوق“ کو کھو دیا، لیکن فضل سے اُس نے ”بیٹوں“ کو حاصل کیا۔

۶۹: ۵ آیت ۵ سے ہم یہ اخذ کریں کہ ”ہمارے گناہوں“ سے مراد وہ گناہ ہیں جو یسوع نے اپنے اوپر اُٹھا لئے۔ اُس کی اپنی تو کوئی غلطی نہیں تھی، لیکن ”اُس نے ہمارے گناہ اور ہمارے غموں کو برداشت کیا اور اُس نے اُنہیں اپنا بنا لیا۔“ اپنے عظیم فضل کی بدولت وہ ہمارے اِس قدر قریب ہو گیا کہ اُس نے ہمارے گناہوں کو اپنے گناہ تسلیم کیا۔

۶۹: ۶ پھر اُس کے پاک دل میں خوف آتا ہے۔ اُسے ڈر ہے کہ بعض ایک مخلص ایماندار کہیں اِس بات سے ٹھوکر نہ کھا جائیں کہ خدا نے اُس کی دعاؤں کا جواب نہیں دیا۔ وہ دعا کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جو کچھ اُس کے ساتھ ہو رہا تھا اُس کے باعث خدا پر کسی کی اُمید شرمندہ نہ ہو، کہ اُس کے چھوڑے جانے اور تذلیل سے اسرائیل کے خدا کے کسی متلاشی کی تضحیک نہ ہو۔

۶۹: ۷، ۸ وہ اپنے باپ کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے ملامت کو برداشت کر رہا تھا۔ خدا کو خوش کرنے میں اُس کی خوشی تھی اور اُسی خدا نے لوگوں کو اجازت دی کہ ناقابلِ بیان ندامت اور تھوکنے سے شرمندگی اُس کے منہ پر چھا جائے۔ اِس فرماں برداری کی

قیمت کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اُسے اُس کی ماں کے فرزندوں نے چھوڑ دیا، اُسے یہ غم بھی تھا۔ اپنے ہی بھائیوں کے نزدیک وہ اجنبی تھا۔

۶۹:۹ خداوند یسوع کو اُس کے باپ کے گھر کی غیرت کھا گئی۔ جب کبھی اُس نے لوگوں کو خدا کے بارے میں توہین آمیز باتیں کرتے سنا، اُس نے اِسے شخصی توہین متصور کیا۔ اُس دن جب اُس نے یروشلیم میں ہیکل کے صحن سے صرافوں کو باہر نکالا، تو اُس کے شاگردوں کو یاد آیا کہ اُس کے بارے میں یہاں زبور ۶۹ میں لکھا ہوا ہے: ”تیرے گھر کی غیرت مجھے کھا جائے گی“ (یوحنا ۲:۱۷)۔

۶۹:۱۰-۱۲ خداوند یسوع نے انسانِ کامل کی حیثیت سے اِس دنیا میں جو کچھ بھی کیا، اُس کے نقاد اُس سے کبھی بھی خوش نہ ہوئے۔ اگر روزہ رکھنے سے اُس کی جان نے زاری کی تو اُنہوں نے اِس بات میں بھی اُس میں نقص نکالا۔ شاید اُنہوں نے یہ کہا ہو کہ وہ یہ سب کچھ صرف دکھاوے کے لئے کر رہا ہے۔ جب اُس نے بہت زیادہ ماتم کیا تو لوگوں نے اظہارِ ہمدردی کے بجائے اُسے ملامت کا نشانہ بنایا۔ معاشرہ کے ہر ایک طبقہ میں اُس کی مخالفت کی گئی۔ پھاٹک پر بیٹھنے والے سرداروں سے لے کر مقامی شراب خانوں کے شرابیوں تک سب اُس کی تضحیک کے گیت گاتے تھے۔ جلال اور زندگی کا خداوند دُنیا میں آیا اور وہ نشہ بازوں کا گیت ہے۔

۶۹:۱۳-۱۸ ایک بار پھر وہ اپنے واحد مددگار یعنی خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُس کی دعا میں کس قدر جوش اور اصرار ہے۔ وہ مدد کے لئے مسلسل التجاؤں سے آسمان کی فصیلوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے، لیکن اِس کے باوجود وہ تسلیم کرتا ہے کہ خدا کا حق ہے کہ وہ اپنی خوشنودی کے وقت اُسے جواب دے۔ جب وہ دلدل میں دھنس جاتا ہے تو وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اپنی وفادار مدد سے اُسے مخلصی دلائے، اُس کے دشمنوں کے ہاتھوں سے اُسے چھڑائے اور اُسے گہرے پانیوں یعنی سیلابوں اور گہراؤ سے رہائی دلائے۔ اپنی سخت مصیبت میں وہ خدا کی شفقت اور رحمت کی کثرت کو اپنی التجا کی بنیاد کہتا ہے۔ اُس کی التجا مختصر اور واضح ہے: ”جواب دے ... میری طرف متوجہ ہو ... مجھ سے رُوپوشی نہ

کر ... مجھے چھڑا لے ... میرا فدیہ دے۔“ ”میرے دشمنوں کے روبرو میرا فدیہ دے“ کا یہ مطلب ہے: ”تاکہ وہ میری مصیبت پر فخر نہ کریں۔“

۶۹: ۱۹، ۲۰ اُس کے دشمنوں کے ذکر سے وہ تمام دُکھ یاد آتے ہیں جو اُس نے انسانوں کے ہاتھوں اُٹھائے۔ اُس کی زندگی کا راستہ ملامت، ذلت اور بے عزتی سے اٹا پڑا تھا۔ اُس کی شیرخواری کے ایام سے اُس کے دشمن اُس کا پیچھا کرتے رہے۔ خداوند جانتا تھا کہ وہ کس قدر بے شمار ہیں۔ بے عزتی سے اُس کا دل ٹوٹ گیا، وہ دل جو انسانوں کی بھلائی کا خواہش مند تھا۔ اِن سب باتوں کی وجہ سے وہ مایوس ہو گیا۔ کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جو اُس کی مصیبت اور غم میں اُس پر ترس کھاتا۔ وہ تسلی دینے والوں کا منتظر رہا، لیکن یہ سب کچھ بے سود تھا۔ حتیٰ کہ اُس کے اپنے شاگرد اُسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ وہ تن تنہا تھا۔

۶۹: ۲۱ داؤد کی چونکا دینے والی پیش گوئیوں میں سے درج ذیل ایک پیش گوئی ہے جس کی تکمیل مسیح میں ہوئی۔ یوں لکھا ہے:

> ”اُنہوں نے مجھے کھانے کو اندراین بھی دیا
> اور میری پیاس بجھانے کو اُنہوں نے مجھے سرکہ پلایا۔“

اِس کی تکمیل متی ۲۷: ۳۴ اور ۴۸ میں ہے:

> ”پت ملی ہوئی مے اُسے پینے کو دی مگر اُس نے چکھ کر پینا نہ چاہا... اور فوراً اُن میں سے ایک شخص دوڑا اور سپنج لے کر سرکہ میں ڈبویا اور سرکنڈے پر رکھ کر اُسے چسایا۔“

پت غالباً کڑوی اور زہریلی قسم کی شے تھی جو تھوڑی سی مقدار میں نشہ کا کام دیتی تھی۔ ہمارے خداوند نے اُسے نہ پیا کیونکہ لازم تھا کہ وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں ہمارا فدیہ دے۔ سرکہ غالباً پیاس کو مزید بڑھاتا تھا۔

۶۹: ۲۲ آیت ۲۲ میں زبور کا لہجہ اچانک تبدیل ہو جاتا ہے اور اگلی سات آیات میں قریب الموت نجات دہندہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس قوم کو سزا دے جس نے اُسے موت کی سزا دی۔ یہ اُس کے لئے عجیب لگتا ہے جس نے کہا تھا: ”اے باپ! اِن کو

معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳:۳۴)۔ لیکن اِن دونوں دعاؤں میں فی الحقیقت کوئی تضاد نہیں ہے۔ اگر وہ توبہ کرتے تو اُن کے لئے معافی ہوتی۔ لیکن دل کی تبدیلی کے بغیر سزا کے سوا اَور کچھ نہیں ہوسکتا۔

یہاں اِس بات کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے کہ اِن آیات کا اطلاق خصوصی طور پر بنی اسرائیل پر ہوتا ہے۔ پولس رومیوں ۱۱:۹، ۱۰ میں آیات ۲۲ اور ۲۳ کا اطلاق اسرائیل پر کرتا ہے۔ اور "اُن کے مسکن" (آیت ۲۵) واضح طور پر یہودی قوم کی طرف اشارہ ہے۔

اُن کا دستر خوان پھندا بن جائے گا۔ دستر خوان اُن مراعات کا خلاصہ ہے جو خدا کی زمین پر برگزیدہ قوم کو دی گئیں۔ یہ مراعات برکت کی بجائے اُن کی سزا کا تعین کریں گی۔

جب وہ امن (عبرانی، شالوم -- اردو، سلامتی) کے تجربہ سے گزر رہے ہوں گے تو یہ اُن کے لئے جال بن جائے گا۔ جب لوگ سوچ رہے ہوں گے کہ سب اچھا ہے تو مصیبتیں شروع ہو جائیں گی۔

۶۹:۲۳ اُن کی آنکھیں تاریک ہو جائیں گی تاکہ وہ دیکھنے کے قابل نہ رہ سکیں۔ اِس کا اشارہ عدالتی اندھے پن کی طرف ہے اور بنی اسرائیل قومی طور پر اِس اندھے پن کا شکار ہو چکے ہیں۔ (۲۔کرنتھیوں ۳:۱۴)۔ چونکہ اُنہوں نے نور کو رد کیا اِس لئے نور اُن سے چھین لیا گیا۔

اُن کی کمریں مسلسل کانپتی رہیں گی۔ قوموں کے درمیان پراگندہ ہو کر اُن کے پاؤں کو کوئی آرام نہ ملے گا۔ خداوند اُنہیں "دلِ لرزاں، آنکھوں کی دھندلاہٹ اور جی کی کڑھن دے گا" (استثنا ۲۸:۶۵)۔

۶۹:۲۴ خداوند اپنا غضب اُن پر انڈیل دے گا اور اُس کا شدید قہر اُن پر آ پڑے گا۔

۶۹:۲۵ اُن کا مسکن اُجڑ جائے گا اور اُن کے خیموں میں کوئی نہ بسے گا۔ یہاں ہمیں مسیح کے متی ۲۳:۲۸ والے الفاظ یاد دلائے گئے ہیں: "دیکھو تمہارا گھر تمہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے۔" اِن الفاظ کی ۷۰ عیسوی میں تکمیل ہوئی جب طِطُس اور رومی فوج نے یروشلیم پر حملہ کیا اور ہیکل کو برباد کر دیا۔

۶۹:۲۶ اگر یہ سزا سخت معلوم ہوتی ہے، تو اُس جرم کے بارے میں سوچیئے جو اِس سزا کا باعث بنا۔

"کیونکہ وہ اُس کو جسے تُو نے مارا ہے ستاتے ہیں
اور جن کو تُو نے زخمی کیا ہے اُن کے دُکھ کا چرچا کرتے ہیں۔"

تاکستان کی تمثیل میں، گھر کے مالک کے بیٹے کے بارے میں باغبان یہ کہتے ہیں، "یہی وارث ہے۔ آؤ اِسے قتل کر کے اِس کی میراث پر قبضہ کر لیں" (متی ۲۱: ۳۸)۔ وہ بخوبی جانتے تھے کہ وہ بیٹا ہے لیکن اِس کے باوجود اُنہوں نے اُسے قتل کر دیا۔ آیت ۲۶ کے دوسرے حصہ میں مسیح کے پیروکاروں کا ذکر ہے جنہیں شہید کیا جائے گا۔

۶۹:۲۷، ۲۸ اِس کے پیش نظر نجات دہندہ کے الفاظ کی سختی کے لئے معذرت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

"اُن کے گناہ پر گناہ بڑھا اور وہ تیری صداقت میں داخل نہ ہوں۔
اُن کے نام کتابِ حیات سے مٹا دیئے جائیں۔
اور صادقوں کے ساتھ مندرج نہ ہوں۔"

اِس کے باوجود ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ خدا کے بیٹے کو مصلوب کرنے کے بعد خدا کا روح اب بھی اسرائیل قوم کو قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ وہ توبہ کرے اور یسوع کی طرف رجوع لائے۔ اعمال کی کتاب کے تمام دَور میں خدا کے دل کی دھڑکن سنائی دیتی ہے کہ وہ اِس قوم سے کس قدر محبت کرتا ہے۔ وہ اُنہیں دعوت دیتا رہتا ہے کہ وہ اُس کے رحم اور فضل کو قبول کریں۔ حتیٰ کہ آج کل بھی انجیل کی خوش خبری یہودیوں اور غیر قوموں کو سنائی جاتی ہے۔ آیات ۲۷-۲۸ میں بیان کردہ سزاؤں کو صرف وہ لوگ برداشت کریں گے جو ارادتاً خدا کے مسیح کو رد کر کے اِس انجام کا انتخاب کرتے ہیں۔

۶۹:۲۹ اب گناہ گاروں کے قریب المَوت دوست کی آخری بات ہے۔ مصیبت اور بے حد کرب میں وہ التجا کرتا ہے کہ خداوند کی نجات اُسے سربلند کرے۔

اور ہوبہو یہی کچھ وقوع پذیر ہوا۔ خدا نے اُسے مُردوں میں سے جلایا اور اُسے

شہزادے اور نجات دہندہ کی حیثیت سے اپنے دہنے ہاتھ بٹھایا۔ گناہ کے لئے اُس کے دُکھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے۔ اور ہم خوش ہیں!

۶۹: ۳۰-۳۳ آخری سات آیات میں متکلم جی اُٹھا نجات دہندہ ہے۔ سب سے پہلے تو وہ موت اور قبر سے مخلصی کے لئے خدا کی تعریف کرتا ہے۔ ”مَیں گیت گا کر خدا کے نام کی تعریف کروں گا اور شکرگزاری کے ساتھ اُس کی تمجید کروں گا۔“ یہ خدا کے نزدیک بہت ہی قیمتی قربانیوں کی نسبت زیادہ اہم ہو گا۔ اور ہر جگہ مظلوم لوگ اِس احساس سے تسلی پائیں گے کہ جس طرح اُس نے نجات دہندہ کی دعاؤں کو سنا اور اُس کو مخلصی دلائی، بعینہٖ وہ حاجت مندوں کی دعاؤں کو سنے گا اور التجا کرنے والے قیدیوں کو آزاد کرے گا۔

۶۹: ۳۴-۳۶ لیکن اسرائیل کا انجام کیا ہو گا؟ آخری تین آیات میں اُس کے درخشاں مستقبل کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ گو عارضی طور پر اِسرائیل کو علیٰحدہ کیا گیا، لیکن اُس کی برکتوں کو بحال کر دیا جائے گا۔ جب وہ اُس پر نگاہ کریں گے جسے اُنہوں نے چھیدا تھا اور اُس پر ایسے ماتم کریں گے جیسے کوئی اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے ماتم کرتا ہے اور جب وہ کہیں گے ”مبارک ہے جو خداوند کے نام سے آتا ہے“ تو خدا صیون کو بچائے گا اور یہوداہ کے شہروں کو نئے سرے سے بنائے گا۔ اب وہ قوموں میں مزید پراگندہ نہیں رہیں گے۔ اُس کے خادم اُس ملک میں بسیں گے اور اُن کی نسل بھی اُس کی مالک ہو گی۔

زبور ۷۰: جلدی مدد کر!

زبور ۷۰ کے بیشتر حصے میں زبور ۴۰: ۱۳-۱۷ کو دہرایا گیا ہے۔ اِس کے عنوان میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ داؤد کا مزمور ہے یادگار کے لئے۔ چار باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

جلدی مدد کر (۷۰: ۱)

مورگن کہتا ہے کہ یہ ”پریشانی اور فکرمندی کی بہتات کے نتیجے میں سسکیوں کی آواز ہے۔“ پہلی آیت سے ہم یقیناً یہ تاثر لیتے ہیں کہ داؤد خداوند سے التجا کر رہا ہے کہ اُسے چھڑانے کے لئے جلدی کرے۔

پوری طرح سزا دے (۷۰:۲، ۳)

اِس موقعے پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اُس کے دشمنوں کو شکستِ فاش دی جائے۔ وہ اُن پر الزام لگاتا ہے کہ وہ اُسے قتل کرنے کے درپے ہیں۔ وہ اُسے نقصان پہنچا کر خوش ہوتے اور مصیبت میں دیکھ کر قہقہہ لگاتے ہیں۔ اِس کے بدلے میں وہ التجا کرتا ہے کہ وہ بالکل دم بخود رہ جائیں۔ وہ پسپا اور رُسوا ہوں اور اپنی رُسوائی کی وجہ سے پریشان ہو جائیں۔

خداوند کی مسلسل تمجید ہوتی رہے (۷۰:۴)

یہاں خیال کا تسلسل یہ ہے کہ اگر خدا زبور نویس کی رہائی کے لئے آتا ہے، تو اِس کے نتیجہ میں بہت زیادہ تمجید ہو گی۔ خداوند کے تمام طالب اُس کی مدد کے لئے خوش و خرم ہوں گے اور نجات کے عظیم خدا کی حیثیت سے اُس کی پرستش کریں گے۔

جلدی مدد کر (۷۰:۵)

یہ محروم و مفلس ایک بار پھر فوری مخلصی کے لئے فریاد کرتا ہے۔ گو داؤد کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اعتماد میں کافی زیادہ ترقی کر چکا ہے، تاہم اُس کا خداوند پر یہ ایمان ہے کہ وہ اُس کا مددگار اور چھڑانے والا ہے۔ ایسا ایمان کبھی بھی اجر سے محروم نہیں رہتا۔

زبور ۷۱: بڑھاپے میں خدا کی مدد

۷۱:۱-۳ پہلی تین آیات زبور ۳۱: ۱-۳ جیسی ہیں۔ خدا کی تمجید کی گئی ہے کہ وہ پناہ گاہ، چٹان اور قلعہ ہے اور اُس سے التجا کی جاتی ہے کہ وہ زبور نویس کو چھڑائے اور نجات دلائے۔ وہ پناہ گزین کی چٹان اور قلعہ ہو۔

۷۱:۴ جبکہ دعا جاری ہے، اِس میں ماضی میں خدا کی مدد کے لئے شکرگزاری کا شدید احساس رچا بسا ہوا ہے اور بڑھاپے میں اُس کی مسلسل شفقت پر اعتماد کا اظہار ہے۔

۷۱:۵، ۶ وہ شخص مبارک ہے جو یہ کہہ سکتا ہے کہ اُس کے لڑکپن ہی سے خدا اُس کا

توکل اور اُس کی اُمید رہا ہے۔ اگر پیدائش سے ہی اُس کا یہوواہ پر توکل رہا تو اُسے زندگی کے آخری ایام میں مدد کی کمی نہ ہوگی۔ اگر پیدائش ہی سے اُس نے خدا کے عظیم فضل کو دیکھا ہے تو آئندہ سالوں میں بھی ستائش کے لئے بہت سا مواد ہوگا۔

۷۱:۷-۸ زبور نویس اپنی بہت زیادہ ذلت اور مصیبت اور اپنی عظیم مخلصی کے باعث بہتوں کے لئے حیرت کا باعث رہا ہے۔ لیکن زندگی کے بدلتے ہوئے حالات کے دوران خدا اُس کی محکم پناہ گاہ رہا ہے۔ چنانچہ وہ چاہتا تھا کہ وہ ہر روز اُس کی تعظیم اور ستائش کرتا رہے۔

۷۱:۹ ''بڑھاپے کے وقت مجھے ترک نہ کر۔ میری ضعیفی میں مجھے چھوڑ نہ دے۔''

بڑھاپے میں باوقار طریقہ سے داخل ہونے کے لئے قدرت کی نسبت فضل کی زیادہ ضرورت ہے۔ بڑھاپے میں تنہائی کا خوف، اپنے عزیزوں پر بوجھ بن جانے کا خوف، مجبور و بے کس بن جانے کا خوف، گرفت کے ڈھیلے ہو جانے کا خوف اور مرعوب ہونے کا خوف شامل ہے۔ یہ خدشات نئے نہیں ہیں۔ زبور نویس یہاں اُن سب لوگوں کی حوصلہ افزائی کے لئے سوچ دے رہا ہے جو زندگی کی خزاں میں ہیں۔

۷۱:۱۰، ۱۱ اُسے دشمنوں کا خوف بھی تھا جو اُسے بدنام کرتے پھر رہے تھے اور اُسے جان سے مار دینے کے لئے سازشیں کر رہے تھے۔ چونکہ اُن کا یہ غلط مفروضہ تھا کہ خدا نے اُسے چھوڑ دیا ہے، اِس لئے اُنہوں نے آخری حملہ کی تیاری کا منصوبہ بنایا اور اُنہیں اِس حملے میں کسی طرح کی مخالفت کا کوئی خدشہ نہیں تھا۔

۷۱:۱۲، ۱۳ اِس بحران اور پریشانی کی ہنگامی صورتِ حال میں اُس نے خدا سے التجا کی کہ وہ اُس کا ساتھ دے اور اُس کی مدد کرے۔ بغیر کسی اضافی مشکل کے، خدا اُس کے دشمنوں کو شکست دے کر ندامت، ملامت اور رسوائی سے ملبس کر سکتا ہے۔

۷۱:۱۴-۱۶ لیکن بہت جلد خوف کی جگہ اُمید پیدا ہوتی ہے اور وہ بلند آواز سے ستائش کرنے لگتا ہے۔ اِن گیتوں میں خدا کے راست کاموں اور بچپن سے اُسے بے شمار

موقعوں پر مخلصی دلانے کا ذکر ہے۔ مقدس عزم کے ساتھ زبور نویس کہتا ہے ”مَیں یہوواہ الوہیم کی قدرت کے بے شمار کاموں کا بیان کروں گا۔“

۷۱: ۱۷، ۱۸ آیات ۵-۱۱ کی مانند ایک بار پھر وہ اپنی جوانی سے بڑھاپے تک خدا کی محبت کا احاطہ کرتا ہے (آیات ۱۷-۲۱) اور صرف خدا کی وفاداری کو دیکھتا ہے۔ خدا اُسے بچپن کے ایام سے سکھاتا رہا ہے اور وہ اب بھی خدا کے عجائب کو بیان کرتا ہے۔ اب وہ بوڑھا اور سفید سر ہے، لیکن اُسے احساس ہے کہ ابھی اُس کا کام ختم نہیں ہوا۔ وہ درخواست کرتا ہے کہ اُسے وقت دیا جائے تاکہ وہ نئی نسل اور ہر آنے والے کو خدا کے زور دار معجزات بتا سکے۔ اِس دعا کا یوں جواب دیا گیا کہ اِس زبور کو کتابِ مقدس میں محفوظ کر لیا گیا۔

۷۱: ۱۹-۲۱ خدا واقعی عظیم ہے! اُس کی قدرت اور صداقت آسمان سے بھی بلند ہے۔ جب اِس پر غور کیا جائے کہ اُس نے کیسے بڑے بڑے کام کئے تو کون اُس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ وہ کچھ وقوع پذیر ہوا جس کی اُس نے اجازت دی۔ یہاں بھی اُس نے زبور نویس کو بہت سی مصیبتوں کے تجربہ میں سے گزرنے دیا۔ لیکن وہ بحال کرنے والا خدا ہے، وہ اپنے لوگوں کو بحال کرے گا اور اُنہیں قبر کے بندھن سے چھڑائے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اُنہیں ملامت کی جگہ عزت اور تسلی دے گا۔

۷۱: ۲۲ خدا کی وفاداری کا گیت گانے کے لئے بربط کے تار چھیڑے جائیں گے اور ستار کے ساتھ اُس کی مدح سرائی کی جائے گی۔ دو اَور جگہوں پر (زبور ۷۸: ۴۱ اور ۸۹: ۱۸) خدا کا نام ”اسرائیل کا قدوس“ استعمال کیا گیا ہے۔

۷۱: ۲۳، ۲۴ لیکن ستار اور بربط کے ساتھ گیت گانے میں زبور نویس کے ہونٹ، جان اور زبان شامل ہو گی۔ گیت گانے میں اُس کے ہونٹ بہت زیادہ شادمان ہوں گے۔ برّے کے خون سے نجات یافتہ کی جان ستائش کرنے میں بہت زیادہ شادمان ہو گی۔ چونکہ اُس کے تمام دشمن شرمندہ اور پشیمان ہو چکے ہیں، اِس لئے اُس کی زبان خدا کی وفاداری کا ذکر کرتے نہیں تھکے گی۔

زبور ۷۲: مسیح کی جلالی حکومت

اِس زبور کا آغاز ایک دنیوی بادشاہ (سلیمان) کے لئے دعا سے ہوتا ہے، لیکن بہت جلد ہمیں احساس ہوتا ہے کہ زبور نویس سلیمان سے پرے خداوند یسوع مسیح کی حکومت کے جلال اور حشمت کی طرف نگاہ اُٹھاتا ہے۔ یہ پریشان اور جنگ میں ملوث دنیا کے لئے بہت اچھا وقت ہو گا۔ جس سنہری دَور کے لئے بنی نوع انسان آرزومند تھے، اُس کا آغاز ہو جائے گا۔ مخلوقات کا کراہنا ختم ہو جائے گا اور اَمن و خوش حالی کا دَور دورہ ہو گا۔

۷۲:۱ پہلی آیت میں بادشاہ کی مسند نشینی پر کی جانے والی دعا کا ذکر ہے۔ ناکس اِس کا یوں ترجمہ کرتا ہے: ”عدالت کرنے کے لئے بادشاہ کو اپنی حکمت اور مہارت دے، تخت کا وارث صداقت میں تیری مانند ہو۔“

زبور ۷۲ کے باقی ماندہ حصہ میں ”ہو گا“، ”کرے گا“ ایسے الفاظ اُس وقت حقیقت کا روپ دھاریں گے جب مخلصی دینے والا اپنی شاندار حکومت قائم کرے گا۔

۷۲:۲ وہ صداقت سے تیرے لوگوں کی اور انصاف سے تیرے غریبوں کی عدالت کرے گا۔ بدعنوانی، رشوت اور ظلم ختم ہو جائے گا۔ بغیر کسی رُو رعایت کے انصاف کیا جائے گا اور غریبوں کو آئندہ انصاف سے محروم نہیں رکھا جائے گا۔

۷۲:۳ پہاڑوں پر لوگوں کے لئے سلامتی اور خوش حالی کی فصل ہو گی اور چھوٹی پہاڑیوں پر صداقت کے پھل پیدا ہوں گے۔ کتابِ مقدس میں پہاڑ اکثر حکومتی اختیارات کا نشان ہیں۔ یہاں شاید اِس خیال کو پیش کیا گیا ہے کہ مسیح کی بادشاہت میں رعایا کو ملک کی تمام عدالتوں سے انصاف کی توقع ہو گی — یعنی عدالت عالیہ سے لے کر تمام ماتحت عدالتوں تک انصاف کا دَور دورہ ہو گا۔

۷۲:۴ صدیوں سے غریبوں اور حاجت مندوں پر ظلم کیا گیا ہے، اُنہیں کم اُجرت دی گئی ہے، اُنہیں ایذائیں دی گئی ہیں اور اُنہیں قتل بھی کیا گیا ہے۔ ہزار سالہ بادشاہت

میں بادشاہ خود اُن کا وکیل ہو گا۔ وہ اُنہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہائی دے گا اور اُن کا اِستیصال کرنے والوں کو سزا دے گا۔

۶،۵:۷۲ جب تک سورج اور چاند قائم ہیں، نسل در نسل اُس کی رعایا اُس کی تعظیم کرے گی اور اُس سے ڈرے گی۔ اُس کا وجود سود مند ثابت ہو گا اور اُن کی تازگی کا باعث ہو گا —۔ بلکہ ایسے جیسے کٹی گھاس پر مینہ اور تپتی زمین پر بارش سود مند ہوتی ہے۔

۷:۷۲ وہ حقیقی مَلکِ صدق ہو گا۔ وہ صداقت اور امن کا بادشاہ ہو گا۔ جب تک چاند قائم ہے اُس کے دورِ حکومت میں امن و انصاف کی فرماں روائی ہو گی۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں امن سے پہلے صداقت آتی ہے۔ ”صداقت کا انجام صلح ہو گا اور صداقت کا پھل ابدی آرام و اطمینان ہو گا“ (یسعیاہ ۳۲: ۱۷)۔ مسیح نے صلیب پر صداقت کے کام سے ہمارے لئے صلح و اطمینان کا اہتمام کیا۔ ایک دن ایسا آئے گا جب وہ اپنی راست حکمرانی سے تباہ حال دنیا کو امن و انصاف دے گا۔

۸:۷۲ تاجِ برطانیہ اِس بات پر فخر کیا کرتا تھا کہ سلطنتِ برطانیہ میں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ تمام دنیا میں انگریزی حکومت کی نوآبادیاں پھیلی ہوئی تھیں، لیکن مسیح کی کلیسیا عالمگیر ہو گی۔ اُس میں منتشر نوآبادیاں نہیں ہوں گی۔ اُس میں تمام قومیں شامل ہوں گی۔ اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریائے فرات سے زمین کی انتہا تک ہو گی۔

۹:۷۲ صحرا کے جن خانہ بدوشوں پر ابھی تک مشکل سے حکومت کی گئی ہے، وہ بالآخر اُس کے سامنے جھکیں گے اور اُس کے دشمن شکست کھائیں گے۔ خاک چاٹنے کا مطلب ہے شرم ناک حد تک مطیع ہو جانا۔

۱۱،۱۰:۷۲ غیر قوموں کے بادشاہ ہدیئے لے کر بادشاہوں کے بادشاہ کے پاس یروشلیم آئیں گے۔ اُس کے حضور سپین کا بادشاہ آتا ہے، مختلف جزیروں کے فرماں روا اور جنوبی عرب امارات کے حکمران اُس کے سامنے حاضر ہوں گے، کیونکہ سب اُس کے اقتدار کو تسلیم کریں گے اور سب قومیں اُس کی خدمت کریں گی۔

۷۲: ۱۲-۱۴ یہاں حاجت مندوں کے لئے بادشاہ کے بہت زیادہ ترس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک زبردست مخلصی دینے والا غریب، محتاج اور لاچار کی مدد کے لئے سامنے آئے گا۔ کمزور اور حاجت مند فوری طور پر اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو سکیں گے اور اُنہیں یقین ہو گا کہ اُنہیں خصوصی توجہ دی جائے گی اور فوری طور پر عمل کیا جائے گا۔ وہ اُنہیں ناراستوں اور ظالمانہ سلوک سے چھڑائے گا اور وہ دُنیا والوں پر ظاہر کرے گا کہ اُن کی جانیں کس قدر قیمتی ہیں۔

۷۲: ۱۵ اُس کی وفادار رعایا "بادشاہ زندہ باد" کے نعرے لگائے گی۔ شکرگزاری کے طور پر وہ سبا کے خزانوں سے سونے کے ہدیے لائیں گے۔ تمام دُنیا سے اُس کے لئے مسلسل دعائیں کی جائیں گی اور لوگ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اُسے مبارک کہیں گے۔

۷۲: ۱۶ زمین کی زرخیزی ناقابلِ بیان ہو گی۔ کوٹھڑیاں اور کھتے اناج سے بھرے ہوں گے۔ حتیٰ کہ جن جگہوں پر کبھی کاشت کاری نہ کی گئی تھی یعنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کے کھیت یوں لہرائیں گے جیسے لبنان کے جنگل ہوا سے لہراتے ہیں۔

جیسے کھیت گھاس سے بھرے ہیں، ویسے ہی شہروں میں لوگوں کی گنجان آبادی ہو گی۔ گو بہت زیادہ آبادی ہو گی تاہم خوراک کی کوئی قلت نہیں ہو گی۔

۷۲: ۱۷ اُس کا نام ہمیشہ تک قائم رہے گا اور لوگ ابد تک اُسے پیار کریں گے اور اُس کی تعظیم کریں گے۔ جب تک سورج کا وجود ہے، اُس کا نام رہے گا۔ ابرہام کے ساتھ خدا کے وعدے کے مطابق، اُس میں تمام قومیں برکت پائیں گی اور سب قومیں اُسے خوش نصیب کہیں گی۔

۷۲: ۱۸، ۱۹ زبور ستائش کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ خداوند یسوع کی جلالی حکومت خدا کا ماحصل ہے۔ صرف وہی یہ بہت اعلیٰ حالات پیدا کر سکتا ہے، کوئی اَور ایسا نہیں کر سکتا۔ اِس لئے لازم ہے کہ ابد تک اُس کے جلالی نام کی ستائش ہو اور اُس کے جلال سے ساری زمین معمور ہو۔

۷۲:۲۰ داؤد بن یسی کی دعائیں تمام ہوئیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ جہاں تک زبور کی کتاب کا تعلق ہے داؤد کی دعائیں تمام ہوئیں، کیونکہ اِس کے بعد داؤد کے اَور مزامیر بھی پائے جاتے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جہاں تک زبور کی دوسری کتاب کا تعلق ہے، اُس کی دعائیں تمام ہوئیں کیونکہ دوسری کتاب میں زبور ۷۲ آخری زبور ہے۔ لیکن ایک اَور تشریح یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی موعودہ حکومت اُس کی دعاؤں کی حتمی تکمیل ہے۔ گذشتہ آیات میں مذکور بادشاہت اُس کے آخری الفاظ کا مضمون ہے (۲۔ سموئیل ۲۳: ۱-۴)، اور اُس کی دعائیں اُس بادشاہت پر مرکوز ہیں۔ جب مسیح تخت نشین ہوگا اور اُس کی حکمرانی کا آغاز ہو جائے گا، تب داؤد کی خواہشات پوری ہو جائیں گی۔

تیسری کتاب (زبور ۷۳-۸۹)

زبور ۷۳ : ایمان کا معما

۷۳:۱ میرا نام آسف ہے اور مَیں شروع مَیں ہی ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ خدا اسرائیل یعنی پاک دلوں پر مہربان ہے۔ یہ اِس قدر واضح حقیقت ہے کہ کوئی بھی اِس میں شک نہیں ڈال سکتا۔

۷۳:۲، ۳ لیکن ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مَیں نے سوال کرنا شروع کر دیا۔ اِس موضوع پر میرے نقطہ نگاہ میں ڈگمگاہٹ آ گئی اور وقتی طور پر میرا ایمان لغزش کا شکار ہو گیا۔ مَیں نے سوچنا شروع کر دیا کہ شریر کس قدر خوش حال ہیں۔ اُن کے پاس بہت سی دولت ہے، وہ ہر لحاظ سے خوش ہیں اور اُنہیں کوئی دُکھ نہیں۔ آخرکار میرے دل میں یہ خواہش اُبھرنے لگی کہ کاش مَیں بھی اُن کی طرح ہوتا۔

۷۳:۴-۹ ہر طرح سے اُن کے حالات سازگار ہیں۔ ایمانداروں کی نسبت اُن کا جسمانی دُکھ کم ہوتا ہے۔ اُن کے جسم صحت مند اور توانا ہیں (کیونکہ اُنہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں)۔ وہ ہماری طرح کے شریف لوگوں کے دُکھوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہیں۔ اور اگر اُن پر بڑی سے بڑی مصیبت آئے بھی تو اُنہوں نے ہر ایک متوقع نقصان

۷۲: ۱۲-۱۴ یہاں حاجت مندوں کے لئے بادشاہ کے بہت زیادہ ترس کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک زبردست مخلصی دینے والا غریب، محتاج اور لاچار کی مدد کے لئے سامنے آئے گا۔ کمزور اور حاجت مند فوری طور پر اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو سکیں گے اور اُنہیں یقین ہو گا کہ اُنہیں خصوصی توجہ دی جائے گی اور فوری طور پر عمل کیا جائے گا۔ وہ اُنہیں ناراستوں اور ظالمانہ سلوک سے چھڑائے گا اور وہ دُنیا والوں پر ظاہر کرے گا کہ اُن کی جانیں کس قدر قیمتی ہیں۔

۷۲: ۱۵ اُس کی وفادار رعایا ''بادشاہ زندہ باد'' کے نعرے لگائے گی۔ شکرگزاری کے طور پر وہ سبا کے خزانوں سے سونے کے ہدیے لائیں گے۔ تمام دُنیا سے اُس کے لئے مسلسل دعائیں کی جائیں گی اور لوگ طلوعِ آفتاب سے غروبِ آفتاب تک اُسے مبارک کہیں گے۔

۷۲: ۱۶ زمین کی زرخیزی ناقابلِ بیان ہو گی۔ کوٹھڑیاں اور کھتے اناج سے بھرے ہوں گے۔ حتیٰ کہ جن جگہوں پر کبھی کاشت کاری نہ کی گئی تھی یعنی پہاڑوں کی چوٹیوں پر اناج کے کھیت یوں لہرائیں گے جیسے لبنان کے جنگل ہوا سے لہراتے ہیں۔

جیسے کھیت گھاس سے بھرے ہیں، ویسے ہی شہروں میں لوگوں کی گنجان آبادی ہو گی۔ گو بہت زیادہ آبادی ہو گی تاہم خوراک کی کوئی قلت نہیں ہو گی۔

۷۲: ۱۷ اُس کا نام ہمیشہ تک قائم رہے گا اور لوگ ابد تک اُسے پیار کریں گے اور اُس کی تعظیم کریں گے۔ جب تک سورج کا وجود ہے، اُس کا نام رہے گا۔ ابرہام کے ساتھ خدا کے وعدے کے مطابق، اُس میں تمام قومیں برکت پائیں گی اور سب قومیں اُسے خوش نصیب کہیں گی۔

۷۲: ۱۸، ۱۹ زبور ستائش کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ خداوند یسوع کی جلالی حکومت خدا کا ماحصل ہے۔ صرف وہی یہ بہت اعلیٰ حالات پیدا کر سکتا ہے، کوئی اَور ایسا نہیں کر سکتا۔ اِس لئے لازم ہے کہ ابد تک اُس کے جلالی نام کی ستائش ہو اور اُس کے جلال سے ساری زمین معمور ہو۔

۷۲: ۲۰ داؤد بن یسی کی دعائیں تمام ہوئیں۔ اِس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ جہاں تک زبور کی کتاب کا تعلق ہے داؤد کی دعائیں تمام ہوئیں، کیونکہ اِس کے بعد داؤد کے اَور مزامیر بھی پائے جاتے ہیں۔ اِس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جہاں تک زبور کی دوسری کتاب کا تعلق ہے، اُس کی دعائیں تمام ہوئیں کیونکہ دوسری کتاب میں زبور ۷۲ آخری زبور ہے۔ لیکن ایک اَور تشریح یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی موعودہ حکومت اُس کی دعاؤں کی حتمی تکمیل ہے۔ گذشتہ آیات میں مذکور بادشاہت اُس کے آخری الفاظ کا مضمون ہے (۲-سموئیل ۲۳: ۱-۴)، اور اُس کی دعائیں اُس بادشاہت پر مرکوز ہیں۔ جب مسیح تخت نشین ہوگا اور اُس کی حکمرانی کا آغاز ہو جائے گا، تب داؤد کی خواہشات پوری ہو جائیں گی۔

تیسری کتاب (زبور ۷۳-۸۹)

زبور ۷۳: ایمان کا معما

۷۳: ۱ میرا نام آسف ہے اور مَیں شروع مَیں ہی ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں کہ خدا اسرائیل یعنی پاک دلوں پر مہربان ہے۔ یہ اِس قدر واضح حقیقت ہے کہ کوئی بھی اِس میں شک نہیں ڈال سکتا۔

۷۳: ۲، ۳ لیکن ایک ایسا وقت بھی آیا کہ مَیں نے سوال کرنا شروع کر دیا۔ اِس موضوع پر میرے نقطہ نگاہ میں ڈگمگاہٹ آ گئی اور وقتی طور پر میرا ایمان لغزش کا شکار ہو گیا۔ مَیں نے سوچنا شروع کر دیا کہ شریر کس قدر خوش حال ہیں۔ اُن کے پاس بہت سی دولت ہے، وہ ہر لحاظ سے خوش ہیں اور اُنہیں کوئی دُکھ نہیں۔ آخرکار میرے دل میں یہ خواہش اُبھرنے لگی کہ کاش مَیں بھی اُن کی طرح ہوتا۔

۷۳: ۴-۹ ہر طرح سے اُن کے حالات سازگار ہیں۔ ایمانداروں کی نسبت اُن کا جسمانی دُکھ کم ہوتا ہے۔ اُن کے جسم صحت مند اور توانا ہیں (کیونکہ اُنہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر ہیں)۔ وہ ہماری طرح کے شریف لوگوں کے دُکھوں اور مصیبتوں سے محفوظ ہیں۔ اور اگر اُن پر بڑی سے بڑی مصیبت آئے بھی تو اُنہوں نے ہر ایک متوقع نقصان

کے لئے بیمہ کرا رکھا ہے۔ اِس لئے عجب نہیں کہ وہ بہت زیادہ پُراعتماد ہیں۔ وہ مور کی طرح متکبر اور شیر ببر کی طرح ظالم ہیں۔ جیسے اُن کے جسم چربی سے پھولے ہوئے ہیں، ویسے ہی اُن کے ذہنوں میں بُری تدبیریں بھری پڑی ہیں۔ وہ گستاخ بھی ہیں۔ وہ اپنے کارندوں کا مذاق اُڑاتے اور اُنہیں لعن طعن کرتے رہتے ہیں۔ وہ اُن کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں گویا کہ وہ غلاظت ہیں اور اُنہیں مسلسل دھمکیاں دیتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدا بھی اُن کی بدفطرتی سے محفوظ نہیں۔ اُن کی گفتگو میں کفر ہے اور وہ گستاخی سے اُس کی ذات کے خلاف کفر بکتے ہیں۔ اُن کی زبانیں زمین کی سیر کرتی ہیں گویا کہ وہ یہ کہہ رہے ہوں ''مَیں آ رہا ہوں، میرے راستہ سے ہٹ جاؤ۔''

۷۳: ۱۰-۱۲ عام لوگوں کی اکثریت یہ سوچتی ہے کہ وہ بڑے لوگ ہیں۔ وہ سرنگوں ہو کر اُن کی تعظیم کرتے ہیں۔ شریر خواہ کچھ بھی کرے لوگ اُسے غلط نہیں کہیں گے۔ اور یوں ظالم کی گستاخی کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ اگر کوئی خدا ہے تو یقیناً وہ نہیں جانتا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اِس لئے وہ اپنی عیاری اور بدی کی زندگی میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ وہ عشرت کی زندگی بسر کرتے اور امیر سے امیر تر ہوتے جاتے ہیں۔

۷۳: ۱۳، ۱۴ چنانچہ مَیں نے سوچنا شروع کر دیا کہ شرافت، دیانت داری اور عزت کی زندگی گزارنے سے مجھے کیا فائدہ ہوا؟ مَیں نے گھنٹوں تک دعا میں وقت گزارا ہے، خدا کے کلام کا مطالعہ کیا ہے۔ خداوند کے کام کے لئے مَیں نے روپیہ تقسیم کیا ہے۔ نجی اور عوامی سطح پر مَیں نے بڑی جاں فشانی سے خداوند کی گواہی دی ہے۔ تو بھی مجھے اِس کے عوض روزانہ دُکھ اور سزا ملی ہے۔ کیا ایمان کی زندگی کی بھی کوئی قدر و قیمت ہے؟

۷۳: ۱۵ تاہم مَیں نے اپنے شکوک و شبہات دوسرے ایمانداروں کو نہیں بتائے، کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ ایسا قدم اُٹھانا خطرناک ہے۔ مجھے اکثر وہ شخص یاد آتا ہے جس نے کہا، ''مجھے اپنی یقینی باتوں کے بارے میں بتایئے، کیونکہ میرے اندر پہلے سے ہی بہت سے شکوک ہیں۔'' چنانچہ مَیں نے اپنے تمام شکوک اپنی ذات تک محدود رکھے تا کہ مَیں کسی سادہ اور ایماندار روح کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنوں۔

۷۳: ۱۶ لیکن ابھی تک سارا سلسلہ میرے لئے ایک معما تھا کہ شریر پھلتے پھولتے جبکہ راست باز مصیبت اُٹھاتے ہیں۔ یہ سمجھنا میرے لئے مشکل لگتا تھا۔ اِس مسئلے کو حل کرتے کرتے مَیں تھک گیا تھا۔

۷۳: ۱۷ تب ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا۔ ایک دن مَیں خدا کے مَقدِس میں گیا، یروشلیم کی ظاہری ہیکل میں نہیں بلکہ آسمانی ہیکل میں۔ مَیں ایمان سے اُس میں داخل ہوا۔ جب مَیں خدا سے یہ شکایت کر رہا تھا کہ شریر اِس زندگی میں بارور ہوتے ہیں، تو فوراً میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ''لیکن آنے والی زندگی میں اُن کا کیا انجام ہو گا؟'' جوں جوں مَیں نے اُن کے ابدی انجام پر غور کیا، توں توں ہر ایک بات واضح ہو گئی۔

۷۳: ۱۸-۲۰ چنانچہ مَیں خداوند سے یوں مخاطب ہوا: اے خداوند! اب مجھے احساس ہوا کہ تمام ظاہری حالت کے باوجود شریر کی زندگی پائیدار نہیں ہے۔ وہ کھڑی چٹان کے پھسلنے والے کنارے پر چل رہے ہیں۔ جلد یا بدیر وہ گر کر تباہ ہو جائیں گے۔ دم بھر میں وہ فنا ہو جائیں گے — وہ ایسے خوفناک حادثہ سے دوچار ہوں گے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرے لئے وہ خواب کی مانند ہیں جیسے جب کوئی شخص صبح کے وقت بیدار ہو — وہ چیزیں جو خواب دیکھنے والے کو پریشان کر رہی تھیں، وہ محض وہم تھیں اور اُن کی کوئی وقعت نہیں تھی۔

۷۳: ۲۱-۲۲ مجھے اب معلوم ہوا کہ مَیں جن چیزوں پر رشک کر رہا تھا، وہ محض سائے تھے۔ یہ میری حماقت تھی کہ مَیں بے دینوں کی ظاہری خوش حالی و ترقی پر کُڑھتا تھا۔ تیرے انصاف پر سوال کرتے ہوئے مَیں انسان کی طرح نہیں بلکہ حیوان کی طرح عمل کر رہا تھا۔ مجھے میرے رویہ کے لئے معاف کر۔

۷۳: ۲۳، ۲۴ میرے جاہلانہ رویے کے باوجود تُو نے مجھے نہیں چھوڑا۔ مَیں برابر تیرے ساتھ ہوں اور تُو نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا ہے جیسے باپ اپنے بچے کا ہاتھ پکڑتا ہے۔ میری ساری زندگی میں تُو اپنی مصلحت سے میری راہنمائی کرتا ہے اور آخرکار تُو اپنے جلال میں مجھے قبول فرمائے گا۔

۷۳: ۲۵، ۲۶ میرے لئے یہی کافی ہے کہ تُو جو آسمان پر ہے میرا تیری ذات سے تعلق ہے اور زمین پر تیرے سوا میری اَور کوئی آرزو نہیں ہے۔ مجھے کوئی پروا نہیں کہ بے دینوں کے پاس دولت ہے۔ مَیں تیری ذات سے مطمئن ہوں اور تُو ہی میرا سب کچھ ہے۔ گو میرا جسم زائل ہو جائے اور میرے دل کی دھڑکنیں بند ہو جائیں، لیکن خدا میری زندگی کی قوت ہے اور ابد تک مجھے کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی۔

۷۳: ۲۷، ۲۸ جو تجھ سے جہاں تک ممکن ہو دُور رہنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ تیرے بغیر فنا ہو جائیں گے۔ لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے، جہاں تک ممکن ہو مَیں تیرے نزدیک رہنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے اپنے آپ کو تیری حفاظت میں سونپ دیا ہے اور مَیں ہر ایک سننے والے کے سامنے تیرے کاموں کا بیان کروں گا۔

زبور ۷۴: یاد کر!

اِس دل دوز نوحہ میں نبوکدنظر کے تحت بابلیوں کے ذریعے ہیکل کی تباہی کا ذکر ہے۔ جب بابلی تباہ کاروں نے اپنا کام ختم کیا تو ایسا لگ رہا تھا کہ خدا نے اپنے لوگوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ جب اُنہوں نے ملبہ کے ڈھیر سے دُھواں اُٹھتے دیکھا تو اُنہوں نے اِس آفت کی صحیح ترجمانی کی کہ یہ خدا کا قہر بھڑک رہا ہے۔ لیکن اِس کے باوجود وہ خداوند کو یاد دلاتے ہیں اور دل دوز انداز میں اُسے بتاتے ہیں کہ وہ اب بھی:

اُس کی چراگاہ کی بھیڑیں ہیں (آیت ۱)
اُس کی جماعت ہیں (آیت ۲)
اُس کی میراث کا قبیلہ ہیں (آیت ۲)
اُس کی بے چاری فاختہ ہیں (آیت ۱۹)
مظلوم و محتاج ہیں (آیت ۲۱)

وہ لفظ ''یاد کر'' کو مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں:

اپنی جماعت کو یاد کر (آیت ۲)
کوہِ صیون کو یاد کر (آیت ۲)

دشمنوں کی طعنہ زنی کو یاد رکھ (آیت ۱۸)
یاد کر کہ احمق کیسے خدا کے نام پر طعنہ زنی کرتا ہے (آیت ۲۲)

۷۴: ۱-۴ گویا کہ خدا کو علم نہیں تھا کہ کیا کچھ ہو چکا ہے، وہ اُسے یاد دلاتے ہیں کہ وہ آ کر دیکھے کہ کسدی سپاہیوں نے مقدس عمارت کو کیسے برباد کر دیا ہے۔ اِس کے بعد وہ شہادت سے بیان کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ اُن بدیشی حملہ آوروں نے عین مُقدّس مقام میں آ کر غارت گری شروع کر دی۔ اُنہوں نے اپنے جھنڈے کھڑے کر دیئے جس کا مطلب ہے کہ اُنہوں نے یہوواہ کی جائے پرستش میں بے دین رسموں اور بت پرستی کی علامتوں کو متعارف کرایا۔

۷۴: ۵-۸ جیسے لکڑہارے کے ہاتھوں گنجان درخت یکے بعد دیگرے گرتے جاتے ہیں، ویسے ہی بے دین حملہ آوروں نے کلہاڑیوں اور ہتھوڑوں سے ہیکل میں لکڑی کی نقش کاری کو کاٹ ڈالا ہے۔ ہیکل کو برباد کرنے کے بعد اُنہوں نے کھنڈرات کو آگ لگا دی اور یوں خدا کے مَقدِس کی بے حرمتی کی۔ اسرائیل اور اُس کی پرستش کی مکمل تباہی کے ارادے سے اُنہوں نے ملک کے تمام عبادت خانوں کو جلا دیا ہے۔

۷۴: ۹ قوم کی بہت زیادہ بربادی کا تین محرومیوں اور چار سوالوں میں خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔ محرومیاں یہ ہیں:

کوئی نشان نہیں -- ماضی میں بنی اسرائیل نے خدا کی طرف سے معجزانہ مداخلت کا تجربہ کیا، لیکن اب یہ نظر نہیں آئی۔

کوئی نبی نہیں -- اِس وقت نبیوں کی آواز خاموش ہے (حزقی ایل ۳: ۲۶)۔

آرام کی مہلت کے لئے کوئی اُمید نہیں -- کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ صورتِ حال کب تک رہے گی۔

۷۴: ۱۰-۱۱ چار سوال یہ ہیں:

خدا کب تک دشمنوں کو اجازت دے گا کہ وہ طعنہ زنی کرتے رہیں؟
کیا خدا اجازت دے گا کہ ہمیشہ تک اُس کے نام پر کفر بکا جائے؟

بربادی کو روکنے کے لئے اُس نے اپنا ہاتھ کیوں کھینچ رکھا ہے؟
اُس نے اپنا دہنا ہاتھ کیوں اپنے لباس میں چھپا رکھا ہے؟

۷۴:۱۲-۱۷ لیکن زبور نویس ماضی میں خدا کے اپنی قوم کے لئے زوردار کاموں کو یاد کرتے ہوئے اُمید اور تسلی پاتا ہے۔ اسرائیل کے دیرینہ بادشاہ کی حیثیت سے اُس نے مختلف مقامات پر اپنے لوگوں کو بڑے زور کے ساتھ مخلصی دلائی تھی۔ مثلاً مصر سے نکلنے کے بعد یہودیوں کے گزرنے کے لئے اُس نے اپنی طاقت سے بحرقلزم کو دو حصے کر کے خشک راستہ بنا دیا تھا۔ پھر جب مصر کے سمندری اژدہاؤں یعنی فرعون کے سپاہیوں نے اُن کا پیچھا کرنے کی کوشش کی، تو اُس نے سمندر کو اُس کی اصلی حالت میں لا کر دشمنوں کے لشکر کو غرق کر دیا۔ اُس نے لویاتان کے سر کے ٹکڑے کر دیئے۔ لویاتان مصر کی قوت کو ظاہر کرتا ہے۔ تب سپاہیوں کی لاشیں ساحل سمندر پر پڑی تھیں اور وہ جنگلی جانوروں اور گِدھوں کی خوراک بن گئیں۔ اُس نے بیابان میں چشمے اور سیلاب جاری کئے اور یردن کو خشک کر دیا تاکہ لوگ موعودہ ملک میں داخل ہو سکیں۔ دن اور رات اُس کے اختیار میں ہیں اور سورج، چاند اور ستارے اُس کی مرضی سے کام کرتے ہیں۔ خداوند نے ہی جغرافیائی حدود، جغرافیائی خصوصیات اور موسم مقرر کئے ہیں۔

۷۴:۱۸-۲۱ زبور نویس خدا کو یاد دلاتا ہے کہ اِس مصیبت میں اُس کی ذات بھی شامل ہے۔ دشمن نے اُس کے نام پر طعنہ زنی کی ہے، ایک بے وقوف قوم نے اُس کے نام کی تکفیر کی ہے۔

لیکن اُس کی قوم کی بربادی بہت ہی افسوس ناک ہے۔ وہ اُس سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اِنہیں ترک نہ کرے۔ وہ اپنی فاختہ کو جنگلی جانوروں یعنی بابلیوں کے حوالے نہ کرے اور اپنی مصیبت زدہ قوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھول نہ جائے۔ اب جبکہ اسرائیل کے ملک کے تاریک مقامات میں تشدد اور ظلم ہے، تو وہ اُس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ابرہام کے ساتھ باندھے ہوئے اپنے عہد کو یاد رکھے۔ وہ اپنے مظلوم لوگوں کو شرمندگی کی حالت میں نہ رہنے دے بلکہ اُن کے وقار کو بحال کرے اور اپنے لوگوں کو

موقع دے کہ وہ اپنی دعاؤں کے جواب کے لئے اُس کے نام کی شکرگزاری کریں۔

۷۴:۲۲، ۲۳ بالآخر خدا کے موقف کو خطرہ لاحق ہے۔ اُسے اپنے نام کی عزت کا دفاع کرنا چاہئے، کیونکہ احمق دن بھر اُس کا مذاق اڑاتے رہتے ہیں۔ اُسے اپنے دشمنوں کے مضحکہ کو نہیں بھولنا چاہئے جو مسلسل ہنگامہ آرائی کرتے رہتے ہیں۔

زبور ۷۵: سرفرازی کا منبع

زبور ۷۴ کی دعا کا زبور ۷۵ میں جواب دیا گیا ہے۔ خداوند اُٹھ کر اپنے موقف کی وکالت کرے گا (۷۴: ۲۲) اور ہر طرح کی بغاوت کو فرو کرے گا۔ بالآخر زبور نویس تاریخ کے اُن لمحات پر نگاہ ڈالتا ہے جب خداوند یسوع صداقت سے زمین پر بادشاہی کرنے کے لئے آئے گا۔

۷۵:۱ چونکہ نجات دہندہ کو اِس کے بارے میں پورا یقین ہے اِس لئے وہ خدا کی شکرگزاری کرنے میں اپنے لوگوں کی قیادت کرتا ہے۔ خدا کے تمام عجیب کام اِس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے برگزیدہ لوگوں کی مخلصی کے لئے نزدیک ہے اور وہ اپنے دشمنوں کو سزا دینے والا ہے۔ اُس کے تمام معجزات اِس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کی فکر کرتا ہے۔

۷۵:۲ وہی متکلم کہتا ہے، ”جب میرا معین وقت آئے گا تو مَیں راستی سے عدالت کروں گا۔“ خدا باپ نے یہ وقت خود مقرر کیا ہے (مرقس ۱۳: ۳۲)۔ جب مقررہ وقت آئے گا تو وہ (بادشاہ) یسعیاہ کی پیش گوئی کو پورا کرے گا: ”ایک بادشاہ صداقت سے سلطنت کرے گا“ (یسعیاہ ۳۲: ۱)۔

۷۵:۳ اِس فیصلہ کن موقعے پر جب انسانی حکومت کی بنیادیں ہل جائیں گی تو وہ ایک ایسی حکومت قائم کرے گا جسے کوئی نہ ہلا سکے گا۔ گو انسانی معاشرہ روحانی، سیاسی اور اخلاقی طور پر بالکل بگڑ جائے، لیکن اُس (بادشاہ) کی سلطنت کے ستون قائم اور محفوظ رہیں گے۔

۷۵: ۴، ۵ وہ مغروروں سے کہتا ہے ”اپنے تکبر کو ترک کر دو“ اور شریروں سے کہتا ہے، ”تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو؟ اِس قدر متکبر، پُراعتماد اور سرکش نہ بنو۔ اپنے آپ کو سربلند کرتے ہوئے اپنی ذات کو فریب نہ دو۔“

۷۵: ۶-۷ حقیقی سرفرازی اِس طریقے سے نہیں آتی۔ یہ نہ تو مشرق اور نہ مغرب سے اور نہ ہی جنوب میں بیابان سے آتی ہے۔ شمال کا ذکر نہیں کیا گیا، شاید اِس حقیقت کے پیشِ نظر کہ حملہ آور عموماً شمال سے آتے تھے اور اِس کا مطلب سرفرازی کی نسبت حملہ تھا۔ یا شاید اِس کا یہ مطلب ہو کہ کئی جگہوں پر شمال کو خدا کی سکونت گاہ سے منسوب کیا جاتا ہے (یسعیاہ ۱۴: ۱۳؛ زبور ۴۸: ۲)۔ بہرکیف یہ تصور بالکل واضح ہے کہ ”سرفرازی“ انسان یا زمینی وسائل سے نہیں آتی بلکہ صرف اور صرف خدا سے آتی ہے۔ وہ سب سے اعلیٰ حکمران ہے، وہی پست کرتا اور وہی سرفرازی بخشتا ہے۔

۷۵: ۸ پست کرنے والے کی حیثیت سے پیالہ اُس کے ہاتھ میں ہے۔ اِس پیالے میں سزا کی مے ہے۔ اِس میں جھاگ ہے، یہ سرخ ہے اور پورے طور پر ملی ہوئی ہے یعنی بہت زیادہ ہلچل مچانے والی اور موثر ہے۔ جب وہ اِسے اُنڈیلتا ہے تو زمین کے شریر باشندے اِسے تلچھٹ تک پینے کے لئے مجبور ہوں گے۔

۷۵: ۹، ۱۰ آخری دو آیات میں یسوع ابھی تک متکلم ہے۔ وہ یعقوب کے خدا کی ہمیشہ مدح سرائی کرے گا جس نے اپنے غیر مستحق لوگوں کو سرفراز کیا۔ وہ شریروں کے سینگ یعنی اُن کی عزت اور قوت کاٹ ڈالے گا، لیکن صادقوں کی قوت اور حشمت بڑھتی جائے گی۔

زبور ۷۶: انسان کا غضب تیری ستائش کا باعث ہو گا

۷۰۱ ق۔م میں سنخیرب کی قیادت میں اسوری فوجوں نے یروشلیم کو برباد کرنے کے لئے دھمکی دی۔ لیکن اُن کے شہر کے قریب پہنچنے سے قبل، رات کے وقت خداوند کا فرشتہ اُن کی لشکر گاہ میں آیا اور ۱۸۵،۰۰۰ سپاہیوں کو مار دیا۔

اگر ہم زبور ۷۶ کا اِس تواریخی پس منظر میں جائزہ لیں تو اِس کو نئے اور دلچسپ

انداز میں دیکھیں گے۔

۷۶:۱ خدا یہوداہ میں مشہور ہے کیونکہ اُس نے اُس فوج کو شکست دی جو شہر اور مَقدِس کے لئے خطرہ تھی۔ قوم کی تاریخ میں اِس ناقابلِ فراموش باب کی وجہ سے اُس کا نام اسرائیل میں بزرگ ہے۔

۷۶:۲-۴ اُس نے یروشلیم کو اپنا دارالحکومت اور سلامتی کا شہر بنا دیا اور کوہِ صیون کو اپنا مسکن مقرر کیا۔ یہاں پر اُس نے دشمن کے ہتھیاروں یعنی چمک دار تیروں، ڈھالوں، جنگی تلواروں اور تمام دیگر سامانِ جنگ کو توڑ ڈالا۔

پہاڑ پر بسا ہوا یہ شہر، شکار کے پہاڑوں کی نسبت زیادہ پُرشکوہ ہے یعنی اُن غیرقوم حکومتوں کی نسبت جنہوں نے اُسے لوٹا ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ یروشلیم کا خدا ہر اُس حکومت سے پُرشکوہ ہے جو یہوداہ کے خلاف ہاتھ اُٹھائے۔

۷۶:۵، ۶ یہ حقیقت اسوری فوجوں کے ساتھ سلوک سے ظاہر ہو گئی۔ مضبوط دل جنگجو سپاہیوں نے اچانک ہتھیار ڈال دیئے۔ ایک لمحہ میں وہ بے بس ہو گئے۔ یعقوب کے خدا کی ایک جھڑکی سے سواروں اور گھوڑوں پر موت کی نیند طاری ہو گئی۔

۷۶:۷-۹ وہ کیسا عظیم خدا ہے اور اُس سے کس قدر ڈرنا چاہئے! ایک بار جب اُس کا قہر بھڑک اُٹھے تو ہر طرح کی مخالفت بے معنی ہے۔ جونہی وہ آسمان سے فیصلہ سناتا ہے، زمین کانپتی اور چپ ہو جاتی ہے جیسے طوفان سے قبل سکوت ہوتا ہے۔ تب خدا زمین کی غلطیوں کو درست کرنے کے لئے اُٹھتا ہے اور مظلوموں کو رہائی بخشتا ہے۔

۷۶:۱۰ خدا نہایت خوبصورت انداز میں انسان کے غضب کو اپنی ستائش کا باعث بنا لیتا ہے۔ اور جو اُس کی ستائش نہیں کرتا وہ اُسے فاتح جرنیل کی تلوار کی طرح اپنی کمر کے ساتھ لٹکاتا ہے۔

۷۶:۱۱ الف خداوند کے اِس بے بیان جلال اور حشمت کے پیشِ نظر بنی یہوداہ کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ خداوند اپنے خدا کے حضور منتیں مانیں اور اُنہیں پورا کریں۔

۷۶:۱۱ب اِس کے بعد اسرائیل کے اردگرد غیرقوموں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ عظیم حکمرانوں کے حضور خراج کے طور پر ہدیئے لائیں، یعنی اُس قادرِ مطلق کے حضور جو زمین کے اُمرا کو ختم کرسکتا ہے اور بہت زیادہ زور آور حکمرانوں کو ہولناک واقعات سے دوچار کرسکتا ہے۔

زبور ۷۷: مشاہدۂ باطن کا علاج

پہلی دس آیات میں آسف اپنے بارے میں بہت سی باتیں کرتا ہے۔ مَیں، مجھے، میری کا پندرہ سے زیادہ بار ذکر آیا ہے جبکہ خدا کا نسبتاً کم ذکر ہے۔ لیکن آیت ۱۰ میں ایک نمایاں تبدیلی آتی ہے۔ آخری دس آیات میں مصنف بہت کم اپنا ذکر کرتا ہے، جبکہ خدا کا بہت دفعہ ذکر آتا ہے۔ مصنف کی توجہ اپنی ذات سے خدا کی طرف کھنچ جاتی ہے۔

کسی نے اِس کا خاکہ یوں بنایا ہے:

کراہنا	(آیات ۱-۶)
دلدل میں دھنس جانا	(آیات ۷-۱۰)
گیت گانا	(آیات ۱۱-۱۵)
بلندی کی طرف پرواز کرنا	(آیات ۱۶-۲۰)

۷۷:۱-۳ آسف خدا کے حضور سب سے پہلے اپنے غم کی کہانی پیش کرتا ہے۔ اُسے ایک نامعلوم سی پریشانی لاحق ہے۔ اپنی مصیبت میں وہ کسی شخص یا شے کے بارے میں نہیں بلکہ صرف اور صرف اپنی ذات کے بارے میں سوچ سکتا ہے۔ اپنی مسلسل دعا کے باوجود وہ شکایت کرتا ہے کہ اُسے اطمینان نہیں ملتا۔ وہ اِس بعیدازقیاس صورتِ حال میں پھنسا ہوا ہے کہ وہ خدا کے تصور سے شادمان ہونے کے بجائے کراہتا ہے۔ جوں جوں وہ زیادہ گیان دھیان کرتا ہے توں توں وہ اَور اُداس ہوتا جاتا ہے۔

۷۷:۴-۶ وہ اپنی بےخوابی کے لئے صرف خدا کو موردِ الزام ٹھہراتا ہے۔ اپنی روح کا دُکھ بیان کرنے کے لئے لفظ اُس کا ساتھ نہیں دیتے۔ گذشتہ ایام میں اُس کے حالات سازگار تھے۔ اُنہیں یاد کرکے وہ تسلی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ لیکن جوں جوں وہ اپنی ذات

کے وسیلے سے حالات پر حاوی ہونا چاہتا ہے، توں توں وہ خدا کی شفقت کے بارے میں شک کرتا ہے۔ شکوک نے اُسے دبا لیا ہے اور وہ اِن کا پانچ سوالات میں اظہار کرتا ہے۔

۷۷: ۷-۱۰ پہلے سوال میں وہ یہ خدشہ ظاہر کرتا ہے کہ خداوند نے اُسے ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا ہے۔ دوسرے سوال میں وہ پوچھتا ہے کہ آیا خدا نے اُس پر مہربانی کرنا چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ سوال میں وہ حیران ہے کہ گویا خدا کے وعدے باطل ہو گئے۔ پھر اُس کے دل میں ایک گستاخانہ تصور آتا ہے، گویا کہ خدا کرم کرنا بھول گیا ہے۔ اور آخری سوال میں وہ پوچھتا ہے کہ آیا خدا نے اپنے قہر سے اپنی رحمت روک لی ہے۔ پھر وہ خود ہی اپنے آپ کو جواب دیتا ہے کہ یہ اُس کی اپنی ہی کمزوری ہے یعنی کمزوری یہ ہے کہ خدا نے واقعی اُسے چھوڑ دیا ہے۔ حق تعالیٰ کا دہنا ہاتھ تبدیل ہو گیا ہے۔ خدا کے رویے کی وجہ سے وہ غم زدہ ہے۔

۷۷: ۱۱-۱۳ لیکن آیت ۱۱ میں ایک روحانی نقطۂ انقلاب ہے جیسے کہ رومیوں ۷ سے ۸ باب میں تبدیلی ہے۔ جب مشاہدۂ باطن یاس کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہے تو اِس کے بعد آسف اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے اور عزم کرتا ہے کہ وہ خدا کے گزشتہ عجائب کو یاد کرے گا جب اُس نے اپنے لوگوں کی سخت مصیبت میں مدد کی۔ اِس سے وہ فوراً تسلیم کرتا ہے کہ خدا پاک ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے کامل، راست اور اچھا ہے۔ وہ کوئی غلطی نہیں کرتا۔

۷۷: ۱۴، ۱۵ زبور نویس خصوصی طور پر خدا کی قدرت کے اُس عجیب اور معجزانہ اظہار کے بارے میں سوچتا ہے جب اُس نے بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے رہائی دلائی۔ اب وہ پستی سے بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے۔ شخصی اسمِ ضمیر اُس کی لغت سے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ اب اُس کی نگاہیں اپنے آپ پر نہیں بلکہ خدا پر مرکوز ہیں۔

۷۷: ۱۶-۱۸ نہایت اعلیٰ ادبی مہارت سے وہ تصویر کشی کرتا ہے کہ بحرِقلزم اوپر نگاہ اُٹھا کر اپنے خالق کو دیکھتا ہے اور ڈر کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ تمام کائنات میں شدید طوفان اُٹھا۔ موسلا دھار بارش ہوئی۔ بادل گرجے۔ بجلی آسمان میں کوندنے لگی جس سے زمین

منور ہو گئی۔ بگولے میں رعد کی آواز سے زمین گونج اُٹھی اور دیہاتی علاقے اِس خوف ناک منظر سے ہل گئے۔

۷۷: ۱۹، ۲۰ خدا نے خود سمندر میں راستہ بنایا تا کہ اُس کے لوگ خشک راستے پر سے گزر جائیں۔ تاہم کسی نے بھی اُس کے نقشِ پا نہیں دیکھے۔ جیسا کہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے، اُس کی حضوری اور قدرت کی بکثرت شہادتیں تھیں، گو وہ خود سایوں کے پیچھے چھپا تھا۔

زبور پُرسکون انداز سے اختتام پذیر ہوتا ہے۔ چرواہا خدا موسیٰ اور ہارون کے وسیلے سے بیابان میں اپنے لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ شروع میں آسف ایک نفسیاتی مریض نظر آتا ہے۔ لیکن آخر میں وہ پُرسکون اور مطمئن ہے۔ چنانچہ یہ زبور درج ذیل کہاوت کی مثال ہے:

اپنی ذات کو محور بنانے سے پریشانی پیدا ہوتی ہے۔
دوسروں کو محور بنانے سے حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔
لیکن مسیح کو محور بنانے سے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

زبور ۷۸: تاریخ کی ایک تمثیل

اِس زبور کا یہ مقصد ہے کہ ماضی سے ہمیں سکھائے تا کہ ہم دوبارہ سابقہ تجربہ سے نہ گزریں۔

تاریخ سے سیکھنے کے لئے زبور نویس کی دعوت (۷۸: ۱-۴)

زبور نویس اپنے لوگوں کی توجہ طلب کرتا ہے (اور ہم سب کی بھی) کیونکہ وہ ایک تمثیل کے ذریعے ہم کلام ہونے کو ہے۔ جو کچھ وہ بیان کرے گا، اُس کے اندر گہرے معانی موجود ہیں۔ جب وہ اپنی قوم کی تاریخ کے مختلف ابواب کو دہراتا ہے، تو اُن میں پوشیدہ اسباق ہیں جنہیں وہ ”قدیم معمے“ کا نام دیتا ہے۔ جیسے ہمارے والدین نے ماضی کی باتیں ہمارے سپرد کیں، ویسے ہی ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی خدا کے بڑے بڑے کام جو اس نے اپنے فضل سے اپنے لوگوں کے لئے کئے ہیں آئندہ نسل کے سپرد کریں۔

شریعت دینے میں خدا کا پُرفضل ارادہ (۷۸: ۵-۸)

آسف اپنی تمثیلی تعلیم کا شریعت کے دیئے جانے سے آغاز کرتا ہے۔ خدا نے اسرائیل کو شریعت دیتے ہوئے یہ تاکید کی کہ وہ آنے والی نسلوں کو بڑی وفاداری سے شریعت کی تعلیم دیں۔ اِس میں خدا کی خواہش کے چار پہلو تھے:

کہ اُس کے لوگ اُس پر آس رکھیں۔
کہ وہ اُس کے جلالی کاموں کو نہ بھولیں تاکہ وہ فرماں بردار رہیں۔
تاکہ وہ ماضی سے سیکھیں اور اپنے آباواجداد کی بغاوت و سرکشی کو نہ دہرائیں۔

لوگوں کی نافرمانی، بغاوت اور ناشکری (۷۸: ۹-۱۱)

لیکن کیا ہوا؟ افرائیم کے قبیلے کی قیادت میں اسرائیلیوں نے سرکشی کی۔ کمان سے مسلح ہونے کے باوجود وہ لڑائی کے دن پھر گئے۔ شاید اِس کا اشارہ قادس برنیع میں اُن کی بزدلی کی طرف ہو جب اُنہوں نے جاسوسوں کی مایوس کن رپورٹ کو سنا۔ یا اِس کا تعلق اِس امر سے ہو کہ وہ کنعانیوں کو پورے طور پر ملک سے نکالنے میں ناکام رہے۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ اِس میں اُن کے رویہ کا عمومی بیان کیا گیا ہو۔ اُنہوں نے بار بار اور ارادتاً خدا کی شریعت کو توڑا۔ اپنی عادت کے مطابق اُنہوں نے تمام عجائب کو بھلا دیا جو اُس نے اُن کی بھلائی کے لئے دکھائے تھے۔

قوم کا مصر سے اپنی مخلصی کو بھول جانا (۷۸: ۱۲-۱۴)

وہ مصر کو بھول گئے۔ وہ ضعن کے علاقے میں جبری مشقت سے مخلصی کے معجزہ کو بھول گئے۔ وہ بحیرۂ قلزم کو عبور کرنے کو کیسے بھول گئے، جب پانی دونوں طرف کھڑا رہا اور وہ خشک زمین پر سے گزر گئے؟ جلالی بادل کا معجزہ تھا جو دن کے وقت اُن کی راہنمائی کرتا تھا۔ اور آگ کا ستون رات کے وقت اُن کے آگے آگے چلتا تھا۔

خدا کی طرف سے پانی کی معجزانہ بہم رسانی کو بھول جانا (۷۸: ۱۵، ۱۶)

وہ بہت جلد بھول گئے کہ خدا نے بیابان میں چٹانوں کو چیر کر اُنہیں بکثرت پانی مہیا کیا۔ یہ بڑی فراوانی سے نکلا گویا کہ وہاں بہت بڑا چشمہ ہو۔ بیابان میں پانی کی

ندیاں بہنے لگیں۔ لیکن اُن کی یادداشت بہت محدود تھی۔

قوم کا روٹی اور گوشت کے لئے گستاخانہ تقاضا (۷۸: ۱۷-۲۲)

وہ خدا کی مہیا کردہ خوراک کے بارے میں خوش نہیں تھے اور اپنے نئے تقاضوں سے خدا کو غصہ دلایا۔ ناخوش اور بڑبڑاتے ہوئے اُنہوں نے قادر مطلق کے سامنے نئے مطالبات پیش کر دیئے۔ اُنہوں نے درپردہ خدا کو موردِ الزام ٹھہرایا کہ وہ اُنہیں بیابان میں بھوک سے مارنے کے لئے لے آیا ہے۔ اُنہوں نے اُس کی پروردگاری کی قدرت پر شک کیا۔ بڑبڑاتے ہوئے اُنہوں نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ خدا نے اُنہیں پانی مہیا کیا، لیکن اُنہوں نے اُس کی رضا مندی اور قدرت کے بارے میں سوال کیا کہ کیا وہ روٹی اور گوشت بھی مہیا کر سکتا ہے۔

اِن باتوں نے خدا کو غصہ دلایا کہ اُس کے لوگوں کا اُس پر بھروسا نہیں ہے۔ وہ بہت غضب ناک ہو گیا کہ اُنہوں نے اُس کی نجات بخش قدرت پر بھروسا نہیں کیا۔ لہٰذا اُس نے اسرائیل کے خلاف اپنے غصے کی آگ بھڑکا دی۔

خدا کے فضل سے مَن کی بہم رسانی (۷۸: ۲۳-۲۵)

وہ روٹی مانگتے تھے، لیکن بیابان میں کوئی اناج کی منڈی نہیں تھی اور نہ وہاں روٹی پکانے کے لئے آٹا ہی تھا۔ چنانچہ خدا نے آسمانی اناج کی کوٹھڑیوں کو کھولا اور اُن کے لئے مَن برسایا۔ لوگوں نے روٹی کی نسبت بہتر خوراک کھائی۔ یہ فرشتوں کی خوراک تھی، یہ آسمانی روٹی تھی۔

خدا کا کثرت سے بٹیریں مہیا کرنا (۷۸: ۲۶-۳۱)

وہ گوشت بھی کھانا چاہتے تھے۔ لیکن اِتنی بڑی بھیڑ کو کہاں سے اتنا گوشت دیا جا سکتا تھا؟ خدا نے اِس مسئلے کو بھی حل کر دیا اور پوربی ہوا میں کثرت سے بٹیریں اسرائیل کی لشکر گاہ میں آ گئیں۔ یہ بیابان میں رہنے والے پرندے نہیں تھے، اُنہیں کچھ فاصلے سے لایا گیا۔ لیکن اُنہیں کثرت سے اور مفت مہیا کئے گئے۔

جبکہ لوگ ابھی کھا کر خوب سیر ہو رہے تھے تو خدا کا قہر اُن کے خلاف بھڑکا۔ اُس

نے وبا بھیجی اور اسرائیل کے موٹے تازے مرد مارے گئے۔

قوم کے مسلسل گناہ اور خدا کی مسلسل شفقت و مہربانی (۷۸: ۳۲-۳۹)

خدا کی محبت کے تمام ثبوتوں کے باوجود بنی اسرائیل ابھی تک بے وفا تھے۔ خدا نے اُن کے لئے جو کچھ بھی کیا، اِس سے وہ خوش نہ ہوئے۔ اُس کے معجزات کے باوجود وہ بڑبڑاتے رہے۔ چنانچہ کبھی کبھی خدا نے قوم کو موت اور ہلاکت سے سزا دی۔ بچ جانے والوں کے لئے یہ طریق کار کچھ دیر کے لئے موثر رہتا، وہ خدا کی طرف رجوع کرتے، اپنی بدی سے توبہ کرتے اور سنجیدگی سے اُس کے متلاشی ہوتے۔ اُنہیں احساس ہوتا کہ وہ اُن کے لئے کیسی عظیم پناہ گاہ ہے اور اُس نے کس طرح اُنہیں مصر کی ہولناکیوں سے رہائی دلائی۔ لیکن بہت جلدی وہ پھر جھوٹ پر تکیہ کرنے لگتے۔ گو اُن کی باتوں میں زُہد ہوتا، لیکن عمل میں بگاڑ ہوتا تھا۔ وہ متلون مزاج اور نافرمان تھے۔

خدا نے بہت زیادہ صبر کیا۔ اپنی بے بیان محبت سے اُس نے اِن پرانے برگشتہ لوگوں کو معاف کر دیا اور اُنہیں وہ سزا نہ دی جس کے وہ مستحق تھے۔ اُسے یاد تھا کہ آج اور کل وہ محض بشر ہیں۔

قوم کی بغاوت، اشتعال انگیزی اور ناشکری (۷۸: ۴۰، ۴۱)

زبور نویس پھر سے ساری افسوس ناک تاریخ کو دہراتا ہے (آیات ۴۰-۵۸)۔

بیابان میں اُن کی مسلسل بغاوتوں نے خدا کو دلی طور پر رنجیدہ کیا۔ اُنہوں نے اُسے بار بار آزمایا اور اُس کی اہمیت کو کم کرنے سے اسرائیل کے قدوس کو ناراض کیا۔

قوم کا مصر سے رہائی کو بھول جانا (۷۸: ۴۲-۵۳)

۷۸:۴۲ اُنہوں نے یاد نہ رکھا کہ اُس نے کس طرح اُن کے لئے اپنے آپ کو زور آور ثابت کیا۔ اُس نے کس طرح اُنہیں دشمن سے چھڑایا۔ ملک مصر سے اُن کی مخلصی انسانی تاریخ میں اِلٰہی قوت کا عظیم ترین اظہار تھا۔ لیکن اُنہوں نے اِس کی کوئی قدر و قیمت نہ جانی۔

۷۸:۴۳ آیات ۴۳-۵۳ میں مصر کا پھر سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اِس بار درج ذیل

ترتیب میں چھ آفتوں پر زور دیا گیا ہے۔

پہلی آفت۔	دریاؤں کے پانی کا خون بن جانا	(آیت ۴۴)
چوتھی آفت۔	مچھر	(آیت ۴۵ الف)
دوسری آفت۔	مینڈک	(آیت ۴۵ ب)
آٹھویں آفت۔	ٹڈیاں	(آیت ۴۶)
ساتویں آفت۔	اولے	(آیت ۴۷-۴۸)
دسویں آفت۔	پہلوٹھوں کا مرنا	(آیات ۴۹-۵۱)

۷۸: ۴۴ خدا نے اُن کے دریاؤں کو خون بنا دیا، اِس لئے وہ اپنی ندیوں سے پی نہ سکے۔ دریائے نیل جسے وہ مُقدّس تصور کرتے تھے، اچانک آلودہ ہو گیا۔ لیکن اسرائیل کے لئے پانی کی بہم رسانی کے وسائل آلودہ نہ ہوئے۔

۷۸: ۴۵ اُس نے تمام مصریوں کے گھروں میں مچھروں کے غول بھیجے۔ وہ مچھروں کے دیوتا بعل زبوب کی پرستش کرتے تھے اور اب وہی دیوتا اُن کے خلاف ہو کر اُنہیں کاٹنے لگا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مچھروں نے جشن کی سرزمین پر حملہ نہ کیا جہاں بنی اسرائیل رہتے تھے۔

اُس نے مصر میں مینڈکوں کی آفت بھیجی۔ مینڈکوں کی زرخیزی کی علامت کے طور پر عزت کی جاتی تھی، لیکن مینڈکوں نے اِن معنوں میں لوگوں کو تباہ کیا کہ اُن کی معمول کی زندگی ساکت و جامد ہو کر رہ گئی۔ لیکن اِس آفت نے صرف مصریوں کو متاثر کیا، خدا کے ہاتھ نے عبرانیوں کو محفوظ رکھا۔

۷۸: ۴۶ خدا نے ٹڈیوں کو بھیجا اور اُنہوں نے مصر کی زمین کو ڈھانپ دیا۔ سراپس دیوتا (Serapis) کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ وہ لوگوں کو اِن تباہ کن کیڑوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ لیکن سراپس بے بس تھا۔ ٹڈیوں نے فصلوں کو چٹ کر کے اُنہیں تباہ کر دیا۔ لیکن اِن ٹڈیوں نے اسرائیلیوں کو متاثر نہ کیا۔

۷۸: ۴۷، ۴۸ ساتویں آفت میں اَولے، پالا (کہر) اور کوندتی ہوئی بجلی تھی۔ یہ انسان،

حیوان، گلّوں، تاکستانوں اور درختوں کے لئے تباہ کن تھے۔ لیکن یہ یک طرفہ سزا تھی۔ "مگر جشن کے علاقہ میں جہاں بنی اسرائیل رہتے تھے اَولے نہیں گرے" (خروج ۹: ۲۶)۔

۷۸: ۴۹ تب خدا نے سب سے بڑی آفت یہ بھیجی کہ مصریوں کے پہلوٹھے مارے گئے۔ زبور نویس اِس کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ خدا کے عذاب، غیض وغضب اور بلا کا نزول تھا۔ یہ سزا فرشتوں کے ذریعے دی گئی۔ کتابِ مقدس کے بعض ایک حوالہ جات میں بتایا گیا ہے کہ خدا پہلوٹھوں کو مارنے کے لئے خود مصر کے ملک میں سے گزرا (خروج ۱۱: ۴، ۱۲: ۱۲، ۲۳، ۲۹) لیکن خروج ۱۲: ۲۳ میں "ہلاک کرنے والے" کا ذکر ہے جسے خداوند نے اپنے آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا۔ زبور نویس کا خیال ہے کہ یہ فرشتوں کی ایک فوج تھی۔

۷۸: ۵۰-۵۳ اُس نے اپنے قہر کے لئے راستہ بنایا تاکہ اُس کی راہ میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو۔ ہر ایک مصری گھر میں پہلوٹھا بیٹا کسی نامعلوم وبا سے مارا گیا۔ اُس رات مصر کی مردانگی کا پھول مرجھا گیا۔ لیکن فسح کے برّے کے خون کے وسیلے سے بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے اور کوئی عبرانی بھی نہ مارا گیا۔

تمام آفتیں صرف مصریوں پر نازل ہوئیں اور بنی اسرائیل محفوظ رہے۔ اِس امتیازی سلوک کی کوئی فطری توجیہ پیش نہیں کی جا سکتی۔ خدا نے بنی اسرائیل کے لئے جس عجیب وغریب طریقے سے کام کئے، وہ اُس کی شکرگزاری کیسے بھول سکتے تھے؟

وہ اُنہیں مصر سے بھیڑوں کے گلہ کی مانند لے چلا اور بیابان میں اُن کی راہنمائی کی جہاں کوئی شاہراہیں نہیں تھیں۔ اُس نے بڑی محافظت سے اُن کی راہنمائی کی جبکہ سمندر نے اُن کے دشمنوں کو چھپا لیا۔ یہ خدا کی محبت اور اُس کی قدرت کا عجیب وغریب ظہور تھا۔

موعودہ ملک میں لانے کے لئے خدا کی شفقت کو بھول جانا (۷۸: ۵۴-۵۵)

وہ اُنہیں مقدس سرزمین کی سرحد تک لے آیا، اُن پہاڑوں تک جنہیں اُس نے اُن کے لئے اپنے دہنے ہاتھ سے حاصل کیا تھا۔ اُس وقت بت پرست بے دین لوگ وہاں سکونت پذیر تھے، چنانچہ اُس نے اُن غیر قوموں کو نکال دیا اور زمین اسرائیل کے

قبیلوں میں تقسیم کر دی۔ کسی چرواہے نے اپنے گلہ کی اِس طرح شفقت سے نگہبانی نہ کی ہو گی جس طرح یہوواہ نے اپنی بھیڑوں کی گلہ بانی کی۔

ملک میں قوم کی دھوکا بازی اور بت پرستی (۷۸: ۵۶-۵۸)

کیا اُنہوں نے اُس کی شکرگزاری کی؟ بالکل نہیں! قضاۃ کے زمانے میں اُنہوں نے اُسے آزمانے میں حد کر دی، اُنہوں نے اُس کے خلاف بغاوت کی، اُنہوں نے اُس کے احکام کو نہ مانا۔ اپنے باپ دادا کی طرح بیٹے بھی بے وفا اور ناقابل بھروسا ثابت ہوئے، جیسے تیر انداز اُس کمان پر بھروسا نہیں کر سکتا جو خراب ہو۔ اُنہوں نے پہاڑوں پر بت پرستی کے مقامات سے خداوند کو غصہ دلایا اور اپنی کھودی ہوئی مورتوں سے اُسے بہت زیادہ غیرت دلائی۔

خدا کا غضب اور اُس کا اسرائیل کو رد کر دینا (۷۸: ۵۹-۶۷)

۷۸: ۵۹-۶۰ زبور نویس خدا کی یہ تصویر پیش کرتا ہے کہ اُس نے اُن کی ناشکرگزاری کو سنا اور اُس کا قہر اُن پر بھڑکا۔ درحقیقت یہ یہوواہ کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی، یہ اُن کی بغاوت کے طویل سلسلہ کی آخری کڑی تھی۔ لیکن اِس بار اُس نے اُن پر سزا نازل کر دی، یعنی شمالی قبائل پر جو اُس کے قہر کو بھڑکانے اور بغاوت میں پیش پیش تھے۔ اُس نے سیلا کے مسکن کو ترک کر دیا یعنی اُس مقام کو جہاں اِس سے قبل اُس نے اپنے لوگوں کے درمیان اپنا مسکن بنایا تھا۔

۷۸: ۶۱-۶۴ اِس وقت خدا نے اجازت دی کہ اُس کی اپنی قوت یعنی عہد کا صندوق فلستی اسیری میں چلا جائے۔ اُس کے جلال کی یہ علامت دشمن کے ہاتھوں میں چلی گئی (۱-سموئیل ۴: ۱۱)۔ بنی اسرائیل کے بہت سے لوگ مارے گئے، تیس ہزار پیادہ سپاہی قتل کر دیئے گئے (۱-سموئیل ۴: ۱۰)۔ جنگ میں اِتنے جوانوں کے مارے جانے سے جوان لڑکیوں کے سہاگ کے گیت نہ گائے گئے۔ عیلی کے شریر لڑکے حفنی اور فنیحاس تلوار سے قتل کئے گئے (۱-سموئیل ۴: ۱۱ ب)۔ اُن کی بیواؤں نے اُن کی موت پر ماتم نہ کیا، شاید اِس وجہ سے کہ فلستیوں کے ہاتھوں میں عہد کے صندوق کا جانا اُن کے لئے زیادہ بڑا غم تھا۔

اُنہیں احساس تھا کہ حشمت اسرائیل سے جاتی رہی ہے (ا۔سموئیل ۴: ۱۹-۲۲)۔

۷۸: ۶۵-۶۶ وقتی طور پر محسوس ہوتا تھا گویا یہوواہ اپنے لوگوں کی مصیبت سے لاتعلق ہے۔ تب وہ بڑے قہر کے ساتھ بیدار ہوا اور اُس زبردست آدمی کی مانند للکارنے لگا جو مے کے نشہ میں ہو۔ فلستیوں کے لئے یہ کتنی بڑی شکست تھی! جب وہ بھاگنے کے لئے مُڑے تو اُس نے اُنہیں پیچھے سے مارا۔ یہ اُن کے لئے شرمناک شکست تھی (ا۔سموئیل ۷: ۱۰، ۱۱؛ ۱۳: ۳، ۴؛ ۱۴: ۲۳)۔

۷۸: ۶۷ تاہم خدا یوسف کے خیمہ کو رد کرنے کے فیصلہ پر قائم رہا۔ اُس نے افرائیم کے قبیلے کو نہ چنا۔ یہاں یوسف اور افرائیم دونوں دس قبائل کی علامت ہیں۔ جب روبن کے پہلوٹھے ہونے کا حق ختم ہو گیا تو جہاں تک علاقہ کا تعلق تھا، یوسف کو اپنے بیٹوں یعنی افرائیم اور منسی کے ذریعے دُگنا حصہ ملا۔

خدا کا یہوداہ، کوہِ صیون اور داؤد کو منتخب کرنا (۷۸: ۶۸-۷۲)

۷۸: ۶۸-۶۹ لیکن بغاوت میں افرائیم پیش پیش تھا، اِس لئے خدا نے اصول و قانون کے باوجود اُسے نظر انداز کر دیا اور یہ عزت یہوداہ کو دی۔ اپنے مَقدِس کی تعمیر کے لئے اُس نے یہوداہ کے علاقے کو چنا۔ یہ مَقدِس آسمانوں کی طرح بلند اور زمین کی طرح مستحکم تھا۔

۷۸: ۷۰، ۷۱ یہوداہ کے قبیلے سے اُس نے اپنے بندہ داؤد کو چنا۔ اِس چوپان بادشاہ نے اپنے بھیڑ سالوں میں خدمت کی روح اپنائی۔ اُس نے بچے والی بھیڑوں کی نگہداشت کی اور فطری ماحول سے روحانی حقائق سیکھے۔ تب یہوواہ نے اُسے چنا کہ وہ اُس کی قوم یعقوب اور اُس کی میراث اسرائیل کی گلہ بانی کرے۔ اور داؤد نے یہ خدمت سرانجام دی۔

۷۸: ۷۲ پس اُس نے خلوصِ دل سے اُن کی پاسبانی کی اور اپنے ماہر ہاتھوں سے اُن کی راہنمائی کرتا رہا۔ اور یوں یہ زبور پُرسکون پاسبانی سُر پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ لیکن اِسے چھوڑنے سے قبل ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اسرائیل کی تاریخ ہمارا اپنا آئینہ ہے۔ ہم

اُن کی نسبت زیادہ سزا کے لائق ہیں، کیونکہ ہمارے حقوق اُن سے زیادہ ہیں۔ کلوری کی محبت کے نور میں رہتے ہوئے ہم کیوں بڑبڑائیں، بغاوت کریں، خداوند کی قدرت کو محدود تصور کریں، یا اُس کی شکرگزاری نہ کریں؟ بے شک ہم سزا کے لائق ہیں۔ ہم نے اسرائیل کے قدوس کو کئی بار غصہ دلایا ہے۔ کئی بار ہم نے گرنے سے اُسے رنجیدہ کیا ہے۔ اُس کی بے شمار برکتوں کے باوجود ہم بڑبڑائے ہیں۔

خدا کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو سکتا ہے۔ ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب وہ اجازت دیتا ہے کہ ہم اپنی برگشتگی کے لئے تلخی کا مزہ چکھیں۔ اگر ہم اُس کے فضل کی حقارت کریں، تو وہ ہمیں سزا دے گا۔ اگر ہم وفاداری اور خلوصِ دلی سے اُس کی خدمت کرنے سے انکار کر دیں تو وہ اِس کے لئے دوسروں کو چن لے گا۔ ہم اُس کی برکتوں سے محروم ہو جائیں گے اور ہمیں خدمت کرنے کے لئے اُس سے بہتر آقا نہیں ملے گا۔

زبور ۷۹ : قیدیوں کی آہیں

زبور ۷۹، زبور ۷۴ سے تعلق رکھتا ہے۔ زبور ۷۴ میں بنیادی طور پر خدا کی میراث یعنی ہیکل کی تباہی کا ذکر ہے۔ اِس کے مقابلے میں زبور ۷۹ میں ہیکل کی بربادی کا مختصراً ذکر ہے، لیکن اِس میں خدا کی قوم یعنی اسرائیل کی تباہی پر زور دیا گیا ہے۔ زبور نویس بڑے خوبصورت انداز میں یہودیوں کی حمایت کرتا اور اُن کی بحالی اور بیداری کے لئے التجا کرتا ہے۔

۷۹: ۱ بت پرست حملہ آور اسرائیل کے ملک پر حملہ کر کے دارالحکومت میں گھس آئے ہیں۔ مقدس ہیکل اُن کے گندے پاؤں سے ناپاک ہو گئی ہے اور پیارا شہر کھنڈر بن چکا ہے۔

۷۹: ۲-۴ قتلِ عام بہت ہولناک ہے۔ سڑی ہوئی لاشوں سے ہر طرف تعفن ہے۔ یہودیوں کی لاشیں ہر طرف بکھری پڑی ہیں اور اُن کی یہاں تک توہین ہوئی ہے کہ اُنہیں دفنایا بھی نہیں گیا۔ گدھ اُن پر جھپٹتے ہیں اور زمین کے درندے اپنے شکار کو نوچتے ہیں۔ یروشلیم میں ہر طرف خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور حملہ آوروں نے مقتولوں کو دفن کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ اسرائیل کے غیر قوم پڑوسی اِس قومی سانحہ کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔

۷۹: ۵-۷ صاف ظاہر ہے کہ یہ خداوند کے شدید قہر اور غیرت کے غصے کا نشان ہے، لیکن کب تک غیرت کی یہ آگ اسرائیل کے خلاف بھڑکتی رہے گی؟ کیا اب یہ وقت نہیں کہ خدا غیر قوموں کے خلاف ہو جائے؟ کیونکہ یہ قومیں یہوواہ کو جاننا نہیں چاہتیں اور بڑی ڈھٹائی سے اُس کا نام نہیں لیتیں۔ اب تو اُن کا گناہ اَور بھی بڑھ گیا ہے کیونکہ اُنہوں نے خدا کی قوم اور اُس کی ہیکل کو برباد کیا ہے۔

۷۹: ۸-۱۰ یہاں تک تو ہر ایک بات تعارفی طور پر ہے۔ اب زبور نویس معاملے کی تہہ تک پہنچتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ اِس بربادی کا باعث قوم کا گناہ ہے۔ ہمارے باپ دادا کے گناہوں کو ہمارے خلاف یاد نہ کر۔ اِس اقرار کے بعد وہ قادرِ مطلق کے رحم کو تحریک دینے کے لئے زور دار دلائل استعمال کرتا ہے۔ سب سے پہلے وہ خدا کے رحم کے لئے اپیل کرتا ہے، قوم کو اِس وقت سے پہلے اِس کی کبھی اتنی زیادہ ضرورت نہیں تھی۔ اِس کے بعد وہ خدا کے نام کے جلال کو اپنی درخواست کی بنیاد بناتا ہے۔ خداوند نے شکستہ دلوں اور تائب لوگوں کے لئے معافی کا وعدہ کیا ہے، اب اُس کے نام کی عزت خطرہ میں ہے اور بالآخر یہ بھی ضروری ہے کہ دشمن کی پھبتیوں کے لئے اُن کا منہ بند کیا جائے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسرائیل کے خدا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ بہت شاندار موقع ہے کہ وہ اپنے بندوں کے بہائے ہوئے خون کا بدلہ لینے سے اپنے وجود کو ثابت کرے۔

۷۹: ۱۱، ۱۲ زبور نویس خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ قیدیوں کی دلدوز آہوں کو سنے۔ وہ اُنہیں جو مرنے کے لئے ترک کر دیئے گئے ہیں اپنی عظیم قدرت کے مطابق مخلصی دلائے اور وہ التجا کرتا ہے کہ چونکہ دشمنوں نے خداوند کے نام پر طعنہ زنی کی ہے اِس لئے اُنہیں اِس کا سات گنا بدلہ ملے۔

۷۹: ۱۳ اِس کا یہ مطلب ہوگا کہ اسرائیل کو سلامتی اور خدا کا جلال حاصل ہوگا۔ اُس کا پیارا گلہ ہمیشہ اُس کی شکرگزاری کرتا رہے گا۔ پشت در پشت اُس کی ستائش کی جائے گی۔

زبور ۸۰ : جو مرد خدا کے دہنے ہاتھ ہے

غم اور آہیں اکثر مزامیر کا حصہ ہیں اور وہ یہاں بھی جاری ہیں۔ پہلے گلے اور بعد میں تاک کی تمثیل میں اسرائیل کی معافی اور بحالی کے لئے التجا کی گئی ہے۔

۸۰: ۱-۳ اسرائیل کے چوپان سے اپیل کی گئی ہے۔ یہ خدا کا وہ نام ہے جو یعقوب کی طرف سے یوسف کو برکت دیتے ہوئے ظاہر ہوا۔ ”وہیں سے وہ چوپان اُٹھا ہے جو اسرائیل کی چٹان ہے“ (پیدائش ۴۹: ۲۴)۔ اُسی نے مصر سے کنعان تک یوسف کی گلہ کی طرح راہنمائی کی۔ وہی کروبیوں کے درمیان جلالی بادل میں تخت نشین تھا جو پاک ترین مقام میں سرپوش پر سایہ کئے ہوئے تھے۔ لیکن اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ اُس نے اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے اور مسکن کو برباد کر دیا گیا ہے۔ اِس لئے اُس سے دعا کی گئی ہے کہ وہ رحم اور حمایت کے لئے افرائیم، بنیمین اور منسی کے سامنے اپنی قوت کو بیدار کرے۔ جب قہاتی عہد کے صندوق کو اُٹھاتے تو یہ تینوں قبیلے محافظ دستہ کے طور پر جلوس میں شامل ہوتے تھے۔ یہاں وہ سارے اسرائیل کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اُن کی شدید خواہش ہے کہ خدا اپنی قوت کو بیدار کرے اور اُن کی مخلصی کے لئے حرکت میں آئے۔ وہ التجا کرتے ہیں کہ وہ اُنہیں اسیری سے بحال کرے۔ اگر وہ رحم سے اپنے چہرے کو چمکائے تو اُن کی مخلصی یقینی ہے۔

۸۰: ۴-۷ لشکروں کے خداوند خدا اور اسرائیل کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ پیدا ہو چکا ہے۔ وہ نہ صرف اُن کے گناہوں بلکہ اُن کی دعاؤں سے بھی خفا ہے۔ کھانے کے لئے اُس نے اُنہیں رونے کی خوراک دی اور پینے کے لئے کثرت سے آنسو دیئے۔ وہ اپنے غیرقوم پڑوسیوں کے لئے جھگڑے کا باعث بنے اور اپنے دشمنوں کے سامنے تضحیک کا نشانہ بنے۔ اِس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ لشکروں کا خدا اُن پر فضل اور مخلصی کی نگاہ کرے۔

۸۰: ۸-۱۱ خدا اسرائیل کو مصر سے ایک نرم تاک کی مانند لایا۔ اِس تاک کو موعودہ ملک میں لگانے کے لئے اُس نے کنعانیوں کو نکالا۔ جیسے تاکستان کا مالک زمین کو صاف کرکے

اُس میں کاشت کرتا ہے، اِسی طرح خدا نے اپنے لوگوں کی خاطر بہت زیادہ محنت کی۔ تاک کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کی یہ کوشش کامیاب رہی۔ تاک نے گہری جڑ پکڑی۔ آبادی بڑھی اور آبادی سے ملک بھر گیا۔ تاک خوب پھلی پھولی۔ یہ حشمت میں پہاڑیوں سے بلند اور دیودار سے مضبوط تھی۔ اِس کی شاخیں ایک طرف بحیرۂ روم تک اور دوسری طرف دریائے فرات تک پہنچ گئیں۔ سلیمان کے دَورِ سلطنت میں اسرائیل مشرق میں فرات تک بڑھ گیا (۱۔سلاطین ۴:۲۱، ۲۴)، لیکن یہ وسعت بہت عارضی تھی۔

۸۰:۱۲، ۱۳ لیکن پھر خدا نے حفاظتی باڑ کو توڑ دیا اور غارت گر قوموں کو اجازت دی کہ وہ اِس تاک کا پھل توڑیں۔ جنگلی سؤروں اور دیگر درندوں نے آ کر اِسے برباد کر دیا۔ یعنی پہلے مصر، اسور اور بابل آئے اور مابعد سالوں میں فارس، یونان اور روم نے اِسے تاخت و تاراج کیا۔ جنگلی سؤر کی تشبیہ استعمال کرتے ہوئے زبور نویس نے اپنے علم سے ماورا ہو کر لکھا، کیونکہ صدیوں بعد جب رومی فوج نے اسرائیل کو برباد کیا تو بڑے فخر سے جنگلی سؤر کو فوجی نشان کے طور پر استعمال کیا۔

۸۰:۱۴، ۱۵ ایک بار پھر قوم لشکروں کے خدا سے التجا کرتی ہے کہ وہ اُس کی طرف متوجہ ہو کر اُسے برکت دے۔ اُن کی خواہش ہے کہ وہ آسمانی قلعہ سے اُن کی طرف نگاہ کرے اور اُس تاک پر ترس کھائے جس کے بارے میں وہ یوں بیان کرتے ہیں ”اُس پودا کی جسے تیرے دہنے ہاتھ نے لگایا ہے اور اُس شاخ کی (نگہبانی فرما) جسے تُو نے اپنے لئے مضبوط کیا ہے۔“ دلچسپ بات یہ ہے کہ تارگم میں اِس جگہ پر یوں لکھا ہے ”اور اپنے مسیح بادشاہ پر ترس کھا جسے تُو نے اپنے لئے قیام بخشا ہے۔“ آیت ۱۵ میں یہ زیادہ واضح ہے کہ تاکستان اور شاخ سے مراد اسرائیل ہے۔ دو آیات کے بعد مسیح کو واضح طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔

۸۰:۱۶ حملہ آور فوجوں نے اِس تاک کو کاٹ کر جلا ڈالا ہے۔ وہ اِس سزا کے مستحق ہیں کہ وہ خداوند کی جھڑکی سے برباد ہو جائیں۔

۸۰:۱۷، ۱۸ ”تیرا ہاتھ تیری دہنی طرف کے انسان پر ہو، اُس ابن آدم پر جسے تُو نے اپنے لئے مضبوط کیا ہے۔“ خدا کی دہنی طرف کا انسان خداوند یسوع مسیح ہے (زبور ۱۱۰:۱؛

عبرانیوں ۱: ۳؛ ۸: ۱؛ ۱۰: ۱۲)۔ ابن آدم وہ لقب ہے جسے مسیح نے اناجیل میں اکثر اپنے لئے استعمال کیا۔ اسرائیل کو پورے طور پر اُس وقت برکت ملے گی جب خداوند یسوع کو اُس کا صحیح مقام دیا جائے گا۔ اِس کے بعد بنی اسرائیل پھر کبھی برگشتہ نہیں ہوں گے۔ جب خداوند اُنہیں بحال کرے گا، تو وہ خداوند کا نام لیں گے۔

۸۰: ۱۹ چرواہے سے التجا کی گئی ہے کہ وہ اپنی بھٹکی ہوئی بھیڑوں کو بحال کرے۔ لشکروں کے خدا کی ایک مسکراہٹ سے اسرائیل بچ جائیں گے۔

زبور ۸۱ : نرسنگوں کی عید

اُنگر اِس یہودی تعطیل کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:

> (نرسنگوں کی عید) عید کے طور پر منائی جاتی تھی یعنی ہر طرح کے کام سے آرام کیا جاتا تھا اور مقدس مجمع یادگار کے طور پر نرسنگے پھونکتا تھا۔ مابعد ایام میں جب نذر کی قربانی گزرانی جاتی تھی تو لاوی زبور ۸۱ گاتے تھے جبکہ شام کی قربانی کے وقت زبور ۲۹ گایا جاتا تھا۔ یروشلیم میں صبح سے شام تک نرسنگے بجائے جاتے تھے ... ربیوں کا یہ اعتقاد تھا کہ اُس دن خدا سب لوگوں کی عدالت کرتا ہے اور وہ اُس کے سامنے سے گلّے کی طرح گزرتے ہیں جیسے چرواہے کے سامنے سے بھیڑیں گزرتی ہیں۔

۸۱: ۱-۵ الف افتتاحیہ آیات میں بنی اسرائیل کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ خدا کی حمد کریں جو اُن کی قوت کا سرچشمہ ہے اور یعقوب کے خدا کے سامنے خوشی کا نعرہ ماریں، جو ہر طرح کی بخشش کا خدا ہے۔ لاویوں کو دعوت دی گئی ہے کہ موسیقی کے سازوں کے ساتھ خوشی کے نغمے میں شامل ہوں۔ اور کاہن ساتویں نئے چاند کے طلوع ہونے کا نرسنگے کے ذریعے اعلان کریں کیونکہ خدا نے قوم اسرائیل کے لئے اِسے تعطیل مقرر کیا ہے (احبار ۲۳: ۲۳-۲۵؛ گنتی ۲۹: ۱)۔ اُس نے اِسے یوسف میں شہادت ٹھہرایا (یہاں یوسف سے مراد ساری قوم ہے)، جب وہ ملکِ مصر کے خلاف نکلا۔ یہاں اِس کا یہ مطلب ہے کہ مصر کے ساتھ مقابلے اور اپنی قوم کو اِس ملک سے نکالنے کے بعد خدا نے

اِس عید کو مقرر کیا۔

۸۱:۵ب آیت ۵ کے آخر میں ہم پڑھتے ہیں "مَیں نے اُس کا کلام سنا جس کو مَیں جانتا نہ تھا۔" اگر متکلم زبور نویس یا اسرائیل ہو تو اِس غیر ملکی زبان سے کیا مراد ہے؟

الف۔ اِس سے مراد مصریوں کی غیر ملکی زبان ہے (زبور ۱:۱۱۴)۔

ب۔ مصر سے مخلصی کے دوران خدا اسرائیل سے ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ اُن کی روحوں کے لئے خدا کا ایک نیا مکاشفہ ہے۔

ج۔ خدا کی باتیں جو زبور کی آئندہ آیات میں موجود ہیں۔

اگر خدا متکلم ہے تو یہاں تصور شاید یہ ہو: "مَیں نے اُس (یعنی مصری قوم) کا کلام سنا جس کو مَیں نہیں جانتا (تسلیم کرتا) تھا۔" ولیمز اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، "اُس نے مصریوں کو اپنی بھیڑوں کے طور پر قبول نہ کیا۔"

۸۱:۶، ۷ خدا نے اپنے لوگوں کے کندھوں پر سے مصریوں کی مشقت کے بوجھ کو اُتار دیا تھا۔ اُن کے ہاتھ مٹی اور اینٹوں سے بھری ٹوکریاں اُٹھانے سے چھوٹ گئے۔ اُس نے اُنہیں رعد کے پردہ میں سے جواب دیا۔ یہ اُس بادل کی طرف اشارہ ہے جو اُن کی راہنمائی کرتا اور اُنہیں تحفظ فراہم کرتا تھا یا اِس سے مراد کوہِ سینا پر شریعت کا دیا جانا ہے۔ اُس نے اُنہیں مریبہ کے چشمہ پر آزمایا جہاں موسیٰ نے چٹان کو مارا اور خدا کو ناراض کیا۔

۸۱:۸-۱۰ اُس نے اُنہیں آگاہ کیا تھا کہ برکت حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اُس واحد اور سچے خدا سے وفادار رہیں۔ اُس نے واضح طور پر بت پرستی سے منع کیا۔ اُنہیں یاد دلانے کے بعد کہ وہ کیسے اُن کو ملکِ مصر سے نکال لایا، اُس نے اُن کے ساتھ نہایت خوبصورت وعدہ کیا کہ اگر وہ اپنا منہ خوب کھولیں تو وہ اُسے بھر دے گا۔ بعض سُست مبشر پیغام کی تیاری کی کمی کو درست ثابت کرنے کے لئے اِسے غلط طور پر استعمال کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اُنہیں صرف اپنا منہ کھولنے کی ضرورت ہے تو خداوند اُنہیں پیغام دے گا۔ لیکن یہاں قطعاً یہ مطلب نہیں ہے۔ یہاں یہ تصور ہے کہ اگر وہ خدا کے حضور بہت بڑی درخواستیں لے کر آئیں تو وہ اُنہیں قبول کرے گا۔ وہ اپنی فرماں بردار

قوم سے کسی بھلائی کو نہیں روک رکھے گا۔ گابلین اِس کا یوں بہتر طور پر بیان کرتا ہے:

> اِس آیت کا کون پورے طور پر مطلب سمجھ سکتا ہے! وہ قادرِ مطلق خداوند ہے، خداوند کے لئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تُو جس قدر منہ کھولے مَیں اُسے بھر دوں گا۔ نئے عہدنامہ میں وہ کہتا ہے کہ میرے نام سے جو کچھ مانگو گے، مَیں تمہیں دوں گا۔ اُس کا صرف یہ تقاضا ہے کہ اُس کی فرماں برداری کریں اور اپنے قلب و ذہن کو اُس کے تابع کر دیں۔

۸۱: ۱۱-۱۶ لیکن خدا تعالیٰ کے لوگوں نے اُس کی آواز نہ سنی اور اسرائیل نے اُس کی فرماں برداری نہ کی۔ چنانچہ اُس نے اُنہیں اُن کی اپنی روشوں پر چلنے دیا اور اُنہیں اپنی مشورت پر چلنے کی مصیبت کے حوالے کر دیا۔ لیکن اُنہیں ترک کرنے سے بھی خداوند کو دلی دُکھ ہوا۔ وہ اُن کی مسلسل حماقت اور سرکشی پر غم کھاتا ہے۔ اگر وہ صرف اُس کی بات سنتے، تو وہ بہت جلد اُن کے دشمنوں کو مغلوب کر دیتا۔ اُن کے دشمن کانپتے ہوئے اُس کے پاس آتے اور اسرائیل کی خوش حالی میں کوئی خلل نہ ہوتا۔ وہ اُن کو اچھے سے اچھا گیہوں کھلاتا -- یعنی وہ بہترین روحانی اور جسمانی نشو و نما پاتے اور اُنہیں وہ مزیدار شہد کھلاتا جو فلستین کی چٹانوں میں لگے ہوئے چھتوں سے حاصل ہوتا ہے۔

زبور ۸۲: دُنیا کے حکمرانوں کا مقدمہ

۸۲: ۱ عدالت لگ چکی ہے۔ منصف اپنی مسندِ عدالت پر بیٹھ چکا ہے۔ یہ منصف خدا خود ہے۔ اُس نے آسمانی عدالت کا یہ خصوصی سیشن بلایا ہے تاکہ وہ زمین کے حکمرانوں اور منصفوں کو ملامت کرے۔ اُنہیں اِلٰہ کہا گیا ہے کیونکہ وہ خدا کے نمائندے ہیں، اُس نے اُنہیں اپنے خادم مقرر کیا ہے تاکہ سماج میں انتظامی امور کو نپٹائیں۔ درحقیقت وہ ہماری طرح کے انسان ہیں، لیکن اپنی حیثیت کے لحاظ سے وہ خداوند کی طرف سے مسح کئے ہوئے ہیں۔ اگر وہ خدا کو شخصی طور پر نہیں بھی جانتے، تاہم عہدہ کے لحاظ سے وہ خدا کے نمائندے ہیں، اِس لئے اِنہیں یہاں اِلٰہ کے نام سے اعزاز دیا گیا ہے۔ اِس نام کا بنیادی مطلب ہے ''زور آور''۔

۸۲: ۲ سب سے پہلے خدا اُن کو اپنے عہدہ کو غلط طور پر استعمال کرنے کے لئے جھڑکتا ہے۔ وہ ناجائز نفع اور رشوت ستانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اُن کے انتظام کے تحت، اُمرا کی حمایت کی گئی جبکہ غریبوں پر ظلم کیا گیا۔ مجرموں کو سزا دیئے بغیر چھوڑ دیا گیا جبکہ بے گناہوں کو نقصان برداشت کرنا پڑا اور اُن کی طرف توجہ نہ دی گئی۔ انصاف کے ترازو ظلم کے ترازو بن گئے۔

۸۲: ۳، ۴ تب ساری دُنیا کا منصف ایک بار پھر اُنہیں سماجی انصاف کی ذمہ داریوں کے بارے میں یاد دلاتا ہے۔ اُنہیں غریب، یتیم، غمزدہ اور مفلس کے حقوق کا تحفظ کرنا چاہئے۔ اُنہیں پسے ہوئے اور محتاج لوگوں کا مددگار ہونا چاہئے۔

۸۲: ۵ لیکن خداوند کی تمام آگاہیوں کے باوجود اصلاح کی کوئی اُمید نظر نہیں آتی۔ لگتا ہے جیسے خدا آہیں بھرتا ہے کہ وہ عقل اور علم سے عمل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ چونکہ وہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں، اِس لئے بہت کم اُمید نظر آتی ہے کہ وہ اُن لوگوں کی مدد کر سکیں جنہیں راہنمائی کی ضرورت ہے۔ اُنہوں نے راستی اور حکمت سے کام نہیں کیا اِس لئے معاشرہ کی بنیادیں ہل گئی ہیں۔ قانون اور انتظام ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

۸۲: ۶، ۷ حقوق کے لحاظ سے اُنہیں آسمان تک سربلند کیا گیا ہے، لیکن سزا کے طور پر اُنہیں نیچے گرا دیا جائے گا۔ گو خدا اُنہیں اِلٰہ اور حق تعالیٰ کے فرزند کہہ کر پکارتا ہے، لیکن اِن حقوق کے باوجود وہ سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جیسا دوسرے لوگوں کے ساتھ۔ وہ اُمرا میں سے کسی کی طرح گر جائیں گے۔ چونکہ اُنہیں زیادہ حقوق دیئے گئے ہیں، اِس لئے اُن کی سزا بھی زیادہ ہو گی۔

ایک بار جب ہمارے خداوند یسوع کا اپنے دشمنوں سے آمنا سامنا ہوا تو اُس نے آیت چھ کا اقتباس کیا (یوحنا ۱۰: ۳۲-۳۶)۔ اُنہوں نے اُسے کفر کا مرتکب ٹھہرا دیا کیونکہ اُس کا دعویٰ تھا کہ وہ خدا کے برابر ہے۔

> ''یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ مَیں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ اُن میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار

> کرتے ہو؟ یہودیوں نے اُسے جواب دیا کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں اور اِس لئے کہ تُو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بناتا ہے۔ یسوع نے اُنہیں جواب دیا کہ تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے کہ مَیں نے کہا تم خدا ہو؟ جبکہ اُس نے اُنہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا (اور کتابِ مُقدّس کا باطل ہونا ممکن نہیں)۔ آیا تم اُس شخص سے جسے باپ نے مُقدّس کر کے دنیا میں بھیجا کہتے ہو کہ تُو کفر بکتا ہے اِس لئے کہ مَیں نے کہا مَیں خدا کا بیٹا ہوں؟“

اُس کے سامعین پر اِس کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ اُنہوں نے سمجھا کہ یسوع کمتر سے برتر کا طریقہ دلیل استعمال کر رہا ہے۔ اِس دلیل کے زور کو درج ذیل الفاظ میں پیش کیا جا سکتا ہے:

خدا نے زبور ۸۲ میں حکمرانوں اور منصفوں کو اِلٰہ کہا ہے۔ دراصل وہ الٰہی نہیں ہیں، لیکن خدا کے خادم ہونے کے باعث اپنے عہدہ کی حیثیت سے اُنہیں اِلٰہ کے نام سے سرفرازی دی گئی ہے۔ اُن کی سب سے بڑی امتیازی حیثیت یہ ہے کہ اُن کے پاس خدا کا کلام آیا یعنی خدا نے حکومت اور انصاف کے لئے اُنہیں اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا (رومیوں ۱۳:۱)۔

اگر لفظ اِلٰہ کا اُن عام آدمیوں پر اطلاق ہو سکتا تھا، تو خداوند یسوع مسیح پر اِس نام کا کہیں زیادہ صحیح اور کلی طور پر اطلاق ہو سکتا ہے۔ خدا باپ نے اُسے دنیا میں بھیجا تھا۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ آسمان پر ازل سے خدا کے ساتھ رہا ہے۔ پھر باپ نے اُسے دنیا میں ایک مشن کے لئے مخصوص کیا اور اُسے بھیجا کہ وہ بیت لحم میں پیدا ہو۔

یہودی سمجھ گئے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کے برابر بنانے کا دعویٰ کرتا ہے، چنانچہ اُنہوں نے اُسے پکڑنے کی کوشش کی، لیکن وہ اُن کے ہاتھ سے نکل گیا (یوحنا ۱۰: ۳۹)۔

۸:۸۲ اب ہم زبور کی آخری آیت پر واپس آتے ہیں:

”اے خدا! اُٹھ۔ زمین کی عدالت کر کیونکہ تُو ہی سب قوموں کا مالک ہو گا۔“

آسف خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ انسانی معاملات میں مداخلت کرے اور بُرائی اور رشوت کی جگہ انصاف اور صداقت کا بول بالا کرے۔ جب خداوند یسوع زمین پر حکومت

کرنے کے لئے آئے گا تو اِس دعا کا جواب مل جائے گا۔ جیسا کہ نبی نے پیش گوئی کی، اُس وقت ”بیابان میں عدل بسے گا اور صداقت شاداب میدان میں رہا کرے گی“ (یسعیاہ ۳۲: ۱۶)۔ دنیا فریب اور عیاری کی نسبت آزادی اور سماجی انصاف سے لطف اندوز ہو گی۔

زبور ۸۳: جنگ کا زبور

۸۳: ۱-۵ اسرائیل محاصرہ کی حالت میں ہے اور لوگ خدا سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنی خاموشی کو توڑے اور فیصلہ کن طور پر اُن کے لئے کام کرے۔ گو لوگ اپنے تحفظ کے لئے التجا کر رہے ہیں، تاہم وہ اِس معاملے کو اِس طور سے پیش کرتے ہیں کہ یہ خدا اور اُن کا مشترکہ موقف ہے۔

”تیرے دشمن ... جو تجھ سے عداوت رکھتے ہیں ... تیرے لوگ ... تیری پناہ میں ... اُنہوں نے ایکا کر کے“۔ وہ اُسے فراموش نہیں کرنے دیں گے کہ اسرائیل کے دشمن خدا کے دشمن ہیں۔ دشمن بپھرے ہوئے ہیں۔ وہ مکاری سے منصوبے بناتے ہیں۔ وہ مل کر مشورے کرتے ہیں۔ وہ اسرائیل کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ وہ قوموں کا اتحاد قائم کرتے ہیں اور اِن میں سے اکثر وہ لوگ ہیں جو اسرائیل کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

۸۳: ۶-۸ جب ہم اُن اقوام کی موجودہ اقوام میں شناخت کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں مشکل پیش آتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اسور موجودہ عراق ہے اور اسمٰعیلی ابرہام اور ہاجرہ کی اولاد اور عربوں کے آبا و اجداد ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ادومی اور عمالیقی، عیسو کی نسل سے ہیں اور موآبی اور عمونی، لوط کی نسل سے، لیکن آج کل اُن کے بارے میں پتہ چلانا ناممکن ہے۔ فلستینی قدیم زمانے میں وہاں مقیم تھے جسے غزہ کی پٹی کہتے ہیں۔ صور کا شہر، موجودہ لبنان ہے۔ جبل، قدیم جبلہ یا ببلوس ہے جو فینیکے میں واقع تھا۔ بعض مواخذ ہاجریوں کو ہاجرہ کی نسل قرار دیتے ہیں۔ اِس کے مطابق یہ اسمٰعیلیوں کا ایک فرقہ ہوں گے، لیکن یہ بات شاید درست نہ ہو۔ چونکہ اِن ناموں کے بارے میں بہت سا ابہام ہے اس لئے اِنہیں مشرقِ وسطیٰ کے موجودہ ممالک کے ساتھ منسلک کرنے کی کوشش کرنا مناسب نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ ہم اِنہیں اِس نقطہ نگاہ سے دیکھیں کہ یہ اسرائیل کے

غیر قوم دشمنوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اسرائیل کا چھوٹا سا ملک کس طرح اِتنے بڑے اتحادیوں کا مقابلہ کر سکتا تھا؟ اِس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ خدا کے لوگ ”اُس کی پناہ“ میں ہیں (آیت ۳)۔ ایک ترجمہ میں یوں لکھا ہے ”اُس کی طرف سے چھپائے ہوئے“، ”اُس کے پیارے اور قیمتی لوگ“ یا وہ ”جنہیں وہ پیار کرتا ہے۔“ خطرہ کے لمحات میں وہ معجزانہ طور پر اُن کی حفاظت کرتا ہے اور اُن کی کمزوری میں اپنا زور دکھاتا ہے۔ جب تمام حالات اُن کے خلاف ہوں تو وہ اُنہیں ایسی فتح دیتا ہے جو کسی بھی طرح کی انسانی توجیہ کی پروا نہیں کرتی۔

۸۳: ۹، ۱۰ اب محصور قوم یہوواہ سے التجا کرتی ہے کہ وہ حالیہ خطرے سے نپٹے، جیسا کہ اُس نے ماضی میں تین موقعوں پر اپنے دشمنوں سے کیا۔

کنعان کا بادشاہ یابین اور اُس کا سپہ سالار سیسرا، قیسون کے نالہ پر بُری طرح شکست کھانے کے بعد عین دور کے مقام پر بڑی ذلت کی موت مارے گئے (قضاۃ ۴ باب)۔ اُن کی سڑتی ہوئی لاشیں اسرائیل کی زمین کے لئے کھاد بن گئیں۔

۸۳: ۱۱، ۱۲ مدیان کے دو شہزادوں عوریب اور زئیب کو قتل کرنے کے بعد اُن کے سر قلم کر دیئے گئے (قضاۃ ۷: ۲۴-۲۵)۔ یسعیاہ (۱۰: ۲۶) کے مطابق یہ بہت بڑی خوں ریزی تھی۔

مدیان کے دو بادشاہوں زِبح اور ضلمنع نے ”خدا کی بستیوں“ پر قبضہ کرنے کی دھمکی دی۔ جب عوریب اور زئیب کو قتل کیا گیا تو وہ اسرائیل کے ہاتھوں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے، لیکن بالآخر جدعون نے اُنہیں جا لیا اور اُنہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا (قضاۃ ۸ باب)۔

۸۳: ۱۳-۱۸ یہاں سزا کی تفصیلات پیش کی گئی ہیں۔ وہ اُنہیں بگولے کی گرد کی مانند بنا دے۔ وہ ایسے ہو جائیں جیسے ہوا کے آگے ڈنٹھل۔ وہ ایسے ہو جائیں جیسے آگ جنگل کو جلا کر رکھ دیتی ہے اور وہ بھڑکتے شعلوں میں بھسم ہو کر رہ جائیں۔ وہ خدا کی آندھی سے خوف زدہ ہو جائیں۔ وہ اُن کے چہروں پر رسوائی طاری کر دے تاکہ لوگ خدا کے طالب ہوں۔ وہ رُسوا ہو کر ہلاک ہو جائیں تاکہ وہ جان جائیں کہ صرف یہوواہ ہی تمام

زمین پر قادرِ مطلق حکمران ہے۔

کیا یہ کچھ سخت زبان ہے؟ ہاں سخت ہے، لیکن یہ غلط نہیں ہے۔ جب خدا کی عزت پر حرف آئے، تو اُس کی محبت میں سختی بھی پائی جا سکتی ہے۔

زبور ۸۴ : آسمان پر پہنچنے کی شدید آرزو

زبور ۸۴ کی اِبتدائی تفسیر کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اِس میں جلاوطن یہودیوں کی یروشلیم کی ہیکل میں ایک بار پھر واپس آنے کی شدید آرزو ہے۔

اِس صورتِ حال کا دورِ حاضر کے اُن مسیحیوں پر بھی اطلاق ہو سکتا ہے جنہیں کسی نہ کسی سبب سے مقامی رفاقت میں شامل ہونے سے روکا جاتا ہے یعنی اُن کا جی چاہتا ہے کہ جب خدا کے لوگ پرستش کے لئے فراہم ہوتے ہیں تو وہ اُن میں شامل ہوں۔

لیکن میرے خیال میں اِس کا بہترین اطلاق اُس دیندار زائر پر ہوتا ہے جو آسمان پر پہنچنے کا آرزومند ہے۔ آیئے ہم زبور ۸۴ کو اِس نقطہ نگاہ سے دیکھیں۔

۸۴: ۱، ۲ خدا کے مسکن کی نسبت اَور کون سی جگہ خوبصورت ہو سکتی ہے! اُس مقام کی خوبصورتی لاثانی ہے، اُس کی حشمت منفرد اور اُس کا جلال بے بیان ہے۔ لیکن آیئے ہم اِس نکتے کی وضاحت کریں۔ مسکن کا مطلب ہے وہ جگہ جہاں کوئی شخص رہتا ہے۔ جب زبور نویس نے کہا ”میری جان خداوند کی بارگاہوں کی مشتاق ہے بلکہ گداز ہو چلی“ تو وہ نہ صرف اُس جگہ کی آرزو رکھتا تھا بلکہ اُس کی یہ تمنا تھی کہ وہ خدا ہی کے حضور جائے۔ اگلے جملے میں وُہ یہی بات بیان کرتا ہے: ”میرا دل اور میرا جسم زندہ خدا کے لئے خوشی سے للکارتے ہیں۔“

۸۴: ۳ زائر اپنے آپ کو ابابیل اور گوریا سے تشبیہ دیتا ہے۔ ایک اَور زبور میں گوریا کی تنہائی پر زور دیا جاتا ہے: ”گوریا جو چھت پر اکیلا ہو“ (۱۰۲: ۷)۔ اگر کسی نے ابابیل کو کبھی دیکھا ہے تو اُسے معلوم ہو گا کہ یہ کس قدر بے چین سی مخلوق ہے۔ یہ ہوا کی لہروں پر لپکتا اور اُچھلتا ہے۔ دونوں اِس بیان میں خدا کے مسافر لوگوں کی خوبصورت تصویر پیش کرتے ہیں۔ وہ تنہا اور بے چین ہیں۔ اُنہیں اور اُن کے خاندانوں کو صرف اور

صرف خدا کے مذبح کے پاس آرام اور تحفظ ملے گا۔

خیمہ اجتماع اور ہیکل میں دو مذبحے تھے۔ ایک پیتل کا اور دوسرا سونے کا۔ پہلا مسیح کی موت کی اور دوسرا اُس کے جی اُٹھنے کی علامت تھا۔ یہ دونوں ہمارے نجات دہندہ کے مکمل کیئے ہوئے کام کو پیش کرتے تھے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ہماری روحیں ابابیل کی طرح آرام پا سکتی ہیں اور یہاں ہم اپنے بچوں کو لا سکتے ہیں کہ اُنہیں بھی اطمینان حاصل ہو۔ ”خداوند یسوع پر ایمان لا تو تُو اور تیرا گھرانا نجات پائے گا“ (اعمال ۱۶: ۳۱)۔

۸۴: ۴ ہم اِس آیت میں پیش کئے گئے خیال کو مقدس حسرت کا نام دے سکتے ہیں۔ جلاوطن کہتا ہے: ”مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں رہتے ہیں۔ وہ سدا تیری تعریف کریں گے۔“ جب ہم اپنے عزیزوں کی خوشی کے بارے میں سوچتے ہیں جو خداوند کے گھر جا چکے ہیں تو ہم اُن کے لئے غم نہیں کھائیں گے۔ ہمارے لئے یہ نقصان ہے، لیکن اُن کے لئے یہ نفع ہے۔ وہ ہماری نسبت بہتر حالت میں ہیں۔

۸۴: ۵ آیات ۵-۷ میں آسمان پر پہلے سے گئے ہوؤں کی مبارک حالی سے اُن لوگوں کی مبارک حالی کی طرف واپس آتے ہیں جو ابھی راہ میں ہیں۔ اِن کے بارے میں کئی باتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اوّل، اُن کی قوت اپنی ذات میں نہیں بلکہ خداوند میں ہے۔ ”وہ خداوند میں اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط ہیں“ (افسیوں ۶: ۱۰)۔ دوم، اُن کے دل میں صیون کی شاہراہیں ہیں۔ یہ دنیا اُن کا گھر نہیں ہے۔ گو وہ اِس میں رہتے ہیں، لیکن وہ اِس کے نہیں ہیں۔ اُن کا دل زیارت کا آرزومند ہے۔

۸۴: ۶، ۷ تیسری بات یہ ہے کہ جب وہ رونے کی وادی (وادیِ بُکا) میں سے گزرتے ہیں، تو وہ اِسے چشمہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ ناقابلِ تسخیر روحیں غم کے لمحات میں بھی گا سکتی ہیں اور اپنے آنسوؤں سے قوسِ قزح بنا لیتی ہیں۔ وہ المیوں کو فتوحات میں بدل دیتے ہیں اور بدبختی کو اعلیٰ مدارج پر پہنچنے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ اِن حالات میں اُن کی فتح کا راز اگلے جملے میں پایا جاتا ہے: ”پہلی بارش اُسے برکتوں سے معمور کر دیتی ہے۔“ بارش کو عموماً روح القدس کی علامت متصور کیا جاتا ہے۔ یہاں اُس کی خدمت، تازگی کی

خدمت ہے اور وہ صحرا کے مسافروں کو صاف اور ٹھنڈے پانی کے چشمے مہیا کرتا ہے۔ پانی خدا کے کلام کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (جیسا کہ افسیوں ۵: ۲۶)۔ اِس سے اِس امر کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ کیونکر طاقت پر طاقت پاتے ہیں۔ سفر میں آگے بڑھتے ہوئے وہ کمزور ہونے کے بجائے ہر وقت طاقت حاصل کرتے ہیں۔ گو ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے، لیکن باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے (۲۔کرنتھیوں ۴: ۱۶)۔ یہ بات یقینی ہے کہ "اُن میں سے ہر ایک صیون میں خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے۔" اِس کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ صحرا میں سے طویل سفر کے بعد بالآخر یہ خوشی حاصل ہوگی کہ مسافر بادشاہ کے جلالی چہرے کو دیکھے گا۔

۸۴: ۸ اب زبور نویس بڑی جذباتی دعا کرتا ہے۔ اِس دعا میں پہلے تو وہ لشکروں کے خدا اور اگلے سانس میں یعقوب کے خدا سے مخاطب ہے۔ لشکروں کے خدا کی حیثیت سے وہ فرشتوں کے بہت بڑے لشکر پر قادرِ مطلق ہے۔ اور یعقوب کے خدا کی حیثیت سے وہ ایک غیر مستحق اور دھوکا دینے والے کا خدا ہے۔ ذرا غور فرمائیے! خوش و خرم اجتماع میں بے شمار فرشتوں کے خدا کے ساتھ ساتھ وہ نالائق یعقوب کا بھی خدا ہے۔ جو لامحدود طور پر بلند ہے، وہ گہرے تعلقات میں بہت قریب ہے اور اِسی سبب سے مَیں اور آپ اُس کی بارگاہوں میں حاضر ہو سکیں گے۔

۸۴: ۹ ہمیں وہاں رہنے کی اجازت کیوں ہوگی؟ "اے خدا! اے ہماری سپر! دیکھ اور اپنے ممسوح کے چہرہ پر نظر کر۔" ہماری قبولیت فقط مسیح یسوع کی ذات اور اُس کے کام کے وسیلے سے ہوگی۔

۸۴: ۱۰ آسمان میں سکونت کیسی ہوگی؟ خدا کی بارگاہ میں ایک دن ہزار دن سے بہتر ہے۔ اِس کا یہ مطلب ہے کہ اِس کے مقابلے میں باقی ہر شے ہیچ ہے۔ جہاں یسوع ہے ہم وہاں کے جلال، خوشی، خوبصورتی اور آزادی کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ اچھی بات ہے کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ورنہ ہم یہاں رہنے سے ناخوش ہوں گے اور ہمارا جی اپنے کام میں نہیں لگے گا۔

ایسے خدا کے گھر کا دربان ہونا شرارت کے خیموں میں بسنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ سپرجن نے کہا، ”خدا کی بدترین شے، شیطان کی بہترین شے سے بہتر ہے۔“ نہ صرف بہترین بلکہ زیادہ دیرپا ہے۔ خدا کے گھر اور شرارت کے خیموں کا مقابلہ کیجئے۔ پہلی سکونت گاہ دائمی ہے جبکہ دوسری عارضی ہے۔

۸۴:۱۱ خداوند آفتاب ہے اور وہ تاریکی میں روشنی مہیا کرتا ہے۔ جب ہم راہ پر چلتے ہیں تو وہ چلچلاتی دھوپ میں سپر کا سا سایہ دیتا ہے۔ خداوند راستہ میں ہر ضرورت کے وقت اپنا فضل دے گا۔ اور وہ سفر کے آخر میں اپنے ابدی گھر میں نجات یافتہ فرزندوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے اپنا جلال دے گا۔ زائر کو یقین دہانی ہے کہ اُسے کسی چیز کی کمی نہ ہو گی کیونکہ وہ راست رَو سے کوئی نعمت باز نہ رکھے گا۔ اگر کوئی چیز ہمارے لئے اچھی ہے تو وہ اِسے ہم سے باز نہ رکھے گا، اور اگر وہ اِسے ہم سے باز رکھتا ہے تو یہ اچھی نہیں ہے۔ ”جس نے اپنے بیٹے ہی کو دریغ نہ کیا بلکہ ہم سب کی خاطر اُسے حوالہ کر دیا وہ اُس کے ساتھ اَور سب چیزیں بھی ہمیں کس طرح نہ بخشے گا“ (رومیوں ۸: ۳۲)۔

۸۴:۱۲ عجب نہیں کہ زبور نویس اِس زبور کو دلی پکار کے ساتھ ختم کرتا ہے: ”اے لشکروں کے خداوند! مبارک ہے وہ آدمی جس کا توکل تجھ پر ہے۔“ اِس کے جواب میں میرا دل بھی کہتا ہے: ”ہاں خداوند! مَیں مسیحی ہونے کے لئے ہمیشہ تیرا شکرگزار ہوں۔“

زبور ۸۵: ہمیں پھر سے بحال کر!

بحالی کے لئے یہ دعا چار واضح حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے:

اسرائیل کی بحالی کی ماضی کی مثال	(آیات ۱-۳)
التجا کہ خدا پھر سے بحال کرے	(آیات ۴-۷)
وقفہ: خداوند کیسے جواب دے گا	(آیات ۸-۹)
مستقبل میں بحالی کے لئے وعدہ	(آیات ۱۰-۱۳)

یہاں پر اسرائیل کی کسی خصوصی بحالی کی نشاندہی کرنا مشکل ہے۔ یہ بابلی اسیری کے بعد کی بحالی نہیں کیونکہ بنی قورح کا اِس دَور سے پہلے کا تعلق تھا۔ لیکن واقعہ کی

نشاندہی اِس قدر اہمیت کی حامل نہیں۔ اہم بات تو یہ ہے کہ خدا نے ایسا کیا ہے۔ اور اگر اُس نے ایک بار ایسا کیا تو یقیناً آئندہ بھی ایسا کرے گا۔

۸۵: ۱-۳ یہاں اُس وقت کی بحالی کا ذکر کیا گیا ہے جب خداوند ملک پر مہربان تھا اور جب اُس نے یعقوب کے حالات کو بحال کیا۔ اِس بحالی سے پہلے تین کاموں کا ذکر ہے۔ پہلا، گناہوں کا اقرار تھا۔ گو اِس کا واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا، لیکن لازم ہے کہ اقرار دوسرے کاموں سے پہلے کیا جائے۔ دوسرا کام یہ تھا کہ خدا نے اپنے لوگوں کی بدکاری معاف کر دی اور تیسرا کام یہ تھا کہ خدا نے اپنا غضب بالکل اُٹھا لیا۔

۸۵: ۴ خدا کے معاف کرنے والے فضل کا گزشتہ اظہار، اِس التجا کی بنیاد ہے کہ وہ دوبارہ معاف کرے۔ ایمان کے لئے خدا کے گزشتہ کام کافی نہیں ہیں بلکہ وہ خدا کو حالیہ واقعات میں بھی دیکھنا چاہتا ہے۔ گو زبور نویس اقرارِ گناہ نہیں کرتا، تاہم یہ اِس دعا میں شامل ہے: "ہم کو بحال کر . . ." جب خدا بحال کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے لوگوں کو توبہ کی طرف مائل کرتا ہے، پھر وہ گناہوں کو معاف کرتا ہے اور اِس کے بعد وہ سزا کو ختم کر دیتا ہے۔

۸۵: ۵ خدا سے دُوری میں گزارا ہوا وقت، ہر ایماندار کو مصیبت کا ایک لامتناہی دورانیہ لگتا ہے۔ لیکن اسرائیل کی زبان پر جسے صدیوں کی ایذا رسانی اور پراگندگی کا تجربہ ہوا ہے آیت ۵ میں مذکور التجا اَور زیادہ دل دوز لگتی ہے: "کیا تُو سدا ہم سے ناراض رہے گا؟ کیا تُو اپنے قہر کو پشت در پشت جاری رکھے گا؟"

۸۵: ۶ روحانی زوال کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی خوشی چھن جاتی ہے۔ ٹوٹی ہوئی رفاقت کا یہ مطلب ہے کہ ایماندار نغمہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ گناہ کا اقرار نہ کرنا اور شادمانی دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ چنانچہ یہاں دعا پَر لگا کر آسمان پر پہنچ جاتی ہے۔ "کیا تُو ہم کو پھر زندہ نہ کرے گا تاکہ تیرے لوگ تجھ میں شادمان ہوں؟" روحانی بیداری سے خوشی کی گھنٹیاں پھر سے بجنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ہر ایک عظیم بیداری میں حمد و ستائش شامل ہوتی ہے۔

۸۵:۷ جب خدا اپنے لوگوں کو بحال کرتا ہے تو یہ اُس کی شفقت کا پُرفضل اظہار ہے۔ محبت ہمیں تادیب کرتی ہے، ہمیں ضبط سکھاتی ہے، ہماری درستی کرتی ہے اور بالآخر ہمیں واپس لاتی ہے۔ یہ کس قدر ثابت قدم محبت ہے جو ہماری ہر طرح کی گمراہی اور برگشتگی اور نافرمانی کو برداشت کرتی ہے۔ خداوند کی محبت کی مانند اَور کوئی محبت نہیں ہے۔

بیداری کا مطلب خداوند کی طرف سے نجات ہے۔ یہاں نجات سے مراد روح کی نجات نہیں بلکہ ہر طرح کی بے وفائی، پراگندگی، غلامی، مصیبت، کمزوری اور ناخوشی سے مخلصی ہے۔

۸۵:۸، ۹ زبور نویس فضل کے تخت کے سامنے بحالی کی درخواست لانے کے بعد جواب کا انتظار کرتا ہے۔ وہ پُراعتماد ہے کہ یہ سلامتی کا جواب ہوگا اور یہ جواب بہت جلد ملے گا۔ اُس کے اعتماد کی بنیاد اِس حقیقت پر ہے کہ عہد پر قائم رہنے والا خدا ہمیشہ اُن لوگوں سے جو دل سے اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں، سلامتی کی باتیں کہتا ہے اور جو اُس سے ڈرتے ہیں اُنہیں مخلصی دیتا ہے، لیکن وہ حماقت کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور اِس کا واضح نتیجہ یہ ہے کہ مُلک میں جلال بستا ہے۔ یہاں جلال سے مراد خدا کا جلال ہے اور اِس خیال کو پیش کیا گیا ہے کہ خداوند پر بھروسا کیا جا سکتا ہے کہ جب اُس کے لوگ اُس کے ساتھ رفاقت رکھیں گے، تو وہ اُن کے درمیان سکونت کرے گا۔

۸۵:۱۰ شفقت اور راستی باہم مل گئی ہیں۔ انسانی معاملات میں سچائی کے تقاضوں کی سخت پابندی عموماً محبت اور شفقت کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔ لیکن خدا اِس لئے اپنے لوگوں پر اپنی شفقت نازل کر سکتا ہے کیونکہ یسوع نے صلیب پر سچائی کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا ہے۔ اِنہی معنوں میں صداقت اور سلامتی نے ایک دوسری کا بوسہ لیا ہے۔ ایماندار خدا کے ساتھ صلح سے لطف اندوز ہوتا ہے، کیونکہ نجات دہندہ نے اپنے فدیہ کے ذریعے اِلٰہی انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر دیا ہے۔

۸۵:۱۱-۱۳ راستی یا وفاداری زمین سے نکلتی ہے اور صداقت آسمان پر سے جھانکتی ہے۔ جب ایماندار اپنے ابدی محبوب سے مخلص ہے، تو آسمان صداقت سے اِس پر کثرت سے

برکتیں نازل کرے گا۔ خداوند جو اپنے وعدوں میں سچا ہے وہ جو کچھ اچھا ہے وہی عطا فرمائے گا۔ جو راستی سے چلتے ہیں وہ اُنہیں کسی اچھی چیز سے محروم نہیں رکھتا (زبور ۸۴:۱۱)۔ خشک سالی اور قحط کے حالات ختم ہو جاتے ہیں اور زمین کثرت سے پیداوار دیتی ہے۔ جب خداوند اپنے ملک میں آتا ہے تو وہ اپنے لوگوں کے درمیان آتا ہے، جن کی راست باز زندگیاں اخلاقی طور پر اُس کی حضوری کے لئے تیار ہیں۔

زبور ۸۶: دلائل کے ساتھ دعا

اِس زبور سے متعلق قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ داؤد جو بات کرتا ہے، اُس کے لئے دلائل دیتا ہے، خواہ اُس کی بات میں التجا ہو یا ستائش۔ ہم درج ذیل طریق سے اِس کی وضاحت کر سکتے ہیں۔

	التجا	دلیل
۸۶:۱	کہ خدا اُس کی سنے	زبور نویس کی بے بسی اور ضرورت
۸۶:۲ الف	حفاظت کے لئے	ایک پاک شخص کی حیثیت سے اُس کا مقام (آیات ۴ اور ۱۶ میں لقب "بندہ" کی تکرار ملاحظہ فرمایئے۔)
۸۶:۲ ب	جسمانی نجات کے لئے	کوئی واضح دلیل نہیں دی گئی، لیکن یہ اِس جملہ سے ظاہر ہوتا ہے "اے میرے خدا!"
۸۶:۳	پُرفضل غور و خوض کے لئے	داؤد کا دن بھر دعا کرنا۔
۸۶:۴	خوشی اور شادمانی کے لئے	کسی اَور کے بجائے اُس کی خداوند میں اُمید۔
۸۶:۵		اِس آیت میں گذشتہ التجاؤں کے لئے ایک اضافی دلیل ہے، یا اِس کا آیت ۶ کی دعا سے تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ اُن سب پر جو اُس سے دعا کرتے ہیں بھلائی، معافی اور شفقت نازل ہوتی ہے۔

۶:۸۶ خداوند اُس کی سنے

۷:۸۶ مصیبت کے دن مدد

یہ حقیقت ہے کہ خدا سنتا اور دعا کا جواب دیتا ہے۔

زبور نویس اگلی آیات میں ستائش کرتا ہے۔

ستائش	دلیل
۸:۸۶ خداوند کی شخصیت اور کاموں کا کوئی ثانی نہیں۔	
۹:۸۶ وہ اِس لائق ہے کہ سب قومیں اُس کی تعریف کریں۔	
۱۰:۸۶	خدا بزرگ ہے۔ اُس کے کام عجیب وغریب ہیں۔ اور وہی خدائے واحد ہے۔

التجا	دلیل
۱۱:۸۶ خداوند کی راہ کی تعلیم کے لئے التجا۔	تاکہ زبور نویس راستی سے خداوند تعالیٰ کی فرماں برداری میں چل سکے۔ ایسے دل کے لئے جو کلی طور پر خداوند کی فرماں برداری اور تعظیم کر سکے۔

ستائش	دلیل
۱۳،۱۲:۸۶ یہاں داؤد محض اپنے عزم کا اظہار کرتا ہے کہ وہ اپنے پورے دل سے خداوند کی تعریف کرے گا اور ابد تک اُس کے نام کی تمجید کرے گا۔	پاتال کی تہ سے نکالنے کے لئے خداوند کی بڑی شفقت کے لئے۔ اگر ہم اِس زبور کا مسیح پر اطلاق کریں، تو یہ اُس کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی طرف اشارہ ہے۔

۱۶-۱۴:۸۶ باقی ماندہ آیات میں زبور نویس کی بہت بڑی مصیبت کو بیان کیا گیا ہے۔ تندخو (غضب ناک) جماعت اور تشدد کرنے والوں نے اُسے جان سے مارنے کے لئے

سازش کر رکھی ہے۔ اُن لوگوں کے پاس خدا کے لئے کوئی وقت نہیں ہے، لیکن داؤد خداوند کو جانتا ہے اور وہ اِن پریشان کن لمحات میں اِس بات سے اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے کہ خدا رحیم و کریم ہے اور وہ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے۔ اِس لئے وہ خدا سے التجا کرنے میں پُراعتماد ہے کہ وہ رحم سے اُس کی طرف متوجہ ہو، اُسے قوت بخشے اور اپنی لونڈی کے بیٹے کو بچا لے۔ بعض لوگ ''اپنی لونڈی کے بیٹے'' کے الفاظ سے یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسا اسلوب بیان ہے جس کا مطلب ہے ''تیری جائیداد''، جیسا کہ لونڈی کے بیٹے کے لئے معاشرتی تصور تھا۔ جو اِس زبور کو مسیح سے متعلق تصور کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ اِس حوالے کا تعلق کنواری مریم سے ہے۔

۸۶:۱۷ بالآخر زبور نویس التجا کرتا ہے کہ خداوند اُسے اپنی حمایت کا کوئی حتمی نشان دے۔ تب اُس کے دشمن جو غلطی پر تھے، محسوس کریں گے کہ خدا نے داؤد کی کیسے مدد کی اور اُسے تسلی دی۔

ہم نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ اِس زبور میں اکثر دعاؤں اور حمد کے لئے دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ اِس کی دو اَور نمایاں خصوصیات ہیں جن کا ذکر کرنا لازم ہے۔ اوّل، داؤد نے کتابِ مقدس کے دیگر حصوں کا اقتباس کیا ہے۔ وہ بائبل کی آیات کو منتخب کر کے دعا یا حمد کرتا ہے۔ دوم، الٰہی نام ''ادونائی'' کا سات بار (آیات ۳، ۴، ۵، ۸، ۹، ۱۲ اور ۱۵ میں) استعمال کیا گیا ہے۔ اِس کا ترجمہ ''رب'' کیا گیا ہے۔ خدا ترس یہودی، یہوواہ کے بجائے اِس لقب کو استعمال کرتے تھے۔ کتب مقدسہ کے قدیم نگران جب پڑھتے تھے تو لفظ یہوواہ کی جگہ ''ادونائی'' پڑھتے تھے کیونکہ وہ یہ پاک ترین نام اپنے منہ پر لانے سے ڈرتے تھے۔

خداوند تعالیٰ کے پاک نام کا خوف ماننے کے لئے دل کی یکسوئی کے سلسلے میں الیف۔ ڈبلیو۔ گرانٹ لکھتا ہے:

> ہر جگہ خدا کے لوگوں میں اِس بات کی کمی ہوتی ہے۔ ہم کتنا وقت بے شمار معمولی قسم کی مصروفیات میں ضائع کر دیتے ہیں جن سے خدا کے لئے ہماری گواہی غیر موثر رہ جاتی ہے۔ کتنے کم لوگ رسول کے ہمنوا ہو کر کہہ سکتے

> ہیں کہ "میری ایک ہی منزلِ مقصود ہے۔" ہم سڑک پر گامزن ہیں، لیکن جگہ بہ جگہ پھولوں پر سے تتلیاں پکڑنے کے لئے رُک جاتے ہیں اور اِس لئے کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کرتے۔ ابلیس یہ دیکھ کر کس قدر حیران ہوگا کہ ہم "دنیا کی بادشاہتوں اور اُن کی شان و شوکت" سے تو منہ موڑ لیتے ہیں، لیکن بچوں کی طرح چھوٹی چھوٹی مصروفیات میں اُلجھ جاتے ہیں۔

زبور ۸۷ : شاہی مردم شماری کا زبور

یروشلیم کے میسَر ٹیڈی کالک نے اپنے چار ہزار سالہ پرانے شہر پر یوں حیرانی کا اظہار کیا ہے:

> عرصۂ دراز سے ماہرین آثارِ قدیمہ اور مورخین اِس بات پر حیران ہیں کہ یروشلیم اِس جگہ پر کیوں قائم کیا گیا اور یہ کیوں اِس قدر عظیم شہر بن گیا۔ اِس کے کوئی ایسے قدرتی خدوخال نہیں جو دُنیا کے دیگر اہم شہروں کی ترقی کا باعث بنے ہیں۔ یہ کسی بڑے دریا پر واقع نہیں ہے۔ اِس کے نزدیک کوئی بڑی بندرگاہ نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی شاہراہوں سے ملا ہوا نہیں۔ یہ پانی کے کسی بڑے چشمہ کے قریب بھی نہیں۔ یہ قدرتی کانوں سے مالامال بھی نہیں ہے۔ یہ بڑی تجارتی شاہراہوں سے دُور ہے۔ قدیم جنگی حکومتوں کے لئے اِس میں فتح حاصل کرنے کا کوئی کلیدی کردار نہیں تھا۔ اِس میں نہ تو کوئی جغرافیائی اور نہ خاص معاشی فضائل تھے جن سے اِس امر کی وضاحت ہو سکے کہ کیوں ایک قدرے بڑے اور گمنام گاؤں کا دیگر دیہاتوں سے جو عرصۂ دراز ہوا مٹ گئے، مختلف مقدر ہے۔

۸۷: ۱-۳ یروشلیم کی عظمت کا سبب یہ تھا کہ خدا نے اِسے چنا تھا۔ اُس نے اِس کی بنیاد مقدس پہاڑ پر رکھی اور وہ ملک کے دیگر تمام شہروں اور قصبوں کی نسبت اِس کے پھاٹکوں کو زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ مستقبل میں تو اِس کی حشمت بہت ہی زیادہ ہوگی، جب یہ مسیح کی سلطنت کا صدر مقام ہوگا اور یہ اُس بادشاہ کا شہر ہوگا جس کا عرصۂ دراز سے

انتظار تھا۔ اِس زبور میں اُس دن پر نگاہیں جمی ہوئی ہیں جب خدا کے شہر کی بڑی بڑی خوبیاں بیان کی جائیں گی۔

> ایک طرح سے یہ بہت سی قوموں کی روحانی جنم بھومی ہو گا۔
>
> آخری دنوں میں یوں ہو گا کہ خداوند کے گھر کا پہاڑ پہاڑوں کی چوٹی پر قائم کیا جائے گا اور ٹیلوں سے بلند ہو گا اور سب قومیں وہاں پہنچیں گی۔ بلکہ بہت سی اُمتیں آئیں گی اور کہیں گی آؤ خداوند کے پہاڑ پر چڑھیں یعنی یعقوب کے خدا کے گھر میں داخل ہوں اور وہ اپنی راہیں ہم کو بتائے گا اور ہم اُس کے راستوں پر چلیں گے کیونکہ شریعت صیون سے اور خداوند کا کلام یروشلیم سے صادر ہو گا (یسعیاہ ۲: ۲، ۳)۔

۸۷:۴ آیت ۴ سے یہی ظاہر ہو رہا ہے۔ صیون کو اِس انداز سے پیش کیا گیا ہے جیسے قومیں اِسے ماں کی حیثیت سے تسلیم کرتی ہیں۔ جنوب میں رہب (مصر) اور شمال میں بابلی لوگ فلستین، صور اور کوش کے بارے میں بھی کہیں گے کہ وہ یروشلیم میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ بھی اُن قوموں میں شامل ہوں گے جو یروشلیم کو دُنیا کا روحانی، سیاسی اور معاشی مرکز تسلیم کرتے ہیں۔ وہاں پرستش کے لئے جائیں گے اور عظیم بادشاہ کے لئے عقیدت کے ہدیئے لائیں گے (یسعیاہ ۶۰: ۵-۷) اور جو قومیں عیدِ خیام منانے کے لئے نہیں جائیں گی وہ خشک سالی اور وبا کی مصیبت سے دوچار ہوں گے (زکریاہ ۱۴: ۱۶-۱۹)۔

۸۷:۵ صیون ایک ایسا مقام ہو گا جہاں قوموں کو نئی پیدائش کا تجربہ ہو گا، کیونکہ حق تعالیٰ خود اُسے عالمگیر حکومت کے مقام کی حیثیت سے قیام بخشے گا۔

۸۷:۶ جب خداوند لوگوں کی مردم شماری کرے گا تو وہ نہایت احتیاط سے معلوم کرے گا کہ بعض قوموں نے صیون کے شہری بننے سے اپنے حقیقی مقدر کو پہچان لیا ہے۔ وہ صدر مقام میں اِس کے فنِ تعمیر کی تعریف کرنے کے لئے نہیں آئیں گے اور نہ اُس کی فصیلوں کو دیکھنے کے لئے، نہ اُن قبیلوں پر رشک کرنے کے لئے جو شہر میں پرستش کے لئے آئے ہیں، بلکہ وہ شہر کے تحفظ کا تجربہ کرنے کے لئے آئیں گے، اُس کے قوانین کو

ماننے کے لئے، اُس کے خوش باش معاشرہ میں رہنے اور محبت کرنے کے لئے، اور اُس کے جلالی بانی اور محافظ سے رفاقت رکھنے کے لئے۔

> خدا اُن قوموں کا حساب رکھتا ہے جو اسرائیل کی سرفرازی اور برکت کے وسیلہ سے بادشاہی میں داخل کی جاتی ہیں۔ تب صیون تمام دنیا کا شاندار صدر مقام بن جاتا ہے۔ (گابلین)

۸۷:۷ یہ عید کا سا سماں ہوگا۔ گانے اور بجانے والے سب گیت کے اِس کورس میں شامل ہوں گے: ”میرے سب چشمے تجھ میں ہیں۔“ یروشلیم اب آنسوؤں اور مصیبت کا مقام نہیں رہے گا بلکہ برکت کا چشمہ بن جائے گا، تازگی کا منبع ہوگا اور دُنیا کی تمام قوموں کے لئے روحانی گھر ہوگا۔

اِس زبور کی تفسیر کے آخر میں لازم ہے کہ ہر ایک قاری اپنے آپ پر اِس کا اطلاق کرے۔ اطلاق یہ ہے کہ ایک ایسا وقت آئے گا جب خدا لوگوں کے نام درج کرے گا۔ یہ آسمان کے باسیوں کی مردم شماری ہوگی۔ اُس کی سب سے بڑی اور واحد شرط نئی پیدائش ہوگی۔ صرف وہی جو نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں آسمان کی بادشاہی کو دیکھ سکیں گے اور اُس میں داخل ہوسکیں گے (یوحنا ۳:۳-۵)۔ جب خدا لوگوں کے نام درج کرے گا تو وہ یہ لکھے گا ”اِس شخص کی فلاں فلاں جگہ پر نئی پیدائش ہوئی۔“

> کیا وہ آپ کے بارے میں یہ کہہ سکے گا؟
> ایک طریقہ جس سے آپ بھی آسمانی شہریت حاصل کرسکتے ہیں یہ ہے:
> ”لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں“ (یوحنا ۱:۱۲)۔

زبور ۸۸: غمناک ترین زبور

جب ہم زبور ۸۸ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم انسانی غم اور مصیبت کی انتہا تک پہنچ جاتے ہیں۔ زبور نویس کا مرض لاعلاج ہے۔ اب تو اُسے مردہ خانے میں لے جایا جائے گا، چند لمحوں کے بعد اُس کے چہرے پر چادر ڈال دی جائے گی اور پھر اُس کے وارث اُسے اُٹھا کر لے جائیں گے۔

۸۸: ۱، ۲ اِس زبور کا واحد روشن پہلو خدا کا نام ہے جس سے اِس کا آغاز ہوتا ہے۔ "اَے خداوند! میرے نجات دینے والے خدا۔" گابلین کہتا ہے کہ یہ روشنی کی واحد کرن ہے جو مایوسی میں چمکتی ہے۔ یہ وہ ستارہ ہے جو آدھی رات کی گہری تاریکی میں چمکتا ہے۔

لیکن اِس کے فوراً بعد مصنف اپنی مایوس کن صورتِ حال کا اندوہناک بیان کرتا ہے۔ وہ دن رات خداوند کے حضور فریاد کرتا رہا ہے، لیکن ابھی تک اُسے آرام نہیں ملا۔ خدا اُس کی دعا کو سن کر کب اُس کی مدد کرے گا؟

۸۸: ۳-۷ اُس کی زندگی دُکھوں سے بھری پڑی ہے اور وہ بغیر کسی رکاوٹ کے موت اور قبر کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اُسے مُردہ قرار دے دیا گیا ہے۔ اُسے پہلے ہی مُردوں میں شمار کر دیا گیا ہے۔ اگر اُس میں کوئی تھوڑی بہت قوت تھی، وہ بھی ختم ہو گئی ہے۔ اب اُسے مُردوں کے درمیان ڈال دیا گیا ہے جیسے کوئی بے ہوش سپاہی میدانِ جنگ میں لاشوں کے درمیان پڑا ہو یا جیسے جنگ میں مرنے والوں کو ایک مشترکہ قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ اُسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ خدا نے اُسے بھلا دیا ہے اور اُسے الٰہی مدد کی کسی بھی طرح کی اُمید سے کاٹ ڈالا گیا ہے۔ جیسے کسی قیدی کو تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیا جاتا ہے ویسے ہی خدا نے اُسے پاتال کی تہہ یعنی خوف، تاریکی اور اذیت کے تہ خانہ میں چھوڑ دیا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ اِس کی صرف ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے: خدا اُس سے ناراض ہے اور وہ الٰہی عدالت کی تند موجوں میں غرق ہو رہا ہے۔

۸۸: ۸، ۹ اُس کے جان پہچانوں نے اُسے چھوڑ دیا ہے گویا کہ وہ کوڑھی ہے۔ وہ اُس سے ایسے سلوک کرتے ہیں جیسے کہ وہ کوئی خوف ناک بھوت ہو یا کوئی لعنتی شے۔ اُسے ایک ایسی کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا ہے جہاں سے فرار کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اُس کی آنکھوں میں وہ پہلے جیسی چمک باقی نہیں رہی اور اُس کی دعا کا بھی کوئی جواب نہیں ملتا۔ وہ ہر روز ہاتھ اُٹھا کر خداوند سے فریاد کرتا ہے، لیکن کچھ نہیں ہوتا۔

۸۸: ۱۰ تب وہ بہت سے سوالوں کے ساتھ خدا کو چیلنج کرتا ہے کہ زبور نویس کی موت سے کیا فائدہ حاصل ہو گا۔ اِن سوالوں سے عہدِ عتیق کے مقدسین کا موت اور اِس کے

بعد کے بارے میں محدود علم کا انکشاف ہوتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں یقین ہے کہ مرتے وقت ہم مسیح کے پاس جاتے ہیں اور یہ ہمارے لئے نفع ہے (فلپیوں ۱:۲۳)۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں:

کیا وہ جو مر گئے ہیں خدا اُن کو عجائب دکھاتا ہے؟ اِس کا جواب ہے "نہیں"۔ شریعت کے تحت رہنے والے یہودی کی نظر میں موت ایک ایسا مقام ہے جہاں کوئی تعمیری کام ممکن نہیں۔

کیا جو مر گئے ہیں اُٹھ کر اُس کی تعریف کریں گے؟ جو مر گئے اُن کے بارے میں یہ تصور تھا کہ وہ سائے جیسے تھے اور کسی طرح سے بھی خدا کی تعریف نہیں کر سکتے تھے۔

۸۸:۱۱، ۱۲ کیا خدا کی دائمی شفقت کا چرچا گور میں ہو گا، یا اُس کی وفاداری کا اِظہار جہنم یعنی تباہی کے مقام میں ہو گا؟

> چونکہ یہ اعتقاد تھا کہ پاتال کے دُھول والے تاریک کمروں میں کسی طرح کی بات یا عمل ممکن نہیں، اِس لئے یقیناً یہ خدا کے اپنے مفاد میں تھا کہ جہاں تک ہو سکے وہ اُن لوگوں کو زندہ رکھے جو پُرخلوص طور سے اُس کی ستائش کرتے ہیں۔

۸۸:۱۳-۱۸ اب زبور نویس مزید شدت سے خدا سے التجا کرتا ہے۔ جب تک وہ زندہ ہے، ہر صبح اُس کی دُکھ بھری دعا سنی جائے گی۔ وہ بہت پریشانی کے ساتھ اظہار کرتا ہے کہ خدا نے اُسے مکمل طور پر چھوڑ دیا ہے اور اُس پر کبھی بھی رحم کی نظر نہیں کی۔ اِس کے لڑکپن سے اُس کی زندگی مسلسل مصیبت اور موت سے عبارت رہی ہے۔ الٰہی خوف کے مارے وہ حواس باختہ اور بے بس ہو چکا ہے۔ خدا کا قہرِ شدید اُس پر طوفانی لہر کی طرح آ پڑا ہے اور اُس کی دہشت نے اُس کا کام تمام کر دیا ہے۔ تند و تیز سیلاب نے اُسے گھیر رکھا ہے اور طوفانی لہروں نے مل کر اُس پر حملہ کیا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے خدا نے اُس کے دوست و احباب کو اُس سے دُور کر دیا ہے۔ تاریکی اُس کی واحد ساتھی ہے۔

یوں یہ غمناک ترین زبور اختتام پذیر ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ پوچھیں کہ یہ زبور بائبل میں کیوں موجود ہے، تو آیئے ہم جے۔ این۔ ڈاربی کی گواہی سنیں۔ اُس نے بتایا کہ

ایک وقت تھا جب کلامِ مقدس کا یہی حصہ اُس کی مدد کا باعث ہوا، کیونکہ اُسے معلوم ہوا کہ اُس سے پہلے کوئی اَور شخص بھی اِس قدر دکھی تھا۔

زبور ۸۹: داؤد کے ساتھ خدا کا عہد

۸۹: ۱، ۲ خدا نے داؤد کے ساتھ وفاداری اور دائمی محبت کا عہد باندھا تھا، چنانچہ شروع میں ہی ایتان اِس عہد میں اپنی شخصی خوشی کا اعلان کرتا ہے۔ اُس نے عزم کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کی شفقت کے گیت گائے گا کیونکہ اُس کی شفقت ابد تک ہے۔

۸۹: ۳، ۴ ایمان نہایت ادب سے خدا کو اُس کے عہد کے بارے میں یاد دلاتا ہے جو اُس نے داؤد کے ساتھ باندھا تھا۔ چونکہ داؤد اُس کا برگزیدہ بندہ تھا، اِس لئے اُس نے قسم کھائی تھی کہ اُس کے تخت پر بیٹھنے کے لئے وارث کی کمی نہ ہو گی اور اُس کی بادشاہی پشت در پشت رہے گی۔ خاندانی حکومت تخت پر ہمیشہ قائم رہے گی۔

۸۹: ۵ اِس کے بعد ایمان اُس خداوند کے عجائب کو یاد کرتا ہے جس نے عہد باندھا تھا۔ یوں لگتا ہے جیسے ایتان خدا کو یاد دلاتا ہے کہ اُس کے نام کی عزت خطرہ میں ہے۔

۸۹: ۶-۸ وہ آسمان میں تمام فرشتوں کے لشکر سے بڑا ہے۔ اوپر فرشتوں کو کہا گیا ہے کہ وہ اُس کے عجائب اور اُس کی وفاداری کی تعریف کریں۔ وہ تمام آسمانی مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اُن میں بڑے سے بڑا تعظیم و تعجب کے ساتھ اُس کی حضوری میں کھڑا ہے۔ وہ سب تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہر لحاظ سے بڑا ہے۔ لشکروں کے خداوند خدا کی مانند کوئی زور آور نہیں ہے اور وہ وفاداری کے لباس میں درخشاں و تابندہ ہے۔

۸۹: ۹، ۱۰ لیکن یہی سب کچھ نہیں۔ خدا تخلیق، پروردگاری اور اخلاقی کاملیت میں بڑا ہے (آیات ۹-۱۵)۔ تخلیق میں اُس کی عظمت کی یہ ایک ڈرامائی مثال ہے جس سے وہ سمندر کے جوش و خروش اور اُس کی لہروں کو تھما دیتا ہے۔ کئی سال قبل اُس نے گلیل کی جھیل پر اِس حقیقت کو ثابت کیا تھا اور وہ اپنے لوگوں کی طوفانوں میں گھری ہوئی زندگیوں میں متواتر یہ کام سرانجام دیتا ہے۔ جہاں تک پروردگاری میں اُس کی عظمت کا تعلق

ہے تو بنی اسرائیل کے خروج کے وقت مصر (رہب) کی فتح سے بڑھ کر اَور کون سی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ اُس نے متکبر قوموں کو ایسے کچل دیا جیسے شیر اپنے شکار کو چیر پھاڑ کر رکھ دیتا ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کو ایسے پراگندہ کر دیتا ہے جیسے پتے ہوا میں بکھر جاتے ہیں۔

۸۹: ۱۱-۱۳ تخلیقِ حق کے تحت آسمان و زمین خدا کے ہیں کیونکہ اُس نے اُنہیں خلق کیا۔ یہ جہان اور اِس کی ہر ایک شے اُس کی ہے کیونکہ اُس نے اِنہیں قائم کیا۔ وہی شمال اور جنوب کو خلق کرنے والا ہے۔ کوہِ تبور اور کوہِ حرمون اپنے سر بلند کئے ہوئے ہیں جیسے وہ خوشی سے یہ تسلیم کرتے ہوں کہ وہی اُن کا خالق ہے۔ اُس کے بازو میں قدرت ہے اور اُس کا ہاتھ قوی ہے۔ اُس کا دہنا ہاتھ دُنیا کی ہر ایک طاقت سے زیادہ زور آور ہے۔

۸۹: ۱۴ جہاں تک اُس کی اخلاقی کاملیت کا تعلق ہے اُس کا تخت صداقت اور عدل کے دو اصولوں پر قائم ہے۔ وہ جہاں جہاں جاتا ہے شفقت اور وفاداری اُس کے ساتھ ساتھ جاتی ہیں۔

۸۹: ۱۵-۱۸ عہد باندھنے والے خدا کی عظمت کو بیان کرنے کے بعد ایتان اب اُس کے لوگوں کی مبارک حالی کو بیان کرتا ہے۔ ”مبارک ہے وہ قوم جو خوشی کی للکار کو پہچانتی ہے۔“ دیندار یہودی جانتا تھا کہ خوشی کی للکار اُن لوگوں کی ہوتی تھی جو عیدوں یا مقدس ایام کے لئے یروشلیم میں آتے تھے۔ ہمارے لئے ہمیشہ یہ خوش خبری کی خوشی کی للکار ہے۔ اُن خوش باش لوگوں کے کردار میں یہ امور شامل ہیں: وہ اُس کے چہرے کے نور میں چلتے ہیں، یعنی وہ اُس کی شفقت میں چلتے ہیں اور اُس کی حضوری سے اُن کی راہنمائی ہوتی ہے۔ وہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہی اُن کی تمام خوشیوں کا منبع ہے اور اُس کی صداقت میں ہمیشہ خوشی مناتے ہیں۔ وہ اپنی قوت پر نہیں بلکہ اُس کی قوت پر ہمیشہ فخر کرتے ہیں۔ صرف اُس کے کرم سے اُن کا سینگ بلند ہوتا ہے، دوسرے لفظوں میں اُنہیں مضبوط بنایا جاتا ہے۔ ”کیونکہ ہماری سپر خداوند کی طرف سے ہے اور ہمارا بادشاہ اسرائیل کے قدوس کی طرف سے ہے۔“

۸۹: ۱۹ اِس کے بعد ایتان اُس عہد کو بیان کرتا ہے جو یہوواہ نے داؤد کے ساتھ باندھا

(آیات ۱۹-۳۷)۔ کئی سال قبل خدا اپنے وفادار بندہ سے رویا میں ہم کلام ہوا تھا۔ مقدسوں سے مراد شاید سموئیل (۱۔ سموئیل ۱۶: ۱-۱۲)، ناتن (۲۔ سموئیل ۷: ۱-۱۷)، یا یہوواہ کا خادم خداوند یسوع مسیح ہو۔ اُس نے مفت فضل کا ایک غیر مشروط عہد باندھا، ایک زبردست کی تاجپوشی کی اور اُسے قوم میں سے چن کر سرفراز کیا۔ داؤد کے بارے میں اُن بہت سے بیانات میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم داؤد کے بعد آنے والے مسیح بادشاہ کو دیکھتے ہیں۔

۸۹: ۲۰-۲۴ یہوواہ نے سموئیل کے ذریعے داؤد کو اُس کے بھائیوں میں سے منتخب کیا اور بادشاہ بنانے کے لئے مقدّس تیل سے اُسے مسح کیا۔ اِس عہد میں یہ ضمانت دی گئی کہ خدا کا ہاتھ ہمیشہ داؤد پر ہو گا اور اُس کے تخت کے وارثوں کو تحفظ کے لئے اُس کا ہاتھ تمام مطلوبہ مدد فراہم کرے گا۔ اُس بادشاہ کے دشمن اُس پر جبر نہیں کر سکیں گے اور نہ شریر اُسے ستا سکیں گے۔ خدا نے اِس امر کی بھی ضمانت دی کہ وہ اُس کے دشمنوں کو کچل ڈالے گا اور اُس سے عداوت رکھنے والوں کو مارے گا۔ خداوند کی وفاداری اور شفقت اُس کے ساتھ رہیں گی اور داؤد کا گھرانا اُس سے قوت حاصل کرے گا۔

۸۹: ۲۵ ابرہام سے وعدہ کے مطابق (پیدائش ۱۵: ۱۸) بادشاہت کی حتمی سرحدیں بحیرہ روم سے دریائے فرات تک ہوں گی۔ پیدائش ۱۵ باب میں لکھا ہے کہ دریائے مصر سے دریائے فرات تک۔ چونکہ دریائے مصر بحیرہ روم میں گر جاتا ہے، اِس لئے سرحدیں وہی ہیں۔

۸۹: ۲۶-۲۷ داؤد تسلیم کرے گا کہ یہوواہ اُس کا باپ، اُس کا خدا اور اُس کی نجات کی چٹان ہے اور خدا اُسے اپنا پہلوٹھا اور دُنیا کا شہنشاہ بنائے گا۔

لفظ ”پہلوٹھا“ کا بعض اوقات یہ مطلب ہے کہ وقت کے لحاظ سے پہلے جیسے جب مریم کا پہلوٹھا بیٹا پیدا ہوا (لوقا ۲: ۷)۔ لیکن داؤد کے سلسلے میں یہ مطلب اخذ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ تو یسی کا آخری یعنی سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ یہاں اِس کا مطلب ہے عہدہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اوّل، جیسا کہ آیت کے باقی ماندہ حصے میں بیان کیا گیا ہے: ”اور دُنیا کا شہنشاہ۔“ جب پولس رسول یسوع کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ ”تمام مخلوقات سے

پہلے مولود” (کلسیوں ۱:۱۵) تو اِس کا بھی یہی مطلب ہے۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یسوع مخلوقات میں سب سے پہلے خلق کیا گیا، جیسا کہ بعض فرقے تعلیم دیتے ہیں، بلکہ تمام مخلوقات اُس کے تحت ہیں۔

۸۹: ۲۸، ۲۹ کوئی شے بھی داؤد سے خدا کی محبت کو تبدیل نہیں کر سکے گی اور کوئی شے اُس کے باندھے ہوئے عہد کو متاثر نہیں کر سکے گی۔ داؤد کا تخت ہمیشہ قائم رہے گا، اور اُس کی شاہی نسل ابد تک قائم رہے گی۔

۸۹: ۳۰-۳۲ اگر داؤد کے فرزند گناہ کریں تو یہ عہد اُنہیں سزا سے مستثنیٰ نہیں رکھے گا۔ شریعت کی خلاف ورزی کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دیا جائے گا۔ تواریخی طور پر یہ وقوع پذیر ہو چکا ہے۔ داؤد کی نسل یہوداہ سے بے وفا ہو گئی اور اُس نے اُنہیں بابلی اسیری کی چھڑی اور کوڑوں سے سزا دی۔

۸۹: ۳۳ تاہم عہد ابھی تک قائم ہے اور گو کچھ عرصہ کے لئے بادشاہت ختم ہو گئی اور یروشلیم میں کوئی بادشاہ حکمرانی نہیں کرتا تھا، تاہم خدا نے شاہی نسل کو معجزانہ طور پر محفوظ رکھا اور اپنے ٹھہرائے ہوئے وقت پر اِس بادشاہت کو پھر قائم کیا۔

۸۹: ۳۴-۳۷ بڑے زور دار الفاظ سے خدا یاد دلاتا ہے کہ وہ اپنے عہد کو نہیں توڑے گا اور اپنے عزم کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ داؤد کے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کرے گا۔ داؤد کی نسل ہمیشہ قائم رہے گی اور جب تک آسمان میں چاند اور سورج قائم ہے، اُس کا تخت قائم رہے گا۔

۸۹: ۳۸، ۳۹ ظاہری طور پر تو شاید یہ معلوم ہو کہ خدا داؤد کے ساتھ باندھے ہوئے عہد کو بھول چکا ہے۔ بابلیوں نے یہوداہ پر حملہ کیا اور اُنہیں اسیر کر کے لے گئے۔ اُس وقت سے اِس دن تک کوئی بھی داؤد کے تخت پر نہیں بیٹھا تھا۔ لیکن خدا نہیں بھولا تھا۔ دو ہزار سال قبل یسوع مسیح داؤد بادشاہ کے شہر میں پیدا ہوا۔ چونکہ وہ یوسف کا لے پالک بیٹا تھا اور یوسف کا براہِ راست یہوداہ کے بادشاہوں سے تعلق تھا، اِس لئے یسوع کا اُس کے

ذریعے داؤد کے تخت پر قانونی حق تھا (متی پہلا باب)۔ یسوع مریم کا حقیقی بیٹا تھا۔ مریم بھی داؤد کی نسل سے تھی، اِس لئے ہمارا خداوند داؤد کی نسل سے ہے (لوقا ۳: ۲۳-۳۸)۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح میں اِس عہد کی تکمیل ہو گئی ہے۔ داؤد کا تخت اُس کے ذریعے قائم و دائم ہے، اور چونکہ وہ ابد تک زندہ ہے، اِس لئے داؤد کے تخت پر اُس کی نسل قائم رہے گی۔ ایک دن شاید بہت جلد وہ داؤد کے تخت پر مسند نشین ہونے کے لئے آئے گا اور داؤد کے عظیم ترین بیٹے کی حیثیت سے حکمرانی کرے گا۔

لیکن ایتان یہ سب کچھ نہ دیکھ سکا۔ اُسے تو یہی دکھائی دیتا تھا جیسے کہ یہ عہد بالکل ختم ہو چکا ہے۔ وہ شکایت کرتا ہے کہ خدا نے شاہی نسل کو رد کر کے ترک کر دیا ہے۔ وہ اُس بادشاہ سے ناراض ہے جسے اُس نے مسح کیا تھا۔ ایتان تو یہی سمجھتا تھا کہ خدا نے داؤد کے ساتھ اپنے وعدہ کو قائم نہیں رکھا، اُس عہد کو رد کر دیا اور اُس کے تاج کو خاک میں ملا دیا ہے۔ ایتان دلی طور پر جانتا تھا کہ خدا اپنے وعدہ سے انحراف نہیں کر سکتا، لیکن تمام ظاہری حالات سے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔

۸۹: ۴۰-۴۵ یروشلیم کی فصیلوں میں شگاف پڑے تھے اور قلعے برباد ہو چکے تھے۔ مسافر اِس غیر محفوظ شہر کو لوٹتے تھے اور اُن کے غیر اقوام پڑوسی یہوداہ کی مصیبت پر ہنستے تھے۔ اسرائیل کے سارے دشمن حاوی تھے اور وہ اپنی فتح پر خوش تھے۔ خدا کی قوم کے ہتھیار جنگ میں بے کار ثابت ہوئے اور اُن کے سپاہی دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بادشاہ کو معزول کر دیا گیا اور اُس کے تخت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ ندامت اور شرم سے وہ وقت سے پہلے بوڑھا دکھائی دینے لگا۔

۸۹: ۴۶-۴۸ جس خدا نے عہد باندھا، یوں لگتا ہے کہ وہ اپنے لوگوں سے چھپ گیا ہے۔ اُن کے خلاف اُس کا غصہ بھڑک رہا تھا۔ ”کب تک؟“ ایسی فریاد ہے جو آسمان تک پہنچتی ہے۔ ایتان خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ یاد رکھے کہ اُس نے کس قدر انسانی زندگی کے دن مختصر مقرر کئے ہیں، انسان کس قدر کمزور ہے اور وہ کس قدر بے وقعت اور بے معنی ہے۔ ہر شخص کی موت یقینی ہے اور قبر کی قوت بالآخر اُس پر حاوی ہو جائے گی۔

ایتان کی نسبت ہماری بہتر اُمید ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سب نہیں مریں گے، بلکہ سب بدل جائیں گے جب خداوند یسوع اپنی کلیسیا کو آسمان پر لے جانے کے لئے واپس آئے گا (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۵۱؛ ۱۔تھسل ۴: ۱۳-۱۸)۔ لیکن یہ باتیں عہدِعتیق کے مقدسین میں چھپی ہوئی تھیں۔

۸۹: ۴۹-۵۱ ایتان کی التجا میں جرأت اور اصرار ہے۔ وہ پوچھتا ہے کہ خدا کی شفقت کو کیا ہوا جو اُس نے ہر ممکن طریقہ سے داؤد پر ظاہر کی۔ وہ بڑی شدت سے اسرائیل کے دشمنوں کے طعنوں کو محسوس کرتا ہے کہ وہ کس طرح ایتان کی بے عزتی کرتے ہیں اور جلاوطن بادشاہ کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

۸۹: ۵۲ لیکن اختتامی آیت میں ایمان فتح مند ہے۔ گو ایتان کو اپنی پریشانی کا کوئی جواب نہیں ملا، تو بھی وہ یہوواہ کو مبارک کہہ سکتا ہے۔ لگتا ہے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے، ”اے خداوند! مَیں سمجھ نہیں سکتا لیکن تو بھی میرا تجھ پر بھروسا ہے۔“ چنانچہ وہ اپنی دعا کو خوشی کے الفاظ سے ختم کرتا ہے: ”خداوند ابدالآباد مبارک ہو! آمین ثم آمین۔“

چوتھی کتاب (زبور ۹۰-۱۰۶)

زبور ۹۰: ماتم کرنے والے کا گیت

تصور کریں کہ سینا کے بیابان کا منظر ہے۔ وہ وقت گزر چکا ہے جب جاسوس قادس برنیع میں اپنی منفی رپورٹ کے ساتھ واپس آئے تھے۔ نتیجے میں لوگ ابھی تک بیابان میں چکر لگا رہے ہیں۔ اِس سفر میں وہ کسی مقام تک نہیں پہنچیں گے۔

ہر روز کوئی نہ کوئی خبر رساں موسیٰ کے خیمہ میں اموات کی تازہ رپورٹ لے کر آتا ہے۔ اموات، اموات، اموات اور مزید اموات۔ بیابان ایک وسیع قبرستان دکھائی دیتا ہے۔ ہر بار جب لشکر کوچ کرتا ہے، وہ اپنے پیچھے ایک قبرستان چھوڑ جاتے ہیں۔

اِس دن مردِ خدا موسیٰ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اموات کے باعث وہ شدتِ غم سے اپنے خیمہ میں واپس آتا ہے اور زمین پر منہ کے بل گر کر خدا سے یہ دعا کرتا ہے۔

۹۰:۱،۲ فنا اور دُنیا کی ناپائیداری کے اِن حالات میں وہ سب سے پہلے خدا کی ابدیت میں سکون حاصل کرتا ہے۔ ہر شے ختم ہو جاتی ہے لیکن خدا لاتبدیل ہے۔ وہ اپنے لوگوں کے لئے گھر اور پناہ گاہ ہے۔ ازل سے ابد تک وہ اپنی ذات یعنی حکمت، قدرت، پاکیزگی، انصاف، نیکی اور سچائی میں لامحدود، ابدی اور لاتبدیل ہے۔

۹۰:۳،۴ خدا کے مقابلے میں جو ازلی و ابدی ہے انسانی زندگی بہت مختصر ہے۔ یوں لگتا ہے کہ خدا متواتر یہ حکم جاری کرتا رہتا ہے ''خاک میں لوٹ آؤ'' اور قبر تک کا یہ سفر ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اُس ازلی و ابدی خدا کے نزدیک گرے ہوئے انسان کی زندگی کا بنیادی دورانیہ اگر ہزار برس بھی ہو تو یہ کل کے دن یا نیند کی جھپکی سے زیادہ نہیں ہے۔

۹۰:۵،۶ موسیٰ کے نزدیک بھی انسانی زندگی محض نیند کی جھپکی تھی۔ پتہ نہیں چلتا کہ وقت کتنی تیزی سے گزر رہا ہے۔ زندگی گھاس کی مانند ہے جو صبح کے وقت تازہ اور سرسبز ہوتی ہے، لیکن شام کے وقت مرجھا کر سوکھ جاتی ہے۔ یہ اُگتی، بڑھتی، اُڑ جاتی، کٹ جاتی اور ختم ہو جاتی ہے۔

۹۰:۷-۱۰ گو ہر طرح کی موت گناہ کے داخل ہونے کا نتیجہ ہے، لیکن موسیٰ محسوس کرتا ہے کہ جو کچھ صحرا میں ہو رہا ہے، یہ خدا کی طرف سے خصوصی سزا ہے۔ تمام سپاہی جو مصر سے نکلتے وقت بیس برس یا اِس سے اوپر کی عمر کے تھے، کنعان پہنچنے سے قبل مر جائیں گے۔ ماتم کے نشانات اِس بات کی علامت تھے کہ خدا اپنے لوگوں سے ناراض ہے، کیونکہ اُنہوں نے یشوع اور کالب کی حوصلہ افزا رپورٹ سن کر کنعان میں داخل ہونے کے بجائے بے ایمان جاسوسوں کا ساتھ دیا تھا۔ اُن کی بدکاریاں اور پوشیدہ گناہ ہمیشہ اُس کے سامنے تھے اور یہ اُس کے لئے مسلسل بیزاری کا سبب تھا۔ نتیجے میں بنی اسرائیل اُس کے غضب کے تحت زندگی بسر کر رہے تھے اور اُس کے قہر کی موجوں کے تھپیڑے کھا رہے تھے۔ بے شک بعض اُس کی طرف سے مقرر کردہ عمر ستر سال تک زندہ رہیں گے اور بعض اِس سے زیادہ یعنی اَسی سال کی زندگی پائیں گے۔ لیکن اُن کے لئے بھی زندگی محض مشقت ہے۔ ایک کے بعد دوسرا غم جھیلنا پڑتا ہے۔ بعض چھوٹے سے چھوٹے کام

محنت طلب ہیں۔ جلد ہی دل کی دھڑکن بند ہو جاتی ہے اور ایک اَور شخص صفحۂ ہستی سے غائب ہو جاتا ہے۔

۹۰: ۱۱، ۱۲ مردِ خدا، خدا کی قدرت کے سامنے مرعوب اور خوف زدہ کھڑا ہے۔۔ اُس کی قدرت کے سامنے جو غصہ سے بیدار ہو چکی ہے۔ کون اُس کی خاطر خواہ تعظیم کر سکتا ہے، اگر اُس کے قہر کی شدت پر غور کیا جائے؟ ایک بات یقینی ہے۔ لازم ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ایک ایک دن کی قدر جانیں اور ہر روز خدا کی اِس طرح فرماں برداری کریں کہ اِس کا ابدیت کے لئے شمار ہو۔

۹۰: ۱۳، ۱۴ موسیٰ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ شفقت سے اپنے لوگوں کی طرف رجوع کرے۔ کیا وہ ہمیشہ غصے رہے گا؟ کیا وہ جلدی اُن پر رحم کر کے اُنہیں آسودہ نہیں کرے گا تاکہ وہ اپنی زندگی کے باقی ماندہ دن خوشی وخرمی سے گزار سکیں؟

۹۰: ۱۵، ۱۶ اب موسیٰ التجا کرتا ہے کہ جتنے سال بنی اسرائیل نے دُکھ اور مصیبت برداشت کی، اُتنے سال اُنہیں خوشی و شادمانی عطا کرے۔ وہ پہلے ہی اُس کی نازل کردہ سزاؤں میں اُس کی قوت کا اظہار دیکھ چکے تھے۔ اب وہ خداوند سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کا دوسرا پہلو ظاہر کرے یعنی فضل کے کام۔

۹۰: ۱۷ بالآخر شفاعت کنندہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اپنی برگزیدہ قوم پر کرم کر کے اُن کی کاوشوں میں اُنہیں بارور کرے۔ ”ہاں ہمارے ہاتھوں کے کام کو قیام بخش۔“

روایتی طور پر اکثر زبور ۹۰ کی مسیحی جنازوں پر تلاوت کی جاتی ہے۔ اِس لئے کہ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہماری زندگی مختصر ہے اور کہ ہم ہر لمحہ کی قدر و قیمت جانیں۔ لیکن اِس زبور میں عہدِ جدید کے دَور کی تسلی اور یقین دہانی کا ذکر نہیں ملتا۔ ”مسیح یسوع نے زندگی اور بقا کو اُس خوش خبری کے وسیلہ سے روشن کر دیا“ (۲۔تیم ۱: ۱۰)۔ ہم جانتے ہیں کہ مرنا نفع ہے، یہ بدن سے علیحدہ ہو کر مسیح کے ساتھ رہنا ہے۔ چنانچہ اِس زبور کا تاریک اور مایوس کن نظریہ ایماندار کی مسیح میں اُمید کی فتح اور خوشی سے بدل جاتا ہے، کیونکہ اب موت کا ڈنک جاتا رہا اور موت فتح کا لقمہ ہو گئی۔

زبور ۹۱: میرا زبور

۱۹۲۲ء مین ایک پانچ سالہ لڑکا قریب الموت تھا۔ گلے کی نالیوں کی تکلیف سے اُس کے لئے سانس لینا بہت دشوار تھا۔ اُس کی مسیحی ماں نے اپنا منہ دوسری طرف کر لیا تاکہ وہ اپنے بیٹے کے آخری سانس کا منظر نہ دیکھ سکے۔ عین اُسی لمحہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ساتھ والے گاؤں سے اُس کا دیور اندر داخل ہوا۔ اُس نے بتایا، ''مَیں یہ بتانے آیا ہوں کہ آپ کو بچے کے بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، وہ صحت یاب ہو گا اور ایک دن خداوند اُس کی روح کو بھی نجات دے گا۔'' ماں گھبرا گئی اور اس گھبراہٹ میں بے اعتقادی بھی تھی۔ ''آپ کس بنا پر یہ کہہ رہے ہیں؟'' تب اُس نے بتایا کہ وہ گھر میں بیٹھا زبور ۹۱ پڑھ رہا تھا کہ خدا واضح طور پر آخری تین آیات کے ذریعے اُس سے ہم کلام ہوا:

> ''چونکہ اُس نے مجھ سے دل لگایا ہے اِس لئے مَیں اُسے چھڑاؤں گا
> مَیں اُسے سرفراز کروں گا کیونکہ اُس نے میرا نام پہچانا ہے۔
> وہ مجھے پکارے گا اور مَیں اُسے جواب دوں گا۔
> مَیں مصیبت میں اُس کے ساتھ رہوں گا۔
> مَیں اُسے چھڑاؤں گا اور عزت بخشوں گا۔
> مَیں اُسے عمر کی درازی سے آسودہ کروں گا اور اپنی نجات اُسے دکھاؤں گا۔''

وہ لڑکا مَیں تھا۔ اُس رات خدا نے مجھے موت سے رہائی دی۔ اُس نے تیرہ سال بعد میری روح کو نجات دی اور مجھے طویل زندگی سے آسودہ کیا۔ چنانچہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مَیں کیوں زبور ۹۱ کو ''میرا زبور'' کہتا ہوں۔

یہ مسیح کے متعلق زبور ہے۔ اِس کی بنیادی تفسیر کا تعلق ہمارے عظیم خداوند یسوع سے ہے اور ہم اِسی نقطۂ نظر سے اِس کا مطالعہ کریں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم اِس کے قیمتی وعدوں کا اپنی ذات پر بھی اطلاق کریں گے۔

۹۱: ۱-۲ صرف یسوع ہی وہ واحد شخص ہے جو نمایاں طور پر حق تعالیٰ کے پردہ میں رہا اور

جس نے قادرِ مطلق کے سایہ میں سکونت کی۔ اُس کی مانند کبھی کوئی زندگی نہ تھی۔ وہ حتمی اور مسلسل طور پر اپنے باپ خدا کی رفاقت میں رہا۔ اُس نے اپنی مرضی سے کبھی کوئی کام نہ کیا اور اُس نے صرف وہی کام کئے جو باپ کی مرضی کے مطابق تھے۔ گو وہ کامل خدا تھا، لیکن وہ کامل انسان بھی تھا اور اُس نے اِس دُنیا میں کلی طور پر خدا پر تکیہ کرتے ہوئے زندگی گزاری۔ بلا جھجک وہ اپنی آنکھیں اوپر اُٹھا کر کہہ سکتا تھا، ”مَیں خداوند کے بارے میں کہوں گا وہی میری پناہ اور میرا گڑھ ہے۔ وہ میرا خدا ہے جس پر میرا توکل ہے۔“

۹۱:۳ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آیات ۳-۱۳ میں روح القدس کی آواز سنائی دیتی ہے جو خداوند یسوع کو بہت زیادہ تحفظ کی یقین دہانی کراتا ہے۔ کامل بھروسے کی زندگی کے باعث یہ تحفظ اُس کا بخرہ تھا۔ اِس تحفظ کی کیا ضمانتیں ہیں؟

پوشیدہ خطرات سے مخلصی -- صیاد کے پھندے سے مراد دشمن کا بدی کا منصوبہ ہے، جو بے خبر کو پھانس لیتا ہے۔

۹۱:۴ **قادرِ مطلق میں پناہ** -- خدا کی گداز اور شخصی محبت اُس مادہ پرندے کی مانند ہے جو اپنے بچوں کو چھپا لیتی ہے۔

خدا کی وفاداری میں تحفظ -- اُس کے وعدے یقینی ہیں۔ اُس نے جو کچھ کہا ہے اُسے پورا کرے گا۔ یہ ایماندار کی ڈھال اور سپر ہے۔

۹۱:۵ **خوف سے آزادی** -- چار طرح کے خطرات کا ذکر کیا گیا ہے جو عموماً خوف اور ڈر کا باعث بنتے ہیں:

رات کے اندھیرے میں حملہ بہت زیادہ خوف ناک ہوتا ہے کیونکہ پتہ نہیں چلتا کہ حملہ کہاں سے ہوا ہے۔ اُڑنے والے تیر کو لغوی معنوں میں تصور کر لیں، یا اِسے علامتی طور پر شریروں کے بہتان اور الزام تراشیاں خیال کر لیں۔

۹۱:۶ وبا جو اندھیرے میں چلتی ہے، کی بھی لغوی اور علامتی طور پر تشریح کی جا سکتی ہے۔ کئی طرح کی بیماریاں وہاں بڑھتی ہیں جہاں سورج کی روشنی نہیں پہنچتی اور اخلاقی بُرائی بھی تاریکی میں نشوونما پاتی ہے۔

ہلاکت جو دوپہر کو ویران کرتی ہے، کی وضاحت نہیں کی گئی ہے۔ اِسے ایسے ہی سمجھنا بہتر ہو گا۔

۹۱: ۷، ۸ **قتل و غارت کے درمیان تحفظ** --- جہاں اجتماعی طور پر قتل و غارت ہو رہی ہے، خداوند کا محبوب وہاں بھی محفوظ ہو گا۔ جب شریروں کو سزا ملے گی تو وہ محض تماشائی ہو گا اور اُسے کسی طرح سے نقصان نہیں پہنچے گا۔

۹۱: ۹، ۱۰ **مصیبت میں تحفظ کی یقین دہانی** --- چونکہ نجات دہندہ نے قادرِ مطلق کو اپنی سکونت اور پناہ گاہ بنایا، اِس لئے اُس پر کسی طرح کی آفت نہیں آئے گی اور کسی طرح کی وبا بھی اُس کے نزدیک نہیں آئے گی۔

۹۱: ۱۱، ۱۲ **فرشتوں کے حفاظتی دستہ کے ذریعے محافظت** --- یہ وہ حوالہ ہے جو ابلیس نے خداوند یسوع کے لئے اقتباس کیا جب وہ اُسے آزماتے ہوئے ہیکل کے کنگرے سے اپنے آپ کو گرانے کے لئے کہہ رہا تھا (لوقا ۴: ۱۰، ۱۱)۔ یسوع نے اِن آیات کے اپنے اوپر اطلاق کا انکار نہ کیا، لیکن اُس نے اِس بات سے انکار کیا کہ اِن آیات کو خدا کو آزمانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ خدا نے اُسے نہ بتایا کہ وہ ہیکل پر سے چھلانگ لگا دے۔ اگر نجات دہندہ چھلانگ لگا دیتا، تو وہ خدا کی مرضی کے خلاف عمل کرتا۔

۹۱: ۱۳ **شیر اور اژدہا پر فتح** --- یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ ابلیس اِس آیت تک پہنچنے سے قبل ٹھہر گیا۔ اگر وہ اِس کا اقتباس کرتا تو وہ اپنے انجام کا بیان کرتا۔ کتابِ مقدس میں ابلیس کو گرجنے والے شیر (۱۔ پطرس ۵: ۸) اور پرانے سانپ (مکاشفہ ۱۲: ۹) کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ شیر سخت تشدد اور ایذا رسانی کرتا ہے، سانپ دھوکا دہی اور تباہی کرتا ہے۔

یوں روح القدس نے ابنِ آدم کو اُس کی زمین پر فرماں برداری اور کامل اعتماد کی وجہ سے نو طرح کی ضمانتیں دی ہیں۔ اب خدا باپ چھ بار اِن ضمانتوں کی تصدیق کرتا ہے۔

۹۱: ۱۴ ”چونکہ اُس نے مجھ سے دل لگایا ہے اِس لئے مَیں اُسے چھڑاؤں گا۔ مَیں اُسے سرفراز کروں گا کیونکہ اُس نے میرا نام پہچانا ہے۔“

۹۱: ۱۵ ”وہ مجھے پکارے گا اور مَیں اُسے جواب دوں گا۔ مَیں مصیبت میں اُس کے ساتھ رہوں گا۔“

”مَیں اُسے چھڑاؤں گا اور عزت بخشوں گا۔“

۹۱: ۱۶ ”مَیں اُسے عمر کی درازی سے آسودہ کروں گا اور اپنی نجات اُسے دکھاؤں گا۔“

زبور نویس تو یہ کچھ کہتا ہے۔ لیکن ٹھہریئے! ہم مسیح کے تحفظ کے وعدوں کو اِس حقیقت سے کیسے ہم آہنگ کریں کہ لوگوں نے بالآخر اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا؟ اور اگر ہم اِس زبور کا دَورِ حاضر کے ایمانداروں پر اطلاق کریں، تو یہ اِس حقیقت سے کہاں تک ہم آہنگ ہے کہ ان میں سے بہت سے بیمار ہیں، کسی جنگ میں مر جاتے ہیں یا کسی حادثے میں جاں بحق ہو جاتے ہیں؟

اِس کا کسی حد تک تو یہ جواب ہے: جو شخص یہوواہ پر توکل رکھتا ہے، جب تک اُس کا کام ختم نہیں ہو جاتا تب تک وہ لافانی ہے۔ یسوع نے بھی اپنے شاگردوں کو یہی بات بتائی۔ جب اُس نے یہودیہ کو واپس جانے کے لئے کہا تو شاگردوں نے کہا:

> اے ربی! ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تُو پھر وہاں جاتا ہے؟ یسوع نے جواب دیا کیا دن کے بارہ گھنٹے نہیں ہوتے؟ اگر کوئی دن کو چلے تو ٹھوکر نہیں کھاتا کیونکہ وہ دُنیا کی روشنی دیکھتا ہے۔ لیکن اگر کوئی رات کو چلے تو ٹھوکر کھاتا ہے کیونکہ اُس میں روشنی نہیں (یوحنا ۱۱: ۷-۱۰)۔

خداوند جانتا تھا کہ جب تک اُس کا کام ختم نہ ہو جائے، یہودی اُسے چھو بھی نہیں سکتے اور یہ بات ہر ایک ایماندار پر بھی صادق آتی ہے۔

عین ممکن ہے کہ خدا اِس زبور کی کسی آیت کے وسیلے سے خصوصی اور شخصی طور پر بھی ایماندار سے ہم کلام ہو۔ اگر وہ ہم کلام ہو تو ایماندار اِس میں درج وعدے کا مطالبہ کرتے ہوئے اُس پر بھروسا کر سکتا ہے۔ شروع میں بیان کیا گیا واقعہ اِس کی وضاحت کرتا ہے۔

بالآخر عمومی طور پر یہ بھی سچ ہے کہ جو شخص خداوند پر بھروسا رکھتا ہے، اُسے اپنے تحفظ کا یقین ہے۔ ہم اکثر مستثنیات پر زیادہ زور دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ عمومی اصول تو اب بھی سچ ہے کہ خداوند کی ذات میں تحفظ ہوتا ہے۔

زبور ۹۲: علمِ نباتات سے ایک سبق

۹۲: ۱-۵ کوئی شخص بھی اِس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ خداوند کا شکر کرنا بھلا ہے۔ یہ اِن معنوں میں بھلا ہے کہ خداوند اِس شکرگزاری کا مستحق ہے۔ یہ شکرگزاری کرنے والے اور اِس کے سننے والے کے لئے بھی بھلا ہے۔ حق تعالیٰ کے نام کی مدح سرائی کرنا نہایت ہی مناسب عمل ہے۔ شکرگزاری کے لئے نو موضوعات ختم ہونے میں نہیں آتے۔ صبح کے وقت اُس کی شفقت کا اِظہار ایک لامتناہی موضوع ہے اور رات کے پہروں میں انسان کو مصروف رکھنے کے لئے اُس کی وفاداری پر غور کرنا کافی ہے۔ دس تار والے ساز، بربط اور ستار پر گونجتی آواز کے ساتھ گیت کی خوبصورتی بڑھائیں۔ تخلیق، پروردگاری اور مخلصی کے عجیب و غریب کاموں کے لئے جس قدر بھی شیریں موسیقی ہو، خداوند کی شکرگزاری اور مدح سرائی کے لئے کم ہے۔

۹۲: ۶-۹ لیکن یہ توقع نہ رکھیں کہ جسمانی شخص بھی خدا کی گہری باتوں کو سمجھ لے گا۔ وہ اُنہیں نہیں سمجھ سکتا کیونکہ ”وہ روحانی طور پر پرکھی جاتی ہیں“ (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۴)۔ جہاں تک الٰہی حقیقتوں کا تعلق ہے، خواہ وہ دنیوی علوم میں کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو، وہ کند ذہن اور احمق ہے۔ وہ اِس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے کہ کائنات میں مقررہ اخلاقی قوانین شریر کی تباہی کا تعین کرتے ہیں۔ گو وہ وقتی طور پر پھلے پھولے، تاہم اُس کی کامیابی تھوڑے عرصہ کے لئے ہے جس طرح گھاس بہت جلد سوکھ جاتی ہے۔ جیسے خداوند یقینی طور پر ابد تک سربلند ہے، ویسے ہی اُس کے دشمن یقینی طور پر پراگندہ ہو کر برباد ہو جائیں گے۔

۹۲: ۱۰، ۱۱ اِس بات کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ خدا راست باز کے سینگ کو جنگلی سانڈ کے سینگ کی مانند بلند کرتا ہے، یعنی وہ اپنے لوگوں کو قوت اور عزت دیتا ہے۔ وہ اپنے وفادار لوگوں کو تازہ تیل سے مسح کرتا ہے جو روح القدس کی پُرفضل خدمت کی علامت ہے۔ آخری باب کے لکھے جانے تک، خدا کے مقدسین نے اپنے دشمنوں کی موت کو دیکھ لیا ہو گا اور اُن کے انجام کے طویل ماتم کی آواز کو سن لیا ہو گا۔

۹۲: ۱۲-۱۵ صادق کی ترقی و خوش حالی کا لبنان کے دیودار اور کھجور کے درخت سے موازنہ کیا گیا ہے۔ کھجور کا درخت خوبصورتی اور پھل دار ہونے کی اور دیودار قوت اور دوام کی علامت ہے۔ ایمانداروں کی بہت زیادہ ترقی کا راز یہ ہے کہ وہ خداوند کے گھر میں لگائے گئے ہیں اور وہ ہمارے خدا کی بارگاہوں میں سرسبز ہوں گے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہر روز خداوند کی رفاقت میں رہتے ہیں اور اُس سے قوت اور تازگی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ عمر اُن کے پھل دار ہونے کی قوتوں کو متاثر نہیں کرتی۔ وہ مسلسل روحانی زندگی کی قوت حاصل کرتے رہتے ہیں اور اُن کی گواہی ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ اُن کی ترقی اِس بات کی شہادت ہے کہ خداوند اپنے وعدوں کو پورا کرنے میں سچا ہے۔ وہ قابلِ بھروسا چٹان ہے اور اُس کی ذات کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر تکیہ نہ کیا جا سکے۔

شریروں کا گھاس (آیت ۷) اور صادقوں کا تر و تازہ اور سرسبز درخت (آیت ۱۴) سے موازنہ کیا گیا ہے۔ شریر مرجھا اور بکھر جاتے ہیں لیکن صادق قوت پر قوت پاتے جاتے ہیں۔ روحانی نباتات کے علم کا یہ اصول ہے۔

زبور ۹۳: ابدی بادشاہ اور اُس کا ابدی تخت

۹۳: ۱-۲ جب یسوع کی خداوند کی حیثیت سے تاجپوشی ہو گی، تو اُس وقت گائے جانے والے گیت سب تیار ہیں --- اور یہ اُن میں سے ایک ہے۔ یہ اُس جلالی دن کی خبر دیتا ہے جب اسرائیل کا مسیح اپنی بادشاہت کا اعلان کرے گا۔ اپنی پہلی آمد کے وقت کی انکساری کے مقابلے میں وہ قدرت سے ملبس ہو گا۔ وہ کھلے عام اپنے آپ کو قدرت سے ملبس کرے گا جس کی دنیا پر حکومت کے لئے ضرورت ہو گی۔ اُس وقت دُنیا کے حالات مضبوط اور پائیدار بنیادوں پر اُستوار ہوں گے اور اِس میں کسی طرح کی سیاسی اور اخلاقی ابتری نہیں ہو گی۔

بے شک یہوواہ کے تخت کا وجود ہمیشہ سے قائم رہا ہے، لیکن یہ اِس قدر واضح نہیں رہا۔ چونکہ بادشاہ بذاتِ خود ابدی ہے اور اُس کے اختیار کا کوئی شروع نہیں اِس لئے اِس کا اختتام نہیں ہو گا۔

۹۳: ۳-۴ جب زبور نویس سیلابوں اور زبردست موجوں کی بات کرتا ہے، تو وہ غیر

اقوام کی بات کر رہا ہے جنہوں نے اُس کی برگزیدہ قوم کا عرصہ دراز سے استیصال کر رکھا ہے۔ جب وہ حکومت کرنے کے لئے آئے گا تو وہ اُس کے خلاف سازشیں کریں گی۔ لیکن اُن کی کوششیں بے معنی اور مختصر عرصہ کے لئے ہوں گی۔ گو وہ ڈرانے دھمکانے کے لئے شور کریں گی اور متکبرانہ انداز میں بولیں گی، لیکن اُن پر واضح ہو جائے گا کہ تخت نشین یہوواہ اُن کے سب اتحادوں اور ہر طرح کی مسلح افواج سے زور آور ہے۔

۵:۹۳ تب یہ ثابت ہو گا کہ خدا کا کلام سچا ہے اور اُس کے دشمنوں کی شکست اور اُس کی صداقت کی حکمرانی کے قیام سے متعلق تمام وعدے پورے ہوں گے۔ یروشلیم کی ہیکل ہر طرح کی برائی سے پاک صاف ہو جائے گی، کیونکہ جس کا یہ گھر ہے اُس کی ذات پاک اور قدوس ہے۔ ولیمز کہتا ہے:

> جب وہ حکمرانی کرے گا تو ہر شے پاک ہو گی اور اُس کی قدوسیت ہر ایک شے پر اثرانداز ہو گی جیسا کہ یسعیاہ ۱۸:۲۳؛ زکریاہ ۲۱،۲۰ :۱۴؛ مکاشفہ ۸:۴ میں پیش گوئی کی گئی ہے۔

زبور ۹۴: انتقام لینے والا خدا

آرتھر پنک لکھتا ہے:

> یہ جان کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ بہت سے مسیحی محسوس کرتے ہیں کہ اُنہیں خدا کے غضب کے لئے معذرت کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اِس مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں کہ خدا کا غضب اُس کی بھلائی سے ہم آہنگ نہیں ہے، اِس لئے وہ اِس تصور کو اپنے ذہن سے نکال دیتے ہیں۔ لیکن خدا یہ بتانے میں ندامت محسوس نہیں کرتا کہ غضب اور انتقام اُس کی ذات کا حصہ ہیں۔ خدا کا غضب ایک ایسی ہی الٰہی کاملیت ہے جیسے اُس کی وفاداری، قدرت اور رحم ہے ... خدا کی فطرت جہنم کو بھی اُتنا ہی ضروری متصور کرتی ہے جتنا کہ فردوس کو۔

۳-۱:۹۴ زبور ۹۴ میں ہم اسرائیل کے بقیہ کو یہ التجا کرتے ہوئے سنتے ہیں کہ آخری

ایام میں انتقام لینے والا خدا اپنے آپ کو ظاہر کرے کہ وہ بدی سے نفرت کرتا ہے۔ وقت آ چکا ہے کہ جہان کا انصاف کرنے والا خدا اپنی برگزیدہ قوم کے خلاف بُرے حکمرانوں کے جرائم کا بدلہ لے۔ پکار ”کب تک؟“ خاموش ہو جائے گی۔ شریروں کے شادیانے بہت جلد خاموش ہو جائیں گے۔

۹۴: ۴-۷ متکبر ظالموں کی برائیوں کو ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ اُن کی بکواس کو سن۔ وہ بڑا بول بولتے ہیں، یہ بدکردار کیسے لاف زنی کرتے ہیں۔ وہ یہوواہ کے لوگوں کو اپنے پاؤں تلے پیسے ڈالتے ہیں۔ وہ اُس کی شاہی میراث کو دُکھ دیتے ہیں۔ وہ لاچار و بے کس بیواؤں، معصوم پردیسیوں اور بے سہارا یتیموں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور اُن کا خیال یہ ہے کہ یعقوب کے خدا کو کوئی پروا نہیں کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

۹۴: ۸-۱۱ اُن احمقوں کی یہ کیسی سوچ ہے کہ خدا کو کچھ پتہ نہیں! اگر وہ انسانی جسم میں کان لگا سکتا ہے تو کیا اُس میں یہ قدرت نہیں کہ شریر جو کچھ کہتے ہیں اُسے سن سکے؟ کیا آنکھ کا خالق خود اندھا ہو گا کہ وہ نہ دیکھ سکے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اگر اُس میں یہ قدرت ہے کہ اُس نے قوموں کو تنبیہ کی جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے، تو کیا وہ اُنہیں تنبیہ نہیں کر سکتا جو اُس کی برگزیدہ قوم پر ظلم کر رہے ہیں؟ کیسے ممکن ہے کہ اُس کا علم اُس کی طرف سے انسان کو دیئے ہوئے علم سے کم ہو؟ حقیقت تو یہ ہے کہ خدا ہر ایک بات کو جانتا ہے۔ اُسے علم ہے کہ یہ کج رَو لوگ کیا کچھ سوچ رہے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اُن کے خیال باطل ہیں۔

۹۴: ۱۲-۱۵ ایمان مصیبت زدہ زبور نویس کو توفیق دیتا ہے کہ وہ دکھوں کو اِس نقطۂ نگاہ سے دیکھ سکے کہ یہ خدا کی طرف سے تعلیم کا ایک حصہ ہیں۔ خدا کی طرف سے یوں تنبیہ اور اُس کی شریعت کی تعلیم پانا ایک عظیم بات ہے۔ خداوند اُسے مصیبت کے دنوں میں آرام بخشتا ہے، جب تک شریر کے لئے گڑھا نہ کھودا جائے۔ وہ بالکل پُر اعتماد ہے کہ یہوواہ اپنے لوگوں کو کبھی ترک نہیں کرے گا اور نہ وہ اپنی میراث ہی کو جس سے وہ محبت کرتا ہے چھوڑے گا۔ بالآخر انصاف کو اِس کا مناسب مقام دیا جائے گا اور دیانت دار

لوگ دوسروں سے انصاف کریں گے اور اِس کے عوض انصاف پائیں گے۔

۹۴: ۱۶-۱۹ ایسے بھی حالات تھے جب زبور نویس پریشان تھا کہ بدکرداروں کی بہت زیادہ قوت کے خلاف کون اُس کا دفاع کرے گا۔ لیکن اُسے کبھی بھی تنہا نہ چھوڑا گیا۔ خداوند نے ہمیشہ اُس کی مدد کی ورنہ وہ بہت جلد شہرِخموشاں میں دفن کر دیا جاتا۔ جب کبھی محسوس ہوا کہ وہ لوگوں کے شدید حملوں میں پسپا ہو جائے گا تو اُسے یہ تجربہ حاصل ہوا کہ خداوند نے عجیب وغریب طریقہ سے اُسے سنبھال لیا۔

۹۴: ۲۰-۲۳ کیا یہوواہ اور اُن شریر حکمرانوں کے مابین کسی طرح کی رفاقت ہو سکتی ہے؟ کیا مسیح اور مخالفِ مسیح ایک ساتھ چل سکتے ہیں؟ کیا خداوند اُن لوگوں کی تصدیق کر سکتا ہے جو گناہ کو جائز قرار دینے کے لئے قوانین بناتے ہیں؟ سوال پوچھتے ہی اِس کا جواب ملتا ہے۔ طاقت کے نشے میں چور حکمران صادق کو قتل کرتے اور بے گناہ پر قتل کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ لیکن خداوند اپنے لوگوں کا قلعہ اور چٹان ہے جس میں وہ چھپ سکتے ہیں۔ وہ ناراست کو پورا پورا بدلہ دے گا۔ وہ اُن کی بدی کے بدلے میں اُنہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دے گا، ہاں وہ اُنہیں کاٹ ڈالے گا۔

زبور ۹۵: پرستش اور آگاہی

یہ زبور پرستش کے لئے بہت خوبصورت بلاہٹ کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ مصنف کے جوش وخروش میں شامل ہوئے بغیر اِسے پڑھنا مشکل ہے۔ (عبرانیوں ۴: ۷ میں اِس زبور کو داؤد سے منسوب کیا گیا ہے کیونکہ وہاں ”داؤد کی کتاب“ کا ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اِس سے مراد تمام مزامیر کا مجموعہ بھی ہو سکتا ہے۔ چونکہ داؤد نے بہت سے مزامیر لکھے تھے اِس لئے سب کو ”داؤد کی کتاب“ کہا جا سکتا تھا۔)

ہم اِن آیات میں روح القدس کی آواز سنتے ہیں جو بنی اسرائیل کے دُکھوں کے تاریک ایام میں اُنہیں یہوواہ کی پرستش کے لئے واپس بلا رہا ہے۔ لیکن ہم بھی اُس کی بلاہٹ کی آواز کو نظر انداز نہ کریں جو ہمیں بلا رہی ہے تا کہ ہم ہر ایک اُلجھانے والے بت سے محفوظ رہیں۔

یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ حقیقی پرستش کے لئے مختلف انداز استعمال کئے گئے ہیں۔ اِس میں گیت گانا شامل ہے، اِس میں اپنی نجات کی چٹان کے سامنے خوشی سے للکارنا شامل ہے، یعنی زمانوں کی اُس چٹان کے سامنے جس میں ہم پناہ لیتے ہیں۔ حقیقی عبادت اُس کی حضوری میں آنا اور جو کچھ اُس نے ہمارے لئے کیا ہے اُس کا اقرار اور شکرگزاری کرنا ہے۔ حقیقی پرستار اُس کے حضور ستائش کے زبور گاتا ہے۔

۹۵: ۳-۵ جیسے ہماری ستائشب کے منفرد انداز ہیں، بالکل ویسے ہی اِس کا موضوع بھی بہت وسیع ہے۔ خداوند کی شکرگزاری کریں کیونکہ وہ خدائے عظیم ہے (عبرانی۔ ایل یعنی قادرِ مطلق)۔ وہ بت پرستوں کے دیوتاؤں پر شاہِ عظیم ہے۔ زمین کے گہراؤ اُس کے قبضے میں ہیں۔ اِس کا مطلب ہے کہ یہ اُس کے ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیاں بھی اُس کی ہیں کیونکہ اُس نے اُنہیں بنایا۔ اُس نے وسیع سمندر کو خلق کیا اور اُس کے ہاتھوں نے براعظموں اور جزیروں کو بنایا۔

۹۵: ۶، ۷ الف اب پرستش کے لئے دوسری مرتبہ دعوت دی جاتی ہے اور یہ زیادہ شخصی اور قریبی تعلق کی حامل ہے۔ ہمیں اپنے خدا کے سامنے جھک کر سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ ہمارا خدا ہے۔ وہ تخلیق اور مخلصی کے تعلق سے ہمارا خدا ہے۔ وہ اچھا چرواہا ہے جس نے ہمارے لئے جان دی۔ اب ہم اُس کی چراگاہ کے لوگ اور اُس کی بھیڑیں ہیں جن کی وہ اپنے چھیدے ہوئے ہاتھوں سے محافظت اور راہنمائی کرتا ہے۔

۹۵: ۷ب-۹ آیت ۷ کے درمیان پرستش آگاہی میں بدل جاتی ہے۔ اب روح القدس کی آہ اور آرزو سنائی دیتی ہے:

> ”کاش کہ آج کے دن تم اُس کی آواز سنتے!“

باقی ماندہ آیات میں ہم یہوواہ کی آواز سنتے ہیں جو بے اعتقادی کی برائی کے خلاف اپنے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔ رفیدیم کے نزدیک مریبہ کے مقام پر پانی کی کمی کی شکایات نے خدا کو غصہ دلایا تھا (یہ وہی جگہ تھی جسے خروج ۱۷:۷ میں مسّہ کہا گیا)۔ قادس کے قریب ایک اور مریبہ نامی مقام پر موسیٰ نے چٹان سے کہنے کے بجائے اُسے مارا اور

یوں خدا کو غصہ دلایا (گنتی ۲۰: ۱۰-۱۲)۔ دونوں واقعات (ایک بیابانی سفر کے شروع میں اور دوسرا اختتام پر) لوگوں کی بے وفائی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اُن مقامات کے نام اُس بے وفائی کی یاد دلاتے ہیں: مریبہ کا مطلب بغاوت اور مسّہ کا مطلب آزمائش ہے۔ اگرچہ اُنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ خدا نے اُنہیں کس عظیم طریقے سے مصر سے نکالا، تاہم اُنہوں نے اُسے آزمایا اور اُس کا امتحان کیا۔

۹۵: ۱۰، ۱۱ غصہ دلانے والا یہ رویہ چالیس سال تک قائم رہا۔ بالآخر خدا کو یہ کہنا پڑا، ”مَیں نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دل آوارہ ہیں۔ اُنہوں نے تہیہ کر رکھا ہے کہ اُن کے لئے جو راہ مَیں نے مقرر کی ہے وہ اُس کی پروا نہ کریں۔ چنانچہ مَیں نے قسم کھائی ہے کہ وہ میرے آرام میں داخل نہ ہوں گے جس کا مَیں نے اُن کے لئے کنعان میں منصوبہ بنایا ہے۔“

یہ دلدوز پکار جس کا اطلاق اسرائیل پر ہوتا تھا، اِس کا عبرانیوں ۳: ۷-۱۱ میں اقتباس کیا گیا ہے۔ وہاں اِس کا اطلاق ہر اُس شخص پر ہے جو شریعت کی طرف واپس جا کر مسیح کو چھوڑ دے۔ اور یہ آخری ایام میں اسرائیل کے لئے آگاہی ہو گی کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں تو وہ خدا کے ہزار سالہ آرام میں داخل نہ ہو سکیں گے۔

بے اعتقادی ہر دَور میں لوگوں کو خدا کے آرام میں داخل ہونے سے روکتی ہے۔

زبور ۹۶: بادشاہ آ رہا ہے

زبور ۹۶ میں جچے تُلے احکام کی صورت میں خداوند کی حمد کے کم از کم سترہ مختلف طریقے دیئے گئے ہیں۔

۹۶: ۱، ۲ یہ نیا گیت ایک ترانہ ہے جو اُس وقت بلند ہو گا جب خداوند یسوع اپنی جلالی حکومت کو شروع کرنے کے لئے دنیا میں آئے گا۔ یہ نہ صرف نیا گیت ہو گا بلکہ عالمگیر بھی ہو گا۔ تمام دنیا کے لوگوں کی آوازیں اُس میں شامل ہوں گی۔ لوگ خداوند کے نام کو مبارک کہیں گے اور اُس کی نجات بخش قدرت کے لئے مسلسل گواہی دیں گے۔ ہر روز وہ کسی نہ کسی کو بتائیں گے کہ وہ نجات دیتا ہے۔

۹۶: ۳-۶ جو کچھ وہ مستقبل میں کریں گے، وہ ہمیں ابھی کرنا چاہئے، یعنی قوموں میں اُس کے جلال کا اور سب لوگوں میں اُس کے عجائب کا بیان۔ خداوند بزرگ ہے اور وہ تمام معبودوں سے اعلیٰ ہے۔ پتھر اور لکڑی سے بنائے ہوئے جھوٹے دیوتا کمزور اور بے بس ہیں۔ یہوواہ ہی حقیقی خدا ہے۔ اُسی نے آسمانوں کو بنایا۔ اُس کے اوصاف ایسے خادموں کی مانند ہیں جو اُس سے الگ نہیں ہو سکتے اور جو ہر کہیں اُس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یوں عظمت اور جلال اُس کے حضور میں، قدرت اور جمالِ مَقدِس میں اُس کے خدمت گزار ہیں۔ عزت اور حُسن اُس کے ساتھ چلتے ہیں، پرستش اور جلال اُس کے مَقدِس میں اُس کے خادم ہیں۔

۹۶: ۷-۹ اگر ہم واقعی خداوند کی عظمت اور بھلائی کی قدر کرتے ہیں، تو ہماری خواہش یہ ہو گی کہ دوسرے لوگ بھی اُس کے نام کی بڑائی کریں۔ لہٰذا زبور نویس قوموں کے قبیلوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ یہ بیان کرنے کے لئے اُس کے ساتھ شامل ہوں کہ وہ کس قدر عظیم اور زور آور ہے۔ وہ اُس کی ایسی تعظیم کریں جو اُس کے نام کے شایانِ شان ہے۔ وہ اُس کی بارگاہوں میں ہدیئے لائیں۔ اُنہیں چاہئے کہ پاک آرائش کے ساتھ اُس کی پرستش کریں۔ یا اِس کا یہ بھی مطلب ہے کہ پاک ملبوسات میں اُس کو سجدہ کریں۔ تمام دنیا اُس کی فرماں برداری کرے۔

پاک آرائش سے ہمیں یاد دلایا جاتا ہے کہ خداوند کی عبادت کے دوران ہم جو کپڑے پہنتے ہیں وہ موقع کی مناسبت سے ہوں۔ گو یہ سچ ہے کہ تعظیم کا تعلق دل سے ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم اپنے کپڑوں سے بھی خدا کی تعظیم کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً عشائے ربانی کی عبادت میں میلے اور گندے کپڑے پہننا اچھا نہیں لگتا کیونکہ شادی کی ضیافت میں ہم کبھی بھی ایسا لباس نہیں پہنیں گے۔

۹۶: ۱۰ اس آیت میں نئے گیت کے سبب کا ذکر کیا گیا ہے: مسیح کو بادشاہ کے عہدے پر فائز کرنا۔ خداوند نے حکومت کرنا شروع کر دیا ہے۔ عالمی نظام مضبوط بنیادوں پر اُستوار کر دیا گیا ہے اِس لئے اُسے جنگوں، پریشانیوں، غربت، ناانصافی، آفتوں اور دیگر

بحرانوں سے جنبش نہ ہو گی۔ ”اُسے جنبش نہ ہو گی“: اِس جملہ سے یہ مطلب اخذ کیا جائے ”مسیح کی ہزار سالہ بادشاہت کے دوران کبھی نہیں۔“ ہم جانتے ہیں کہ اُس وقت کے آخر میں آسمان اور زمین آگ سے پگھل جائیں گے (۲۔پطرس ۳: ۷-۱۲)۔ یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ خداوند راستی سے قوموں پر حکمرانی کرے گا اور اُنہیں ہنگامہ خیز حالات سے محفوظ رکھے گا۔

۹۶: ۱۱-۱۳ جب خداوند دنیا پر حکومت کرنے آتا ہے تو تمام مخلوقات کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اِس خوشی کی تقریب میں شامل ہوں۔ آسمان خوشی منائیں گے اور زمین شادمان ہو گی۔ ”سمندر اور اُس کے اندر کی سب چیزیں شور مچائیں۔“ کوئی میدان خاموش نہیں ہو گا ”اور جنگل کا ہر درخت خوشی سے خداوند کی آمد کا استقبال کرے گا“: کیونکہ وہ دنیا پر حکومت کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ وہ کامل راستی اور کلی طور پر دیانت داری سے حکمرانی کرے گا۔ ”سو تم اب بادشاہ کو واپس لانے کی بات کیوں نہیں کرتے؟“ (۲۔سموئیل ۱۹: ۱۰)۔

زبور ۹۷: صادقوں کے لئے نور بویا گیا ہے

۹۷: ۱ جونہی زبور کا آغاز ہوتا ہے خداوند یسوع مسیح اپنے تخت پر بیٹھ چکا ہے۔ تاجپوشی کا دن ہے اور عالمی سطح پر خوشی منائی جا رہی ہے۔ دُور دراز کے جزیروں اور ممالک نے ایسی خوشی پہلے کبھی نہیں دیکھی۔

۹۷: ۲ بادشاہ کی آمد کو علامتی اصطلاحات میں بیان کیا گیا ہے جس سے حیرت و تعظیم کے تاثرات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ بادل اور تاریکی میں لپٹا ہوا ہے۔ ہمارا خداوند بہت دفعہ پُراسرار طور پر لوگوں کی نظروں سے چھپا ہوتا ہے۔ بہت دفعہ ہم اُس کی راہیں جان نہیں سکتے۔ ہم اُس کے بارے میں بہت کم جانتے ہیں۔ صداقت اور عدل اُس کے تخت کی بنیاد ہیں یعنی اُس کی حکومت مثالی حکومت ہے۔ یہ ایسی حکومت ہے جو دوسروں کے لئے سود مند ہے، جہاں انصاف کا قتل نہیں ہوتا اور جہاں سچائی کو توڑ مروڑ کر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

۹۷: ۳-۵ آگ اُس کے آگے آگے چلتی ہے اور یہ اُن کو بھسم کرتی جاتی ہے جو خدا کو نہیں جانتے اور جو خداوند یسوع مسیح کی خوش خبری کی فرماں برداری نہیں کرتے

(۲۔تھسل ۱:۸)۔ اُس کی عدالت کے نور سے زمین روشن ہو جاتی ہے۔ لوگ خوف زدہ ہوتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہو گا ''جب ہر ایک پہاڑ اور ٹیلا پست کیا جائے گا'' (یسعیاہ ۴۰:۴)، دوسرے لفظوں میں جب ہر ایک شے کو جو خدا کے علم کے خلاف سر اُٹھاتی ہے نیچا کیا جائے گا۔

۹۷:۶ الف ''آسمان اُس کی صداقت ظاہر کرتا ہے۔'' جب وہ اپنے سب خون خریدے ہوئے مقدسین (۱۔تھسل ۳:۱۳) کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آئے گا، تو دنیا دیکھے گی کہ وہ اپنے وعدہ کے مطابق اسرائیل کو بحال کرنے میں راست ثابت ہوا ہے۔ گابلین یوں وضاحت کرتا ہے:

> تمام بیٹے جنہیں وہ اپنے جلال میں داخل کرے گا اُس کی راست بازی کا اعلان کریں گے یعنی کلوری کی صلیب پر راست بازی کے عظیم کام کا اعلان۔

۹۷:۶ب ''سب قوموں نے اُس کا جلال دیکھا ہے۔''

۹۷:۷ بت پرست اُس وقت کیا سوچیں گے؟ وہ دم بخود رہ جائیں گے جب اُنہیں یہ احساس ہو گا کہ وہ بے معنی چیزوں کی پرستش کرتے رہے۔

''اے معبودو! سب اُس کو سجدہ کرو۔'' ہفتادی ترجمہ میں یوں لکھا ہے: ''خدا کے سب فرشتے اُسے سجدہ کریں۔'' اور عبرانیوں ۱:۶ میں اِس کا من وعن اقتباس کیا گیا ہے۔ یہاں مستعمل عبرانی لفظ (الوہیم) کا عموماً مطلب خدا ہے، لیکن کبھی کبھی اِس سے فرشتے، منصف، حاکم، حتیٰ کہ غیر اقوام کے دیوتا بھی مراد ہیں۔

۹۷:۸، ۹ صیون کا شہر باغیوں اور بت پرستوں کے خلاف بادشاہ کی فتوحات کی خبر سن کر خوش ہوتا ہے۔ یہوداہ کے چھوٹے چھوٹے گاؤں بھی اِس خوشی میں شامل ہوتے ہیں۔ ''اے خداوند! تیرے احکام کو سن کر صیون کے لئے خوشی کی خبر ہے اور یہوداہ کے شہر خوش ہوتے ہیں'' (ناکس)۔ بالآخر خداوند کو اُس روپ میں دیکھا گیا جیسا کہ وہ ہمیشہ سے تھا یعنی تمام زمین پر بلند و بالا اور تمام حکمرانوں سے سر بلند۔

۹۷:۱۰ ''اے خداوند سے محبت رکھنے والو! بدی سے نفرت کرو۔'' دونوں اخلاقی طور پر

لازم و ملزوم ہیں ۔۔ یہوواہ سے محبت اور اُس سے متضاد ہر شے سے نفرت۔ جو اِس امتحان کو پاس کر لیتے ہیں، خداوند خصوصی طور پر اُن کی حفاظت کرتا ہے۔

۹۷:۱۱ صادقوں کے لئے نور بیج کی طرح بویا گیا ہے، یعنی مسیح کی آمد کا مطلب ہے کہ اُس شخص کے لئے نور پھیلے گا جو راستی کے کام کرتا ہے۔ جو دلی طور پر دیانت دار اور مخلص ہیں، اُن کے لئے بے بیان خوشی ہے۔

۹۷:۱۲ چنانچہ خدا کے تمام راست باز لوگوں کو پُرمسرت بلاہٹ دی جاتی ہے کہ وہ خوشی میں شامل ہوں اور اُس کے پاک نام کا شکر کریں۔ یہ زبور کے لئے حیران کن اختتام ہے۔ ہم شاید یوں اختتام پذیر ہوتے: ”خدا کی محبت / رحمت / فضل / جلال کو یاد کر کے شکر کرو۔“ لیکن زبور نویس ”پاک نام“ کہتا ہے۔ ایک وقت تھا جب اُس کی پاکیزگی نے ہمیں اُس کی حضوری سے خارج کر رکھا تھا۔ لیکن اب خداوند یسوع کے وسیلے سے حاصل کردہ مخلصی کے ذریعے اُس کی پاکیزگی ہمارے مخالف نہیں بلکہ ساتھ ہے۔ اور جب بھی ہم اِسے یاد کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔

زبور ۹۸: تخلیق کا نیا گیت

۹۸:۱-۲ مسیح کی دوسری آمد کا مطلب ہے کہ اسرائیل کو غیر اقوام کے ظلم سے حتمی طور پر مخلصی دلائی جائے گی۔ اِس جلالی مخلصی سے ایک نیا گیت جنم لے گا جو مسیح کے دشمنوں پر فتح کے جشن میں گایا جائے گا۔ لفظ ”عجیب“ اُن سب کاموں کے لئے ہے جو خداوند نے اپنے دہنے اور مقدّس بازو کی قوت سے کئے ہیں۔

یہ زبور بادشاہی کی یوں تصویر پیش کرتا ہے گویا کہ یہ پہلے سے آ چکی ہے۔ اُس کی فتح ہر کہیں مشہور ہو گئی ہے۔ قوموں نے خدا کے اسرائیل سے عہد کی ٹھیک ٹھیک تکمیل کو دیکھ لیا ہے۔

جب یسوع پہلی بار آیا تو مریم نے یہ گیت گایا، ”اُس نے اپنے خادم اسرائیل کو سنبھال لیا تاکہ اپنی اُس رحمت کو یاد فرمائے ... جیسا اُس نے ہمارے باپ دادا سے کہا تھا“ (لوقا ۱: ۵۴، ۵۵)۔ اور زکریاہ نے پیش گوئی کی کہ ”ہمارے باپ دادا پر رحم کرے

اور اپنے پاک عہد کو یاد فرمائے" (لوقا ۱: ۷۲)۔

۹۸:۳ جب وہ دوسری بار آئے گا تو اسرائیل گائے گا:

> "اُس نے اسرائیل کے گھرانے کے حق میں اپنی شفقت و وفاداری یاد کی ہے۔ انتہائے زمین کے لوگوں نے ہمارے خدا کی نجات دیکھی ہے۔"

خداوند نے اپنی شفقت کے سبب سے اسرائیل سے وعدے کئے اور یہ اُس کی وفاداری ہے کہ وہ اُنہیں پورا کرتا ہے۔

۹۸:۴-۶ پہلی نظر میں تو یوں لگتا ہے کہ تمام غیر قوموں کو دعوت دی جا رہی ہے کہ ۴-۶ آیات کے مطابق اسرائیل کے ساتھ مل کر خوشی منائیں۔ لیکن ایف۔ ڈبلیو۔ گرانٹ کے مطابق آیت ۴ میں "زمین" سے غالباً "اسرائیل کی زمین" مراد ہے۔ نجات یافتہ اسرائیلیوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ خوشی سے گائیں۔ لاویوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ستار کے ساتھ اِس گیت میں شامل ہوں۔ اور آیت ۶ میں کاہن نرسنگے اور قرنا کی آواز سے اِس گیت اور سازینہ کی تکمیل کرتے ہیں۔

۹۸:۷-۹ کائنات اور قوموں کو اِس گیت و سازینہ میں شامل ہونے کے لئے خوش آمدید کہا گیا ہے۔ چشمِ تصور سے دیکھا گیا ہے کہ سمندر اور اُس میں رہنے والی سب مخلوق خوشی سے شور مچا رہی ہے۔ جہان اور اِس کے باشندے بھی بہت زیادہ خوش ہیں۔ دریا جب چٹانوں پر گرتے ہیں تو وہ تالیاں بجاتے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے پہاڑیاں وجد کی حالت میں گیت گاتے ہوئے اپنے سر بلند کئے ہوئے ہیں۔ جب بادشاہ زمین پر حکمرانی کے لئے آئے گا کہ وہ غریبوں، بیماروں اور سسکتی دنیا کو صداقت و انصاف کا دورِ حکومت دے تو تمام مخلوقات خوشی سے گائے گی۔ کون خوش نہ ہوگا؟

زبور ۹۹: قدوس، قدوس، قدوس

۹۹:۱ بادشاہ کی قدوسیت اِس سارے زبور میں سرایت کرتی ہے (آیات ۳، ۵، ۹)۔ زبور نویس دیکھتا ہے کہ مسیح نے پہلے سے ہی اپنی بادشاہی قائم کر لی ہے۔ وہ کروبیوں پر تخت نشین ہے۔ اِس کا غالباً یہ مطلب ہے کہ علامتی طور پر کروبی اُس کے تخت کو تھامے

ہوئے ہیں۔ اُن فرشتوں کا انسان کی طرح جسم ہے اور اُن کے پَر بھی ہیں۔ اِس تخت نشین بادشاہ کا منظر اِس قدر پُرجلال ہے کہ قومیں کانپیں گی اور زمین خوف سے لرزے گی۔

۹۹: ۲، ۳ جب خداوند صیون میں اپنے تخت سے حکومت کرے گا تو وہ اپنی قدرت میں عظیم اور مہیب ہو گا۔ وہ زمین کی سب قوموں پر سربلند حکمران ہے۔ اِس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے وہ اُس کے بزرگ اور مہیب نام کی تعریف کریں کہ وہ پاک اور قدوس ہے۔

۹۹: ۴، ۵ یہ زور آور بادشاہ انصاف پسند بھی ہے۔ دنیا کے حاکموں اور بڑے لوگوں میں ایسا کم دیکھا گیا ہے۔ قوت اور حقوق بالآخر ہم آہنگ ہو گئے ہیں۔ راستی، انصاف اور راست بازی کا راج ہے۔ یہ ایسے اصول ہیں جو کبھی بھی منسوخ نہیں کیے جا سکتے۔ اُس کے لوگ اُس کے پاؤں کی چوکی پر سجدہ کرتے ہوئے اُس کی تمجید کریں۔ بعض دیگر حوالہ جات میں چوکی کو مختلف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے مثلاً عہد کا صندوق (۱۔تواریخ ۲۸: ۲)، آرام گاہ (زبور ۱۳۲: ۷)، صیون (نوحہ ۲: ۱)، زمین (یسعیاہ ۶۶: ۱) یا حتیٰ کہ خدا کے دشمن (زبور ۱۱۰: ۱)۔ یہاں غالباً صیون میں مَقدِس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۹۹: ۶، ۷ یہ وہی بادشاہ ہے جس نے وفاداری سے ماضی میں اپنی قوم کی راہنمائی کی۔ موسیٰ اور ہارون اُس کے کاہنوں میں سے تھے اور سموئیل ایک عظیم مردِ دعا تھا۔ (موسیٰ اور سموئیل شریعت میں مندرج قوانین کے مطابق کاہن نہیں تھے، لیکن اِلٰہی اجازت سے دونوں کہانت کی خدمت سرانجام دیتے تھے)۔ یہاں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ جب اُنہوں نے خداوند کے حضور فریاد کی تو اُس نے اُس کو جواب دیا۔ اُس نے موسیٰ اور ہارون سے بادل کے ستون میں باتیں کیں اور کوہِ سینا پر اُنہیں شریعت دی۔ گو وہ ناکامل طور پر اُس کی آواز کے شنوا ہوئے اور اُنہوں نے جزوی طور پر اُس کی شریعت کی پابندی کی۔

۹۹: ۸ لیکن خدا نے اُن کی دعاؤں کا جواب دیا۔ اِس میں یہ یقین دہانی ہے کہ وہ اب بھی ایسا کرتا رہے گا۔ وہ ایسا خدا تھا جو معاف کرتا ہے، گو اُس نے اُن کے بُرے کاموں کو نظرانداز نہیں کیا۔ اگرچہ سزا معاف ہو گئی، تو بھی اس زندگی میں نتائج باقی رہے۔ مثلاً خدا کے فضل نے مریبہ کے چشمہ پر موسیٰ کو معاف تو کر دیا، لیکن خدا نے

اپنے انتظام کے تحت اُسے موعودہ ملک میں داخل نہ ہونے دیا۔

یہ بعید از قیاس نہیں ہے کہ یہ تینوں ہیرو اسرائیل قوم کے ایماندار حصہ کی نمائندگی کرتے ہیں، اور جو کچھ اُن کے لئے درست تھا، وہ خدا کے عہد میں شامل تمام وفادار لوگوں کے لئے درست ہے۔ اُنہوں نے خدا کا نام لیا اور بچ گئے اور جو کوئی اب بھی اُس کا نام لے گا نجات پائے گا۔

۹۹:۹ آیات ۳، ۵، ۹ میں خداوند تعالیٰ کی قدوسیت کا سہ گنا ذکر ہمیں یسعیاہ ۶: ۳ اور مکاشفہ ۴:۸ کی یاد دلاتا ہے۔

زبور ۱۰۰: خوشی کا نعرہ مارو

اِس زبور میں سب اہلِ زمین کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ یہوواہ کی پرستش کریں۔ اُس کی دعوت اسرائیل کی حدوں سے نکل کر تمام غیر اقوام تک پہنچتی ہے۔ بارنز لکھتا ہے:

> حمد و تمجید پر صرف ایک قوم کی اجارہ داری نہیں ہے، یہ محض ایک قوم یعنی اسرائیل کا فرض نہیں ہے، بلکہ سب خدا کی تمجید کریں: سب قومیں، سب اہلِ زبان اور ہر طبقہ کے لوگ اِس میں متحد ہیں کہ اُن کا ایک ہی خالق ہے۔

ہم اِن پانچ مختصر آیات سے سیکھتے ہیں کہ پرستش سادہ ہے۔ زبان بہت سادہ استعمال کی گئی ہے۔ ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے کاموں اور صفتوں کا ورد بھی پرستش ہے۔ الفاظ میں بذاتِ خود بہت زیادہ خوبصورتی ہے۔

ہم اِس زبور کا خاکہ یوں بیان کرتے ہیں:

عبادت کے لئے بلاہٹ	(آیات ۱، ۲)
خدا کی عبادت کیوں کی جائے	(آیت ۳)
عبادت کے لئے بلاہٹ	(آیت ۴)
خدا کی عبادت کیوں کی جائے	(آیت ۵)

عبادت کے سات عناصر کا بیان کیا گیا ہے:

خوشی کا نعرہ مارو	(آیت ۱)

خوشی سے خداوند کی عبادت کرو (آیت ۲ الف)
گاتے ہوئے اُس کے حضور حاضر ہو (آیت ۲ ب)
شکر گزاری کرتے ہوئے اُس کے پھاٹکوں میں داخل ہو (آیت ۴ الف)
حمد کرتے ہوئے اُس کی بارگاہوں میں داخل ہو (آیت ۴ ب)
اُس کا شکر کرو (آیت ۴ ج)
اُس کے نام کو مبارک کہو (آیت ۴ د)

ہم اُس کی حمد کریں اِس لئے کہ وہ ہمارا:

خداوند (آیت ۱)
خدا (آیت ۳ الف)
خالق (آیت ۳ ب)
مالک (آیت ۳ ج)
اور چرواہا ہے۔ (آیت ۳ د)

ہمیں اُس کے اوصاف کے لئے اُس کی حمد کرنا چاہئے، کیونکہ:

وہ بھلا ہے۔ (آیت ۵)
اُس کی شفقت ابدی ہے۔ (آیت ۵)
اُس کی وفاداری پشت در پشت رہتی ہے۔ (آیت ۵)

پہلی تین آیات میں خدا کی خالق کی حیثیت سے پرستش کی جاتی ہے۔ لیکن آخری دو آیات کو کلوری سے منسوب کرنا اِس قدر مشکل نہیں ہے کیونکہ ہم اُس کی بھلائی، شفقت اور وفاداری کو اتنی وضاحت سے کہیں اَور نہیں دیکھتے۔

آیت ۳ میں خوبصورت خیالات کے اتحاد کو ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند ہی خدا ہے، اِس کا مطلب ہے کہ وہ اِس قدر بلند ہے کہ اُس تک رسائی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم یہ بھی پڑھتے ہیں کہ ہم اُس کے ہیں۔ اِس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمارے بہت قریب ہے۔ چونکہ وہ ہمارے بہت قریب ہے، اِس لئے زبور میں خوف اور ہیبت کے بجائے خوشی اور حمد کی روح پائی جاتی ہے۔

زبور ۱۰۱: شاہی فیصلے

جو خواہشات داؤد اپنے اور عوام کے لئے رکھتا تھا اُن کی پوری تکمیل اُس کی زندگی میں نہ ہوئی۔ لیکن وہ اُس وقت ضرور تکمیل تک پہنچیں گی جب یسوع مسیح آ کر داؤد کے تخت پر بیٹھے گا۔ جب داؤد نے عنانِ حکومت سنبھالی تو یہ زبور اُس کا منشور تھا۔

۱۰۱: ۱ وہ شفقت اور عدل کی تعریف کرنے سے زبور کا آغاز کرتا ہے۔ شاید بُنیادی طور پر وہ خدا کی شفقت اور عدل کی بات کر رہا ہے -- یعنی بنی اسرائیل پر خدا کی شفقت اور اُس کے دشمنوں پر عدل کی بات، کیونکہ وہ اِس کے فوراً بعد لکھتا ہے "اے خداوند! مَیں تیری مدح سرائی کروں گا۔"

۱۰۱: ۲ بعدازاں وہ اپنی شخصی زندگی کے لئے بعض خوبیوں کی آرزو کرتا ہے۔ وہ پُرعزم طریقے سے ایسی راہ پر چلے گا جو بے الزام ہو گی، یعنی وہ اِس قدر دھیان سے خداوند کی تعلیم پر عمل کرے گا کہ اُس کی ملامت کے لئے کوئی مناسب جواز نہیں ہو گا۔ اُس کی آرزوؤں میں اِس قدر سرگرمی اور خلوص ہے کہ وہ کہتا ہے "تُو میرے پاس کب آئے گا؟" اِس کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں:

> اُس کی آرزو ہے کہ خدا آ کر دیکھے کہ وہ راستی سے چلتا ہے، اُسے اُس عہد کی تکمیل کی خواہش ہے جو خدا نے اُس سے باندھا کہ زمین پر حتمی طور پر خدا کی بادشاہت قائم ہو گی (۲۔سموئیل باب ۷)۔
>
> وہ محسوس کرتا ہے کہ اُسے خدا کی حضوری کی ضرورت ہے کہ وہ خود اُس کے عزائم کی تکمیل کرے۔

اُس نے عزم کیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں خلوص دلی سے چلے گا۔ اپنی گھریلو زندگی میں وہ راستی اور خلوص دلی سے عمل کرے گا۔ وہ کسی طرح کی گڑبڑ نہیں کرے گا اور اُس میں دوغلا پن نہیں ہو گا۔

۱۰۱: ۳، ۴ جب وہ یہ کہتا ہے کہ وہ کسی خباثت کو مدنظر نہیں رکھے گا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گھٹیا شخص، منصوبہ اور سرگرمی کی تصدیق نہیں کرے گا۔

جہاں تک گمراہ لوگوں کے کام کا تعلق ہے، وہ اِس سے نفرت کرتا ہے اور اِس کی آلودگی سے اپنے آپ کو آزاد رکھے گا۔ جو راستی اور سچائی کی راہ سے پھر چکے ہیں وہ اُن سے رفاقت نہیں رکھے گا۔

ایک اَور خامی جس سے وہ دُور رہنا چاہتا ہے وہ ہے کج دلی، جو ہمیشہ جھوٹ اور بُرائی کی طرف راغب رہتی ہے۔ وہ اِس قسم کی بدی میں شامل نہیں ہو گا اور اُس کے بااعتماد صلاح کاروں میں اِس قسم کا کوئی شخص نہیں ہو گا۔ اُس کا درست فیصلہ یہ ہے: ''مَیں کسی برائی سے آشنا نہیں ہوں گا۔'' اِس کا اُس کی اپنی زندگی یا اُس کے درباریوں سے تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ اِس لئے ایک انگریزی ترجمہ میں یوں لکھا ہے کہ ''مَیں کسی بُرے شخص سے آشنا نہیں ہوں گا۔'' یہاں الفاظ ''آشنا ہوں گا'' کا مطلب ہے حمایت و حوصلہ افزائی کے ساتھ قبول کرنا۔

۱۰۱: ۵ جو شخص اپنے ہمسائے کی غیبت (بدگوئی) کرتا ہے وہ کاٹ ڈالا جائے گا۔ ''کاٹ ڈالنا'' ''ہلاک کر ڈالنے'' کی نسبت زیادہ موزوں ترجمہ ہے۔ اور اِس کا یہ مطلب نہیں کہ اُسے ہلاک کر ڈالا جائے گا، بلکہ یہ کہ اُسے بادشاہ کے انتظام کے تحت اُس کی حیثیت و عہدہ کو ختم کر دیا جائے گا یا اُسے خاموش کر دیا جائے گا۔

اِس بات کا اطلاق بلند نظر اور مغرور شخص پر بھی ہوتا ہے۔ وہ شاہی محل میں عہدیدار نہیں رہے گا۔

۱۰۱: ۶ بادشاہت میں خدمت کے لئے سب سے بڑی اہلیت اخلاقی اور روحانی صحت ہے۔ ملک کے وفادار لوگ بادشاہ کے معاون ہوں گے اور جن لوگوں کی زندگیاں صاف ہیں وہ اُس کے خادم ہوں گے۔

۱۰۱: ۷، ۸ جہاں تک کج دلوں، فریبی لوگوں اور جھوٹوں کا تعلق ہے، وہ شاہی ملازمت کے اہل نہیں ہوں گے۔ دروغ گو لوگوں سے اُس کا کوئی سروکار نہیں ہو گا۔

بالآخر بادشاہ نے تہیہ کر رکھا ہے کہ ہر طرح کی بُرائی سے فوری طور پر سختی سے نمٹا جائے۔ یہاں بھی آیت ۵ کی طرح ''ہلاک کرنے'' کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو

خداوند کے شہر یروشلیم سے خارج کر دیا جائے یا سزا دی جائے۔ ضرور ہے کہ ہر طرح کی برائی ملک سے اُکھاڑ پھینکی جائے اور تمام شریروں کو یہوواہ کے شہر سے کاٹ ڈالا جائے۔

زبور ۱۰۲: کوہِ کلوری پر تثلیث

اِس زبور کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ متکلمین کو پہچانا جائے۔

- صلیب پر لٹکا ہوا مسیح، خدا سے ہم کلام ہے (آیات ۱-۱۱)۔
- باپ اپنے پیارے بیٹے کو جواب دیتا ہے۔ ہم یہ بات آیت ۱۲ کا عبرانیوں ۱:۸ سے موازنہ کرنے سے جانتے ہیں (آیات ۱۲-۱۵)۔
- متکلم ناقابلِ شناخت ہے، لیکن ہمارا اندازہ یہ ہے کہ یہ روح القدس ہے جو مسیح کے تحت اسرائیل کی بحالی کا بیان کر رہا ہے (آیات ۱۶-۲۲)۔
- جب نجات دہندہ خدا کے ہاتھوں ہمارے گناہوں کے لئے دُکھ اُٹھاتا ہے تو ایک بار پھر اُس کی آواز سنائی دیتی ہے (آیات ۲۳، ۲۴ الف)۔
- جب ہم اِس حصے کا عبرانیوں ۱: ۱۰-۱۲ سے موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خدا باپ اپنے بیٹے سے ہم کلام ہو رہا ہے (آیت ۲۴ ب-۲۸)۔

اِس زبور میں ہم وہ گفتگو سن سکتے ہیں جو کلوری پر تثلیث کے اقانیم کے درمیان ہو رہی تھی۔

۱۰۲: ۱، ۲ جب ہم آیات ۱، ۲ میں مصیبت زدہ کی دعا پڑھتے ہیں تو ہمیں ہمیشہ یہ احساس رہنا چاہئے کہ خدا کے ازلی بیٹے نے اپنے آپ کو یہاں تک خالی کر دیا کہ اُس نے صلیب بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔

یہاں وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس کی دعا کو سنے، مصیبت میں اُس کے قریب رہے اور جلد اُس کی دعا کا جواب دے۔

۱۰۲: ۳-۱۱ اِس کے بعد وہ بعض ایک دُکھوں کا بیان کرتا ہے جن کو مردِ غمناک کی حیثیت سے برداشت کرنے کے لئے اُسے بلایا گیا تھا۔ اُسے احساس تھا کہ اُس کی زندگی ختم ہو رہی ہے اور اُس کی زندگی کے دن دھوئیں کی مانند اُڑے جاتے ہیں۔ اُس کا

بدن حرارت سے جل رہا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس کے اعضا سوکھ رہے ہوں، یہاں تک کہ اُس کی بھوک بھی اُڑ چکی تھی۔ اُس کی تکلیف اِس قدر بڑھ چکی تھی کہ وہ ہڈیوں کا ڈھانچا رہ گیا تھا۔ وہ بیابان میں پرندے یا سنسان کھنڈرات میں اُلو کی مانند تنہائی اور اُداسی کی تصویر تھا۔ اُس کی نیند اُڑ چکی تھی۔ خدا اور انسانوں نے اُسے چھوڑ دیا تھا، وہ چڑیا کی مانند چھت پر اکیلا تھا۔

۱۰۲: ۸-۱۱ اُس کے دشمن مسلسل اُس کی بے عزتی کرتے رہتے تھے۔ وہ اُس کے نام کو لعنت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ غم کی راکھ اُس کی روٹی تھی اور اُس کے پانی میں غم کے آنسو ملے ہوئے تھے۔

اِس ساری صورتِ حال میں اُسے یہ احساس تھا کہ وہ خدا کے غضب اور قہر کے سبب سے دُکھ برداشت کر رہا ہے۔ خدا اُس سے شخصی طور پر نہیں بلکہ ہمارے گناہوں کے باعث ناراض تھا جنہیں خدا کا برہ مصلوب ہوتے ہوئے اپنے بدن پر اُٹھائے ہوئے تھا۔ خدا نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس نے محسوس کیا کہ اُسے اُٹھایا گیا اور پھینک دیا گیا ہے۔ اُس کے دن شام کے سایوں کی طرح ختم ہو رہے تھے اور اُس کی زندگی گھاس کی طرح مرجھا رہی تھی۔

۱۰۲: ۱۲-۱۵ خدا اب یسوع مسیح کو یقین دہانی اور حوصلہ افزائی کے الفاظ میں جواب دیتا ہے۔ بیٹے کو خداوند کے لقب سے مخاطب کرتے ہوئے وہ اُسے یاد دلاتا ہے کہ وہ ہمیشہ تک رہے گا اور سب قوموں کو اُس کے نام کا خوف ہو گا۔ گو وہ مر جائے تاہم وہ جی اُٹھے گا اور آسمان پر صعود فرمائے گا۔ پھر وہ یہوداہ کے قبیلے کے ببر کی حیثیت سے زمین پر واپس آئے گا اور صیون پر رحم کرے گا۔ یہ وہ وقت ہو گا جب ترک کی ہوئی قوم پر ترس کھایا جائے گا۔ فی الحال اپنی بحالی کی منتظر اسرائیل قوم صیون کے پتھروں کو پیار کرتی اور اُس کی خاک پر ترس کھاتی ہے۔ لہٰذا آج تک یہودی لوگ دیوارِ گریہ یعنی مغربی دیوار کو بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اُن کا یروشلیم کے پرانے شہر سے بہت زیادہ جذباتی لگاؤ ہے۔ جب صیون دوبارہ اپنے بادشاہ کو خوش آمدید کہے گا تو غیر قوموں کو خداوند کے نام کا خوف ہو گا اور زمین کے سب بادشاہ اُسے خراجِ عقیدت پیش کریں گے۔

۱۰۲: ۱۶-۲۲ اِن آیات میں صیغہ متکلم اور صیغہ حاضر کو چھوڑ کر صیغہ غائب استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں یہ روح القدس کی آواز ہے جو مستقبل میں مسیح کی حکومت کے دوران اسرائیل کی بحالی کا ذکر کر رہا ہے۔ مسیح بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ واپس آئے گا اور صیون کو ازسرِنو تعمیر کرے گا۔ اُس دن اُس کی پراگندہ قوم کی دعاؤں کا جواب دیا جائے گا۔ اُس دن معلوم ہو گا کہ اُن کی دعائیں رائیگاں نہیں گئیں۔ مستقبل کی نسل خدا کے عجیب وغریب کاموں کے بارے میں پڑھ سکے گی کہ خداوند نے کیسے آسمان پر سے نگاہ کی، اور اُس نے اپنے ستائے ہوئے اور منتشر لوگوں کی دعاؤں کو کس طرح سنا اور اُن کو ملک اسرائیل میں واپس لایا۔ جب قومیں خداوند کی پرستش کے لئے یروشلیم میں جمع ہوں گی تو وہ بتائیں گی کہ اُس نے قیدیوں اور مجرموں کو کیسے آزاد کیا۔ وہ اسرائیل کے ساتھ خداوند کے پُرفضل سلوک کے لئے اُس کی ستائش کریں گی۔

۱۰۲: ۲۳-۲۸ اب زبور میں اُس وقت کا بیان کیا گیا ہے جب خداوند نے صلیب پر اپنی جان دی۔ وہ تقریباً تینتیس سالہ جوان تھا۔ لیکن عنفوان شباب میں اُس کا زور گھٹا دیا گیا۔ اُس کی عمر کوتاہ کر دی گئی۔ چنانچہ وہ دعا کرتا ہے ”اے میرے خدا! مجھے آدھی عمر میں نہ اُٹھا۔“

خداوند خدا کی طرف سے فوری جواب آتا ہے (آیت ۲۴ ب)، ”تیرے برس پشت در پشت ہیں۔“ ہمیں معلوم ہے کہ خدا یہاں ہم کلام ہے کیونکہ اِس کے بعد کے الفاظ عبرانیوں ۱: ۱۰-۱۲ میں خدا باپ سے منسوب کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ خدا اپنے بیٹے کے بارے میں کیا شہادت دیتا ہے:

> وہ تخلیق کے کام میں سرگرم رکن تھا: اُس نے قدیم سے زمین کی بنیاد ڈالی اور آسمان اُس کے ہاتھ کی صنعت ہیں۔
>
> تخلیق برباد ہو جائے گی، لیکن وہ قائم رہے گا۔ تخلیق پوشاک کی طرح پرانی ہو جائے گی اور اُسے بہتر پوشاک سے تبدیل کیا جائے گا۔ لیکن مسیح لاتبدیل اور ابدی ہے۔
>
> اور نہ صرف اُس کی ابدیت بلکہ اُس کے لوگوں اور اُن کی نسل کی ابدیت

بھی محفوظ ہے۔ اُس کے بندوں کے فرزند محفوظ طریقہ سے سکونت کریں گے اور اُن کی نسل اُس کی حفاظت میں رہے گی۔

زبور ۱۰۳: شکرگزاری کے لئے بلاہٹ

۱۰۳:۱ اکثر ایماندار مزامیر کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اُن میں ہمارے اپنے خیالات بڑی مہارت سے پیش کئے گئے ہیں جو ہم خود اتنی خوبصورتی سے بیان نہیں کر سکتے۔ یہ بات زبور ۱۰۳ پر بھی صادق آتی ہے۔ یہ ہماری شکرگزاری کو ہم سے بہتر طور پر پیش کرتا ہے۔ یہاں ہم اپنی جان سے کہتے ہیں کہ وہ خداوند کو مبارک کہے۔ اپنی جان سے مراد اپنی ماہیت کا غیر مادی حصہ ہی نہیں، بلکہ پوری شخصیت مراد ہے۔ روح، جان اور جسم سے کہا گیا ہے کہ یہوواہ کے قدوس نام کو مبارک کہیں۔

۱۰۳:۲ دوسری بار عبادت کے لئے بلاہٹ دی گئی ہے اور اِس کے ساتھ واضح طور پر یاد دہانی کرائی گئی ہے کہ ہم اُس کی کسی نعمت کو فراموش نہ کریں۔ یہ یاد دہانی ضروری ہے کیونکہ ہم سب اکثر اوقات بھول جاتے ہیں۔ ہم اپنے جسم، دماغ، نظر، سماعت، قوتِ گویائی اور بھوک کی صحت اور دیگر کئی نعمتوں کے لئے شکرگزاری کرنا بھول جاتے ہیں۔ ہم اُنہیں یونہی یقینی سمجھ لیتے ہیں۔

۱۰۳:۳ مزید برآں ہمیں اِس لئے خداوند کی شکر گزاری کرنا چاہئے کہ وہ ہماری بدکاریوں کو معاف کرتا ہے۔ یہ خدا کے فضل کا ناقابلِ بیان معجزہ ہے کہ قرمزی گناہوں کو برف سے زیادہ سفید کر دیا جاتا ہے۔ مَیں اُس شخص سے متفق ہوں جس نے اپنی قبر کے کتبہ کے لئے صرف یہ لفظ چنے ''معاف کیا گیا۔'' ہمارے محدود ذہن یہ بات پورے طور پر سمجھ نہیں سکتے کہ ہمارے سارے گناہ مسیح کے قیمتی لہو سے معاف ہو چکے ہیں۔ یاد رکھنے کے قابل دوسرا فائدہ ہماری تمام بیماریوں سے شفا ہے۔ ہم یاد رکھیں کہ شفا معافی کے بعد ہی ملتی ہے۔ گو ہر طرح کی بیماری براہِ راست گناہ کا نتیجہ نہیں، لیکن بعض ایک بیماریاں ضرور گناہ کا نتیجہ ہیں۔ جہاں یہ تعلق موجود ہے وہاں شفا سے پہلے معافی کی ضرورت ہے۔ لیکن اِس میں ایک واضح مسئلہ موجود ہے۔ اِس آیت میں لکھا ہے کہ ''وہ تجھے تمام

بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔" لیکن ہم اپنی زندگی میں یہ تجربہ کرتے ہیں کہ تمام بیماریوں سے شفا نہیں ملتی اور کہ اگر خداوند پہلے نہ آئے تو جلد یا بدیر ہم سب مر جائیں گے۔ چنانچہ اِس آیت کا کیا مطلب ہے؟ اِس کے جواب کے لئے ہم درج ذیل تشریحات پیش کرتے ہیں۔

اوّل۔ ہر طرح کی حقیقی شفا خدا کی طرف سے ہے۔ اگر آپ بیمار تھے اور اِس کے بعد آپ کو شفا مل گئی تو آپ کو اپنی شفا کے لئے خدا کا شکر کرنا چاہئے کیونکہ وہی ہر طرح کی شفا کا منبع ہے۔ عہدِ عتیق میں خدا کے ناموں میں سے ایک نام یہوواہ رَوفی یعنی یہوواہ شافی ہے۔ حقیقی شفا کا ہر واقعہ خدا کی طرف سے ہے۔

دوم۔ خداوند تمام بیماریوں سے شفا دے سکتا ہے۔ ایسی کوئی بیماری نہیں جس سے وہ شفا نہ دے سکتا ہو۔

سوم۔ خداوند کچھ وقت تک قدرتی وسائل کو استعمال کرتے ہوئے شفا دے سکتا ہے یا وہ معجزانہ طور پر فوراً شفا دے سکتا ہے۔ شفا کے لئے اُس کی قدرت پر کسی طرح کی حد مقرر نہیں کی جا سکتی۔

چہارم۔ جب خداوند زمین پر تھا اور لوگ اُس کے پاس بہت سے بیمار لوگوں کو لائے تو اُس نے سب بیماروں کو اچھا کر دیا (متی ۸: ۱۶)۔

پنجم۔ ہزار سالہ بادشاہت میں وہ سب کو تمام بیماریوں سے شفا دے گا (یسعیاہ ۳۳: ۲۴، یرمیاہ ۳۰: ۱۷) سوائے اُن کے جو اُس کے خلاف سرکشی کریں گے (یسعیاہ ۶۵: ۲۰ب)۔

لیکن اِس آیت کا مطلب خواہ کچھ بھی ہو، اِس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ایماندار ہر ایک بیماری سے شفا کا دعویٰ کر سکے کیونکہ زبور کی دیگر آیات میں ہمیں یاد دلایا گیا ہے کہ زندگی کا دورانیہ مختصر ہے اور ختم ہو جائے گی (دیکھیں آیات ۱۵، ۱۶)۔ مَیں تو اِس آیت سے یہ مطلب اخذ کرتا ہوں کہ جب کبھی ایماندار کو شفا ملتی ہے، یہ خدا کی طرف سے رحم و شفقت ہے اور ہم تسلیم کریں کہ وہ شافی ہے اور اُس کا شکر کریں۔

۱۰۳: ۴ وہ ہمیں نہ صرف بیماریوں سے شفا دیتا ہے بلکہ ہماری زندگی کو گڑھے یا ہلاکت سے بھی بچاتا ہے۔ اِس کا اِس امر پر بھی اطلاق کیا جا سکتا ہے کہ وہ ہمیں جہنم میں جانے

سے بچاتا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہاں اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہمیں مسلسل خطرات، حادثات اور المیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور یوں قبر میں جانے سے بچاتا ہے۔ جب ہم آسمان پر جائیں گے تب ہمیں پتہ چلے گا کہ ہمیں کتنی بار خدا کی مداخلت سے مقررہ وقت سے پہلے موت سے بچایا گیا۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ وہ ہمارے سر پر شفقت و رحمت کا تاج رکھتا ہے۔ یہ اُن لوگوں کے لئے کس قدر بڑا اعزاز ہے جو کسی وقت مجرم اور محبت سے محروم تھے۔ ہمیں ابدی شفقت حاصل ہے اور ہر روز اُس کی رحمت ہم پر نازل ہوتی ہے۔

۱۰۳: ۵ جب تک ہم زندہ ہیں وہ ہمیں اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے۔ عبرانی متن یہاں پر کچھ مبہم سا ہے۔ اِس کا لغوی ترجمہ یہ ہے کہ "وہ تیری زیبائش کو اچھی چیزوں سے آسودہ کرتا ہے۔" اِس سے ہم یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ "تیری جوانی"، "تیرے سالوں کو" یا "جب تک آپ زندہ ہیں۔" بہرحال حقیقت تو یہ ہے کہ خداوند آرزومند دل کو آسودہ کرتا ہے اور جو راستی سے چلتے ہیں اُن سے کسی اچھی چیز کو روک کے نہیں رکھتا۔

اِن پانچ مفادات (معافی، شفا، تحفظ، تاج پوشی اور آسودگی) کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری زندگی عقاب کی طرح از سرِ نو جوان ہو جاتی ہے۔ بیماری اور تشدد سے شاید جسم متاثر ہو، لیکن وہ روح کو نہیں چھو سکتے۔ "گو ہماری ظاہری انسانیت زائل ہوتی جاتی ہے پھر بھی ہماری باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی جاتی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۴: ۱۶)۔ جہاں تک بدن کا تعلق ہے، زمین پر ابدی جوانی کا کوئی منبع نہیں پایا جاتا، لیکن روح قوت پر قوت پاتی جاتی ہے۔

> لیکن خداوند کا انتظار کرنے والے ازسرِ نو زور حاصل کریں گے۔ وہ عقابوں کی مانند بال و پر سے اُڑیں گے، وہ دوڑیں گے اور نہ تھکیں گے۔ وہ چلیں گے اور ماندہ نہ ہوں گے (یسعیاہ ۴۰: ۳۱)۔

عقاب لمبی زندگی اور زبردست قوت کے لئے مشہور ہے۔ اِس کی زندگی ہمیشہ پُر زور نہیں رہتی اور وہ جوان بھی نہیں رہتا۔ وہ بوڑھا ہوتا اور مر جاتا ہے، لیکن زبور نویس یہ کہہ رہا ہے کہ جو شخص خداوند میں رہتا ہے وہ مسلسل تازگی سے لطف اندوز ہوتا ہے اور وہ

قوت پر قوت پاتا جاتا ہے جیسے عقاب بلند سے بلند تر ہوتا جاتا ہے۔

۱۰۳: ۶ خداوند کی صداقت اور عدل عبرانی قوم کے ساتھ اُس کے تعلقات میں ظاہر ہوا، خصوصی طور پر مصر سے رہائی کے سلسلے میں۔ یہ خاص طریقہ تھا جس سے وہ مظلوموں کے لئے عدل اور انصاف کا اظہار کرتا ہے۔

۱۰۳: ۷، ۸ مصر سے موعودہ ملک کے راستے پر خدا نے اپنی راہیں موسیٰ پر اور اپنے کام بنی اسرائیل پر ظاہر کئے۔ اُس نے موسیٰ سے خاص مشورے کئے اور اُس پر اپنے منصوبوں کو ظاہر کیا۔ بنی اسرائیل نے اِن منصوبوں کو عملی طور پر ظہور میں آتے دیکھا۔ اُس کی راہوں اور کاموں میں یہ فرق ہے کہ اُس کی راہیں مکاشفہ سے معلوم ہوتی ہیں جبکہ اُس کے کاموں کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

خداوند اپنی قوم کے ساتھ اپنے تعلقات میں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رحیم و کریم ہے۔ وہ راہ کے ہر قدم پر راہنمائی کرتا، تحفظ دیتا اور مہیا کرتا ہے۔ اُس کے لوگ گمراہ ہیں، بڑبڑاتے ہیں، سرکش اور نافرمان ہیں، لیکن وہ اپنے غصے کے بھڑکنے سے پہلے تحمل سے کام لیتا ہے۔ لوگوں کی ناشکرگزاری کے باوجود اُس کا رحم جاری رہتا ہے۔

اے خداوند! تیرے حضور مَیں کس قدر غیر مستحق ہوں،
لیکن تُو ہمیشہ مجھ پر اپنی محبت جاری رکھتا ہے۔
گو اکثر اوقات مَیں برگشتہ ہو جاتا ہوں
اور تیری مرضی پوری کرنے میں ناکام ہو جاتا ہوں،
پھر بھی تیری پُرفضل محبت میرے ساتھ رہتی ہے۔ (شاعر نامعلوم)

۱۰۳: ۹، ۱۰ ایک ایسا وقت آتا ہے جب خداوند کو اپنے بچوں کو تنبیہ کرنا پڑتی ہے، لیکن اِس کے باوجود اُس کی تادیب غیر معینہ عرصہ تک جاری نہیں رہتی۔ عدالت کرنا اُس کا عجیب کام ہے۔ جس سزا کے ہم مستحق ہیں اگر ہمیں وہ دی جاتی تو ہم ہمیشہ تک جہنم میں ہوتے، لیکن خدا کا رحم اِس بات میں ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیں وہ سزا نہیں دیتا جس کے مستحق ہم ہیں۔ کسی اَور نے ہمارے گناہوں کی سزا صلیب پر برداشت کی۔ جب ہم نجات دہندہ پر

بھروسا رکھتے ہیں تو خدا راستی سے ہمیں معاف کرتا ہے۔ یاد رکھیں کہ مسیح نے ہمیشہ کے لئے قرض چکا دیا ہے، چنانچہ ہم سے کبھی بھی دوبارہ ادائیگی کے لئے تقاضا نہیں کیا جائے گا۔

۱۰۳: ۱۱، ۱۲ نجات کا یہ خوبصورت منصوبہ دینے میں خدا کی محبت بے پایاں ہے۔ انسانی تصور اِسے بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اگر ہم آسمان اور زمین کے درمیان فاصلے کو ناپ سکتے تو اُس کی محبت کی وسعت کا تصور کیا جا سکتا، لیکن یہ ہمارے لئے ممکن نہیں۔ ہم تو جس کائنات میں رہتے ہیں، اُس کے حجم کا تعین نہیں کر سکتے۔ اُس نے ہماری خطائیں ہم سے نہایت دُور کر دیں۔ جیسے مشرق سے مغرب دُور ہے اور دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں، ویسے ہی ایماندار اور اُس کے گناہ ایک دوسرے سے دُور ہیں۔ محبت کے معجزے سے یہ خدا کی نظر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دُور پھینکے جا چکے ہیں۔

۱۰۳: ۱۳، ۱۴ کسی نے کہا ہے کہ "خدا اِنسان پر ترس کھاتا ہے" جیسے ایک انسانی باپ اپنے چھوٹے لڑکے پر ترس کھاتا ہے، جب وہ ایک بڑا بوجھ اُٹھانے کی کوشش کرتا ہے، ویسے ہی خداوند ہماری کمزوریوں میں ہم پر ترس کھاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کیا ہیں کہ ہم خاک سے بنائے گئے ہیں، کہ ہم کمزور اور بے بس ہیں۔ اکثر اوقات ہم یہ بات بھول جاتے ہیں جو خدا یاد رکھتا ہے یعنی کہ ہم خاک ہیں۔ اِسے بھولنے سے غرور، خود اعتمادی، آزادی اور بربادی جنم لیتی ہے۔

۱۰۳: ۱۵، ۱۶ انسان نہ صرف خاک ہے بلکہ وہ بہت جلد خاک میں لوٹ جاتا ہے۔ قدیم اعلان "تُو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائے گا" کی بڑی سنگ دلی سے تکمیل ہوتی ہے۔ انسان تھوڑے وقت کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ وہ جنگلی پھول کی مانند جلدی مرجھا جاتا ہے۔ جنہوں نے پہلے اُسے دیکھا اب اُسے دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

۱۰۳: ۱۷، ۱۸ اِس کے مقابلے میں خدا کی شفقت ابدی ہے۔ جو اُس سے ڈرتے ہیں یہ اُن کے لئے ازل سے ابد تک ہے۔ اِس کا دورانیہ لامحدود ہے۔ اور خدا کی صداقت نسل در نسل ہے۔ اِس میں بہت زیادہ تسلی ہے۔ اکثر مسیحی والدین اپنے بچوں اور اُن کے بچوں کے لئے بہت زیادہ فکرمند ہوتے ہیں کہ ایک ایسی دنیا میں نشو ونما پا رہے ہیں

جو برائی سے بھری پڑی ہے، لیکن ہم بڑی تسلی سے اپنے بچوں کو اُس خداوند کے ہاتھوں میں سونپ سکتے ہیں جس کی محبت لامحدود ہے اور جس کی صداقت نہ صرف ہمارے لئے بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی کافی ہے۔ تاہم اِن وعدوں کے ساتھ لازمی طور پر شرائط بھی منسلک ہیں۔ یہ اُن کے لئے حقیقی ہیں جو خداوند کے عہد پر قائم رہتے ہیں اور اُس کے قوانین پر عمل کرنا یاد رکھتے ہیں۔

۱۰۳: ۱۹-۲۲ خداوند بادشاہ ہے۔ اُس کا تخت آسمان پر ہے اور اُس کا اختیار عالمگیر ہے۔ اِس لئے لازم ہے کہ وہ تعریف کے لئے ہر شخص اور ہر شے کا محور ہو۔ چنانچہ داؤد کائنات کے لئے سٹیج تیار کرتا ہے کہ تمام مخلوق کی بہت بڑی کوائر ہم آہنگ ہو کر بہت زور دار طور سے اُس کی ستائش کرے۔ پہلے تو وہ فرشتوں کو تحریک دیتا ہے جو زورآور اور فرماں بردار ہیں کہ وہ نغمے کا آغاز کریں۔ اِس کے بعد وہ تمام مخلوقات کو دعوت دیتا ہے کہ وہ ستائش کرتے ہوئے اُسے سجدہ کریں۔ اِس کے بعد وہ خدا کی سب قوموں کو اشارہ کرتا ہے کہ وہ اِس جلالی نغمہ میں شامل ہوں۔ جب خدا کی ساری مملکت میں ہیلیلویاہ کا مشہور گیت گایا جا رہا ہے تو کوائر کا قائد اپنی آواز میں کہتا ہے "خداوند مبارک ہو۔" کسی شخص نے یہ تصور پیش کیا کہ داؤد یہاں یہ کہہ رہا ہے: "کائنات کی ستائش کے دوران مَیں بھی اپنی آواز سے اُس کی ستائش کروں۔"

زبور ۱۰۴: خالق اور سنبھالنے والا

ذرا غور کریں کہ نیویارک، لندن یا کراچی جیسے شہر کے نظام کو چلانے کے لئے کیا کچھ درکار ہے ... یعنی اُن شہروں کو جن میں کروڑوں لوگ رہتے ہیں۔ پانی کی بہم رسانی، محکمہ مکانات، خوراک اور دیگر تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بہت بڑی انتظامیہ کی ضرورت ہے۔

لیکن ذرا غور کریں کہ خدا کا انتظام کس قدر بڑا ہے جس کے ذریعے وہ ہماری کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ اُس کی تمام مخلوقات کے لئے پانی کی بہم رسانی کی ضرورت ہے۔ انسانوں، حیوانوں، پرندوں اور مچھلیوں کے لئے خوراک مہیا کرنے کا

بہت بڑا کام ہے۔ اُن کے لئے مکانات اور پناہ گاہ کی ضرورت ہے۔ ہم خدا کی عظمت کی قدر کرنے لگتے ہیں جب ہم اُس کی تخلیق اور پروردگاری پر غور کرتے ہیں۔

۱۰۴: ۱-۳ بے نام زبور نویس اپنی پوری ذات کو خداوند کی ستائش کے لئے دعوت دینے کے بعد خدا کی ذات کو بیان کرتا ہے۔ اِسے تمثیلی زبان میں سمجھنا ہوگا، کیونکہ ہم نادیدنی خدا کو کس طرح بیان کر سکتے ہیں، یا ہم اُس کی لامحدود عظمت کا محدود الفاظ میں کس طرح ذکر کر سکتے ہیں؟

جب زبور نویس کھڑا ہو کر دیکھنے لگتا ہے تو وہ حیران ہو جاتا ہے۔ وہ پکار اُٹھتا ہے ”اے خداوند میرے خدا! تُو نہایت بزرگ ہے۔“ تب وہ خدا کے ظہور کی تفصیلات بیان کرتا ہے۔ خدا نے ناقابلِ بیان حشمت اور جلال کا لباس پہن رکھا ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو پوشاک کی طرح نور سے ڈھانپ رکھا ہے۔ یہ اُس کی پاکیزگی اور راست بازی کی علامت ہے۔ وہ ستاروں بھری فضا کے آسمانوں کو زمین کے اوپر سائبان (عبرانی۔ خیمے کا پردہ) کی مانند تان دیتا ہے — یہ ایک ایسا کام ہے جس کی وسعت سے انسانی ذہن حیران رہ جاتا ہے۔ زمین پر پانیوں سے بھرے بادل وہ بنیاد ہیں جن پر آسمان کے ستون کھڑے کئے گئے ہیں۔ آسمان کے نیچے اُڑتے ہوئے بادل یہوواہ کے رتھ ہیں جنہیں ہوا کے بازو اُٹھائے ہوئے ہیں۔

۱۰۴: ۴ ”تُو اپنے فرشتوں کو ہوائیں اور اپنے خادموں کو آگ کے شعلے بناتا ہے۔“ عبرانی زبان میں ہوا اور روح کے لئے ایک ہی لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اِسی طرح جس لفظ کا ترجمہ فرشتہ ہوا ہے اُس کا بنیادی مطلب پیغمبر ہے۔ لہٰذا اِس جملے کا ترجمہ یوں بھی کیا جا سکتا ہے: ”تُو ہواؤں کو اپنے پیغام رساں اور آگ کے شعلوں کو اپنے خادم بناتا ہے۔“ کائنات کے سیاق و سباق میں یہ ترجمہ نہایت موزوں ہے، لیکن عبرانیوں ۱: ۷ کے سیاق سباق میں روایتی ترجمہ کی ضرورت ہے (یونانی الفاظ کے بھی دوہرے معانی ہیں، چنانچہ اِس کا اطلاق دونوں عہد ناموں پر ہوتا ہے)۔

۱۰۴: ۵-۹ جب ہم اِس زبور کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے

کہ اِس میں تخلیق کے ایام (پیدائش باب ۱) دہرائے گئے ہیں، گو بعض ایک ایام کا اِس قدر واضح حوالہ نہیں دیا گیا جیسے کہ دیگر ایام کا۔ زبور نویس خصوصی طور پر خدا کی پروردگاری کے انتظامات کے بارے میں حیرت کا اظہار کرتا ہے۔

سب سے پہلے وہ بیان کرتا ہے کہ خدا نے زمین کو نادیدنی بنیادوں پر کیسے بنایا، تاکہ یہ رہائش کے لئے پائیدار ہو اور کسی طرح کی جنبش نہ ہو۔ شروع میں ساری زمین اِس قدر گہرائی تک پانی میں چھپی ہوئی تھی کہ پہاڑ بھی نظر نہیں آتے تھے۔ تیسرے دن خدا نے کہا، ''آسمان کے نیچے کا پانی ایک جگہ جمع ہو کہ خشکی نظر آئے'' (پیدائش ۱: ۹)۔ پانی فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ پہاڑ اور وادیاں اُن علاقوں میں نمودار ہوئیں جن کا خدا نے پہلے سے انتظام کر رکھا تھا۔ اُس نے سمندر کی حدیں مقرر کر دیں تاکہ وہ خشک زمین پر نہ اُمڈ آئے۔

۱۰۴: ۱۰-۱۳ اِس کے بعد پانی کا خدا کا عجیب و غریب نظام شروع ہوا۔ چشموں سے کثرت کے ساتھ پانی جاری ہوا۔ پہاڑیوں پر سے ندیاں وادیوں اور میدانوں میں بہتی ہوئی بالآخر سمندر میں گرنے لگیں۔ اُس وقت سے جنگلی جانور اُن ندیوں، دریاؤں اور جھیلوں سے اپنی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔ اور پرندے اُن درختوں میں اپنے گھونسلے بناتے ہیں جو اُن پانیوں کے کناروں پر اُگتے ہیں۔ جیسا کہ الیہو نے نشاندہی کی کہ خدا ''پانی کے قطروں کو اوپر کھینچتا ہے جو اُسی کے ابخرات (بخارات) سے مینہ کی صورت میں ٹپکتے ہیں جن کو افلاک اُنڈیلتے اور انسان پر کثرت سے برساتے ہیں'' (ایوب ۳۶: ۲۷، ۲۸)۔ اور جب پہاڑوں پر بارش ہوتی ہے تو زمین خدا کے آب پاشی کے نظام کے نتیجے میں آسودہ ہوتی ہے۔

۱۰۴: ۱۴، ۱۵ خدا چوپایوں کے لئے کثرت سے گھاس اُگاتا ہے، اور انسان کو کاشت کاری کے لئے گندم وغیرہ مہیا کرتا ہے تاکہ وہ اپنے اور اپنے جانوروں کے لئے خوراک حاصل کرے۔ رفتہ رفتہ زمین سے معجزانہ طور پر خوراک حاصل ہوتی ہے۔ کیمیائی عمل سے انگوروں کے رس سے مے تیار ہوتی ہے۔ جب انسان اِسے پیتا ہے تو یہ اُس کے دل کو خوش کرتی ہے۔ زیتون سے تیل حاصل ہوتا ہے جسے مختلف طور سے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ یہ صحت بخش اور لذیذ ہوتا ہے۔ اور اناج سے روٹی بنتی ہے جو انسان کو محنت کے لئے تقویت دیتی ہے۔

۱۰۴: ۱۶-۱۸ جنگل کے بڑے بڑے درخت زمین سے منوں کے حساب سے پانی جذب کر لیتے ہیں۔ لبنان کا دیودار قدرتی طور پر اُگتا ہے اور انسان اِسے نہیں لگاتا۔ یہ درخت پرندوں کی رہائش گاہ مہیا کرتے ہیں۔ صنوبر کے درختوں میں لقلق کا بسیرا ہے۔ اونچے پہاڑ جنگلی بکروں کے لئے مثالی رہائش گاہ ہیں، جبکہ چٹانیں سافانوں کے لئے رہنے کی جگہ مہیا کرتی ہیں۔

۱۰۴: ۱۹-۲۳ چونکہ زندگی کی گردش نظامِ اوقات کے مطابق ہوتی ہے، اِس لئے اِسے ماپنے کا کوئی طریقہ ضرور ہے۔ چنانچہ خدا نے چاند کو مہینوں کی نشاندہی کے لئے مقرر کیا اور سورج جانتا ہے کہ اُسے کب غروب ہونا ہے اور یوں دن کا اختتام مقرر کرتا ہے۔ دن اور رات کا سلسلہ جانوروں اور انسانوں کے لئے خدا کی پروردگاری ہے۔ رات کی تاریکی میں جنگلی جانور دبے پاؤں خوراک حاصل کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو وہ پھر اپنی غاروں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ لیکن انسان اپنے کام کے لئے نکلتا ہے اور دن کی روشنی کو پیداواری محنت کے لئے استعمال کرتا ہے۔

۱۰۴: ۲۴-۲۶ خدا کی صنعتیں بے شمار ہیں۔ کیسی حکمت نے اُنہیں ترتیب دیا ہے! یہ زمین اُس کی مخلوقات سے معمور ہے اور وہ چھوٹی چھوٹی حیران کن تفصیلات کے تحت ہر ایک کی فکر کرتا ہے۔ سمندر چھوٹے بڑے جانداروں سے بھرا پڑا ہے، اُس میں سب سے چھوٹی مخلوق سے لے کر وہیل مچھلیوں تک موجود ہیں۔

آیت ۲۶ میں جاندار مخلوقات کے ذکر کے دوران جہازوں کا ذکر موزوں نہیں لگتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اِس کا مطلب بہت بڑا دریائی جانور ہے (پیدائش ۱: ۲۱)، لیکن جہاز صحیح مفہوم ہے۔ اِسی آیت میں لویاتان کا مطلب شاید وہیل مچھلی ہو جو سمندر کو کھیلنے کے لئے موزوں مقام تصور کرتی ہے۔ ایوب کی کتاب کے باب ۴۱ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔

۱۰۴: ۲۷-۳۰ گو تمام جانداروں کو اِس بات کا شعور نہ ہو، لیکن خوراک کے لئے اُن کا انحصار خدا پر ہے۔ جب وہ دیتا ہے تو یہ لے لیتے ہیں۔ جب وہ اپنی مٹھی کھولتا ہے تو وہ نہایت آسودہ ہوتے ہیں۔ آیت ۱۳ کے مطابق زمین خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی بارش

کے نتیجے میں آسودہ ہوتی ہے۔ آیت ۱۶ میں درخت پانی سے تر و تازہ رہتے ہیں اور اب تمام مخلوقات آسودہ ہے۔

خدا کے انتظام میں ایک ایسی حقیقت ہے جس سے ہم بچ نہیں سکتے: موت ایک پشت کو ختم کرتی ہے اور دوسری پشت اُس کی جگہ لے لیتی ہے۔ جب جانور تشدد یا عمر کے تقاضے سے مر جاتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا خدا نے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ لیکن جب یہ مر جاتے اور مٹی میں مل جاتے ہیں تو خدا اپنی روح کو بھیجتا ہے اور زمین کو تازہ مخلوق سے آباد کرتا ہے۔ ایک طرف تو مسلسل بربادی کا عمل ہے، لیکن دوسری طرف روئے زمین پر مسلسل تجدید ہوتی رہتی ہے۔

۱۰۴: ۳۱، ۳۲ زبور کا آغاز تخلیق سے ہوا اور اب یہ سنہری دَور کے لئے پُر درد دعا سے اختتام پذیر ہوتا ہے، جب گناہ کے اثرات زائل کر دیئے جائیں گے اور خداوند کو اُس کی عظمت اور بھلائی کے لئے عزت اور جلال ملے گا۔

> زبور نویس کی آرزو ہے کہ سب کچھ بحال ہو کہ وہ اور خدا کی تمام دیگر مخلوقات نئے ہم آہنگ انتظام کا حصہ بنیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تخلیق کا ایک نیا سبت شروع ہو، یعنی خدا کا آرام جس میں وہ اپنی مخلوقات سے اور مخلوقات اُس سے خوش ہو اور یوں پوری کائنات خدا کا مَقدِس بن جائے جس میں اُس کی حمد و ستائش ہو۔

جہاں تک خداوند کا تعلق ہے، داؤد دعا کرتا ہے کہ اُس کا جلال ہمیشہ رہے اور وہ اپنی صنعتوں سے خوش ہو۔ یہ وہ خدا ہے جس کی ایک جھلکی سے بھونچال آ جاتا ہے اور جس کے چھو لینے سے آتش فشاں پہاڑ پھٹ جاتا ہے۔

۱۰۴: ۳۳-۳۵ جہاں تک زبور کے مصنف کا تعلق ہے اُس کا عزم ہے کہ جب تک وہ زندہ ہے خدا کی عظمتوں کی ستائش کرتا رہے گا۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اُس کا دھیان یہوواہ کو پسند آئے جس میں اُسے حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

جہاں تک گنہگاروں کا تعلق ہے جو خدا کی تخلیق کو برباد کرتے ہیں، اخلاقی تقاضا یہ ہے کہ وہ صفحہ ہستی سے مٹ جائیں۔ خدا نے پہلے سے حکم دے دیا ہے کہ ایسا ہی ہو اور

یوں اُس کی دعا خدا کی مرضی کے عین مطابق ہے۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم آخری ستائشی کلمات میں اُس کے ساتھ شریک ہیں۔

"اے میری جان! خداوند کو مبارک کہہ۔ خداوند کی حمد کرو۔"

زبور ۱۰۵ : ابرہام کے ساتھ عہد

ابرہام کے ساتھ عہد میں خدا نے وعدہ کیا کہ وہ اُس کی نسل کو مصر کے دریا سے لے کر دریائے فرات تک کی زمین عطا کرے گا (پیدائش ۱۵: ۱۸-۲۱؛ خروج ۲۳: ۳۱؛ استثنا ۱: ۷، ۸؛ یشوع ۱: ۴)۔ یہ ایک غیر مشروط وعدہ تھا۔ یہ عہد کلی طور پر فضل کے تحت باندھا گیا تھا۔ ہر ایک بات کا انسان پر نہیں، بلکہ خدا پر انحصار تھا۔

اِس زبور میں بڑے جوش و خروش سے دہرایا گیا ہے کہ عہد کے وقت سے لے کر اُس وقت تک خدا نے کیا کیا جب اُس نے بنی اسرائیل کو ملک کنعان میں آباد کیا۔ زور اِس بات پر ہے کہ خدا نے کیا کیا۔ اسرائیل کے گناہوں یا برگشتگی کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا جیسا کہ اکثر تواریخی زبوروں میں بتایا گیا ہے۔

درحقیقت اسرائیل نے کبھی بھی اُس تمام علاقے پر قبضہ نہیں کیا تھا جس کا اُس کے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔ سلیمان کے دَورِ حکومت میں اِس وعدہ کی کافی حد تک تکمیل ہوئی تھی۔ گو اُس نے فرات سے مصر کی سرحد تک تمام سلطنتوں پر حکومت کی، لیکن اسرائیل اور یہوداہ کے لوگ دان سے بیرسبع کی حدود میں سکونت پذیر رہے (۱-سلاطین ۴: ۲۱-۲۵)۔ لیکن جب اُس کا مسیح قدرت اور جلال میں واپس آئے گا تو اسرائیل کی سرحدیں وسیع ہو جائیں گی اور اِس میں وہ تمام علاقہ شامل ہو گا جس کے دینے کا خدا نے ابرہام سے وعدہ کیا تھا۔ جب وہ دِن آئے گا تو ایماندار بنی اسرائیل نئی عقل اور نئی روح کے ساتھ یہ گیت گائیں گے۔

شکرگزاری اور حمد کریں (۱۰۵: ۱-۶)

بہت سے زبوروں کا نچلے سُروں سے آغاز ہوتا ہے اور یہ عبادت کے اونچے سُروں کی طرف بڑھتے جاتے ہیں، لیکن یہ زبور حمد کی گونج دار آواز میں شروع ہوتا ہے۔ مختلف

احکام ملاحظہ فرمایئے جو اِس ستائش میں استعمال کئے گئے ہیں:

خداوند کا "شکر کرو۔"
اُس کے نام سے "دعا کرو۔"
قوموں میں اُس کے کاموں کا "بیان کرو۔"
اُس کی تعریف میں گاؤ۔ اُس کی "مدح سرائی کرو۔"
اُس کے تمام عجائب کا "چرچا کرو۔"
اُس کے مقدس نام پر "فخر کرو۔"
خداوند کے طالبوں کے دل "شادمان ہوں۔"
خداوند اور اُس کی قوت کے "طالب ہو۔"
ہمیشہ اُس کے دیدار کے "طالب رہو۔"
اُن عجیب کاموں کو جو اُس نے کئے۔
اُس کے عجائب اور منہ کے احکام کو "یاد رکھو۔"
اے اُس کے بندے ابرہام کی نسل!
اے بنی یعقوب اُس کے برگزیدو!

ابرہام کے ساتھ خدا کا عہد (۱۰۵: ۷-۱۱)

۱۰۵: ۷، ۸ زبور نویس کی خوشی کی فوری وجہ ابرہام کا عہد ہے (پیدائش ۱۲: ۷، ۱۳: ۱۴-۱۷، ۱۵: ۷، ۱۸-۲۱ ، ۱۷: ۸ ، ۲۲: ۱۷، ۱۸ ؛ خروج ۳۲: ۱۳)۔ یہ عہد خداوند ہمارے خدا نے باندھا جس کی راستی کے فعل تمام زمین پر دیکھے جاتے ہیں۔ وہ اپنے وعدے کو کبھی نہیں بھولتا، گو ہزار پشتوں تک اُس کی تکمیل التوا میں رہے۔ جس بات کا اُس نے وعدہ کیا، یہ ایسے ہی یقینی ہے جیسے کہ یہ پہلے سے پورا ہو چکا ہے۔

۱۰۵: ۹-۱۱ بنیادی طور پر یہ عہد ابرہام کے ساتھ باندھا گیا تھا (پیدائش ۱۲: ۱-۲۰)۔ بعد ازاں اضحاق کے ساتھ اِس کی تصدیق کی گئی (پیدائش ۲۶: ۳، ۴)۔ اِس کے مزید بعد یعقوب کے ساتھ اِس کی تصدیق ہوئی (پیدائش ۲۸: ۱۳-۱۵)۔ یہ خدا کا کلام تھا جو جھوٹ

نہیں بول سکتا۔ یہ ملک کنعان کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ اُس کی قوم کی میراث ہو گا۔

اسرائیل کی مابعد تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے رکاوٹوں کو کیسے دُور کرتے ہوئے قوموں کو فتح کیا اور یوں اپنا کلام پورا کیا۔

قوم کا دَورِ بچپن (۱۰۵: ۱۲-۱۵)

جب وہ شروع میں مسوپتامیہ سے کنعان میں آئے تو وہ تھوڑے سے کمزور نوآباد تھے۔ اُن ابتدائی ایام میں اُنہیں اِس ملک اور دیگر ممالک میں بہت دفعہ ایک جگہ سے دوسری جگہوں میں منتقل ہونا پڑا (پیدائش ۱۲: ۱-۱۳، ۲۰: ۱-۱۸، ۲۸: ۱- ۲۹: ۳۵)۔ لیکن خدا نے اُنہیں خطرات اور ظلم سے محفوظ رکھا اور فرعون (پیدائش ۱۲: ۱۷-۲۰) اور ابی ملک (۲۰: ۱-۱۸، ۲۶: ۶-۱۱) ایسے بادشاہوں کو یہ کہتے ہوئے ملامت کی ”میرے ممسوحوں کو ہاتھ نہ لگاؤ اور میرے نبیوں کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤ، کیونکہ اُن بزرگوں کو مَیں نے براہِ راست مکاشفہ دیا ہے۔“

مصر میں یوسف کا اقتدار (۱۰۵: ۱۶-۲۲)

ایک ایسا وقت آیا جب ملک کنعان میں سخت کال پڑا۔ روٹی کے وسائل ختم ہو گئے، زندگی کا بنیادی سہارا نہ رہا۔ خدا ہی نے قحط بھیجا تھا اور روٹی کے تمام سہارے توڑ دیئے، لیکن اِن معنوں میں کہ اُس نے یہ وقوع پذیر ہونے دیا۔ خدا بدی کا بانی نہیں، لیکن کبھی کبھی وہ اُس کے وقوع کی اجازت دیتا ہے اور بعد ازاں اپنے جلال اور اپنے لوگوں کی بھلائی کے لئے اُسے مسترد کر دیتا ہے۔ خدا کا بندہ یوسف مصیبت میں پڑا۔ اُس کے بھائیوں نے اُس سے نفرت کی۔ اُسے مصر میں غلام کی حیثیت سے بیچ دیا گیا۔ وہاں ایک شہوانی عورت نے اُسے موردِ الزام ٹھہرا کر قید خانہ میں ڈلوا دیا (پیدائش ۳۹: ۲۰)۔ آیت ۱۸ میں اُس کی قید کے بارے میں ایسی تفصیلات ملتی ہیں جو کہیں اَور نہیں ملتیں۔ ”اُنہوں نے اُس کے پاؤں کو بیڑیوں سے دُکھ دیا۔ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا رہا۔“ قید کے اِن دو سالوں میں خدا کے کلام نے اُس کی خوابوں کی تعبیر اور پیش گوئی کرنے کی مہارت آزمائی۔ بالآخر فرعون کو اُس کے بارے میں بتایا گیا، اُس نے نہ صرف اُسے چھڑایا بلکہ ملک میں اُسے دوسرے درجے کا حاکم مقرر کیا۔ اُسے (یوسف کو) اُمرا کو قید

کرنے اور بزرگوں کو دانش سکھانے کا بھی اختیار تھا۔

یعقوب اور اُس کے خاندان کی ہجرت (۱۰۵: ۲۳-۲۵)

بالآخر یوسف کا خاندان مصر میں آ گیا اور وقت گزرنے پر وہ تعداد میں بہت زیادہ بڑھ گئے۔ وہ اپنے مخالفوں سے زیادہ قوی ہو گئے۔ لیکن اِلٰہی انتظام کے تحت مصریوں کو اجازت دی گئی کہ وہ یہودیوں پر ظلم کریں اور اُنہیں دھوکا دیں۔

موسیٰ اور مصر میں آفتیں (۱۰۵: ۲۶-۳۶)

۱۰۵: ۲۶-۲۷ اُس وقت خدا نے موسیٰ اور اُس کے نائب ہارون کو مقرر کیا کہ وہ فرعون کے سامنے کھڑے ہوں اور اُس سے اپنی غلام قوم کی آزادی کا مطالبہ کریں۔ اُن کے مطالبے کے ساتھ ساتھ مختلف آفتیں بھی بھیجی گئیں تا کہ بادشاہ کی قوتِ مدافعت کو توڑا جائے۔

یہاں آفتوں کا سلسلہ وار ذکر نہیں کیا گیا اور دو یعنی پانچویں اور چھٹی آفت کو بیان نہیں کیا گیا۔

۱۰۵: ۲۸ خدا نے تمام ملک پر تاریکی بھیجی (نویں آفت)۔ زبور نویس ایک بات کا اضافہ کرتا ہے جو سمجھ میں نہیں آتی "اور اُنہوں نے اُس کی باتوں سے سرکشی نہ کی۔" بارنز اِس کا یہ مطلب بیان کرتا ہے کہ موسیٰ اور ہارون نے خدا کی باتوں سے سرکشی نہ کی، بلکہ اُس کے حکم کی تعمیل کی۔ یا اِس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تاریکی اِس قدر شدید تھی کہ مصری اِس کا مقابلہ کرنے میں بے بس تھے۔

۱۰۵: ۲۹-۳۱ خدا نے اُن کی ندیوں کو خون بنا ڈالا اور مچھلیوں کو ختم کر دیا (پہلی آفت)۔ یہ بہت بُری طرح کی آلودگی تھی۔

اِس کے بعد مینڈکوں کی آفت کا ذکر کیا گیا ہے (دوسری آفت)۔ ہر کہیں مینڈک ہی مینڈک تھے۔ وہ تندوروں میں اور چارپائیوں پر تھے۔ بادشاہ کے محل میں بھی مینڈک ہر طرف ٹراتے ہوئے پھدک رہے تھے۔

خدا کے حکم سے مچھروں کے غول آ گئے (چوتھی آفت)۔ اور اُن کی سب حدوں میں جوئیں آ گئیں (تیسری آفت)۔

۱۰۵: ۳۲-۳۶ بارش کی بجائے خدا نے اولے برسائے اور رعد سے دُکھ دیا (ساتویں آفت)۔ زمین پر دہکتی آگ نازل ہوئی، انگور، انجیر اور دیگر تمام درخت برباد ہو گئے۔ اس آفت سے لوگ زخمی ہوئے اور مر بھی گئے (خروج ۹: ۲۵)۔

اِس کے بعد ٹڈیاں حملہ آور فوج کی طرح آئیں۔ آگے بڑھتے ہوئے اُنہوں نے تمام نباتات کو چٹ کر ڈالا اور اپنے پیچھے بربادیوں کے نشان چھوڑ دیئے (آٹھویں آفت)۔

جب اِن آفتوں میں سے کوئی بھی آفت کامیاب نہ ہوئی تو خدا نے مصریوں کے تمام انسانی اور حیوانی پہلوٹھوں کو مار دیا (دسویں آفت)۔ یہ ایک یادگار رات تھی جب ہر ایک مصری گھر کا فخر قتل کر دیا گیا۔

خروج (۱۰۵: ۳۷-۳۸)

یہودی بہت زیادہ سونے اور چاندی کے ساتھ مصر سے نکلے۔ جب وہ مصر آئے تھے تو وہ اِتنا سامان اپنے ساتھ نہیں لائے تھے۔ مصریوں نے بڑی خوشی سے جو کچھ یہودیوں نے مانگا اُنہیں دیا، کیونکہ وہ ہر صورت میں اُن سے پیچھا چھڑانا چاہتے تھے (خروج ۱۲: ۳۳-۳۶)۔ مصری اِن آفتوں کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان تھے، لیکن اسرائیلی اُن سے ذرا بھی متاثر نہ ہوئے۔ وہ سفر کرنے کے لئے بالکل ٹھیک ٹھاک حالت میں تھے۔ اُن میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔

جب وہ چلے گئے تو مصری بہت زیادہ خوش تھے۔ اُن پر بہت زیادہ خوف طاری ہو گیا تھا۔

بیابانی سفر (۱۰۵: ۳۹-۴۲)

خدا کے اپنے لوگوں کے لئے بیابان میں نہایت اعلیٰ وسائل تھے۔ بادل کے سائے میں اُنہوں نے نہ صرف اپنا سفر جاری رکھا بلکہ یہ ایک دھوئیں کا سا پردہ بھی تھا جس نے اُنہیں اُن کے دشمنوں سے چھپا رکھا (خروج ۱۴: ۱۹، ۲۰)۔ یہ رات کے وقت آگ کے بادل میں تبدیل ہو جاتا تھا تاکہ اُنہیں سفر کے لئے روشنی مہیا کرے۔ خدا نے اُنہیں کثرت سے بٹیریں دیں اور آسمان سے من دیا جو آسمانی روٹی تھی۔ اُنہیں پانی کی ضرورت تھی، چنانچہ اُس نے چٹان کو چیرا اور پانی پھوٹ نکلا۔ اُن کے پانی پینے کے بعد

اتنا پانی رہ گیا کہ خشک زمین پر ندی بہنے لگی۔ خداوند نے اُن کے لئے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ کیونکہ وہ اپنے پاک قول کو نہ بھولا جو اُس نے اپنے بندہ ابرہام سے کیا تھا۔

بالآخر موعودہ ملک میں (۱۰۵: ۴۳-۴۵)

یہ بہت بڑی نجات تھی، اِس لئے بے بیان خوشی اور گیت پیش کئے گئے۔ یہوواہ اُنہیں ملک کنعان میں لے آیا اور غیر قوموں کو وہاں سے نکال دیا۔ اُن کے لئے ہر شے تیار تھی اور اُنہوں نے اُمتوں کی محنت کے پھل پر قبضہ کیا۔

لیکن اِلٰہی مقصد یہ تھا کہ وہ اُس کی فرماں برداری کریں اور اُس کے آئین پر چلیں۔ درحقیقت اُس ملک میں رہنے کی ایک شرط تھی اور وہ یہ تھی کہ وہ تابع دار رہیں (احبار ۲۶: ۲۷-۳۳؛ استثنا ۲۸: ۶۳-۶۸، ۳۰: ۱۹، ۲۰)۔

اِس زبور کی آخری آیت مطلوبہ نقطہ عروج ہے۔ خداوند ہر وقت ہر مقصد پورا کرنے کے لئے کار فرما تھا۔ یہ بات ہم سب پر بھی صادق آتی ہے۔ خدا ہمیں اپنے برگزیدہ لوگ کہتا ہے تا کہ ہم اِس آخری آیت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔

> ”تا کہ وہ اُس کے آئین پر چلیں اور اُس کی شریعت کو مانیں۔
> خداوند کی حمد کرو۔“

زبور ۱۰۶: تاریخ سے سبق

زبور نویس اِس زبور میں یہ دیکھتا ہے کہ خدا اپنی قوم کی تاریخ میں بھلائی، صبر اور دائمی محبت کا اظہار کرتا آیا ہے۔

گو ہم زبور نویس کو نہیں جانتے، لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ وہ ایک دیندار یہودی تھا جس نے یہ زبور اُس وقت لکھا جب اُس کی قوم اسیری میں تھی (آیت ۴۷)۔ یہ زبور بنیادی طور پر قومی گناہ کا اقرار ہے (آیات ۶-۴۶)، لیکن اِس میں حمد (آیات ۱-۳، ۴۸) اور مناجات کے (آیات ۴، ۵، ۴۷) عناصر بھی پائے جاتے ہیں۔

حمد (۱۰۶: ۱-۳)

۱۰۶: ۱ خدا تعالیٰ کی حضوری میں آتے ہوئے وہ ستائش سے زبور کا آغاز کرتا ہے۔ وہ اِلٰہی پھاٹکوں اور اُس کے مقدس مقاموں میں شکرگزاری کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔

”خداوند کی حمد کرو“ عبرانی لفظ ”ہالیلویاہ“ کا ترجمہ ہے۔ گیت کا آغاز اور اختتام اِسی لفظ سے ہوا ہے۔

ہمیں مسلسل خدا کی شکرگزاری کرنی چاہئے، کیونکہ وہ ہم سب کے لئے بھلا ہے۔ اُس کی شفقت ابدی ہے -- ہمارا وجود اِس کا ثبوت ہے۔ جس کے ہم مستحق ہیں یعنی غضبِ اِلٰہی کے، اگر ہمیں مل جاتا تو ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتے۔

۱۰۶:۲، ۳ انسانی زبان خدا کے لوگوں کی خاطر اُس کی معجزانہ مداخلت کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اُس نے جو کچھ کیا ہے، اُس کی شکرگزاری کے لئے ابدیت کا عرصہ بھی کم ہے۔

خداوند مجھے یاد کر (۱۰۶: ۴، ۵)

حمد کے بعد شخصی التجا آتی ہے۔ مصنف اسرائیل کی بحالی اور مسیح بادشاہ کی جلالی حکومت کے انتظار میں دعا کرتا ہے کہ وہ اُس دن کی مبارک حالی میں شامل ہو سکے جب خدا اپنے لوگوں پر جن کا اُس نے فدیہ دیا ہے، فضل کرے گا۔ اُس کی آرزو ہے کہ وہ اسرائیل کے غم کی طویل رات کے بعد دائمی خوشی اور خوش حالی سے لطف اندوز ہو۔ اُس کی خواہش ہے کہ وہ خدا کے قدیم زمینی لوگوں کے جلال میں شریک ہو سکے۔ اُس کی آرزو صلیب پر مرتے ہوئے ڈاکو کی سی ہے، ”اے خداوند! جب تُو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد رکھنا“ (لوقا ۲۳: ۴۲)۔

بحرِ قلزم پر بغاوت (۱۰۶: ۶-۱۲)

اب زبور نویس اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے۔ دعائے ربانی کی طرح اِس میں پہلے تعریف اور بعد میں التجا کی گئی ہے (”ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے“)، پھر معافی کی التجا کی گئی ہے (”ہمارے قرض ہمیں معاف کر“)۔

جب کوئی شخص نہ صرف اپنے گناہوں کا بلکہ اپنی قوم کے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہے تو یہ حقیقی روحانی بلوغت کی علامت ہے۔ دل کی گہرائیوں سے یہ کہنا کس قدر مشکل ہے:

> ”ہم نے اور ہمارے باپ دادا نے گناہ کیا
> ہم نے بدکاری کی۔ ہم نے شرارت کے کام کئے۔“

جب ہم اسرائیل کے گناہوں پر غور کریں، تو ہم اُن سے حقارت نہ کریں۔ کیا ہم اُن سے بہتر ہیں؟ اُن کی گمراہی کو یاد کرتے ہوئے ہم اپنی گمراہی کو یاد کریں اور توبہ کے لئے گھٹنوں کے بل جھک جائیں۔

اُن کی ناشکرگزاری۔ اُنہوں نے خدا کے اُن عجائب کی مناسب طور پر قدر نہ کی، یعنی اُن عجائب کی جو اُس نے اُن کی مخلصی کے حصول کے لئے ظاہر کئے۔

اُن کی احسان فراموشی۔ اُنہوں نے خدا کی بے شمار رحمتوں کو بہت جلدی اپنے ذہنوں سے بھلا دیا۔

اُن کی بغاوت۔ جب وہ بحرِقلزم پر آئے تو اُنہوں نے شکایت کی کہ خدا اُنہیں نکال لایا ہے تاکہ وہ بیابان میں ہلاک ہو جائیں، اُن کے لئے بہتر ہوتا کہ وہ مصر میں ہی رہتے (خروج ۱۴: ۱۱، ۱۲)۔

لیکن خدا کی محبت اُن کے گناہوں کے سبب سے ختم نہ ہوئی۔ اُس نے اُن کی بغاوت میں بھی اپنے آپ کو خادم اور نجات دہندہ کی صورت میں ظاہر کیا۔ اُس نے اُنہیں مخلصی دی۔ یہ اُس کی قدرت کا کس قدر عظیم اظہار تھا! اُس کی جھڑکی سے بحرِقلزم کا پانی دو ٹکڑے ہو گیا اور یہودیوں کے لئے خشک راستہ بن گیا تاکہ وہ گزر جائیں۔ جب وہ دوسری طرف پہنچ کر تعاقب کرنے والے دشمنوں سے بچ گئے تو پانی پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ جب اسرائیلیوں نے یہ عجیب واقعات دیکھے، تو وہ اُس پر ایمان رکھنے اور اُس کی حمد کے گیت گانے سے کس طرح رہ سکتے تھے؟

صحرا میں شکایتیں (۱۰۶: ۱۳-۱۵)

لیکن بہت جلد گناہ کا ایک اَور دَور شروع ہو گیا۔

اُن کی کوتاہ یادداشت۔ جو معجزات دکھائے گئے تھے، وہ اُنہیں فوراً بھول گئے۔

اُن کی ہٹ دھرمی۔ اُنہوں نے اُس کی ہدایت کا انتظار نہ کیا۔

اُن کی حرص۔ خوراک حاصل کرنے کے سلسلے میں وہ اپنے آپ کو کنٹرول نہ کر سکے (گنتی ۱۱: ۱-۳۵)۔

اُن کا خدا کو غصہ دلانا۔ اُنہوں نے خدا کو آزمایا۔

اِس بار خدا نے اُنہیں وہ کچھ دیا جو وہ مانگتے تھے، لیکن ساتھ ہی اُن میں مہلک وبا بھی بھیج دی (گنتی ۱۱: ۲۰)۔ اُن کی تاریخ ہمیں سکھاتی ہے کہ ہم محتاج ہو کر خدا کی مرضی کے مطابق دعا کریں، کیونکہ جیسا کہ میتھیو ہنری نے کہا، ”جو کچھ ہم حرص سے مانگتے ہیں، وہ اکثر غضب کی صورت میں دیا جاتا ہے۔“

باغی — داتن اور ابیرام (۱۰۶: ۱۶-۱۸)

اُن کا خدا کی مقرر کردہ قیادت کو رد کرنا

قورح اور اون سمیت داتن اور ابیرام، موسیٰ اور ہارون کے خلاف بغاوت میں قیادت کر رہے تھے (گنتی ۱۶: ۱-۳۰)۔ وہ خدا کے اِن دو بندوں سے حسد کرتے تھے۔ اور وہ کہانت کے عہدے میں بھی دخل اندازی کرنا چاہتے تھے۔ خدا کے مقدس لوگوں یعنی خدا کے مخصوص نمائندوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے وہ خدا کے قانون کے خلاف بغاوت کر رہے تھے۔ اِن کا یہ نتیجہ ہوا کہ زمین پھٹ گئی اور اُن قائدین اور اُن کے خاندانوں کو نگل گئی۔ ساتھ ہی آگ نے اُن ڈھائی سو لوگوں کو بھی بھسم کر دیا جنہوں نے خداوند کے حضور بخور جلایا تھا (گنتی ۱۶: ۳۱-۳۵)۔

سونے کا بچھڑا (۱۰۶: ۱۹-۲۳)

بنی اسرائیل کی بت پرستی۔ موسیٰ کے کوہِ سینا پر سے خدا کی شریعت کو لانے سے پہلے، لوگوں نے سونے کا بچھڑا بنایا اور اُس کی پرستش کی (خروج ۳۲: ۴)۔ اُنہوں نے خدا کے جلال کو گھاس کھانے والے بیل کی شکل سے بدل دیا۔ بجائے اِس کے کہ وہ تسلیم کرتے کہ خدا مصر سے نکالنے کی وجہ سے اُن کا نجات دہندہ ہے، اُنہوں نے یہ تعظیم ایک بے جان بچھڑے کو دی۔ اگر موسیٰ اُن کی سفارش نہ کرتا تو خدا ایک لمحہ میں اُنہیں بھسم کر ڈالتا۔ جیسے ڈھال ایک سپاہی کی جان کو بچا لیتی ہے، ویسے ہی موسیٰ خدا اور لوگوں کے بیچ میں آ گیا اور خدا کے قہر کو ٹال دیا۔

جاسوسوں کی طرف سے بُری خبریں (۱۰۶: ۲۴-۲۷)

قادس برنیع میں اُن کی بے وفائی (گنتی ۱۴: ۲، ۲۷، ۲۸)۔ خداوند نے اُن سے

سہانے ملک کا وعدہ کیا تھا اور یہ ملک اپنے محلِ وقوع، آب و ہوا اور وسائل کے لحاظ سے مثالی تھا۔ اِس وعدے کے مطابق وہ ملک میں داخل ہو سکتے اور اُس پر قبضہ کر سکتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے اُس کے وعدے پر اعتقاد نہ رکھا اور ملک کو حقیر جانا۔ ایمان کے ساتھ آگے بڑھنے کے بجائے وہ اپنے ڈیروں میں بڑبڑائے۔ چنانچہ خدا نے قسم کھائی کہ وہ اِس نسل کو بیابان میں تباہ کر دے گا اور اُن کی نسل کو قوموں کے درمیان پراگندہ کر دے گا۔

موآبی قوم کے ساتھ مل کر گناہ کا ارتکاب (۱۰۶: ۲۸-۳۱)

بعل فغور کی پرستش۔ اسرائیلی مردوں نے نہ صرف موآبی عورتوں کے ساتھ حرام کاری کی، بلکہ مُردوں کے لئے قربانی کرنے میں بھی اُن کے ساتھ شامل ہوئے۔ بعل فغور کی پرستش کرتے ہوئے وہ دیگر بے دین رسومات میں بھی شریک ہوئے (گنتی ۲۵: ۳-۸)۔ خدا اِس قدر غضب ناک ہوا کہ اُس نے وبا بھیجی جس سے ہزاروں لوگ مر گئے۔ جب فنیحاس نے دیکھا کہ ایک اسرائیلی ایک غیرقوم عورت کو اپنے ڈیرے میں لے جا رہا ہے تو اُس نے دونوں کو مار ڈالا۔ وبا تو رُک گئی لیکن اِس سے پہلے چوبیس ہزار لوگ مر چکے تھے۔ یہ عمل اُس کی راست بازی کا مثبت ثبوت تھا اور اِس کے بدلے اُسے امن کے عہد کا انعام ملا۔ خداوند نے کہا:

> سو تُو کہہ دے کہ مَیں نے اُس سے اپنا صلح کا عہد باندھا اور وہ اُس کے لئے اور اُس کے بعد اُس کی نسل کے لئے کہانت کا دائمی عہد ہو گا کیونکہ وہ اپنے خدا کے لئے غیرت مند ہوا اور اُس نے بنی اسرائیل کے لئے کفارہ دیا (گنتی ۲۵: ۱۲، ۱۳)۔

مریبہ پر پریشانی (۱۰۶: ۳۲، ۳۳)

موسیٰ کا گناہ (گنتی ۲۰: ۲-۱۳)۔ بنی اسرائیل نے مریبہ کے چشمہ پر بڑی ہٹ دھرمی سے بے اعتقادی کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے موسیٰ پر الزام لگایا کہ وہ اُنہیں بیابان میں اِس لئے لے آیا کہ وہ پیاس سے مر جائیں۔ خدا کے حکم کے مطابق چٹان سے کہنے

کے بجائے اُس نے چٹان کو عصا سے دو بار مارا۔ وہ لوگوں کی سرکشی کے خلاف بے سوچے بول اُٹھا۔ اِس کے نتیجے میں خدا نے حکم دیا کہ وہ موعودہ ملک میں بنی اسرائیل کو لے کر داخل ہونے نہیں پائے گا۔

کنعان میں --- وہی پرانی داستان (۱۰۶: ۳۴-۳۹)

کنعان کی نئی فضا بھی بنی اسرائیل کی فطرت کو تبدیل نہ کر سکی، جیسا کہ ثابت ہوا:

۱۰۶: ۳۴ غیر قوم باشندوں کو ہلاک کرنے میں اُن کی ناکامی سے۔ گھٹیا کنعانی لوگ نسلِ انسانی کا بیمار عضو تھے۔ سینکڑوں سال تک اُن کی برداشت کرنے کے بعد خدا نے فیصلہ کیا کہ اِس کا واحد حل یہ ہے کہ اُنہیں کاٹ ڈالے۔ اُس نے جراحی کا یہ کام اسرائیل کے سپرد کیا۔ لیکن وہ اُس کے حکم کی تعمیل میں ناکام رہے (قضاۃ ۱: ۲۷-۳۶)۔

۱۰۶: ۳۵ غیر اقوام کے ساتھ میل جول بڑھانے سے۔ بت پرستوں کے ساتھ دوستی اور مخلوط شادیوں سے اسرائیل نے اپنے مذہب اور اخلاق کو بگاڑ لیا۔

۱۰۶: ۳۶ اپنی بت پرستی سے۔ بہت جلد یہودی حقیقی اور زندہ خدا کی پرستش کے بجائے بتوں کی پرستش کرنے لگے۔

۱۰۶: ۳۷-۳۹ انسانی قربانیوں سے۔ خصوصی طور پر اُنہوں نے شیاطین کو خوش کرنے کے لئے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو قربان کرنے سے خداوند کے خلاف بغاوت کی (۲۔سلاطین ۳: ۲۷، ۲۱: ۶؛ حزقی ایل ۱۶: ۲۰، ۲۱)۔ خدا کی برگزیدہ قوم کے بیٹے اور بیٹیاں کنعان کے گندے بتوں کے سامنے قربان کئے گئے اور ملک خون سے ناپاک ہو گیا۔

عدالت کا وقت (۱۰۶: ۴۰-۴۶)

بارنز لکھتا ہے "خداوند نے ناراض ہو کر اپنے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا گویا وہ اُس کے لئے مکروہ ہوں۔" اُس نے اُنہیں غیر اقوام یعنی مسوپتامیہ کے لوگوں، مدیانیوں، فلستیوں اور دیگر اقوام کے حوالے کر دیا۔ بے دین قوموں نے یہودیوں پر حکمرانی کی، اُن پر ظلم کیا اور اُنہیں دکھ دیا۔ اِس سلوک کے باوجود لوگ یہوواہ کے خلاف گناہ اور

بغاوت پر قائم رہے۔ لیکن جب کبھی اُنہوں نے توبہ کرتے ہوئے اُس کی طرف رجوع کیا، خدا نے اُن پر رحم کی نظر کی۔ اپنے عہد کو یاد رکھتے ہوئے وہ سزا سے باز آیا اور اپنی وفادار محبت کا اظہار کیا۔ حتیٰ کہ اُن کی اسیری کے تاریک لمحات میں خداوند نے اُن کے اسیر کرنے والوں کے ذریعے رحم کیا۔ یہ اِس بات کی بہت خوبصورت مثال ہے کہ خدا کا رحم عدل پر غالب آتا ہے۔

بچانا اور پھر سے اکٹھا کرنا (۱۰۶: ۴۷)

زبور نویس دعا کرتا ہے کہ خدا اقوام عالم میں اپنی پراگندہ قوم کو پھر سے اکٹھا کرے۔ اِس کے نتیجے مین وہ خدا کے قدوس نام کی ستائش کریں گے۔ اُس کے لوگ اُس کی ستائش کرنے میں فخر محسوس کریں گے۔

ستائش (۱۰۶: ۴۸)

خوشی کے اِن الفاظ سے ہم نہ صرف زبور کے اختتام پر بلکہ زبور کی چوتھی کتاب کے اختتام پر پہنچتے ہیں۔ لیکن اِس اختتام پر اِس آزمائش سے گریز کریں کہ اِس زبور کو ایک دَور تک ہی محدود رکھیں۔ اِس کے پیغام کو بنی اسرائیل کی شریر قوم تک محدود نہ کریں۔ لازم ہے کہ ہم بھی اپنی تاریخ کو اِس آئینہ میں دیکھیں۔ ۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۱۱ میں ہم واضح طور پر پڑھتے ہیں: "یہ باتیں اُن پر عبرت کے لئے واقع ہوئیں اور ہم آخری زمانہ والوں کی نصیحت کے واسطے لکھی گئیں۔"

یہ آیت ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم ناشکرگزار نہ ہوں۔ اگر بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے قدرت وقوت کے ذریعے مخلصی کے لئے شکرگزار ہونا چاہئے تھا، تو اِس سے زیادہ ہمیں گناہ اور شیطان کی غلامی سے مسیح کے خون کے وسیلے سے مخلصی کے لئے کیوں نہ شکرگزار ہونا چاہئے!

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم بھول نہ جائیں۔ ہم کس قدر آسانی سے خداوند یسوع کے دُکھوں اور موت کو بھول جاتے ہیں۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم نہ بڑبڑائیں۔ ہمارا کچھ ایسا طرزِ زندگی بن گیا ہے کہ

ہم موسم، اپنے حالاتِ زندگی، چھوٹی چھوٹی مشکلات، حتیٰ کہ شوربے کے گاڑھا یا پتلا ہونے کے بارے میں بھی بڑبڑاتے ہیں۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم ہٹ دھرم نہ ہوں۔ ہم خدا کی مرضی پر اپنی مرضی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ”سو اُس نے اُن کی مراد تو پوری کر دی پر اُن کی جان کو سکھا دیا“ (آیت ۱۵)۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم خدا کی طرف سے مقرر کردہ قیادت کے خلاف نکتہ چینی نہ کریں، خواہ یہ حکومت، کلیسیائی کمیٹی، دفتر یا گھر میں والدین کی قیادت کیوں نہ ہو۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم بت پرستی نہ کریں خواہ یہ روپے پیسے، گھر، جائیداد، تعلیم، عہدے، لذت یا دنیوی کامیابیوں کی بت پرستی کیوں نہ ہو۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم خدا کے وعدوں پر بے اعتقادی کا اظہار نہ کریں۔ اِس گناہ نے بنی اسرائیل کو ۳۸ سال تک بیابان میں آوارگی کی سزا دی اور اِس گناہ کے مرتکب لوگوں کو موعودہ ملک میں داخل ہونے سے محروم رکھا۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ بد اخلاقی کا شکار نہ بنیں۔ بعل فغور کی پرستش میں جنسی گناہ بھی پایا جاتا تھا۔ خدا کا رویہ اِس گناہ کے خلاف یہ ہے کہ اُس نے مجرموں کو ہلاک کر ڈالا۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم نام نہاد ”معمولی سی نافرمانی“ کے مرتکب نہ ہوں۔ موسیٰ نے چٹان سے کہنے کے بجائے اُسے مارا۔ شاید ہمیں یہ کوئی بڑی نافرمانی معلوم نہ ہو، لیکن کسی طرح کی نافرمانی بھی معمولی نہیں ہوتی۔

یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم بے ایمانوں سے شادی نہ کریں۔ خدا علیحدگی کا خدا ہے۔ وہ اِس سے نفرت کرتا ہے جب اُس کے لوگ ناہموار جوئے کے ذریعے بگڑ جاتے ہیں۔

بالآخر یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو قربان نہ کریں۔ اکثر اوقات مسیحی والدین اپنے بچوں کے سامنے خداوند کے کام کو بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ اکثر اوقات ہم اپنے بچوں کی اِس طور سے تربیت کرتے ہیں کہ وہ ہماری خواہش کے مطابق کاروبار یا اپنے پیشوں میں بڑا نام پیدا کریں۔ ہم دُنیا کے لئے اُن کی پرورش کرتے ہیں -- اور یوں جہنم کے لئے اُنہیں پالتے پوستے ہیں۔

پانچویں کتاب (زبور ۱۰۷-۱۵۰)

زبور ۱۰۷: خداوند کے چھڑائے ہوئے یہی کہیں

خدا کے لوگوں کی زندگی میں اکثر ایک سلسلہ پایا جاتا ہے۔ اولاً خداوند کے لوگ اُس سے برگشتہ ہوتے ہیں، اُس کے کلام کی نافرمانی کرتے ہیں۔ پھر وہ اپنی گمراہی کے تلخ نتائج بھگتتے ہیں۔ اِس کے بعد وہ گناہ کا اقرار کرتے ہوئے خدا سے فریاد کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اُن کا گناہ معاف کرتا اور ایک بار پھر اُنہیں برکت کے مقام پر بحال کرتا ہے۔ یوں مسرف بیٹے کی قدیم کہانی دہرائی جاتی ہے۔

اِس چکر پر غور کرنے سے دو بنیادی حقائق سامنے آتے ہیں۔ پہلی حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی دل زندہ خدا سے مسلسل برگشتہ ہونے پر مائل رہتا ہے۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ جب اُس کے لوگ توبہ کر کے اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو خدا اپنے بے بیان رحم سے اُنہیں بحال کرتا ہے۔

اِس زبور میں خدا کی شفقت بھری مخلصی چار مختلف تصاویر میں پیش کی گئی ہے:

بیابان میں کھوئے ہوؤں کے لئے مخلصی	(آیات ۴-۹)
قیدیوں کے لئے مخلصی	(آیات ۱۰-۱۶)
سخت بیماروں کی صحت یابی	(آیات ۱۷-۲۲)
شدید طوفان میں ملاحوں کے لئے مخلصی	(آیات ۲۳-۳۲)

تعارف (۱۰۷: ۱-۳)

سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ خداوند کی شکرگزاری کے لئے بلاہٹ دی جاتی ہے۔ دو وجوہات دی گئی ہیں: خداوند بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے۔ دونوں وجوہات مسلسل شکرگزاری کے لئے خاطر خواہ سبب ہے۔

پھر لوگوں کے ایک گروہ کی نشاندہی کی جاتی ہے جنہیں اُس کی خاص بھلائی اور محبت حاصل ہوئی ہے یعنی وہ لوگ جنہیں اُس نے ایذارسانی، غلامی، ظلم اور مصیبت سے چھڑایا

ہے اور اُنہیں عالمگیر پراگندگی سے واپس ملک میں لایا ہے۔ زبور نویس خاص کر بنی اسرائیل قوم کی بات کر رہا ہے، لیکن ہم اِن آیات کے اطلاق کو اِس قوم تک ہی محدود نہیں رہنے دیں گے، کیونکہ ہمیں بھی گناہ کی منڈی سے فدیہ دے کر چھڑایا گیا ہے۔ خدا کے چھڑائے ہوؤں کی حیثیت سے ہم بھی شکرگزاری کے ترانے میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔

بیابان میں کھوئے ہوؤں کے لئے مخلصی (۱۰۷: ۴-۹)

پہلی تصویر میں واضح طور پر اسرائیل کے سنسان، ویران بیان میں چالیس سالہ سفر کا ذکر کیا گیا ہے۔ لوگ پریشان ہو گئے۔ وہ بھوکے تھے۔ وہ پیاسے تھے۔ وہ بے دل ہو گئے تھے۔ تب اُنہوں نے خداوند سے فریاد کی۔ اچانک بیابان میں اُن کی آوارگی ختم ہو گئی۔ خداوند اُنہیں سیدھی راہ سے موآب کے میدانوں تک لے گیا اور وہاں سے ہو کر وہ کنعان کے ملک میں داخل ہو گئے۔ وہاں اُنہیں ایک شہر ملا جس میں پہنچ کر اُنہوں نے محسوس کیا کہ گویا وہ اب اپنے گھر میں آ گئے ہیں۔ اُنہیں اور ہم سب کو مسلسل خداوند کی لازوال محبت اور اپنے لوگوں پر شفقت کے لئے شکر کرنا چاہئے، کیونکہ موعودہ ملک میں وہ ترستی جان کو آسودہ کرتا اور بھوکی جان کو نعمتوں سے مالا مال کرتا ہے۔

قیدیوں کے لئے مخلصی (۱۰۷: ۱۰-۱۶)

۱۰۷: ۱۰-۱۲ اب بابلی اسیری کا ذکر آتا ہے۔ زبور نویس ستر سال کو قید سے تشبیہ دیتا ہے۔ بابل ایک تاریک اور اندھیری کوٹھڑی تھی۔ بنی اسرائیل یوں محسوس کرتے تھے کہ وہ قیدیوں کی مانند زنجیروں سے جکڑے ہوئے ہیں (گو بابل کے حالات مصر کے حالات سے کم تکلیف دہ تھے)۔ خداوند کے کلام سے سرکشی اور اِسے مسترد کرنے کے باعث اُنہیں اسیری میں بھیجا گیا۔ سخت مشقت سے کچلے ہوئے وہ بھاری بوجھ تلے گر پڑے اور کوئی اُن کا ساتھ دینے والا نہ تھا۔

۱۰۷: ۱۳-۱۶ لیکن جب اُنہوں نے خداوند سے فریاد کی تو اُس نے اُنہیں تاریکی کی سرزمین سے رہائی دی اور اُن کی اسیری کے بندھن توڑ ڈالے۔ اب صرف یہ رہ گیا ہے کہ وہ خداوند کی لاتبدیل محبت اور اُن کی خاطر سب اچھے کاموں کے لئے اُس کا شکر ادا کریں۔

’’کیونکہ اُس نے پیتل کے پھاٹک توڑ دیئے اور لوہے کے بینڈوں کو کاٹ ڈالا‘‘

اِس آیت سے ہم اخذ کرتے ہیں کہ زبور نویس اِس حصے میں بابل کی اسیری کی بات کر رہا ہے۔ اِس کا تعلق یسعیاہ ۴۵: ۲ سے ملتا ہے جہاں خداوند نے ہو بہو ایسے ہی الفاظ استعمال کرتے ہوئے اسیری کو ختم کرنے کا بیان کیا۔ خورس سے ہم کلام ہوتے ہوئے اُس نے کہا:

> ’’مَیں تیرے آگے آگے چلوں گا اور ناہموار جگہوں کو ہموار بنا دوں گا۔
> مَیں پیتل کے دروازوں کو ٹکڑے ٹکڑے کروں گا اور لوہے کے بینڈوں کو کاٹ ڈالوں گا۔‘‘

سیاق و سباق سے بالکل عیاں ہے کہ وہ بابل کی اسیری کے اختتام کی بات کر رہا تھا۔

سخت بیماروں کی صحت یابی (۱۰۷: ۱۷-۲۲)

۱۰۷: ۱۷-۲۰ اِس تیسرے حصے میں بنی اسرائیل کا مسیح کی پہلی آمد سے تعلق ہو سکتا ہے۔ قوم اُس وقت بیمار تھی۔ وہ ابھی ابھی مکابیوں کے آزمائشی دَور میں سے گزرے تھے۔ بعض احمق تھے اور اپنی بدکاریوں کے سبب سے سزا برداشت کر رہے تھے۔ اُن کی بھوک جاتی رہی اور وہ بڑی تیزی سے موت کے پھاٹکوں کے قریب آ رہے تھے۔ خدا نے اپنا کلام نازل کر کے اُن کو شفا دی۔ یہاں اُس کے کلام سے مراد یسوع مسیح ہے جو اسرائیل کے گھرانے میں آیا اور شفائیہ خدمت سرانجام دی۔ اناجیل میں ہم کتنی دفعہ پڑھتے ہیں کہ ’’اُس نے سب بیماروں کو اچھا کر دیا۔‘‘ متی ہمیں یاد دلاتا ہے کہ بیماروں کو شفا دینے سے یسعیاہ نبی کے ذریعے کی گئی پیش گوئی پوری ہوئی، ’’اُس نے آپ ہماری کمزوریاں لے لیں اور بیماریاں اُٹھا لیں‘‘ (متی ۸: ۱۷)۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سب اسرائیلیوں کو تو شفا نہ ملی، تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ سب اسرائیلی موعودہ ملک میں داخل نہ ہوئے اور نہ تمام بابل کی اسیری سے ہی واپس آئے۔

۱۰۷: ۲۱-۲۲ زبور نویس پھر لوگوں کو دعوت دیتا ہے کہ وہ خداوند کی شفقت اور اُس کے عجائب کے لئے اُس کی ستائش کریں۔ خدا نے اپنے بیٹے کو انعام کے طور پر دیا۔ یہ

ہمارے لئے اُس کی شکرگزاری کی قربانیاں گزراننے اور اُس کے کاموں کو گیتوں میں بیان کرنے کی خصوصی وجہ ہے۔

شدید طوفان میں ملاحوں کے لئے مخلصی (۱۰۷: ۲۳-۳۲)

۱۰۷: ۲۳-۲۷ آخری تصویر بہت زور دار ہے۔ یہ ملاحوں کی تصویر ہے جو جہازوں پر سمندر میں جاتے تھے۔ جب کبھی وہ سمندری طوفان میں پھنس جاتے تو وہ کسی حد تک خداوند کی قدرت کے بارے میں جانتے تھے۔ پہلے تو طوفانی ہوا چلتی ہے اور اِس کے بعد لہریں پہاڑوں کی مانند بلند ہوتی ہیں۔ جہاز لہروں پر اُچھلتا ہے اور اُس کی لکڑی ٹوٹتی پھوٹتی ہے۔ اِس صورتِ حال میں مضبوط ترین جہاز بھی کھولتے ہوئے کڑاہے میں ماچس کی ڈبیا کی مانند ہوگا۔ ایسے طوفان میں بہت بہادر اور مضبوط ملاح بھی حوصلہ ہار جاتے ہیں۔ وہ متوالے شخص کی مانند جھومتے ہوئے جہاز پر اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ اُنہیں شدید احساس ہوتا ہے کہ اُن کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور وہ حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔

۱۰۷: ۲۸-۳۰ یہ حیران کن امر نہیں کہ ایسے موقعوں پر کفر بکنے والے بے دین ملاح بھی دعا کرتے ہیں۔ اور خداوند اپنے فضل سے مایوسی میں اُن کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ وہ آندھی کو تھما دیتا ہے اور لہریں موقوف ہو جاتی ہیں۔ اب کس قدر سکون ہے! یہ لوگ پھر سمندر پر سفر کے لئے جاتے ہیں اور اُس بندرگاہ پر پہنچ جاتے ہیں جو اُن کی منزل مقصود تھی۔

۱۰۷: ۳۱، ۳۲ اپنی مصیبت سے مخلصی پانے والے ملاحوں کو خداوند کی وفادار شفقت کے لئے شکرگزاری کرنا نہیں بھولنا چاہئے۔ اُنہیں خداوند کی ستائش کے لئے بزرگوں کی مجلس میں اور لوگوں کے مجمع میں حمد کرتے ہوئے اپنی منتوں کو پورا کرنا چاہئے۔

کیا ہم سے غلطی ہو گی اگر ہم اِس کا اطلاق آخری ایام پر بھی کریں؟ اِس ناتے سے یہ اسرائیل قوم کے آخری طوفان کی تصویر ہے اور اِس کے بعد وہ سلامتی کی بادشاہی میں داخل ہو جائے گی۔ یہ طوفان بڑی مصیبت کی نشاندہی کرتا ہے۔ سمندر مضطرب اور بے چین غیراقوام کی علامت ہے۔ ملاح بنی اسرائیل قوم ہیں جو یعقوب کی مصیبت کے ایام میں دیگر قوموں میں مارے مارے پھرتے رہے۔ قوم کا ایک ایماندار بقیہ خداوند کی

طرف رجوع کرتا ہے۔ تب خدا شخصی طور پر مداخلت کرتا ہے تاکہ دُنیا میں واپس آ کر سلامتی اور خوش حالی کی حکومت قائم کرے۔

حکومت اور خدا کا فضل (۱۰۷: ۳۳-۴۳)

۱۰۷: ۳۳، ۳۴ زبور کی باقی ماندہ آیات میں وضاحت کی گئی ہے کہ جب اُس کے لوگ نافرمانی کرتے اور پھر فرماں برداری کرتے ہیں تو اِس کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔ اپنی قدرتِ کاملہ سے وہ دریاؤں کو خشک کر دیتا اور چشموں کو سکھا دیتا ہے۔ جب لوگ اُسے رد کر دیتے ہیں تو زرخیز زمین کو صحرائے شور بنا دینا اُس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

۱۰۷: ۳۵-۳۸ لیکن وہ اپنے ملائحہ عمل کو بدل بھی سکتا ہے اور جب سلامتی کا شہزادہ ہزار سالہ دَور میں بادشاہی کے لئے واپس آئے گا تو بالکل یہی ہو گا۔ نجب میں کثرت سے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں گے۔ ریگستان ایسا باغ ہو گا کہ اُسے بہت اچھی طرح سے سیراب کیا جائے گا۔ جو مقامات صدیوں سے بے آباد پڑے ہیں، وہاں رہائشی منصوبے قائم کر دیئے جائیں گے۔ بیابان اچانک قابل کاشت بن جائیں گے۔ اجناس، سبزیوں اور پھلوں کی بکثرت پیداوار ہو گی۔ اُس کی برکت سے ہر جگہ فصلیں وافر مقدار میں اپنا حاصل دیں گی اور چوپائے بیمار نہ ہوں گے۔

۱۰۷: ۳۹-۴۳ تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ وہ شریر حکمرانوں سے کس طرح پیش آتا ہے۔

> ”پھر ظلم و تکلیف اور غم کے مارے وہ گھٹ جاتے اور پست ہو جاتے ہیں۔
> وہ اُمرا پر ذلت انڈیل دیتا ہے اور اُن کو بے راہ ویرانے میں بھٹکاتا ہے۔“

یہ فرعون، ہیرودیس اور ہٹلر کا مقدر تھا اور بڑی مصیبت کے وقت یہ بدکار حکومت کا مقدر بھی ہو گا۔

خدا محتاج کو مصیبت سے نکالتا اور اُسے بڑا گھرانا عطا کر کے برکت دیتا ہے۔ جب نیک لوگ یہ دیکھتے ہیں تو وہ بہت زیادہ خوش ہوتے ہیں اور جب بے دین اور شریر لوگ دیکھتے ہیں تو وہ ہکا بکا رہ جاتے ہیں۔

دانا لوگ قوموں اور انسانوں کے مقدر کے پیچھے خدا کا ہاتھ دیکھیں گے اور وہ

تاریخ اور حالاتِ حاضرہ سے سبق سیکھیں گے۔ خصوصی طور پر وہ خداوند کی شفقت پر غور کریں گے کہ اُس کا اُن لوگوں سے کیسا سلوک ہے جو اُس کے کلام پر عمل کرتے ہیں۔

زبور ۱۰۸: جلد مدد کر!

یہ تعجب کی بات نہیں کہ ہم اِس زبور سے کسی حد تک پہلے سے مانوس ہیں۔ پہلی پانچ آیات زبور ۵۷: ۷-۱۱ سے کافی حد تک ملتی جلتی ہیں اور آخری آٹھ آیات زبور ۶۰: ۵-۱۲ سے مشابہت رکھتی ہیں۔ زبور حمد سے دعا، وعدہ، الجھن اور پھر دعا کی طرف اور بالآخر پُراُمید مستقبل کی جانب بڑھتا ہے۔

حمد (۱۰۸: ۱-۵)

۱۰۸: ۱، ۲ زبور نویس نے پُرعزم ارادہ کر رکھا ہے کہ وہ خداوند کی دائمی محبت اور وفاداری کے لئے مدح سرائی کرتا رہے گا۔ وہ حق تعالیٰ کے حضور گیت گانے اور ساز بجانے کا آرزومند ہے۔ ابھی اندھیرا ہی ہوتا ہے کہ وہ اپنی روح کو بیدار کرتا ہے اور اپنے خاموش ستار اور بربط کو بھی بیدار کرتا ہے کہ وہ شکرگزاری کے گیتوں سے صبح کا خیرمقدم کرے۔ شکرگزاری اور حمد سے دن کا آغاز کرنا کتنا خوبصورت خیال ہے۔

۱۰۸: ۳ وہ اپنے گیت کو اپنے گھر یا اپنے پڑوسیوں تک محدود نہیں رکھے گا۔ وہ جہاں کہیں جائے گا لوگ اُسے خداوند کی ستائش کرتے ہوئے سنیں گے، قوموں میں اُس کی حمد کے گیتوں کی گونج سنائی دے گی۔ ہمارا بھی یہی عزم ہونا چاہئے۔

۱۰۸: ۴، ۵ داؤد کے دل میں خداوند کے لئے اِس قدر جوش کیوں تھا؟ کیونکہ اُس کی شفقت آسمان سے بلند ہے اور اُس کی سچائی افلاک کے برابر ہے۔ اُس کی عظمت کے مطابق اُس کی حمد کرنا چاہئے۔ چنانچہ وہ آسمانوں پر سرفراز ہو اور اُس کا جلال ساری زمین پر ہو۔

جب ہم داؤد کے پُرمسرت حمدیہ گیتوں کو سنتے ہیں، تو ہم یہ بات بہتر طور پر سمجھتے ہیں جو کسی نے لکھی:

> حمد میں دعا کی نسبت پرستش زیادہ ہے۔
> دعا آسمان کی طرف خوش کن راہ کی نشاندہی کرتی ہے۔

اور حمد پہلے سے وہاں موجود ہے۔

دعا (۱۰۸: ۶)

اب وہ التجا کی طرف آتا ہے۔ دشمن کی فوجوں نے ملک پر حملہ کر دیا تھا اور حالات اچھے نہیں تھے۔ اُس نے بہت دفعہ خدا کی عظیم مدد کا تجربہ کیا تھا، لیکن افسوس کہ اب ایسا نہیں لگتا تھا۔ چنانچہ وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اپنی محبوب قوم کو مخلصی دلانے کے لئے مدد بھیجے تا کہ حملہ آور واپس چلے جائیں۔

وعدہ (۱۰۸: ۷-۹)

۱۰۸: ۷، ۸ اپنے مَقدِس میں پُرسکون اور پُرشکوہ خدا، اسرائیل اور غیر قوموں پر اپنا اختیار جتاتا ہے۔ وہ وعدہ کرتا ہے کہ مسیح کی حکومت میں سکم کا علاقہ شامل ہو گا جہاں یعقوب کا کنواں واقع ہے اور سکات کی وادی بھی جہاں یعقوب نے اپنے مویشیوں کے لئے جھونپڑے بنائے (پیدائش ۳۳: ۱۷)، جلعاد کی بلند سطح مرتفع جو چراگاہوں اور طبی روغن کے لئے مشہور ہے اور منسی جس کے علاقے یردن کے دونوں طرف ہیں۔ افرائیم اُس کا خود (ہیلمٹ) ہو گا اور وہ سلطنت کے دفاع کے لئے قبیلوں کی راہنمائی کرے گا۔ یہوداہ اُس کا عصا ہو گا یعنی پایۂ تخت جیسا کہ پیدائش ۴۹: ۱۰ میں وعدہ کیا گیا ہے۔

۱۰۸: ۹ تین غیر اقوام کا ذکر کیا گیا ہے -- موآب، ادوم اور فلستین۔ یہ غیر ملکی علاقہ کی نمائندگی کرتے ہیں اور بادشاہی میں شامل کئے جائیں گے۔ موآب اُس کی چلمچی یعنی پاؤں دھونے کا برتن ہو گا -- یہ نفرت اور قبضہ کا اظہار ہے۔ وہ ادوم پر اپنا جوتا پھینکے گا -- یہ ملکیت، غلامی اور تحقیر کی علامت ہے۔ جبکہ موآب اور ادوم باج گزار ہوں گے، فلستین کو کچل دیا جائے گا۔ ”مَیں فلستین پر للکاروں گا۔“

الجھن (۱۰۸: ۱۰، ۱۱)

ادوم پر فتح کے وعدے سے داؤد بے چین ہو جاتا ہے کہ وہ جلد اِس کی تکمیل دیکھ سکے۔ سیلا (صدر مقام) ناقابلِ رسائی اور ناقابلِ تسخیر تصور کیا جاتا تھا۔ اُس کی آرزو ہے

کہ کوئی اُسے ادوم تک لے جائے تاکہ وہ وہاں فتح کا نعرہ مار سکے۔ لیکن ایک اُلجھن ہے۔ خدا نے بنی اسرائیل سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ وہ مدد نہیں کرتا اور اِس کے اثرات تباہ کن ہیں۔ جب اسرائیل کی فوجیں جنگ کے لئے کوچ کرتی ہیں تو وہ شکست کھاتی ہیں کیونکہ خداوند اُن کے ساتھ نہیں ہے۔

دعا (۱۰۸: ۱۲)

خداوند کے بغیر صورتِ حال مایوس کن ہے۔ کوئی اَور مدد نہیں کرے گا۔ داؤد نے اپنی زندگی کے طویل تجربے سے دیکھا ہے کہ انسانی مدد عبث ہے۔ وہ قادرِ مطلق خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ پھر سے اسرائیل کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے میدانِ جنگ میں اُس کی مدد کرے۔

پُراُمید مستقبل (۱۰۸: ۱۳)

دعا کی جگہ سے اُٹھ کر زبور نویس فتح کا گیت گاتا ہے۔ خدا کی بدولت ہم دلاوری کریں گے کیونکہ وہی ہمارے مخالفوں کو پامال کرے گا اور اپنے برگزیدہ لوگوں کو فتح سے ہمکنار کرے گا۔ یہ اعتماد ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔

زبور ۱۰۹: خدا کے دشمنوں کا انجام

کسی اَور زبور میں خدا کی سزاؤں کے نزول کا اِتنی تفصیل سے ذکر نہیں ہوا۔ زبور نویس اپنے دشمنوں پر مختلف سزاؤں کے نزول کی التجا کرتا ہے۔

۱۰۹: ۱-۳ یہ زبور بڑی نرمی سے شروع ہوتا ہے۔ داؤد خدائے محمود سے مدد کے لئے فریاد کرتا ہے، یعنی اُس خدا سے جس کی وہ مدح سرائی کرتا ہے۔ اُس کے دشمن اُس کے خلاف لفظی حملے کرتے ہیں اور اُس پر ہر طرح کے جھوٹے الزام لگاتے رہے ہیں۔ ہر طرف سے اُس کے خلاف نفرت کی باتوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ خصوصی طور پر اِن ناجائز حملوں کو برداشت کرنا مشکل تھا۔

۱۰۹: ۴، ۵ داؤد نے ہمیشہ اپنے حملہ آوروں سے محبت اور شفقت کا اظہار کیا۔ اِس کے

بدلے اُسے کیا ملا؟ وہ ہمیشہ اُن کے لئے دعا کرتا ہے۔ لیکن ہر ایک نیکی کے عوض اُنہوں نے اُس کی بے عزتی کی اور محبت کے عوض نفرت کا اجر دیا۔

۱۰۹: ۶، ۷ اِس مقام پر داؤد کا قلم زہر آلود ہو جاتا ہے۔ اُس کی دُکھی روح سے مہلک اور تلخ دعائیں نکلتی ہیں۔ آیات ۱-۵ کے بہت سے دشمنوں میں سے وہ اب خصوصی طور پر ایک دشمن پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

بالآخر یہ شخص پکڑا جائے گا اور اُس پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ جب ایسا ہو گا تو خداوند ایسے حالات پیدا کرے کہ کوئی شریر شخص الزام لگانے والا ہو اور شیطان خصلت اُس کا مدعی ہو۔ مقدمے کے آخر میں یہ فیصلہ سنایا جائے کہ وہ مجرم ہے۔ اور اگر وہ سزا کے خلاف اپیل کرے تو اُس کی درخواست توہین عدالت متصور کی جائے اور اُس کی سزا میں اضافہ کر دیا جائے۔

۱۰۹: ۸-۱۰ اُس کی زندگی کوتاہ ہو جائے اور کوئی دوسرا شخص اُس کا منصب لے لے۔ اِس خاص بد دعا کا یہوداہ اسکریوتی کے لئے اعمال ۱: ۲۰ میں اقتباس کیا گیا جو رسولوں کے گروہ میں خزانچی کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔

> "کیونکہ زبور میں لکھا ہے کہ اُس کا گھر اُجڑ جائے اور اُس میں کوئی بسنے والا نہ رہے اور اُس کا عہدہ دوسرا لے لے۔"

اِس زبور کی شدت کو سمجھنے کے لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اِس کا نہ صرف داؤد اور اُس کے دشمن سے تعلق ہے، بلکہ مسیح اور اُس کے پکڑوانے والے سے بھی ہے۔ شاید اِس کا تعلق آنے والے دنوں میں اسرائیل اور مخالفِ مسیح سے بھی ہے۔

جہاں تک اُس دشمن کے خاندان کا تعلق ہے اُس کے بچے یتیم ہو جائیں، اُس کی بیوی بیوہ ہو جائے اور اُس کے بچے آوارہ پھرتے ہوئے بھیک مانگیں۔ وہ اُن کھنڈرات سے بھی نکال دیئے جائیں جو کسی وقت اُن کا گھر ہوتا تھا۔

۱۰۹: ۱۱-۱۳ جہاں تک اُس کی میراث کا تعلق ہے، قرض خواہ آ کر سب کچھ چھین لیں۔ جو کچھ اُس نے کمایا ہے پردیسی اُسے لوٹ لیں۔

چونکہ اُس نے رحم نہیں کیا تھا، اِس لئے اُس پر اور اُس کے یتیم بچوں پر بھی ترس نہ کھایا جائے۔ ایک نسل گزرنے کے بعد اُس کا خاندان گمنام ہو جائے۔ یہ سزا بہت شرمناک ہے۔

۱۰۹: ۱۴، ۱۵ اُس کے پیش رَو بھی بے الزام نہیں ہیں۔ اُس کے باپ دادا کی بدی خداوند کے حضور یاد رہے اور اُس کی ماں کا گناہ مٹایا نہ جائے۔ اُن کے جرائم تفصیل سے نہیں بتائے گئے، لیکن اُن کا گناہ بہت بڑا ہو گا کیونکہ زبور نویس التجا کرتا ہے کہ خداوند اُن کے گناہوں کو کبھی نہ بھولے اور زمین پر سے اُن لوگوں کا ذکر مٹا دے۔

۱۰۹: ۱۶-۲۰ آیت ۱۶ میں ہم پڑھتے ہیں کہ اِس شریر آدمی پر سخت قسم کا فردِ جرم لگایا گیا۔ رحم نہ کرنا اُس کا طرزِ زندگی تھا، بلکہ وہ جارحانہ طور پر غریب اور محتاج کو ستاتا تھا۔ شکستہ دل کو وہ موت کے گھاٹ اُتار دیتا تھا۔ اِس آیت میں یہوداہ کی تصویر بہت واضح طور پر نظر آتی ہے جس نے بے گناہ نجات دہندہ کو سولی پر چڑھوا دیا۔

لیکن اخلاقی عمل داری میں سزا کا ایک بے لچک اصول ہوتا ہے۔ انسان جو کچھ بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ فصل کی کٹائی ناگزیر ہے۔ گناہ کی سزا سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ زبور نویس التجا کرتا ہے کہ یہاں اِس اصول کا پورا اطلاق کیا جائے۔ یہ شخص دوسروں پر لعنت کرنا پسند کرتا تھا، اب وہی لعنتیں اُس کے سر پر آ پڑیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ دوسرے برکتوں سے لطف اندوز ہوں، چنانچہ اب برکتیں اُس سے دُور رہیں۔ وہ لعنت کو پوشاک کی طرح پہنتا تھا، اب لعنتیں اِس طرح اُس کی زندگی میں سرایت کریں جیسے پانی سپنج میں جذب ہو جاتا ہے۔ وہ اُس کے جسم کے ہر ایک حصے میں سرایت کر جائیں، بلکہ اُس کی ہڈیوں میں سما جائیں۔ لعنتیں ایسے اُسے ڈھانپ لیں جیسے کپڑے اُسے ڈھانپ لیتے ہیں۔ وہ ایسے کمربند کی مانند اُس سے چمٹی رہیں، جسے وہ کبھی نہیں اُتار سکتا۔

داؤد پر الزام و تہمت لگانے والوں کے لئے اُس کی یہی خواہش ہے۔ لگتا ہے کہ اِس سزا کی فہرست میں اُس نے کوئی بھی تفصیل نظرانداز نہیں کی۔

۱۰۹: ۲۱-۲۵ زبور نویس زبور کو دو درخواستوں اور ایک شکرگزاری سے ختم کرتا ہے۔ پہلے تو وہ اپنی مصیبتوں سے مخلصی کے لئے دعا کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ خدا اپنے نام کی خاطر اُس کا ساتھ دے یعنی کہ وہ قدرت اور انصاف کے خدا کی حیثیت سے اپنے آپ کو جلال دے۔ خدا داؤد کے سلسلے میں ایک بار پھر ظاہر کرے کہ اُس کی شفقت خوب ہے۔

زبور نویس کی مصیبت بہت زیادہ تکلیف دہ ہے۔ وہ نہ صرف غریب اور محتاج ہے بلکہ اُس کا دل بھی زخمی ہے۔ اُس کی زندگی ڈھلتے سایہ کی طرح جاتی رہی ہے۔ اُسے زندگی سے ایسے جھٹک دیا گیا ہے جیسے کوئی شخص بڑی آسانی سے ٹڈی کو جھٹک دیتا ہے۔ طویل فاقہ کشی سے اُس کے گھٹنے کمزور ہو گئے ہیں اور اُس کا جسم سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچا رہ گیا ہے۔ اُس کی خستہ حالی پر اُس کے دشمن ہنستے ہیں، وہ طنزیہ انداز میں اُس پر سر ہلاتے ہیں۔

۱۰۹: ۲۶-۲۹ اپنی دوسری دعا میں وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُسے اُس کے دشمنوں کے روبرو بے گناہ ثابت کرے۔ جب یہوواہ اُس کی مخلصی اور مدد کے لئے آئے گا تو اُس کے مخالفین جانیں گے کہ یہ اِلٰہی مداخلت کا عمل یعنی کہ خداوند کا ہاتھ ہے۔ جب خداوند اُسے برکت دے گا تو اُن کی لعنتوں سے کیا فرق پڑے گا! اُس وقت دشمن شرمسار ہوں گے اور زبور نویس شادمان ہو گا۔ وہ ذلت اور پریشانی سے ملبس ہوں، اور وہ اپنی ہی شرمندگی کو چادر کی طرح اوڑھ لیں۔

۱۰۹: ۳۰، ۳۱ آخر میں داؤد یہ منصوبہ بناتا ہے کہ دعاؤں کا جواب مل جانے پر وہ خداوند کے حضور کس طرح حمد کرے گا۔ یہ معمولی حمد نہیں ہو گی بلکہ بہت بڑی شکرگزاری ہو گی۔ وہ یہ شکرگزاری تخلیہ میں نہیں کرے گا بلکہ بڑی بھیڑ میں اُس کی حمد کرے گا۔ اور اِس حمد کا مضمون یہ ہو گا کہ یہوواہ محتاج کے دہنے ہاتھ کھڑا ہو کر اُن سے چھڑاتا ہے جو اُس کی ہلاکت کے درپے ہیں۔ جب خداوند کسی کا دفاع کرنے والا ہو تو وہ پُراعتماد ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ایف۔ بی۔ مائر نے کہا ہے:

> کسی کو مجرم ٹھہرانا کس قدر فضول سی بات ہے جب کہ تمام دنیا کا منصف اُسے راست ٹھہرانے کے لئے پاس کھڑا ہو؟

ہمیں بد دعا کے مزامیر کو کس طرح سمجھنا چاہئے؟

بد دعا کے مزامیر میں مشکل یہ ہے کہ ہم اُن زبوروں کی انتقامی روح کو دیگر مقامات میں خدا کے لوگوں کے ساتھ محبت اور معافی کے حکم سے کیسے ہم آہنگ کریں۔ بد دعا والے مزامیر میں سے زبور ۱۰۹ میں سب سے سخت لہجہ کا اظہار کیا گیا ہے، اِس لئے یہاں اِس مسئلے کو حل کرنا مناسب ہو گا۔

سب سے پہلے مَیں بعض ایک تشریحات کو درج کروں گا جو مجھے قائل نہیں کر سکیں۔ اِس کے بعد مَیں اپنی سمجھ کے مطابق صحیح تشریح پیش کروں گا، گو اِس میں بھی کچھ اُلجھنیں ہیں۔

اِس امر کی نشاندہی کی گئی ہے کہ یہ بد دعائیں اِس قدر شریر سے انتقام یا سزا کی دعائیں نہیں ہیں جس قدر اُن میں یہ پیش گوئی کی گئی ہے کہ خدا کے دشمنوں کا کیا حشر ہو گا۔ چنانچہ اُنگر کہتا ہے:

> ”مقدس لوگوں کی طرف سے افراد پر لعنتیں انتقام، دکھ یا بے صبری کا اظہار نہیں ہیں، بلکہ یہ پیش گوئیاں ہیں۔“

اِن میں سے اکثر پیروں کا فعل امر میں نہیں بلکہ فعل مستقبل میں صحیح ترجمہ کیا جانا چاہئے۔

ایک دوسری تشریح یہ ہے کہ داؤد خدا کے ممسوح کی حیثیت سے بول رہا تھا۔ اپنی حیثیت کے لحاظ سے وہ خدا کا نمائندہ تھا۔ اِس لئے اُسے اِن سخت سزاؤں کے اعلان کے لئے اجازت دی گئی۔ (لیکن یہاں یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ بد دعا کے تمام مزامیر داؤد نے ہی نہیں لکھے تھے)۔

پھر بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اُن لوگوں کے احساسات کا تاریخی ریکارڈ ہیں اگرچہ اُن کی سختی کی تصدیق نہیں کرنی چاہئے۔ اِس نظریہ کے متعلق بارنز لکھتا ہے:

> یہ تاثرات محض اِس بات کا ریکارڈ ہے کہ زبور نویس کے ذہن میں فی الحقیقت کیا کچھ وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ اِس نظریہ کے مطابق جو تاثرات پیش کئے گئے ہیں وہ نقل کرنے کے لئے پیش نہیں کئے گئے۔

اِس کی دیگر تشریحات بھی ہیں۔ بد دعا والے زبوروں کا دفاع یوں بھی کیا گیا ہے کہ چونکہ اسرائیل خدا کی برگزیدہ قوم تھی، اِس لئے اسرائیل کے دشمن خدا کے دشمن تھے۔ زبور نویس بیان کرتا ہے کہ گناہ گار کیسی سزا کے مستحق ہیں اور وہ انتقام کے لئے خواہش کا اظہار نہیں کرتا۔

جیسے کہ مَیں نے پہلے کہا مجھے اِن میں سے کوئی تشریح تسلی بخش نہیں لگتی۔ مجھے سب سے زیادہ یہ تشریح پسند ہے کہ بد دعا والے زبوروں میں ایک ایسی روح ہے جو ایک یہودی کے لئے شریعت کے تحت رہتے ہوئے تو درست ہے، لیکن ایک مسیحی کے لئے فضل کے تحت رہتے ہوئے درست نہیں ہے۔ یہ زبور ہمیں اِس لئے سخت لگتے ہیں کیونکہ ہم اِنہیں عہد جدید کے مکاشفہ کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ داؤد اور دیگر زبور نویسوں کے پاس عہد جدید نہیں تھا۔ جیسا کہ سکروگی نشاندہی کرتا ہے:

> ... یہ اچھا ہو گا کہ ہم فوری طور پر اِس حقیقت کو پہچانیں کہ گزشتہ دَور موجودہ دَور سے کمتر تھا۔ گو شریعت، فضل کے متضاد نہیں، لیکن یہ اِس کے برابر نہیں ہے۔ گو مسیح شریعت کو پورا کرنے کے لئے آیا، لیکن وہ اِس سے ماورا لے جانے کے لئے بھی آیا۔ ہمیں خبردار رہنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم زبوروں میں انتقامی انداز کو پولس کے خطوط کے معیار سے پرکھنے کی کوشش نہ کریں۔

کسی شخص کے خاندان کو سزا میں شامل کرنا گو ہمیں انتہا پسندی معلوم ہو، لیکن اِس حقیقت کے پیشِ نظر زبور نویس حق بجانب تھا کہ خدا نے دھمکی دی تھی کہ وہ باپ کی بدکاری کی سزا اُس کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک دے گا (خروج ۲۰: ۵، ۳۴: ۷؛ گنتی ۱۴: ۱۸؛ استثنا ۵: ۹)۔ خواہ ہم یہ بات پسند کریں یا نہ کریں، لیکن روحانی عملداری میں یہ اصول پایا جاتا ہے کہ ایک شخص کے گناہوں سے اُس کا پورا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص جزیرہ کی مانند دوسروں سے الگ تھلگ نہیں ہوتا۔ اُس کے اعمال کے نتائج اُس کی اپنی ذات اور دوسروں کو متاثر کرتے ہیں۔

ہم آج کل خداوند کے سالِ مقبول میں رہتے ہیں۔ جب یہ دَور گزر جائے گا اور ہمارے خداوند کے انتقام کا دن شروع ہو گا، تو بد دعا والے زبوروں کی زبان ایک

بار پھر خدا کے لوگوں کی زبان ہو گی۔ اِس لئے کہ مصیبت کے دَور کے شہید کہیں گے:
''تُو کب تک انصاف نہ کرے گا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارے خون کا بدلہ نہ لے گا؟'' (مکاشفہ ۶: ۱۰)

ایک آخری خیال ملاحظہ فرمائیے! زبوروں میں بد دعاؤں کی سختی ہمارے دلوں کو تیار کرتی ہے کہ ہم خداوند یسوع کی قدر کر سکیں جس نے صلیب پر اپنے بدن پر ہر لعنت کو برداشت کیا تا کہ ہمیں ہر ایک لعنت اور لعنت کرنے سے آزاد کر دے۔ اگر زبوروں میں بیان کردہ تمام سزاؤں کو اکٹھا کر دیا جائے تو اُس کے مقابلہ میں بالکل معمولی ہیں جو یسوع نے ہمارے فدیہ کے طور پر برداشت کیں۔

زبور ۱۱۰: داؤد کا بیٹا اور اُس کا خداوند

عہد جدید میں عہد عتیق کے دیگر حوالہ جات کی نسبت داؤد کے اِس زبور کا سب سے زیادہ اقتباس کیا گیا ہے۔ یہ بالکل واضح ہے کہ یہ زبور مسیح کے متعلق ہے۔ پہلے وہ خدا کے دہنے ہاتھ نظر آتا ہے اور بعد میں اُسے جلال کے بادشاہ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے جو عالمگیر حکومت کا اختیار سنبھالنے کے لئے دنیا میں آئے گا۔ ساتھ ساتھ اُسے ملک صدق کے طور پر ابدی کاہن بھی پیش کیا گیا ہے۔

۱۱۰: ۱ پہلی آیت میں داؤد کہتا ہے کہ

''یہوواہ نے میرے خداوند سے کہا تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ
جب تک کہ مَیں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دوں۔''

اِسے سمجھنے کے لئے اِن دو اشخاص کی شناخت کرنا ضروری ہے۔ پہلے یہوواہ کا ذکر ہوا ہے پھر خداوند کا۔ خداوند عبرانی لفظ آدون (adon) کا ترجمہ ہے جس کا مطلب ''مالک'' یا ''حکمران'' ہے۔ یہ لفظ بعض اوقات خدا کے نام کے لئے استعمال ہوا اور کئی دفعہ اِس کا انسانی آقا پر اطلاق کیا گیا ہے۔ گو یہ لفظ ہمیشہ کسی اِلٰہی شخصیت کو ظاہر نہیں کرتا، لیکن جو الفاظ اِس کے بعد استعمال ہوئے ہیں اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ داؤد کا خداوند (آدون) خدا کے برابر ہے۔

ایک دن جب خداوند یسوع یروشلیم میں فریسیوں سے گفتگو کر رہا تھا تو اُس نے

اُن سے پوچھا کہ مسیح کی شناخت کے بارے میں اُن کا کیا ایمان ہے۔ مسیح موعود کس کی نسل سے ہو گا؟ اُنہوں نے بالکل صحیح جواب دیا کہ وہ داؤد کی نسل سے ہو گا۔ لیکن مسیح نے اُن پر واضح کیا کہ زبور ۱۱۰ (جس کے بارے میں وہ تسلیم کرتے تھے کہ یہ مسیح کے متعلق ہے) کے مطابق مسیح، داؤد کا بھی خداوند ہو گا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ بیک وقت داؤد کا بیٹا اور اُس کا خداوند بھی ہو؟ اور داؤد بادشاہ کا زمین پر کیسے کوئی خداوند ہو سکتا ہے؟

اِس کا جواب یہ ہے کہ مسیح خدا بھی ہو گا اور انسان بھی۔ خدا کی حیثیت سے وہ داؤد کا خداوند ہو گا۔ انسان کی حیثیت سے وہ داؤد کا بیٹا ہو گا۔ اور مسیح یسوع میں الوہیت اور انسانیت متحد تھی، اِس لئے وہ داؤد کا خداوند اور بیٹا دونوں ہو سکتا تھا۔

سب شہادتوں کے باوجود فریسی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے کہ یسوع ہی مسیح ہے جس کے وہ عرصہ دراز سے منتظر تھے۔ چنانچہ ہم پڑھتے ہیں:

> "اور کوئی اُس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا اور نہ اُس دن سے پھر کسی نے اُس سے سوال کرنے کی جرأت کی" (متی ۲۲: ۴۱، ۴۶ بمقابلہ مرقس ۱۲: ۳۵-۳۷ ؛ لوقا ۲۰: ۴۱-۴۴)۔

عہد جدید کے مصنفین کسی شک کی گنجائش نہیں چھوڑتے کہ وہ جو خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے، یسوع ناصری کے سوا اَور کوئی نہیں ہے (متی ۲۶: ۶۴ ؛ مرقس ۱۴: ۶۲ ، ۱۶: ۱۹ ؛ لوقا ۲۲: ۶۹ ؛ اعمال ۲: ۳۴ ، ۳۵ ، ۵: ۳۱ ، ۷: ۵۵، ۵۶ ؛ رومیوں ۸: ۳۴ ؛ ۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۲۴ و مابعد ؛ افسیوں ۱: ۲۰ ؛ کلسیوں ۳: ۱ ؛ عبرانیوں ۱: ۳، ۱۳ ، ۸: ۱ ، ۱۰: ۱۲، ۱۳ ، ۱۲: ۲ ؛ ۱۔پطرس ۳: ۲۲ ؛ مکاشفہ ۳: ۲۱)۔ چنانچہ پہلی آیت میں بتایا گیا ہے کہ یہوواہ نے خداوند یسوع کے صعودِ مبارک پر کیا کہا جب وہ خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھ گیا۔ لیکن وہ صرف اُس وقت تک وہاں ہو گا جب تک اُس کے تمام دشمنوں کو اُس کے پاؤں کی چوکی نہ بنا دیا جائے۔

۱۱۰:۲ آیت ۱، ۲ کے درمیان کلیسیائی دَور آتا ہے جو مسیح کی تخت نشینی سے لے کر اُس کی دوسری آمد تک ہے۔ آیت ۲ میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہوواہ مسیح کا شاہی عصا صیون سے بھیجتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مسیح خداوند کو بادشاہ مقرر کیا جاتا ہے اور یروشلیم اُس کا دارالخلافہ ہے۔ عصا شاہی اختیار کی علامت ہے۔ مسیح خداوند کو اپنے دشمنوں کے درمیان

تمام دُنیا پر حکومت کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ”اپنے دشمنوں پر حکمرانی کر۔“ اِس وقت سے پہلے خداوند یسوع اپنے تمام دشمنوں کو ہلاک کرے گا۔ یہاں اُس کے دشمنوں کو ہلاک کرنے کی بات نہیں کی گئی بلکہ اُن کے دشمنوں پر حکمرانی کے لئے کہا گیا ہے جو اَب اُس کے دوست بن چکے ہیں اور اُس کی حکومت کے تابع ہو چکے ہیں۔

۱۱۰:۳ آیت ۳ میں تصدیق ہوتی ہے کہ جب وہ پاک پہاڑ پر اپنی فوجوں کی قیادت کرے گا تو لوگ رضا مندی سے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔

یہاں لوگ رضا مندی سے پاک آرائش میں بادشاہ کا استقبال کرتے ہیں۔ بارنز لکھتا ہے کہ یہ لوگ اُس خوبصورتی اور دلکشی کا اظہار کریں گے جو پاک اور صاف ستھرے کردار کا نتیجہ ہوتی ہے۔

آیت ۳ کا آخری حصہ مترجمین و مفسرین کے لئے کوفت کا باعث بنا رہا۔ سکروگی اِس کا یہ مفہوم پیش کرتا ہے، ”جیسے شبنم اپنی ماں یعنی صبح کے بطن سے پیدا ہوتی ہے، ویسے ہی تیری فوج کثرت سے، تازہ دم، ہشاش بشاش اور زور آور حالت میں تیرے پاس آئے گی۔“

۱۱۰:۴ بادشاہی کے نمایاں خدوخال میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خداوند یسوع کی ذات میں بادشاہ اور کاہن کے دو عہدے متحد ہوں گے۔ انسانی حکمرانی کی صورت میں ایسا اتحاد بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ مغرب میں کلیسیا اور ریاست کی علیٰحدگی بلاوجہ نہیں ہے۔ لیکن جب یسوع حکمران ہے تو یہ اتحاد اچھا اور مناسب ہے۔ بغیر کسی خرابی کے بادشاہی عہدہ اور روحانی کہانت دنیا والوں کو ایک ایسا انتظام دے گی جس کے لئے لوگ عرصہ دراز سے منتظر رہے ہیں۔

آیت ۴ میں ہم مسیح کی کہانت کے سلسلے میں چار باتیں سیکھتے ہیں:

- یہوواہ نے اُسے کاہن بنانے کے لئے قسم کھائی تھی۔
- یہ تقرری ناقابلِ تنسیخ تھی۔
- اُس کی کہانت ابدی ہے۔
- یہ کہانت ملکِ صدق کے طور پر ہے۔

"ملکِ صدق کے طور پر" کی ہمارے لئے عبرانیوں ابواب ۵-۷ میں تفسیر کی گئی ہے۔ وہاں ملکِ صدق کی کہانت کا ہارون کے خاندان یا لاوی کے قبیلے کی کہانت سے موازنہ کیا گیا ہے۔

شریعت کے تحت خدا نے لاوی کے قبیلے کے مردوں اور ہارون کے خاندان کو کاہن مقرر کیا۔ اُن کی کہانت اُنہیں والدین سے ملتی اور موت کے وقت ختم ہوتی تھی۔

خدا نے اُس پُراسرار شخص ملک صدق کو اپنی مطلق العنان مرضی سے کہانت کے عہدے پر مقرر کیا تھا۔ اُسے یہ کہانت اُس کے والدین کی طرف سے میراث میں نہیں ملی تھی ("یہ بے باپ، بے ماں، بے نسب نامہ ہے" عبرانیوں ۷: ۳ الف)، اور اُس کی کہانت کے بارے میں کوئی ذکر نہیں کہ کب شروع ہوئی اور کب ختم ہو گی۔ ("نہ اُس کی عمر کا شروع نہ زندگی کا آخر" عبرانیوں ۷: ۳ب)۔ اِس لحاظ سے ملک صدق کی کہانت لاوی کی کہانت سے برتر تھی۔ ہمارے خداوند کی کہانت بھی کسی نسل کی طرف سے نہیں تھی کیونکہ وہ لاوی کے قبیلے سے نہیں بلکہ یہوداہ کے قبیلے سے تھا۔ اُس کی کہانت خدا کے مطلق العنان ابدی فرمان کے وسیلے سے قائم ہوئی۔ چونکہ وہ ہمیشہ تک زندہ رہے گا اِس لئے اُس کی کہانت کبھی ختم نہ ہو گی۔

ایک اَور طرح سے ملک صدق، مسیح کے مشابہ تھا کہ وہ کاہن بھی تھا اور بادشاہ بھی۔ اُس کا نام اور لقب ظاہر کرتا ہے کہ وہ راست بازی اور صلح (سالم) کا بادشاہ تھا (عبرانیوں ۷:۲)۔ وہ خدا تعالیٰ کا کاہن بھی تھا (پیدائش ۱۴: ۱۸)۔

۱۱۰:۵ زبور کی آخری تین آیات میں خداوند یسوع مسیح کی ایک زور آور فاتح کی حیثیت سے تصویر پیش کی گئی ہے جو اپنی حکومت کے آغاز سے پہلے ہر طرح کی لاقانونیت اور بغاوت کو ختم کرتا ہے۔ اِن آیات میں مذکورہ شخصیات کی شناخت کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے، اگر ہم اُنہیں اِس نقطہ نگاہ سے دیکھیں کہ اِن میں یہوواہ اور مسیح بادشاہ کو مخاطب کیا گیا ہے۔ آیت ۵ کو اِس انداز سے پڑھیں:

> خداوند (ادونائے — یہاں خداوند یسوع مراد ہے) تیرے (یہوواہ کے)
> دہنے ہاتھ ہے۔ وہ (مسیح) اپنے قہر کے دن بادشاہوں کو چھید ڈالے گا۔

۱۱۰:۶ یہاں خداوند یسوع غیر اقوام کے خلاف لشکر کشی کرتا ہے جیسا کہ یوایل ۳:۹-۱۷؛ زکریاہ ۱۴:۳ اور مکاشفہ ۱۹:۱۱-۲۱ میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ وہ قوموں میں عدالت کرتا ہے اور وادی اُن کی لاشوں سے اٹ جاتی ہے۔ مزید بیان یہ ہے "وہ بہت سے ملکوں میں سروں کو کچلے گا۔" اِس کا یہ بھی ترجمہ ہو سکتا ہے، "وہ وسیع مُلک میں سروں کو کچلے گا۔" یہ بے دین شخص کے انجام کی طرف اشارہ ہے "جسے خداوند یسوع اپنے منہ کی پھونک سے ہلاک اور اپنی آمد کی تجلّی سے نیست کرے گا" (۲۔تھسل ۲:۸)۔

۱۱۰:۷ جونہی وہ اپنے دشمنوں سے نپٹنے کے لئے آگے بڑھتا ہے تو بادشاہ راہ میں ندی کا پانی پیئے گا۔ چونکہ پانی روح القدس کی ایک علامت ہے (یوحنا ۷: ۳۸، ۳۹)، اِس لئے ممکن ہے کہ اِس کا یہ مطلب ہو کہ خداوند روح کی خدمت سے تازہ دم ہو جاتا ہے اور ازسرِ نو قوت حاصل کرتا ہے۔ اِس سے اِس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ وہ اِس کے نتیجے میں کیوں فتح سے اپنے سر کو بلند کرتا ہے۔

زبور ۱۱۱: خداوند کے عجیب کام

زبور ۱۱۱ میں سلسلے کی تین لڑیاں ہیں:
یہوواہ کے کام (آیات ۲-۴، ۶-۷)
یہوواہ کی باتیں جو عہد (آیات ۵-۹)
اور اصولِ اخلاق (آیت ۷) ایسے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہیں۔
اُس کا ابدی کردار: جو کچھ وہ ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے (آیات ۳، ۵، ۸-۱۰)۔

پہلی آٹھ آیات کے دو دو مصرعے ہیں۔ آخری دو آیات کے تین تین مصرعے ہیں۔ بائیس مصرعوں میں سے ہر ایک مصرع الف سے لے کر ترتیب وار عبرانی حروفِ تہجی سے شروع ہوتا ہے۔

زبور کا مضمون تخت نشین مسیح کی خوبیاں ہے۔ بنی اسرائیل اُس خدا کی حمد کر رہے ہیں جو اُنہیں مصر اور بابل کی تاریکیوں سے نکال کر اپنی خوبصورت روشنی میں لے آیا۔

۱۱۱:۱ یہ گیت ایمانداروں کو حمد کی بلاہٹ (عبرانی "ہالیلویاہ") اور زبور نویس کے اپنے عزم

سے شروع ہوتا ہے کہ وہ بغیر کسی رکاوٹ کے خداوند کی حمد کرے گا۔ وہ راست بازوں کی چھوٹی جماعت اور لوگوں کے بڑے مجمع میں حمد کرے گا۔ یا ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تخلیہ میں اور عوام میں حمد کرے گا۔

۱۱۱: ۲، ۳ خداوند کے کاموں کا یہاں چار طرح کا بیان ہے، لیکن عہدِ عتیق کے ہر ایک یہودی کے لئے عظیم ترین کام مصر سے مخلصی تھا۔ خداوند کے کام عظیم ہیں۔ اُن کا مطالعہ اُن کے لئے جو اُن میں مسرور ہیں سود مند اور پھل دار ہے۔ یہ کام اُس کے جلال اور حشمت کا بہترین اظہار ہیں اور اُس کی صداقت ابد تک قائم ہے۔

۱۱۱: ۴، ۵ اُس نے فسح کے برے کے خون کے وسیلے سے اسرائیل کی نجات کی دائمی یادگار قائم کی۔ یہ فضل اور رحم کی دائمی یادگار ہے۔ عشائے ربانی کے ذریعے اُس نے ایک بہتر برہ کے خون سے ہماری نجات کی یادگار مقرر کی۔ یہ ناقابل فراموش یاد دہانی ہے کہ وہ رحیم و کریم ہے۔ شاید آیت ۵ میں اسرائیلیوں کے لئے اُن کے بیابانی سفر میں خدا کی طرف سے خوراک (لغوی مطلب ”شکار“) کے معجزانہ طور پر مہیا کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ اُس نے کبھی بھی اِس بات کو فراموش نہ کیا کہ وہ اُس کے عہد کے لوگ ہیں۔ یہ ہمیشہ سچ ہے کہ جو بھی وعدہ وہ کرتا ہے اُسے وفاداری سے پورا کرتا ہے۔

۱۱۱: ۶ اُس نے اپنی قوم کو اپنے عجیب کاموں کا عملی ثبوت یوں دیا کہ وہ کنعانی قوموں کو نکال کر ملکِ موعود میں بحفاظت لے آیا۔ زبور نویس اِسے ”قوموں کی میراث“ کہتا ہے۔

۱۱۱: ۷-۹ خدا کے تمام کام ثابت کرتے ہیں کہ وہ ہمیشہ برحق اور راست ہے۔ اُس کے تمام قوانین قابل بھروسا ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے وعدوں کو یاد رکھتا اور اُنہیں وفاداری اور باوقار طریقے سے پورا کرتا ہے۔ اُس نے مصر سے خروج کے وقت اپنے لوگوں کے لئے فدیہ دیا اور بعد ازاں اُس وقت جب وہ اُنہیں بابل کی اسیری سے واپس لایا۔ وہ اپنی جلالی حکومت سے قبل اسرائیل کے بارہ قبیلوں کو واپس لانے سے پھر ایسا ہی کرے گا۔ یہ سب کچھ اُس کے عہد کا حصہ ہے اور یہ کبھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ اُس کا نام قدوس اور مہیب یعنی قابل تعظیم ہے اور جیسا اُس کا نام ہے ویسا ہی وہ ہے۔

۱۱۱:۱۰ جو اُس سے ڈرتا ہے صرف اُس نے حکمت کی طرف اپنے سفر کا آغاز کر دیا ہے۔ جس قدر ہم اُس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، اُسی قدر وہ ہمیں منور کرتا ہے۔ روحانی علم فرماں برداری سے ترقی کرتا ہے۔ وہ ابد تک ستائش کے لائق ہے۔

زبور ۱۱۲ : راست بازوں کا اجر

۱۱۲:۱ گذشتہ زبور اور اِس زبور میں ترتیب (اس زبور کی آیات بھی ترتیب وار حروفِ تہجی سے شروع ہوتی ہیں) اور روحانی تعلیم کے لحاظ سے آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جہاں سے زبور ۱۱۱ میں بات ختم ہوئی، وہیں سے زبور ۱۱۲ بات کا آغاز کرتا ہے — یعنی اِس سے کہ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔ اِس سے پہلے زبور میں خداوند کے متعلق جو باتیں کہی گئیں، اُن کا اِس زبور میں دیندار شخص پر اطلاق ہوتا ہے۔ زبور ۱۱۱ میں آفتابِ صداقت اپنے پورے جلال میں چمکتا ہے، جبکہ یہاں ہم ایماندار کو چاند کی صورت میں دیکھتے ہیں جو اُس جلال کو منعکس کرتا ہے۔ خداوند کے جلال کو روح القدس کے وسیلے سے دیکھنے سے ایماندار اُسی جلال میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

"خداوند کی حمد کرو" بہت دفعہ زبور نویس اِن الفاظ سے اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ اِس میں اُس نے ہمارے لئے ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔

مبارک شخص کون ہے؟ وہ جو خداوند کی تعظیم کرتا ہے، جو اُس کے حکموں میں خوب مسرور رہتا اور اُن پر عمل کرنے سے اِس بات کا ثبوت دیتا ہے۔ وہ دینداری کی عملی زندگی سے جاری ہونے والے حاصل سے مستفید ہوتا ہے۔ مثلاً :

۱۱۲:۲ **ممتاز نسل۔** اُس کی نسل کو باوقار اور زور آور مقام حاصل ہو گا۔ وہ اپنی دینداری کی میراث کے باعث عزت کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے۔ ممکن ہے کہ وہ مادی لحاظ سے امیر نہ ہوں، لیکن اُنہیں روحانی برکتیں ضرور ملیں گی۔

۱۱۲:۳ **مبارک حالی۔** عموماً یہ حقیقت ہے کہ خداوند کے کلام کی فرماں برداری لوگوں کو بدحالی اور غربت سے بچاتی ہے۔ ایمان دار کی راست بازی یعنی اُس کی دینداری، جاں فشانی اور کفایت شعاری کے فوائد آنے والی نسلوں کو بھی حاصل ہوں گے۔

۱۱۲: ۴ **منور ہونے کی یقین دہانی۔** تاریکی سے تحفظ کی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی گئی، لیکن ایک وعدہ کیا گیا ہے کہ نور تاریکی میں چمکے گا۔ زندگی کے تمام تاریک ایام میں خداوند ظاہر کرتا ہے کہ وہ رحیم و کریم اور صادق ہے۔

۱۱۲: ۵-۶ **فیاضی۔** جو شخص فیاض ہے اور لوگوں کی جائز ضروریات کے لئے اُنہیں قرض دیتا ہے، اُس کے حالات ساز گار رہیں گے۔ ایسا شخص راستی سے اپنا کاروبار کرے گا۔ اُس کی زندگی ایک پائیدار بنیاد پر قائم ہوئی ہے اور اِس دنیا سے چلے جانے کے بعد عرصہ دراز تک لوگ اُسے یاد کرتے رہیں گے۔

۱۱۲: ۷ **خوف سے آزادی۔** وہ اب مستقل خوف، خدشات اور بُری خبروں سے بالکل آزاد ہے۔ اُس کا توکل خدا پر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اُس کی زندگی خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۱۱۲: ۸ **حملے کے وقت پُر اعتماد۔** اُس کے دشمن اُس کے سکون کو برباد نہیں کر سکیں گے۔ وہ پُر اعتماد ہے کہ گو وہ وقتی طور پر حاوی نظر آئیں، تاہم اُن کا زوال یقینی ہے اور وہ کامیابی سے ہمکنار ہو گا۔

۱۱۲: ۹ **دیرپا خوش حالی اور عزت۔** چونکہ وہ فیاض رہا ہے، اِس لئے غریبوں پر اُس کی رحم دلی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اُسے ندامت کی کیفیت میں اپنی عزت کا ڈھول خود پیٹنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ لوگ اُس کی تحسین کے نعرے لگائیں گے۔ پولس رسول اِس آیت کا ۲۔کرنتھیوں ۹:۹ میں اقتباس کرتے ہوئے فیاضی کے دیرپا فوائد کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۱۲: ۱۰ **شریر کا حسد۔** جب شریر دیکھیں گے کہ راست باز کو دائمی عزت و وقار ملا ہے تو وہ جل جائیں گے۔ وہ غصہ میں دانت پیسیں گے اور اِس کے بعد اُن کا وجود ختم ہو جائے گا۔ جس حصول کے لئے وہ زندہ رہے وہ بھی اُن کے ساتھ تباہ ہو جائے گا۔

جو کچھ اِس زبور میں راست بازوں کی حالت کے بارے میں کہا گیا ہے وہ بالکل فرق ہے۔ اُنہیں خوش حالی حاصل ہو گی اور وہ مسرور ہوں گے، وہ اپنے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔ زندگی کے دوران اور موت

کے بعد اُن کی عزت ہو گی۔ تاریک لمحات میں بھی خداوند اُن کی مدد کرے گا۔ وہ مصیبت اور خطرات کے وقت بھی پُرسکون ہوں گے۔ وہ خداوند پر تکیہ کریں گے اور سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ یقیناً خدا کا دوست ہونا سود مند ہے۔ (بارنز)

زبور ۱۱۳: بہت ہی عظیم، لیکن پُرفضل

۱۱۳: ۱-۹ پہلی پانچ آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا لامحدود طور پر بلند و بالا ہے۔ اور آخری چار آیات میں ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بہت قریب ہے۔

ہمارا خدا لامحدود طور پر بلند و بالا ہے۔ اِس لئے وہ حمد کے لائق ہے۔

کن سے؟	اپنے تمام بندوں سے (آیت ۱)
کیسے؟	اُس کے نام کو مبارک باد کہنے سے جس کا مطلب ہے کہ اُن سب باتوں کے لئے شکرگزاری کرنے سے کہ وہ کیا ہے (آیت ۲ الف)۔
کتنی دفعہ؟	مسلسل۔ اب سے ابد تک (آیت ۲ب)۔
کہاں؟	ہر جگہ -- طلوعِ آفتاب کی سرزمین سے لے کر غروبِ آفتاب کی سرزمین تک (آیت ۳)۔
کس لئے؟	**اُس کی عظمت کے لئے**۔ وہ سب قوموں پر بلند و بالا ہے۔ اُس کا جلال آسمان سے برتر ہے (آیت ۴)۔ **اُس کی انفرادیت کے لئے**۔ کوئی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وہ عالمِ بالا پر تخت نشین ہے (آیت ۵)۔ **اُس کی عالمگیر بصارت کے لئے**۔ آسمان اور زمین پر کوئی ایسی چیز نہیں جو اُس سے چھپی ہو (آیت ۶)۔ متن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آسمان و زمین پر نظر کرنے کے لئے اُسے اپنے آپ کو فروتن کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن اُس کے نام کی تعریف ہو کہ اگرچہ وہ لامحدود طور پر بلند و بالا ہے، تو بھی وہ قریب ہے۔

۱۱۳: ۷-۹ مسکین کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اُنہیں خاک سے اُٹھا لیتا ہے!

محتاج کو بھی معلوم ہونا چاہئے! وہ اُن کو پست حالی سے اُٹھاتا اور اُمرا کے ساتھ بٹھاتا ہے، یعنی اُن لوگوں کے ساتھ جو دنیا میں اعلیٰ طبقے کے لوگ کہلاتے ہیں۔

بانجھ کو بھی معلوم ہونا چاہئے! وہ اُسے گھر عطا کرتا ہے اور اُسے بچوں والی بنا کر دلشاد کرتا ہے۔ یہودی عورتوں میں بانجھ پن ایک بہت بڑی لعنت متصور کی جاتی تھی۔ اِس لعنت سے رہائی بہت ہی خوشی کا موقع ہوتی تھی۔

متن کا اطلاق

مَیں مسکین تھا، لیکن مسیح پر ایمان کے وسیلے سے مَیں روحانی لحاظ سے بہت زیادہ امیر ہو گیا ہوں۔

مَیں محتاج تھا، لیکن خداوند یسوع نے اِس گداگر کو مزبلہ پر سے اُٹھایا اور اُسے محبت کرنے والے مسیحی بہن بھائی دیئے۔ یہ ایک ایسی رفاقت ہے جو دنیا کی ہر ایک نعمت سے بڑھ کر ہے۔

مَیں بانجھ تھا۔ خدا کے لئے میری زندگی میں کوئی پھل نہیں تھا، لیکن اُس نے مجھے بے پھل اور ویران وجود سے اُٹھا کر پُرمقصد اور پھل دار زندگی عطا کی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مَیں زبور نویس کا ہم نوا ہو کر گاتا ہوں کہ خداوند کی حمد کرو۔

زبور ۱۱۴: خداوند کی قادر حضوری

۱۱۴: ۱ اسرائیل کی مصر سے مخلصی، اُس کا بیابان میں تجربہ اور ملکِ موعود میں اُس کا پہنچنا، شروع سے لے کر آخر تک خدا کی قدرت کا زور دار اظہار تھا۔ یہودیوں کے لئے یہ اُن کی تاریخ میں اِلٰہی قدرت کا سب سے بڑا ظہور تھا۔

جب بنی اسرائیل مصر سے نکل آئے تو یہ کتنا اہم واقعہ تھا۔ اُس وقت طویل سالوں پر محیط غلامی اور ظلم کے ایام ختم ہو گئے۔ مصر سے رہائی پانے والے لوگوں کی خوشی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ اب اُنہیں پردیسی زبان میں دھمکیاں اور لعنتیں سننا نہیں پڑتیں۔

۱۱۴: ۲ مقررہ وقت پر یہوداہ کو دیا گیا علاقہ خدا کا مَقدِس بن گیا۔ یروشلیم میں ہیکل تعمیر کی گئی اور اسرائیل کی ساری سرزمین اُس کی مملکت ٹھہری۔ اُس نے اِس علاقے کی

نہایت اچھے انداز سے نگہبانی کی۔ جو کچھ یہوداہ اور اسرائیل پر صادق آتا تھا، وہ روحانی معنوں میں دورِ حاضر کی کلیسیا پر بھی صادق آتا ہے۔

۱۱۴: ۳ جب بنی اسرائیل بحرِقلزم پر پہنچے تو سمندر نے ایک نگاہ ڈالی اور خوف کے عالم میں پیچھے ہٹ گیا۔ لٹے پٹے مہاجروں کی بھیڑ کی وجہ سے نہیں بلکہ سمندر نے اوپر اپنے خالق کو دیکھا اور فوراً پیچھے ہٹ گیا تاکہ بنی اسرائیل خشک جگہ پر سے گزر جائیں اور اُن کے پاؤں بھی بھیگنے نہ پائیں۔

چالیس سال بعد بھی ایسا ہی ہوا جب وہ ملکِ موعود میں داخل ہوئے۔ ادم شہر پر دریائے یردن کا بہاؤ رُک گیا اور ملک میں داخل ہونے کی آخری رکاوٹ بھی ختم ہو گئی۔ بحرِقلزم کا راستہ خدا کی قدرت کی علامت ہے۔ اِسی طرح ہمیں بھی مسیح کے ساتھ اُس کی موت، دفن ہونے اور جی اُٹھنے سے دنیا سے مخلصی ملی ہے۔ یردن کو عبور کرنا ہماری بیابانی آوارگی سے مخلصی اور روحانی میراث میں داخل ہونے کی علامت ہے اور یہ بھی مسیح کی موت، دفن ہونے اور جی اُٹھنے کے ذریعے ہوا ہے۔

۱۱۴: ۴ اِن دو واقعات کے درمیان خدا کی قدرت کی دیگر پُرجلال مثالیں بھی پائی جاتی ہیں۔ سب سے شاندار واقعہ کوہِ سینا پر شریعت کا دیا جانا ہے۔ کائنات میں اِس قدر ہیجان پیدا ہو گیا کہ پہاڑ مینڈھوں کی طرح اُچھلے، پہاڑیاں بھیڑ کے بچوں کی طرح کودیں۔ یوں لگتا تھا کہ خدا کے جلال کی اِس قدر دہشت تھی کہ تمام علاقے میں طوفانی انقلاب آ گیا۔ یہ منظر اِتنا ہیبت ناک تھا کہ موسیٰ نے کہا ”مَیں نہایت ڈرتا اور کانپتا ہوں“ (عبرانیوں ۱۲: ۲۱)۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم شریعت کے خوف ناک پہاڑ کے قریب نہیں بلکہ فضل کے تخت کے پاس آئے ہیں۔

۱۱۴: ۵، ۶ زبور نویس خدا کی قدرت کے اظہار سے اِس قدر خوش ہے کہ وہ سمندر، دریائے یردن، پہاڑوں اور پہاڑیوں کو چھیڑتا ہے کہ وہ بتائیں کہ اُنہوں نے جو کچھ کیا کیوں کیا۔ یہ ایک طرح کا طنزیہ گیت ہے جس میں زبور نویس مسکراتا ہے کہ خداوند کی ایک نگاہ سے قوت اور استحکام کی بہت بڑی علامتیں دبک کر رہ گئیں۔

۱۱۴: ۷، ۸ اِس سے وہ یہ دلیل اخذ کرتا ہے کہ ساری زمین ایسے خدا کی عزت و تعظیم کرے۔ وہ ہمیشہ ''مَیں جو ہوں سو ہوں'' اور اِس کے ساتھ ساتھ یعقوب کا خدا ہے، یعنی ایسے شخص کا جو غیر مستحق ہے۔ اُس نے چٹان کو جھیل اور چقماق کو پانی کا چشمہ بنا دیا۔ یہ دو دفعہ ہوا (خروج ۱۷: ۶، گنتی ۲۰: ۱۱)۔ اُس وقت بنی اسرائیل پانی کی پیاس سے بالکل بے دل ہو رہے تھے۔ وہ بہت زیادہ بڑبڑائے اور خواہش کی کہ کاش وہ واپس مصر چلے جائیں۔ خدا نے معجزانہ طور پر پہلے حورب اور پھر مریبہ کے مقام پر چٹان سے پانی کا چشمہ مہیا کیا۔ پولس کہتا ہے کہ چٹان مسیح کی مثیل تھی، جسے ہمارے لئے کلوری پر مارا گیا اور اُس سے زندگی کا پانی بہ نکلا جو اُن سب کے لئے ہے جو ایمان سے اُس کے پاس آتے ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۰: ۴)۔

زبور ۱۱۵: بنی اسرائیل بتوں کو مسترد کرتے ہیں

بنی اسرائیل اب بابل کی اسیری سے اپنے ملک میں واپس آ چکے ہیں۔ لیکن وہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اُن کی اپنی کسی کارکردگی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اُن کی بحالی صرف اور صرف یہوواہ کی وجہ سے ہے۔ اُس نے اپنی قوم سے یہ سب کچھ اپنی دائمی محبت اور اپنے وعدہ سے وفاداری کی وجہ سے کیا۔

۱۱۵: ۱، ۲ کافی عرصے سے غیر قومیں اسرائیلیوں کو طعنے دیتی رہی ہیں: ''اب تمہارا خدا کہاں ہے؟ لگتا ہے کہ اُسے تمہارے ساتھ کوئی محبت نہیں کیونکہ اُس نے تمہیں ستر سال تک اسیری میں رہنے دیا۔'' لیکن اب وہ مزید یہ نہیں کہہ سکیں گے۔ اُن کی حقارت اور مضحکہ کو خاموش کر دیا گیا ہے۔ خدا نے اپنے نام کے خلاف الزامات کو مسترد کر دیا ہے۔

۱۱۵: ۳ اب تو ساری دنیا کو معلوم ہونا چاہئے کہ حقیقی خدا بلند و برتر ہے۔ ''ہمارا خدا تو آسمان پر ہے'' اور وہ قادر مطلق ہے ''اُس نے جو کچھ چاہا وہی کیا۔'' خدا کے بلند و برتر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ کائنات سے بلند و بالا ہے۔ اُس کی ذات اِس سے جدا ہے۔ خدا کے قادر مطلق ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے اُسے کرنے کے لئے آزاد ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے ہمیشہ بھلا، راست اور پُرحکمت ہوتا ہے۔

۱۱۵: ۲-۷ خدا نے یہودیوں کو بت پرستی کی وجہ سے بابل کی اسیری میں جانے دیا۔ لیکن اب اُنہیں معلوم ہو گیا کہ بت کمزور اور بے وقعت ہیں، اِس لئے وہ غیر قوموں پر اُن کی گھڑی ہوئی مورتوں کی وجہ سے طنز کرتے ہیں۔

بت چاندی اور سونے کے بنے ہوئے ہیں، اِس لئے اُن کی قدر و قیمت کا تعین منڈی کے بھاؤ سے ہوتا ہے۔ انسان نے اُنہیں بنایا ہے اِس لئے وہ اپنے پجاریوں سے بھی کمتر ہیں۔ اُن کا منہ تو ہے، لیکن وہ نہ تعلیم دے سکتے ہیں اور نہ مستقبل کے بارے میں بتا سکتے ہیں۔ اُن کی آنکھیں تو ہیں، لیکن وہ اپنے لوگوں کے مسائل نہیں دیکھ سکتے۔ اُن کے کان تو ہیں، لیکن اُن میں دعائیں سننے کی سکت نہیں ہے۔ اُن کے ناک تو ہیں، لیکن وہ اُس لوبان کو نہیں سونگھ سکتے جو اُن کے سامنے جلایا جاتا ہے۔ اُن کے ہاتھ تو ہیں، لیکن اُن میں محسوس کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اُن کے پاؤں تو ہیں لیکن جس جگہ پر اُنہیں رکھا گیا ہے وہاں سے وہ چل کر آگے نہیں جا سکتے۔ حتیٰ کہ اُن کے گلے سے آواز بھی نہیں نکلتی۔

۱۱۵: ۸ اُن کے بنانے والے اُن کی مانند ہیں۔ یہ ایک روحانی اصول ہے کہ لوگ اپنے معبود کی مانند بن جاتے ہیں۔ اُن کے اخلاقی معیار اُن کے دیوتا طے کرتے ہیں۔ ہر شخص جو اِن بتوں پر بھروسا کرتا ہے وہ ناپاک، کمزور، کند ذہن اور احمق بن جاتا ہے۔

۱۱۵: ۹ صرف یہوواہ ہی قابلِ بھروسا ہے۔ اب اسرائیل کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ ایسی زندگی اختیار کریں کہ اُن کا خداوند پر غیر متزلزل ایمان ہو۔ کوائر اقرار کے ذریعے جواب دیتی ہے کہ وہی اُن کی کمک اور سپر ہے۔

۱۱۵: ۱۰-۱۱ اِس کے بعد ہارون کے کہانتی گھرانے کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ کھل کر خداوند پر ایمان رکھیں۔ اور کوائر پھر یہ تسلیم کرتے ہوئے جواب دیتی ہے کہ وہ اُن کا آزمایا ہوا مددگار اور محافظ ہے۔ پھر چیلنج کو اُن سب تک وسیع کیا جاتا ہے جو خداوند سے ڈرتے ہیں۔ غالباً اُن میں غیر قوم نومرید بھی شامل ہیں۔ وہ بھی جانتے ہیں کہ وہی اُن کی حقیقی کمک اور سپر ہے۔

۱۱۵: ۱۲-۱۵ یوں لگتا ہے جیسے اِس کے بعد اب کاہن گیت گانا شروع کرتے اور لوگوں کو یقین دلاتے ہیں کہ وہی خدا جس نے قوم کو بحال کرنے کے لئے یاد رکھا، اُنہیں برکت دے گا یعنی لوگوں، کاہنوں، نومریدوں، ہر عمر اور طبقہ کے لوگوں کو برکت دے گا۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم اور اُس کی نسل کو بڑھائے۔۔ یہاں غالبًا بڑھانے کا مطلب ہے کہ اُن کی تعداد کو بڑھائے کیونکہ قوم کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے۔ لیکن اِس دعا میں روحانی اور مادی ترقی دونوں شامل ہیں۔ مزید برآں وہ دوسروں کے لئے خداوند کی جس نے آسمان اور زمین کو بنایا برکت چاہتے ہیں۔

۱۱۵: ۱۶ خدا نے آسمان کو اپنا مسکن بنایا، لیکن اُس نے سکونت کے لئے زمین بنی آدم کو دی تا کہ وہ اِس سکونت گاہ میں اُس کی پرستش اور خدمت کر سکیں۔

۱۱۵: ۱۷، ۱۸ آیت ۱۷ میں عہدِ عتیق کے مقدسین کا عمومی نظریہ منعکس ہوتا ہے کہ موت کے بعد انسان میں خدا کی تعریف کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔ جہاں تک اُنہیں علم تھا، مُردے ایک قسم کی بے حس و حرکت خاموشی کی حالت میں ہوتے ہیں۔ لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ جو ایمان میں مرتے ہیں وہ فوراً خداوند کی حضوری میں پہنچ جاتے ہیں۔ گو اُن کے جسم قبر میں بے حس و حرکت پڑے ہوتے ہیں، تاہم اُن کی روحیں خداوند کی حمد و ستائش کے لئے آزاد ہوتی ہیں۔ لیکن اُن کی دلیل کا نقطہ عروج ہمارے لئے درست ہے۔۔ یعنی جب تک ہم زندہ ہیں خداوند کی ستائش کریں۔ اور اِسی عہد کے ساتھ زبور اختتام پذیر ہوتا ہے:

"لیکن ہم اب سے ابد تک خداوند کو مبارک کہیں گے۔ خداوند کی حمد کرو۔"

زبور ۱۱۶: مَیں خداوند سے محبت رکھتا ہوں

پہلے ایسٹر کی صبح کی خوشی اور شادمانی کی گونج سارے زبور میں سنائی دیتی ہے۔ باغ میں قبر خالی ہے۔ مسیح کے باپ کی قدرت نے اُسے مُردوں میں سے جلا دیا ہے۔ اور اب وہ جی اُٹھنے کے سلسلے میں اپنی دعاؤں کے جواب میں شکرگزاری کا گیت گاتا ہے۔

۱۱۶: ۱-۴ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ کیسے شروع کرتا ہے: "مَیں خداوند سے محبت رکھتا

ہوں۔” اِن چھ لفظوں میں خالصتاً پرستش ہے۔ جو سوچتے ہیں کہ خدا کی حضوری میں بڑی مشکل اور لچھے دار زبان استعمال کرنا چاہئے، اُنہیں یہ جان کر بہت زیادہ دلیری ہونی چاہئے کہ خداوند کے لئے محبت کا سادہ سا بیان حقیقی پرستش ہے۔

لیکن ہم یہیں پر نہ ٹھہر جائیں۔ نجات دہندہ کی مانند ہم بھی اُن عظیم کاموں کا بیان کریں جو خدا نے ہمارے لئے کئے ہیں۔ یہ بھی عبادت ہے۔ خداوند یسوع شکرگزاری سے لبریز تھا کیونکہ اُس کے باپ نے گتسمنی اور گلگتا میں اُس کی دردناک التجاؤں کو سنا۔ جب موت اُسے رسیوں سے جکڑ رہی تھی اور وہ جسمانی تکلیف میں تھا اور جب اُس کا کرب بیان سے باہر تھا تو اُس نے مخلصی کے لئے خداوند کو پکارا تو خداوند نے اُسے مخلصی دلائی۔ اُس نے اُسے مرنے سے نہ بچایا بلکہ اُس نے اُسے موت کے بعد مُردوں میں سے جلایا۔

۱۱۶: ۵، ۶ پرستش کا ایک اَور عنصر خداوند کی خوبیوں کو بیان کرنا ہے۔ موت سے جی اُٹھنے کے بعد زندہ یسوع یہاں خدا کی بعض ایک خوبیوں کو بیان کرتا ہے جو اُس کے زندہ ہونے پر ظاہر ہوئیں۔ خدا کریم یعنی مہربان اور بھلا ہے۔ خدا صادق ہے، جو کچھ وہ کرتا ہے درست کرتا ہے۔ خدا رحیم ہے۔ وہ ترس کھانے میں سخی ہے۔ خداوند سادہ دلوں کی حفاظت کرتا ہے۔ صلیب پر خداوند یسوع کے سلسلے میں اِس کا یہ مطلب تھا کہ اُس نے مخلص، بے گناہ اور بے کس کو محفوظ رکھا۔ جب خدا کے لوگ خطرے سے دوچار ہوں تو وہ اُنہیں بچاتا ہے۔

۱۱۶: ۷ جو خدا پر بھروسا رکھتے ہیں وہ اُن پر احسان کرتا ہے اور وہ اپنی برکتیں نازل کرنے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔ چنانچہ خداوند یسوع مسیح کہتا ہے، “اے میری جان! پھر مطمئن ہو۔” اُس کا دُکھ، کرب اور اذیت ختم ہو چکی ہے۔ خدا نے اُس کی دعا کو سنا اور اُسے مخلصی دی۔ اب وہ پورا اطمینان حاصل کر چکا ہے۔

۱۱۶: ۸-۱۱ اِس کے بعد ہمارا خداوند اُن سب کاموں پر نظرثانی کرتا ہے جو اُس کے باپ نے اُس کے لئے کئے ہیں۔ ہم اِس سے یہ سیکھتے ہیں کہ پرستش کرتے ہوئے اپنی بات کو دہرانے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا اپنے فرزندوں کی ستائش کو سننے

ہوئے نہیں تھکتا۔ اور یہ ایسا موضوع ہے جسے بار بار دہرایا جا سکتا ہے۔ مسیح کا دل باپ کی سہ گونہ مخلصی کے لئے معمور تھا۔ اُس کی جان کو موت سے، اُس کی آنکھوں کو آنسوؤں سے اور اُس کے پاؤں کو پھسلنے سے مخلصی ملی۔ اب وہ خداوند کے حضور زندوں کی زمین پر چلتا تھا۔ اب وہ گناہ، موت، قبر اور پاتال پر فاتح تھا۔

آیت ۱۰ اور ۱۱ میں خیال کے تسلسل کو سمجھنا مشکل ہے۔ شاید ایک انگریزی ترجمہ کار نے اِس کے صحیح مفہوم کو سمجھا ہے:

> ''میرا اُس وقت بھی اعتقاد تھا جب مَیں نے کہا، ''مَیں بالکل کچلا گیا ہوں،''
> جب مَیں خائف تھا اور مَیں نے کہہ دیا ''کوئی شخص بھی قابل بھروسا نہیں ہے۔''

جب وہ شدید کرب و اذیت کے عالم میں تھا اور جب لوگ قابل اعتماد نہ رہے تو اُس کا ایمان متزلزل نہ ہوا۔ جو کچھ اُس نے کہا بے اعتمادی سے نہیں بلکہ بہت بڑی قائلیت سے کہا۔

۱۱۶: ۱۲، ۱۳ جیسا کہ سوال کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے، پرستش کا ایک آخری عنصر بھی ہے۔ ''خداوند کی سب نعمتیں جو مجھے ملیں ہیں اُن کے عوض مَیں اُسے کیا دوں؟'' ہم اُس کے کام کے عوض کچھ نہیں دے سکتے۔ اگر ہم مسیح کے کام کے عوض اُسے کچھ دینے کی کوشش کرتے تو یہ اُس کے فضل کی توہین ہوتی۔ لیکن ہماری دلی خواہش ہوتی ہے کہ کسی مناسب طریقے سے اُس کے فضل کا جواب دیں۔ اور طریقہ یہ ہے کہ نجات کا پیالہ اُٹھا کر خداوند کے حضور دعا کریں۔ نجات کا پیالہ اُٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ خداوند کی شکرگزاری کریں کہ اُس نے ہمیں نجات دی ہے۔ خداوند سے دعا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس کی اتنی بڑی نجات کی قدر افزائی کے لئے خصوصی طور پر دعا کریں۔

۱۱۶: ۱۴ موت سے جی اُٹھنے کے بعد زندہ نجات دہندہ کا عزم یہ تھا کہ وہ ساری قوم کے سامنے اپنی منت پوری کرے گا۔ حمد و ستائش اور شکرگزاری کی یہ وہ منتیں تھیں جو اُس نے اپنے دُکھوں سے پہلے اور دُکھوں کے دوران مانی تھیں۔ اب وہ اُن منتوں کو پورا کرتا ہے۔

۱۱۶: ۱۵ ایک بار پھر خداوند کے مشاہدہ سے خیال کا سلسلہ اچانک تبدیل ہو جاتا ہے،

"خداوند کی نگاہ میں اُس کے مقدسوں کی موت گراں قدر ہے۔" گو ہمیں اِن کے سیاق و سباق میں اِس آیت کو فٹ کرنے میں مشکل درپیش ہے، تاہم اِس آیت سے ہم محظوظ ہو سکتے ہیں۔ یہ حقیقت تمام مقدسین پر صادق آتی ہے۔ اُن کی موت خداوند کی نظر میں گراں قدر ہے کیونکہ وہ جلال میں اُس کے ساتھ ہیں۔ لیکن یہ خداوند یسوع پر سب سے زیادہ صادق آتی ہے۔ اُس کی موت اُس کے باپ کے لئے گراں قدر تھی، کیونکہ اُس نے وہ راست بنیاد مہیا کی جس کی وجہ سے وہ بے دین گناہ گاروں کو راست باز ٹھہرا سکتا تھا۔

۱۱۶: ۱۶، ۱۷ آیت ۱۶ میں جی اُٹھنے والا یسوع اب بھی "یہوواہ کا بندہ" ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ یہ کہہ رہا ہے، "مَیں اپنے آقا سے محبت رکھتا ہوں۔ مَیں آزاد ہو کر نہیں جاؤں گا" (خروج ۲۱: ۵)۔ اور وہ اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خدا کا غلام بنا لیتا ہے۔ خدا کی لونڈی کے بیٹے کی حیثیت سے وہ خدا کی خدمت کرنے کے لئے عہد کرتا ہے جیسے کہ اُس کی ماں مریم نے کیا، کیونکہ یہوواہ نے اُس کے بندھن کھولے ہیں۔

۱۱۶: ۱۸، ۱۹ وہ دوبارہ باپ کے حضور شکرگزاری کی قربانی گزراننے اور خداوند کی بارگاہ میں جانے کی منت مانتا ہے۔ یروشلیم کی ہیکل میں جمع خدا کے لوگوں کی جماعت میں خداوند یسوع اُن کی قیادت کرتے ہوئے اپنی منتیں پوری کرے گا۔ یہ اُس وقت ہو گا جب عظیم عمانوایل واپس دنیا میں آئے گا اور کیلوں سے چھیدے ہوئے ہاتھوں میں کائنات پر حکومت کے لئے عصائے شاہی سنبھالے گا۔

زبور ۱۱۷: غیر قومیں خدا کی تمجید کرتی ہیں

بائبل کے اِس مختصر ترین باب میں قوموں کو خدا کی شفقت اور سچائی کے لئے حمد کی دعوت دی گئی ہے۔ پولس نے اِس کی اہمیت اور مفہوم کو پورے طور پر سمجھا اور اِس کی پہلی آیت کا رومیوں ۱۵: ۹ میں اقتباس کرتے ہوئے ثابت کیا کہ مسیح کے فضل میں غیر قومیں بھی بنی اسرائیل کے ساتھ شریک ہیں۔ وہ نہ صرف بزرگوں سے کئے ہوئے وعدوں کی تصدیق کے لئے آیا بلکہ اِس لئے بھی کہ "غیر قومیں بھی رحم کے سبب سے خدا کی حمد کریں۔"

زبور ۱۱۸: اپنے بادشاہ کو دیکھو

حمد کے اِس شاندار گیت کا موقع ہمارے خداوند اور نجات دہندہ یسوع کی دوسری آمد ہے۔ یہ یروشلیم کا منظر ہے جہاں اسرائیل کے طویل عرصہ سے منتظر ہجوم مسیح کی آمد کی تقریب کے لئے جمع ہیں۔ ہیکل کے سایہ میں تنہا نغمہ سرا (soloist) مائیکروفون کو تھامے ہوئے ہے اور کوائر اُس کے پیچھے کھڑی ہے۔ سارے سامعین خاموش ہو جاتے ہیں۔

۱۱۸:۱ تنہا نغمہ سرا: خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے
کوائر: اور اُس کی شفقت ابدی ہے۔

۱۱۸:۲ تنہا نغمہ سرا: اسرائیل اب کہے

۱۱۸:۳ تنہا نغمہ سرا: ہارون کا گھرانا اب کہے
کوائر: اُس کی شفقت ابدی ہے۔
(ہیکل کے دروازے پر کھڑے کاہن دل کی گہرائیوں سے ”آمین“ کہتے ہیں۔)

۱۱۸:۴ تنہا نغمہ سرا: خداوند سے ڈرنے والے اب کہیں
کوائر: اُس کی شفقت ابدی ہے۔
(اِس مقام پر خدا ترس غیر قوم لوگوں کا ایک گروہ آنسوؤں سے اُس فضل کے لئے شکرگزاری کرتے ہیں جس نے اُنہیں توفیق دی کہ وہ اِس لمحہ خدا کے جلال میں شریک ہو سکیں۔)

۱۱۸:۵-۹ تنہا نغمہ سرا: مَیں نے مصیبت میں خداوند سے دعا کی۔
خداوند نے مجھے جواب دیا اور کشادگی بخشی۔
خداوند میری طرف ہے، مَیں نہیں ڈرنے کا
انسان میرا کیا کر سکتا ہے؟
خداوند میری طرف میرے مددگاروں میں ہے۔

اِس لئے مَیں اپنے عداوت رکھنے والوں کو دیکھ لوں گا۔
خداوند پر توکل کرنا انسان پر بھروسا رکھنے سے بہتر ہے۔
خداوند پر توکل کرنا اُمرا پر بھروسا رکھنے سے بہتر ہے۔

(ہجوم سمجھتا ہے کہ یہ اسرائیل کے بقیہ کی زبان ہے، جسے خدا نے بہت خوبصورت انداز میں مصیبت کے ایام کے لئے محفوظ رکھا۔ اُنہوں نے صرف خدا پر بھروسا رکھنا سیکھ لیا ہے اور اُنہیں لوگوں کا قطعاً کوئی ڈر نہیں۔ بالآخر اُنہیں احساس ہوا ہے کہ انسان کے بہترین طبقے یعنی اُمرا پر بھروسا رکھنے کی نسبت خداوند پر بھروسا رکھنا بہتر ہے۔)

۱۱۸:۱۰ تنہا نغمہ سرا: سب قوموں نے مجھے گھیر لیا۔
کوائر: مَیں خداوند کے نام سے اُن کو کاٹ ڈالوں گا۔

۱۱۸:۱۱ تنہا نغمہ سرا: اُنہوں نے مجھے گھیر لیا۔ بے شک گھیر لیا۔
کوائر: مَیں خداوند کے نام سے اُن کو کاٹ ڈالوں گا۔

۱۱۸:۱۲ تنہا نغمہ سرا: اُنہوں نے شہد کی مکھیوں کی طرح مجھے گھیر لیا۔
وہ کانٹوں کی آگ کی طرح بجھ گئے۔
(کانٹوں کی آگ بہت جلد بھڑکتی اور بہت جلد بجھ جاتی ہے۔)
کوائر: مَیں خداوند کے نام سے اُنہیں کاٹ ڈالوں گا۔

۱۱۸:۱۳،۱۴ تنہا نغمہ سرا: تُو نے مجھے زور سے دھکیل دیا کہ گر پڑوں۔
لیکن خداوند نے میری مدد کی۔
خداوند میری قوت اور میرا گیت ہے۔
وہی میری نجات ہوا۔

(تنہا نغمہ سرا آیت ۱۳ میں مخالفِ مسیح کے مطالبات کو پورا نہ کرنے سے بقیہ کے ساتھ اُس کے حیوانی سلوک کی طرف اشارہ

کرتا ہے۔ عین وقت پر خداوند دخل انداز ہوتا ہے اور جھوٹے مسیح
کو آگ کی جھیل میں پھینک دیتا ہے۔ مکاشفہ ۱۹: ۱۹، ۲۰)

۱۱۸: ۱۵، ۱۶ تنہا نغمہ سرا: صادقوں کے خیموں میں شادمانی اور نجات کی راگنی ہے۔
(تمام اسرائیل میں مسیح کی فتح پر بہت زیادہ شادمانی ہے۔
(ہر ایک گھر میں لوگ فتح کا درج ذیل گیت گا رہے ہیں۔)

کوائر: خداوند کا دہنا ہاتھ دلاوری کرتا ہے۔
خداوند کا دہنا ہاتھ بلند ہوا ہے۔
خداوند کا دہنا ہاتھ دلاوری کرتا ہے۔

۱۱۸: ۱۷، ۱۸ تنہا نغمہ سرا: مَیں مروں گا نہیں بلکہ جیتا رہوں گا۔
اور خداوند کے کاموں کا بیان کروں گا۔
خداوند نے مجھے سخت تنبیہ تو کی لیکن موت کے حوالے نہیں کیا۔
(بقیہ کی حیثیت سے بولتے ہوئے تنہا نغمہ سرا یہودیوں کے قتل عام اور اُن کے اختتام کو یاد کرتا ہے۔ لیکن خداوند نے معجزانہ طور پر اُنہیں شیر کے منہ سے چھڑایا اور اب وہ بڑے اعتماد اور تحفظ سے مستقبل کا سامنا کرتے ہیں۔)

۱۱۸: ۱۹، ۲۰ تنہا نغمہ سرا: صداقت کے پھاٹکوں کو میرے لئے کھول دو۔
مَیں اُن سے داخل ہو کر خداوند کا شکر کروں گا۔
(مخلصی پانے والے اسرائیلی ہیکل کے صحنوں میں داخل ہونے کے لئے اجازت مانگتے ہیں تا کہ وہ خداوند کے حضور شکر گزاری کی قربانیاں گزران سکیں۔ مسیح کے دورِ حکومت میں جزوی طور پر قربانیوں کا نظام بحال کر دیا جائے گا، لیکن یہ قربانیاں کلوری پر قربانی کی یاد دلائیں گی۔)

کوائر: خداوند کا پھاٹک یہی ہے۔ صادق اِس سے داخل ہوں گے۔

(یہ اُن لاویوں کے الفاظ ہیں جو ہیکل کے دربان ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ یہی یہوواہ کا پھاٹک ہے اور دیندار لوگوں کے استعمال کے لئے ہے اور اُن کے لئے جو اُس کی بارگاہ میں آنا چاہتے ہیں۔)

۱۱۸:۲۱،۲۲ تنہا نغمہ سرا: مَیں تیرا شکر کروں گا کیونکہ تُو نے مجھے جواب دیا۔
اور خود میری نجات بنا ہے۔
(بنی اسرائیل خداوند مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرتے ہیں۔)

کوائر: جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔
(خداوند یسوع مسیح پتھر ہے۔ معمار یہودی لوگ تھے، خصوصی طور پر اُن کے قائدین جنہوں نے اُسے اُس کی پہلی آمد پر رد کیا۔ اب بنی اسرائیل یہ بات تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اب وہ رد کئے ہوئے ناصری کو جلال اور حشمت میں دیکھتے ہیں۔ رد کیا ہوا پتھر کونے کے سرے کا پتھر بن گیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کس قسم کا پتھر ہے؟

۱۔ کسی عمارت کے کونے کے سرے کا پتھر
۲۔ کسی محراب کا بنیادی پتھر
۳۔ کسی ہرم کا سب سے آخری (اونچا) پتھر

(خواہ کوئی بھی نظریہ درست ہو، اِس متن کے مطابق اِس پتھر کو سب سے اعلیٰ عزت حاصل ہوتی ہے اور اِس کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔)

۱۱۸:۲۳ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔
(کوائر اسرائیل کی نمائندگی کرتے ہوئے تسلیم کرتی ہے کہ یہوواہ ہی نے یسوع کو اُس کے لوگوں کے دلوں میں مناسب

مقام اور عزت دی ہے۔ بالآخر تخت نشینی کا دن آ گیا ہے۔)

۱۱۸:۲۴ یہ وہی دن ہے جسے خداوند نے مقرر کیا۔
ہم اِس میں شادمان ہوں گے اور خوشی منائیں گے۔

(بارنز لکھتا ہے ”یوں لگتا ہے کہ یہ ایک نیا دن ہے جسے اِسی خاص موقع کے لئے بنایا گیا ہے، ایک ایسا دن جسے دیکھنے کے لئے لوگ توقع نہیں کرتے تھے اور جسے معمول سے ہٹ کر بنایا گیا تھا۔“)

۱۱۸:۲۵ آہ! اے خداوند! بچا لے۔ آہ! اے خداوند! خوش حالی بخش۔

(یہی وہ آیت ہے جس کا یروشلیم کے لوگوں نے مسیح کے شاہانہ داخلہ پر اقتباس کیا۔ ”اب بچا لے“ عبرانی لفظ ”ہوشعنا“ کا ترجمہ ہے متی ۲۱:۹۔ لیکن جلد ہی اُنہوں نے خوش آمدید کو ”صلیب دے“ کی پکار سے بدل دیا۔ اب اسرائیل قوم خداوند کو اُس کی قدرت کے ایام میں خوش آمدید کہہ رہی ہے۔ اب اُن کے جذبات خالص بھی ہیں اور دیرپا بھی۔)

۱۱۸:۲۶ تنہا نغمہ سرا: مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔

(جونہی خداوند ہیکل کے علاقہ کے نزدیک پہنچتا ہے، میر مغنی بڑی جوشیلی آواز میں لوگوں کی برکت کے لئے گاتا ہے۔ یہ ایک تواریخی موقع ہے۔ صدیوں پہلے یسوع نے اسرائیل کے لوگوں کو آگاہ کیا تھا کہ وہ اُسے پھر نہ دیکھیں گے جب تک یہ نہ کہیں، ”مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے“ (متی ۲۳: ۳۹)۔ اب بالآخر اُنہوں نے اُسے مسیح اور بادشاہ تسلیم کر لیا۔)

کوائر: ہم نے تم کو خداوند کے گھر سے دعا دی ہے۔

(شاید یہ کاہنوں کی برکت ہو جو وہ ہیکل کے دروازے کے

اندر کھڑے ہو کر دیتے ہیں۔)

۱۱۸: ۲۷ یہوواہ ہی خدا ہے اور اُسی نے ہم کو نور بخشا ہے۔
قربانی کو مذبح کے سینگوں سے رسیوں سے باندھو۔

(اسرائیل کی جماعت یسوع کی خدا کی حیثیت سے پرستش کرتی ہے کہ اُسی نے اُن کے تاریک دلوں کو نور بخشا۔ جب جلوس پیتل کی قربان گاہ کے نزدیک آتا ہے اور خداوند اُس کے آگے ہے، تو لوگ پکار اُٹھتے ہیں کہ قربانی کو رسیوں سے باندھا جائے۔)

۱۱۸: ۲۸، ۲۹ تنہا نغمہ سرا: تُو میرا خدا ہے۔ مَیں تیرا شکر کروں گا۔
تُو میرا خدا ہے۔ مَیں تیری تمجید کروں گا۔

(اب وہی لوگ جو خداوند یسوع مسیح کی تضحیک کرتے تھے، اُسے خدا مانتے ہیں۔)

کوائر: خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے اور اُس کی شفقت ابدی ہے۔

(گیت اب بلند تر سُروں میں گایا جا رہا ہے جس میں حمد اور پرستش ہے۔ پرانے یروشلیم کی ملحقہ گلیوں میں موسیقی کی گونج سنائی دیتی ہے۔ جوں جوں یہ مدھم ہوتی جاتی ہے، توں توں لوگ اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں تاکہ خداوند کی عظیم ہزار سالہ جلالی بادشاہت سے لطف اندوز ہوں۔)

زبور ۱۱۹: کتابِ مقدس کے بارے میں

اِسے بائبل کے سنہری حروفِ تہجی کہا گیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ اِسے بائیس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ہر حصہ عبرانی کے ایک حرفِ تہجی سے منسلک ہے۔ ہر حصہ کی آٹھ آیات ہیں اور ہر حصہ عبرانی کے ایک حرف سے شروع ہوتا ہے۔ یوں عبرانی میں پہلے حصے کی ہر ایک آیت آلف سے شروع ہوتی ہے، دوسرے حصہ میں ہر ایک آیت حرف بیتھ سے شروع ہوتی ہے اور یوں یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔

اِس طویل زبور میں سوائے چار آیات کے ہر ایک آیت میں خدا کے کلام سے متعلق کوئی نہ کوئی بیان ہے۔ یہ چار آیات ۸۴، ۱۲۱، ۱۲۲ اور ۱۳۲ ہیں۔

شاید مصنف حروفِ تہجی کو استعمال کرنے سے یہ کہنا چاہتا ہو کہ خدا کے کلام کی کاملیت اور معموری کو بیان کرتے ہوئے انسانی زبان کی تمام ممکنات ختم ہو جاتی ہیں۔ عہد جدید میں ایک ایسا ہی خیال پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے خداوند نے اپنے آپ کو الفا اور اومیگا کہا (مکاشفہ ۱:۸)۔ یہ یونانی حروفِ تہجی کے پہلے اور آخری حروف ہیں۔ یعنی وہ حروفِ تہجی کے ہر ایک حرف سے ظاہر کی ہوئی بھلائی اور کاملیت کے لحاظ سے سب کچھ ہے۔

زبور میں کوئی بھی دو آیات ایک جیسا خیال پیش نہیں کرتیں۔ ہر ایک آیت میں کوئی نہ کوئی فرق پایا جاتا ہے۔ زبور ۱۱۹ کے سلسلے میں سی۔ ایس۔ لوئیس نے کہا:

> ”یہ نظم کشیدہ کاری کی مانند ہے جو ایک ایک بخیہ کے ذریعہ گھنٹوں کی محنت و مشقت سے وجود میں آتی ہے۔“

ایف۔ ڈبلیو۔ گرانٹ نے اِس زبور کے مختلف حصوں کے درج ذیل عنوانات دیئے ہیں:

آیات ۱-۸	کلام کی فرماں برداری کی برکتیں
آیات ۹-۱۶	کلام کے ذریعے پاکیزگی
آیات ۱۷-۲۴	کلام کے ذریعے امتیاز کی نعمت کا حصول
آیات ۲۵-۳۲	کلام کے ذریعے شخصی کم مائیگی کا احساس
آیات ۳۳-۴۰	کلام کی قدرت
آیات ۴۱-۴۸	کلام کے ذریعے فتح
آیات ۴۹-۵۶	کلام کے ذریعے آرام اور اطمینان
آیات ۵۷-۶۴	کلام میں ثابت قدمی
آیات ۶۵-۷۲	اچھے اور بُرے اوقات میں کلام بیش قیمت ہے۔
آیات ۷۳-۸۰	کلام کے ذریعے حصولِ بصیرت
آیات ۸۱-۸۸	مصیبت زدہ کا کلام کے ذریعے قائم رہنا
آیات ۸۹-۹۶	کلام کی ابدیت

آیات ۹۷-۱۰۴	کلام کے ذریعے حکمت
آیات ۱۰۵-۱۱۲	تمام موقعوں کے لئے کلام روشنی اور چراغ ہے۔
آیات ۱۱۳-۱۲۰	شریر اور کلام
آیات ۱۲۱-۱۲۸	کلام کے ذریعے علیٰحدگی اور مخلصی
آیات ۱۲۹-۱۳۶	کلام کے ذریعے خوشی اور رفاقت
آیات ۱۳۷-۱۴۴	کلام کے لئے غیرت
آیات ۱۴۵-۱۵۲	کلام کے ذریعے تجربہ
آیات ۱۵۳-۱۶۰	کلام کے ذریعے نجات
آیات ۱۶۱-۱۶۸	کلام کی کاملیت
آیات ۱۶۹-۱۷۶	کلام کے ذریعے دعا اور ستائش

اِس زبور میں خدا کے کلام کے ساتھ ایسی محبت کا اظہار کیا گیا ہے جو ہمارے نجات دہندہ نے انسان کی حیثیت سے محسوس کی۔ یہ زبور حقیقی اسرائیل کی زبان بھی ہو گا جب وہ خدا کی طرف رجوع لائیں گے جس کی باتوں کو اُنہوں نے عرصہ دراز سے نظر انداز کر رکھا تھا۔

۱۱۹: ۱ وہ شخص مبارک اور خوش نصیب ہے جس کی زندگی خداوند کے کلام کے مطابق ہے۔ خواہ وہ گناہ میں گر کر ناکام ہو جائے، تو بھی کلام میں اقرار اور بحالی کی گنجائش ہے اور یوں وہ کامل رفتار رہتا ہے۔

۱۱۹: ۲ اُس کی شہادتوں کی پوری فرماں برداری سب کچھ ہے۔ ایسی فرماں برداری میں تاخیر یا نیم دلی نہیں پائی جاتی بلکہ فرماں بردار شخص گہری اور شدید خواہش سے اُسے خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۱۹: ۳ خوشی ہر طرح کی ناراستی سے علیٰحدگی میں حاصل ہوتی ہے۔ یہ اُس راہ پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے جو اُس نے کلام میں ہمارے لئے مقرر کی ہے۔ بدی سے بچنے کا یقینی طریقہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو نیکی کرنے کے لئے مکمل طور پر مصروف رکھیں۔

۱۱۹:۴ خدا کے قوانین اختیاری نہیں بلکہ یہ احکام ہیں اور اِن پر اتفاقیہ طور سے نہیں بلکہ دل لگا کر عمل کرنا چاہئے۔

۱۱۹:۵ اب زبور نویس عمومی حقیقت سے اپنی شخصی زندگی کی طرف بڑھتا ہے۔ قوانین سے دعا کی طرف آتے ہوئے وہ تسلیم کرتا ہے کہ فرماں برداری کے لئے خواہش اور ثابت قدمی بالآخر خدا کی طرف سے آتی ہے۔

۱۱۹:۶ جب تک وہ خدا کے احکام کی فرماں برداری کرے گا، وہ ہر طرح کی ندامت سے بچا رہے گا جو ذہن کو کوفت دیتی ہے، چہرے پر شرمساری کے آثار پیدا کرتی اور جسم کو تکلیف دیتی ہے۔

۱۱۹:۷ ”دعا سے ستائش تک کا سفر طویل یا مشکل نہیں ہے۔“ جو خدا کی صداقت کے احکام پر عمل کرنا سیکھ لیتے ہیں، وہ خوشی سے معمور ہو جاتے ہیں اور اِس سے فی البدیہ شکر گزاری پیدا ہوتی ہے۔

۱۱۹:۸ زبور نویس بڑی عاجزی اور انکساری سے محسوس کرتا ہے کہ اُس کے پُرعزم فیصلے کا انحصار خدا پر ہے۔ اُس نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ پورے دل سے خداوند کی پیروی کرے گا۔ لیکن اُسے اپنی کمزوری کا احساس ہے۔ ”مجھے بالکل ترک نہ کر دے۔“ مصنف محسوس کرتا ہے کہ وہ شاید اِس کا مستحق ہو۔

۱۱۹:۹ ہر ایک نوجوان کی زندگی میں ایک بہت سنجیدہ مشکل یہ ہے کہ وہ کس طرح اپنے آپ کو پاک رکھے۔ اِس کا جواب یہ ہے کہ وہ کلامِ مقدس کی عملی فرماں برداری سے اپنے آپ کو پاک رکھ سکتا ہے۔

۱۱۹:۱۰ پاکیزگی کے معاملے میں انسانی خواہش (مَیں پورے دل سے تیرا طالب ہوا ہوں) اور الٰہی تقویت (مجھے اپنے فرمان سے بھٹکنے نہ دے) کا حسین امتزاج ہے۔

۱۱۹:۱۱ وہ ہماری مرضی اور تعاون کے بغیر ہمیں پاکیزگی نہیں دیتا۔ کسی نے بڑی حکمت سے کہا ہے، ”دُنیا میں بہترین کتاب بائبل ہے۔ اِسے رکھنے کے لئے بہترین جگہ دل

ہے۔ اور اِسے وہاں رکھنے کے لئے بہترین وجہ یہ ہے کہ یہ ہمیں خدا کے خلاف گناہ کرنے سے بچاتی ہے۔"

۱۱۹:۱۲ چونکہ خدا عظیم اور پُرفضل ہے، اِس لئے انسان کی تبدیل شدہ اور نئی فطرت چاہتی ہے کہ اُس کے آئین کو سیکھے اور اُس کی فطرت اُن کے مطابق ڈھل جائے۔ مسیح کی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے۔

۱۱۹:۱۳ جب ہم کلام کے خزانے کے سبب خوشی محسوس کرتے ہیں تو ہمارے اندر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہم دوسروں کو بھی اِس میں شریک کریں۔ یہ زندگی کا ایک اصول ہے کہ جب ہمارا کسی شے پر اعتقاد ہوتا ہے تو ہم اُس کے بارے میں دوسروں کو بھی بتانا چاہتے ہیں۔

۱۱۹:۱۴ جس کے پاس سونے کے ڈھیلوں سے بھری ہوئی کان یا ذخیرہ ہے وہ اِس قدر خوش نہیں جس قدر وہ شخص جس نے کتابِ مقدس کی چھپی ہوئی دولت کا کھوج لگایا ہے۔

۱۱۹:۱۵ خدا کا کلام پُرسکون گیان دھیان کے لئے ایک نہ ختم ہونے والا ماخذ ہے، لیکن لازم ہے کہ گیان دھیان کے ساتھ کلام پر عمل بھی کیا جائے۔

۱۱۹:۱۶ "اُس کے حکم سخت نہیں" (۱-یوحنا ۵:۳)۔ جو شخص خدا سے پیدا ہوا ہے وہ خداوند کے آئین میں مسرور ہوگا اور وہ تہیہ کرے گا کہ وہ اُنہیں مسلسل یاد رکھے۔

۱۱۹:۱۷ خدا کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں زندہ رہنے اور اُس کے کلام پر عمل کرنے کے لئے اُس کے فضل کی ضرورت ہے۔ چونکہ ہماری ضرورت بہت زیادہ ہے اِس لئے ہم کثرت سے اُس کا فضل مانگیں۔

۱۱۹:۱۸ بائبل میں کثیر تعداد میں عجائب ہیں، روحانی چیزیں جو عام نگاہ سے چھپی ہوئی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہماری آنکھیں کھولی جائیں تاکہ ہم اُنہیں دیکھ سکیں۔

۱۱۹:۱۹ بائبل سفر کے لئے ایک نقشہ ہے جو مسافر کی مدد کرتا ہے کہ وہ بغیر غلطی کئے اپنی

منزل پر پہنچ جائے۔

۱۱۹: ۲۰ یہ بہت اچھی بات ہے کہ خدا کے کلام کے لئے ہماری پیاس شدید اور نہ ختم ہونے والی ہو۔ کلام کی خواہش اور اشتیاق سے زبور نویس کی روح گھلی جا رہی تھی۔

۱۱۹: ۲۱ تاریخ مغرور اور گستاخ لوگوں سے بھری پڑی ہے جنہوں نے خدا کے فرمانوں کی تکفیر کی اور اُس کے زورآور ہاتھ سے زوال پذیر ہو گئے۔

۱۱۹: ۲۲ دنیا ایماندار کا مذاق اُڑاتی اور اُس کی حقارت کرتی ہے۔ ”اِس پر وہ تعجب کرتے ہیں کہ تم اُسی سخت بدچلنی تک اُن کا ساتھ نہیں دیتے اور لعن طعن کرتے ہیں“ (۱-پطرس ۴:۴)۔ لیکن دیانت داری کا اجر دیا جائے گا۔ دیانت دار کو شاباش دی جائے گی اور یہ لعن طعن کی بہترین تلافی ہو گی۔

۱۱۹: ۲۳ جب با اختیار لوگ باہم مل کر مسیحی کو رُسوا کرتے ہیں تو وہ خدا کے کلام پر گیان دھیان سے قوت وتسکین حاصل کر سکتا ہے۔

۱۱۹: ۲۴ میتھیو ہنری یوں تفسیر کرتا ہے:

> جب اُمرا داؤد کے خلاف باتیں کرتے تھے تو کیا وہ اِس راہنمائی سے محروم رہا یعنی اُس کا نقصان ہوا؟ خدا کی شہادتیں اُس کی مشیر تھیں۔ اُنہوں نے اُسے مشورہ دیا کہ وہ صبر سے برداشت کرے اور اپنا معاملہ خدا کے ہاتھ میں دے دے۔

۱۱۹: ۲۵ زندگی میں نہ صرف چوٹیاں ہوتی ہیں بلکہ وادیاں بھی۔ جب کبھی ہم پریشانی سے بے دل ہو جاتے ہیں تو ہم خدا سے دعا کریں کہ وہ ہمیں کلام کی بحال کرنے والی قوت سے زندہ کرے۔

۱۱۹: ۲۶ جب ہم اپنی روشوں کے بارے میں بتاتے ہیں یعنی اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں، تو خداوند ہمیں معاف کرنے سے جواب دیتا ہے۔ اِس سے ہمارے اندر پاکیزگی کی خواہش جنم لیتی ہے، جیسا کہ دعا میں ظاہر کیا گیا ہے، ”مجھے اپنے آئین کی تعلیم دے۔“

۱۱۹: ۲۷ ہمیں خدا کے قوانین کے معانی کو سمجھنا چاہئے اور جانیں کہ اِن کا اپنی زندگیوں پر عملی طور پر کیسے اطلاق کریں۔ یوں ہم خدا کے عجیب کاموں پر دھیان کریں گے۔

۱۱۹: ۲۸ زندگی کے تاریک لمحات میں جب ہماری جان آنسوؤں سے گھلی جاتی ہے، تو اطمینان کا سرچشمہ خدا نیچے جھک کر اکثر کلام کی کسی ایک آیت سے ہمیں اُٹھاتا اور آگے بڑھنے کے لئے تقویت دیتا ہے۔

۱۱۹: ۲۹ خدا کے روح اور پاک کلام کے وسیلے سے ہم سچائی اور جھوٹ کے درمیان امتیاز کر سکتے ہیں۔ کتابِ مقدس ہر طرح کے جھوٹ کے خلاف نفرت پیدا کرتی ہے۔ یہ ہمیں یہ تعلیم دیتی ہے کہ سچائی وہ ہے جو خدا کسی شے کے بارے میں بتاتا ہے (یوحنا ۱۷:۱۷)۔

۱۱۹: ۳۰ کوئی بھی شخص خود بخود اور براہِ راست پاکیزگی کی طرف نہیں آتا۔ اِس لئے ارادی طور پر سچائی کی راہ کے انتخاب کی ضرورت ہے۔ سپرجن کہتا ہے، ”خدا کے احکام یوں ہمارے سامنے ہوں کہ وہ ہمارے لئے منزلِ مقصود، نمونہ اور راہ ہوں۔“

۱۱۹: ۳۱ زبور نویس خدا کی شہادتوں سے لپٹا رہا تھا، لیکن ابھی تک اُسے برگشتہ ہونے کے میلانِ طبع کا احساس ہے۔ لہٰذا وہ خدا کے کام کی اشد ضرورت محسوس کرتے ہوئے اُس سے فریاد کرتا ہے۔

۱۱۹: ۳۲ ہم اُس وقت خدا کے احکام کی پابندی کے لئے جلدی کرتے ہیں جب وہ ہمارا حوصلہ بڑھاتا ہے نہ کہ ہماری عقل۔ اِس میں عقل کی نسبت جذبات کا زیادہ عمل دخل ہے۔

۱۱۹: ۳۳ ہمیں ہدایت و تعلیم کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ خدا کے مکتب میں طالب علم کی حیثیت سے ہمیں پوری لگن سے خدا کے قوانین کو اپنی عملی زندگی میں منتقل کرنا چاہئے اور عزم کرنا چاہئے کہ اپنی زندگی میں آخری دم تک اُس کے کلام کی تعمیل کریں۔

۱۱۹: ۳۴ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ خدا ہمیں فہم عطا کرے۔ لازم ہے کہ کتابِ مقدس اور اُس کے فرائض کے بارے میں ہمارا نظریہ درست ہو، ورنہ ہم یک سوئی کے ساتھ اُس کی پیروی نہیں کر سکتے۔

۱۱۹: ۳۵ ہمیں راہنمائی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ روح تو مستعد ہے لیکن جسم کمزور ہے۔ چنانچہ ہماری خواہش یہ ہے کہ خداوند اپنے فرمان کی راہ پر ہماری راہنمائی کرے، کیونکہ یہی وہ راہ ہے جس پر ہم حقیقتاً خوش ہیں۔

۱۱۹: ۳۶ ہمیں مادی دولت کی بجائے روحانی دولت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ''دین داری قناعت کے ساتھ بڑے نفع کا ذریعہ ہے'' (۱۔تیم ۶:۶)۔صرف خدا کا فضل ہی کسی شخص کے دل سے دولت کی محبت کو نکال کر بائبل کی محبت سے بھر سکتا ہے۔

۱۱۹: ۳۷ ہمیں سایوں کے لئے نہیں بلکہ الٰہی حقیقتوں کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ٹیلی وژن کے بارے میں خدا کی رائے یہ ہے، ''میری آنکھوں کو بطلان پر نظر کرنے سے باز رکھ۔'' ٹیلی وژن ایسی دنیا کی تصویر پیش کرتا ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔ خدا کا کلام زندگی کو من وعن پیش کرتا ہے۔

۱۱۹: ۳۸ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ خدا اپنے قول کو پورا کرے۔ وہ اُس وقت اپنے قول کو پورا کرتا ہے جب ہم اُس سے ڈرتے ہیں۔

۱۱۹: ۳۹ ہم دعا کریں کہ ہمیں ملامت کی ضرورت نہ پڑے، ہم ہر ایک ایسی بات سے دُور رہیں جو خداوند یسوع مسیح کے لئے ندامت اور بدنامی کا باعث ہے۔ اُس کے احکام بھلے ہیں، لازم ہے کہ ہم وفاداری سے اِن پر عمل کریں۔

۱۱۹: ۴۰ ہمیں اپنی بیداری کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ ''سراب تالاب ہو جائے گا اور پیاسی زمین چشمہ بن جائے گی'' (یسعیاہ ۳۵: ۷)۔ جب ہم اُس کے قوانین کے مشتاق ہوں گے تو وہ ہمیں اپنی صداقت سے زندہ رکھے گا۔

۱۱۹: ۴۱ ہمیں خدا کی شفقت اور نجات کو یوں ہی یقینی تصور نہیں کر لینا چاہئے۔ جس طرح ہمیں خدا کے فضل سے نجات ملی، اُسی طرح ہمیں اب بھی اُس کی شفقت اور تحفظ پر انحصار کی ضرورت ہے۔ چنانچہ ہم اُس کے وعدوں پر پورا یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر روز اپنی حفاظت میں رکھے۔

۱۱۹: ۴۲ جب خداوند ہماری دعاؤں کا جواب دیتا ہے تو یہ ناقابلِ تردید ثبوت بے دینوں کی ملامت کو خاموش کر دیتے ہیں۔ ہمارے ایمان کی بنیاد خدا کے کلام پر ہے اور وہ ہمیں کبھی ناکام نہیں ہونے دے گا۔

۱۱۹: ۴۳ حقیقت بیان کرنے سے ہمیں نہ تو ندامت محسوس کرنی چاہئے اور نہ ہی خائف ہونا چاہئے۔ اگر میرا خداوند کے احکام پر اعتماد ہے تو وہ مجھے اپنی گواہی کے لئے مسلسل مواقع دیتا رہے گا۔

۱۱۹: ۴۴ خداوند کی محبت اور فضل کے جواب میں ہمارا غیر متزلزل فیصلہ یہ ہونا چاہئے کہ جب تک ہم زندہ ہیں اُس کی شریعت کو مانتے رہیں۔

۱۱۹: ۴۵ جنہیں خدا کا بیٹا آزاد کرتا ہے وہ فی الحقیقت آزاد ہیں (یوحنا ۸: ۳۶)۔ دنیا کا مسیحی زندگی کے بارے میں یہ تصور ہے کہ یہ غلامی کا نظام ہے۔ لیکن جو خدا کے قوانین کے طالب ہیں وہ کامل آزادی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

۱۱۹: ۴۶ ایمان جرأت اور دلیری دیتا ہے کہ ہم بادشاہوں کے سامنے مسیح کی گواہی دیں۔ کتنے ہی بادشاہوں نے حلیم اور اکثر رد کی ہوئی رعایا سے خوش خبری سنی ہے۔

۱۱۹: ۴۷ جو کتابِ مقدس سے محبت رکھتے ہیں، اُنہیں اِس کے اوراق میں شخصی طور پر بہت لطف حاصل ہوتا ہے۔ یہ مسرت کا سرچشمہ، خوشی کی ندی اور اطمینان کا نہ ختم ہونے والا منبع ہے۔

۱۱۹: ۴۸ بائبل ہمیں اپنی وسعت، گہرائی، قدرت، خزانے اور لامحدود ہونے کی وجہ سے عزیز ہے۔ یہ ہمیں اِس لئے عزیز ہے کیونکہ جو کچھ یہ ہے اور جو کچھ اِس نے کیا ہے ہمیں عزیز ہے۔ ہم دن رات اِس پر دھیان کرتے ہیں۔

۱۱۹: ۴۹ یہ ممکن نہیں کہ خدا کبھی اپنا وعدہ بھول سکے، لیکن مصیبت کی بھٹی میں جب ایمان غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو ہمیں یہ دعا کرنے کی اجازت دی گئی ہے، ”خداوند! ... یاد کر۔“ یہ ممکن نہیں کہ وہ خود ہی ہمیں سکھائے کہ اُس کی ذات پر تکیہ کریں اور

بالآخر اِس حد تک لے آئے کہ ہمیں ندامت کا منہ دیکھنا پڑے۔

۱۱۹: ۵۰ جن لوگوں کو یہ تجربہ ہوا ہے کہ کلام میں زندہ کرنے کی قدرت ہے، اُن کے لئے یہ تسلی کا قابلِ بھروسا سرچشمہ اور منبع ہے۔ اکثر اوقات بڑی اہم شخصیتوں کے الفاظ خالی اور بے سود ہوتے ہیں، لیکن خدا کا کلام ہمیشہ زندہ، موثر اور موزوں ہوتا ہے۔

۱۱۹: ۵۱ جب ہم خداوند کے ساتھ وفادار ہیں، تو ہمیں توقع کرنی چاہئے کہ لوگ ہمارا مذاق اُڑائیں گے۔ لیکن جب ہمیں الٰہی اصول حاصل ہو جائیں تو ہم اُن اصولوں پر کاربند رہیں۔

۱۱۹: ۵۲ ہمیں یہ یاد کرتے ہوئے تسلی ہوتی ہے کہ ماضی میں خدا نے ہمارا ساتھ دیا۔ وہی فضل جو ہمیں یہاں تک لے آیا، وہ یقیناً باقی ماندہ راستے میں بھی سنبھالے گا اور ہمیں منزل تک لے جائے گا۔

۱۱۹: ۵۳ ایمان دار جب دیکھتا ہے کہ خدا کی شریعت کی تعمیل نہیں ہوتی اور اُس کا احترام نہیں کیا جاتا تو وہ سخت طیش میں آ جاتا ہے۔ یہ بات مسیح خداوند پر صادق آتی ہے ”تیرے لعن طعن کرنے والوں کے لعن طعن مجھ پر آ پڑے“ (رومیوں ۱۵: ۳)۔ بیٹے نے باپ کی بے عزتی کو اپنی ذاتی بے عزتی متصور کیا۔

۱۱۹: ۵۴ خدا کے عجیب وغریب کلام کے لئے شکر ہو کہ اب مسافر، مسافر خانہ میں گیت گا سکتا ہے۔ یا جیسے کہ ناکس لکھتا ہے ”جلاوطنی کی سرزمین میں۔“ گو راستہ خراب ہو، لیکن یہ طویل نہیں ہے۔ گو رات تاریک ہو، لیکن خداوند گیت دیتا ہے۔

۱۱۹: ۵۵ طویل رات میں جب گھنٹوں تک نیند نہ آئے، تو خداوند کی ذات پر گیان دھیان کریں۔ جس قدر ہم اُسے زیادہ جانیں گے اُسی قدر اُس سے زیادہ محبت رکھیں گے۔ اور اُس سے محبت رکھتے ہوئے ہم اُس کی شریعت پر عمل کریں گے۔

۱۱۹: ۵۶ فرماں برداری ایک نعمت ہے۔ ”دینداری سب باتوں کے لئے فائدہ مند ہے اِس لئے کہ اب کی اور آئندہ کی زندگی کا وعدہ بھی اِسی کے لئے ہے“ (۱۔تیم ۴: ۸)۔

۱۱۹:۵۷ جب ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہمیں مسیح میں کتنا لازوال اور منفرد خزانہ ملا ہے، تو ہمیں عہد کرنا چاہئے کہ اُس کی باتیں مانیں۔ مسیح کو حاصل کرنا بہت زیادہ امیر ہونے کے مترادف ہے۔

۱۱۹:۵۸ "ہماری لیاقت خدا کی طرف سے ہے" (۲۔کرنتھیوں ۳: ۵)۔ لازم ہے کہ ہم مردِ دعا ہوں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ ہم پر کرم کرے، اور اُس کے رحم کے وعدہ کو حاصل کرنے کے لئے التجا کریں۔

۱۱۹:۵۹ راہنمائی ایک دائمی مسئلہ ہے۔ ہم کس طرف جائیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ ہم میں بذاتہ ایسی حکمت نہیں کہ جان سکیں۔ ہم پھر کیا کریں؟ ہم اپنے قدم اُن راہوں کی طرف موڑیں جو کلامِ مقدس میں ہمارے لئے متعین کی گئی ہیں۔

۱۱۹:۶۰ آج کل ہم ایک ایسے دَور میں سے گزر رہے ہیں جہاں ہر کام جلدی سے کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً فوری طور پر کھانا تیار کرنا یا کوئی اَور کام کرنا وغیرہ۔ تو پھر خدا کی ظاہر کردہ مرضی کی فوری فرماں برداری کیوں نہ کریں؟

۱۱۹:۶۱ عین ممکن ہے کہ شریر معصوم ایماندار کو پھنسانے کے لئے سازش تیار کرے۔ یہی سبب ہے کہ ایماندار اپنی راہنمائی اور تحفظ کے لئے کلام کو زیادہ سے زیادہ یاد رکھے۔

۱۱۹:۶۲ "آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس دعا کر رہے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے" (اعمال ۱۶: ۲۵)۔ لوگ اُن کے ساتھ ناجائز سلوک کر رہے تھے، لیکن اِس کے باوجود وہ خدا کی صداقت کی تعریف میں گیت گا رہے تھے۔

۱۱۹:۶۳ جو خدا کو پیار کرتے ہیں وہ اُس کے لوگوں سے بھی پیار کرتے ہیں اور جو کلامِ مقدس سے محبت رکھتے ہیں وہ کلام کے ساتھ تمام محبت رکھنے والوں سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ یہ عالمگیر رفاقت ہے اور قومی، سماجی اور نسلی اختلافات سے بالاتر ہے۔

۱۱۹:۶۴ خدا کی دائمی شفقت دنیا میں ہر کہیں موجود ہے، لیکن اِس سے بڑھ کر زمین اُس کی شفقت سے معمور ہے۔ ہمارے شکرگزار دل اِس کے عوض یہ کہتے ہیں، "اے خداوند!

میرے دل کو اپنے پاک روح سے نرم کر تا کہ مَیں تیرے بارے میں سیکھتا رہوں۔

۱۱۹: ۶۵ کتنا عرصہ ہوا کہ مَیں نے خداوند کی شکرگزاری کی کہ اُس نے عجیب و غریب طریقے سے اپنے کلام کے وعدے کے مطابق میرے ساتھ بھلائی کی؟ اپنی برکتوں کو گنیں، ایک ایک کر کے اُن کا نام لیں۔ آپ یہ دیکھ کر حیران رہ جائیں گے کہ خداوند نے آپ کے لئے کیا کیا ہے!

۱۱۹: ۶۶ ہم سب کو صحیح امتیاز اور دانش کے لئے دعا کرنے کی ضرورت ہے۔ عین ممکن ہے کہ ہمارے پاس امتیاز اور بغیر توازن کے علم ہو۔ کلامِ مقدس اور زندگی کے تجربے سے ہم صحیح امتیاز کے بارے میں سیکھتے ہیں۔

۱۱۹: ۶۷ الٰہی تنبیہ "جو اُس کو سہتے سہتے پختہ ہو گئے ہیں، اُن کو بعد میں چین کے ساتھ راست بازی کا پھل بخشتی ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۱۱)۔ جب ہم یاد کرتے ہیں کہ ہمیں گمراہی و برگشتگی کی کیا قیمت ادا کرنا پڑی، تو یہ یاد غلط کام دہرانے کے لئے رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

۱۱۹: ۶۸ خدا بھلا ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے بھلا ہے۔ نیک بننے کے لئے لازم ہے کہ ہم اُس کا جوأ اُٹھا لیں اور اُس سے سیکھیں۔

۱۱۹: ۶۹ جب بے دین لوگ جھوٹ بول کر ہماری شہرت کو برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم کلامِ مقدس کی فرماں برداری میں تحفظ حاصل کر سکتے ہیں۔

۱۱۹: ۷۰ دنیوی لوگ لذتوں اور عشرتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ لیکن ہم نفسانی مزے کے بجائے روحانی تعلیم میں سکون حاصل کرتے ہیں۔

۱۱۹: ۷۱ مصیبتیں عارضی ہوتی ہیں، لیکن اِن کے فوائد دائمی ہوتے ہیں۔ لوگ ایذا دینے سے ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، لیکن خدا اُس میں سے بھلائی پیدا کرتا ہے۔

۱۱۹: ۷۲ بائبل مقدس دنیا میں سب سے بہتر اور بیش قیمت اثاثہ ہے۔ شاید کمپیوٹر بہت بڑی بڑی رقموں کو خوبصورتی سے جمع تفریق کر سکے، لیکن یہ کلام مقدس کی قدر و قیمت

کو نہیں جانچ سکتا۔

۱۱۹: ۷۳ خدا نے ہمیں نہایت اعلیٰ مہارت سے بنایا ہے۔ اِس سے بڑھ کر اَور معقول بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ ہمارا اُستاد بھی ہو۔ ہم معلوم کریں کہ ہمیں پیدا کرنے کے لئے اُس کا کیا مقصد ہے اور پھر اُسے کامل طور پر پورا کریں۔

۱۱۹: ۷۴ ایک ایسے مسیحی سے جو خداوند یسوع کے لئے نہایت سرگرم ہو، مل کر بڑی تازگی ملتی ہے۔ جن کی اُمید خدا کے کلام میں ہے اُن کی زندگی میں روح القدس کا نور چمکتا ہے۔

۱۱۹: ۷۵ بیماری، مصیبت اور دُکھ براہِ راست خدا کی طرف سے نہیں آتے، لیکن اکثر حالات میں وہ اُنہیں عمل درآمد ہونے کی اجازت دیتا ہے اور پھر اُن کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے۔ جب ہم اِن تمام حالات میں اُس کا انصاف اور وفاداری تسلیم کرتے ہیں، تو یہ روحانی بلوغت کی علامت ہے۔

۱۱۹: ۷۶ تاہم خاک ہونے کی حیثیت سے ہم کمزور ہیں۔ اِس لئے ہمیں اُس کی پُرفضل محبت کی ضرورت ہے کہ وہ ہمیں سنبھالے رکھے۔ "پس آؤ ہم فضل کے تخت کے پاس دلیری سے چلیں تاکہ ہم پر رحم ہو اور وہ فضل حاصل کریں جو ضرورت کے وقت ہماری مدد کرے" (عبرانیوں ۴: ۱۶)۔

۱۱۹: ۷۷ خدا کی رحمتوں کا ہر ایک اظہار مصیبت زدہ ایماندار کو تازہ دم کرتا ہے۔ جو اُس کی شریعت میں خوشنودی حاصل کرتے ہیں، اُنہیں اعتماد رکھنا چاہئے کہ وہ مدد کے لئے اُن کے پاس آئے گا۔

۱۱۹: ۷۸ گلینو آیت ۷۸ کا یوں ترجمہ کرتا ہے، "جو مغرور جھوٹ بول کر مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اُنہیں شرمندہ کر، جبکہ مَیں تیرے قوانین پر دھیان کرتا ہوں۔" خدا اجازت دیتا ہے کہ گناہ اپنے منطقی نتیجے تک پہنچے یعنی گناہ کرنے والا اُس کا کڑوا پھل کھائے۔ زبور نویس خدا سے محض یہ دعا کر رہا ہے کہ وہ وہی کچھ کرے جو اُس نے کہا ہے کہ وہ کرے گا۔

۱۱۹: ۷۹ جو لوگ خدا کے کلام سے محبت رکھتے اور اُسے جانتے ہیں وہ فطری طور پر ایک

دوسرے سے رفاقت رکھتے ہیں۔ لیکن ہم کتنی بار خداوند سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اُنہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں ہمارے پاس بھیجے؟

۱۱۹: ۸۰ ہم خداوند کے آئین ماننے میں بے الزام رہنے کی خواہش کیوں رکھیں؟ اِس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ زبور نویس ایک وجہ کو نمایاں طور پر پیش کرتا ہے کہ ہم گناہ میں گرنے کی تکلیف دہ شرمندگی سے بچ جائیں۔

۱۱۹: ۸۱ ممکن ہے کہ ایماندار مصیبت میں پڑے، تاہم وہ کچلا نہیں جائے گا۔ ممکن ہے وہ پریشان ہو، تاہم وہ حد سے زیادہ مایوس نہیں ہو گا۔ شاید اُس کو ایذا پہنچائی جائے، تاہم اُسے چھوڑا نہیں جائے گا۔ ممکن ہے اُسے مارا جائے، تاہم وہ ہلاک نہیں ہو گا (۲۔کرنتھیوں ۴: ۸، ۹)۔ یہاں وہ خدا کی نجات بخش مدد نہیں دیکھتا اور اِس لئے بے تاب ہے۔ تاہم وہ ابھی تک یہ اُمید رکھتا ہے کہ خدا اُس کی مدد کرے گا۔

۱۱۹: ۸۲ گو خدا کی مخلصی کے وعدہ کی تکمیل کے لئے انتظار کرتے کرتے اُس کی آنکھیں دھندلا جائیں، تاہم وہ یہ دعا نہیں کرتا ”کیا تُو مجھے تسلی دے گا؟“ بلکہ ”تُو مجھے کب تسلی دے گا؟“

۱۱۹: ۸۳ مشکیزہ دھوئیں میں سکڑ جاتا اور سیاہ ہو جاتا ہے۔ پریشان ایماندار انتظار کرتے کرتے پژمردہ ہو جاتا ہے، لیکن وہ کلام پر تکیہ کرنے کی وجہ سے ہمت نہیں ہارتا۔

۱۱۹: ۸۴ انسان کی زندگی درحقیقت بہت مختصر ہے۔ مصیبت کے دن بہت طویل لگتے ہیں۔ خدا جلدی اُٹھے اور ظالموں کو سزا دے۔

۱۱۹: ۸۵ اِس آیت میں مذکور بدمعاش لوگ مغرور ہیں اور وہ شریعت کے پیرو نہیں۔ یہ دونوں خامیاں لازم وملزوم ہیں۔ وہ معصوم اَور راست باز شخص کو گرانے کے لئے سازشیں کرتے ہیں۔ یہ اِس امر کی شہادت ہے کہ وہ خدا کی شریعت کو نہیں مانتے۔

۱۱۹: ۸۶ خدا کے کلام کی طرح قابلِ اعتماد کوئی اَور شے نہیں ہوتی۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ اپنے مصیبت زدہ لوگوں کو مخلصی دے گا۔ چنانچہ جب جھوٹے بہتان تراش ہم پر الزام

لگائیں تو ہم بڑے وثوق سے یہ سنہری دعا استعمال کر سکتے ہیں ”تُو میری مدد کر۔“

۱۱۹: ۸۷ سپرجن نے کہا، ”اگر ہم خدا کے قوانین پر قائم رہیں تو ہمیں اُس کے وعدوں سے مخلصی ملے گی۔“ اگر ہم ایک ایسے مقام پر بھی پہنچ جائیں جہاں ہم زندگی سے مایوس ہو جائیں، پھر بھی ہم اپنی فرماں برداری میں نہ ڈگمگائیں۔ مدد آئے گی۔ فقط اعتقاد رکھیں!

۱۱۹: ۸۸ بہترین دعا اندرونی شدید ضرورت سے جنم لیتی ہے۔ یہاں زبور نویس دعا کرتا ہے کہ خداوند اُسے زندہ رکھے تاکہ وہ اُس کے کلام کی فرماں برداری سے خدا کا جلال ظاہر کرے۔

۱۱۹: ۸۹ ایمان تاریکی میں چھلانگ لگانے کے برابر نہیں ہوتا۔ اِس کی بنیاد کائنات کی سب سے قابلِ اعتبار شے بائبل پر ہے۔ اِس کلام کو ماننے میں کوئی خطرہ نہیں جو کہ ابد تک آسمان پر قائم ہے۔

۱۱۹: ۹۰ خدا کی وفاداری نہ صرف اُس کے کلام میں بلکہ اُس کے کاموں میں بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ وفاداری پشت در پشت ہے اور کائنات کی ترتیب اور قیام میں نظر آتی ہے۔

۱۱۹: ۹۱ آسمان اور زمین اُس کے قوانین کو مانتے ہیں۔ فصل بونے اور فصل کی کٹائی کا موسم، سردی اور گرمی، دن اور رات سب اُس کے خدمت گزار ہیں۔ وہ اِن سب کو اپنی قدرت کے کلام سے چلاتا اور قائم رکھتا ہے۔

۱۱۹: ۹۲ بارنز یوں تفسیر پیش کرتا ہے:

> ایک نہایت اچھے، لیکن بہت زیادہ مصیبت زدہ شخص نے ایک دفعہ مجھ سے کہا ”مَیں ہزار بار غرق ہو جاتا، اگر خداوند کے کلام میں ایک یہ بیان نہ ہوتا: ابدی خدا تیری سکونت گاہ ہے اور تیرے نیچے اُس کے دائمی بازو ہیں۔“

۱۱۹: ۹۳ جن لوگوں کو اپنی زندگی میں کلام کی قدرت کا تجربہ ہوا ہے، وہ اِسے جلدی سے بھول نہیں سکتے۔ ہم ”فانی تخم سے نہیں بلکہ غیر فانی سے خدا کے کلام کے وسیلہ سے جو

زندہ اور قائم ہے نئے سرے سے پیدا ہوئے" ہیں (۱-پطرس ۱: ۲۳)۔

۱۱۹: ۹۴ گناہ کی سزا سے نجات پانے کے بعد بھی ہمیں ہر روز آلودگی اور نقصان سے نجات کی ضرورت ہے۔ خدا کے قوانین اور اپنے دل سے واقفیت ہمیں حالیہ وقت میں نجات کی ضرورت سے آگاہ کرتے ہیں۔

۱۱۹: ۹۵ شریروں کے حملوں سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ اپنی زندگی خدا کی خدمت میں گزاری جائے۔ اگر ہماری زندگیاں خداوند کی خدمت میں موثر ہیں تو ہم مخالفت کی توقع کر سکتے ہیں۔ جب ہم خدا کی شہادتوں پر غور کریں گے تو ہمیں تسلی اور قوت حاصل ہو گی۔

۱۱۹: ۹۶ اِس دنیا کی بہترین چیزیں بھی کاملیت کے معیار سے کمتر ہیں اور ختم ہو جاتی ہیں، لیکن خدا کا کلام کامل اور لامحدود ہے۔ ہم بائبل کو جس قدر زیادہ جانتے ہیں، اُسی قدر ہمیں زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ہم میں کتنی زیادہ کمی ہے۔

۱۱۹: ۹۷ جو خداوند سے محبت رکھتے ہیں، وہ اُس کے کلام سے بھی محبت رکھیں گے۔ اِس محبت کا اظہار ہر وقت خدا کے کلام پر غور کرنے سے کیا جائے گا۔ گیان دھیان کے لمحات میں کتابِ مقدس کے نئے حسن اور عجائب کا انکشاف ہوتا ہے۔

۱۱۹: ۹۸ خدا کی حکمت سے معمور حلیم ایماندار کو گھٹنوں کے بل وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو اُس کے دشمنوں کو کھڑے ہونے کی حالت میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔

۱۱۹: ۹۹ اگر اُستاد اپنی کامیابیوں پر مطمئن ہو جاتا ہے، تو جلد ہی اُس کا شاگرد جو مسلسل خدا کے کلام پر گیان دھیان کرتا ہے، اُس سے سبقت لے جائے گا۔

۱۱۹: ۱۰۰ شاید ایسا محسوس ہو کہ یہ غیر ذمہ دارانہ قسم کی شیخی بازی ہے، لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ کسی شخص کی عمر یا ذہانت کی نہیں بلکہ اُس کی فرماں برداری کی وقعت ہوتی ہے۔ چنانچہ اگر ایک نوجوان زیادہ فرماں بردار ہے تو وہ عمر رسیدہ لوگوں سے بالاتر ہو گا۔

۱۱۹: ۱۰۱ یہاں فرماں برداری کا عملی اظہار ہے۔ زبور نویس گناہ کی راہوں سے اپنے

قدم روکتا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ فرماں برداری کا اظہار کر سکے۔

۱۱۹: ۱۰۲ کلامِ مقدس کا تقدیسی اثر بہت زیادہ ہے۔ جب خداوند ہمیں کلام کے اوراق میں سے تعلیم دیتا ہے تو ہم گناہ سے نفرت اور پاکیزگی سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۰۳ کلامِ مقدس بہت زیادہ لطف کا باعث ہے۔ دنیا کی کوئی اَور کتاب اِس قدر دلکش نہیں ہے۔ شہد میٹھا ہے لیکن خدا کا کلام اُس سے بھی میٹھا ہے۔

۱۱۹: ۱۰۴ جعلی روپوں کو پرکھنے کے لئے لوگ اصلی نوٹوں کو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ سچائی کو جان کر ہم ہر ایک جھوٹی راہ سے نفرت کریں گے۔

۱۱۹: ۱۰۵ کلام ہماری راہنمائی کرتے ہوئے ہمیں بعض ایک رویوں سے روکتا ہے اور پھر ہمیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ ہم اِس چراغ کی دوستانہ کرنوں کے کس قدر ممنون ہیں!

۱۱۹: ۱۰۶ یہاں کتابِ مقدس کی فرماں برداری کرنے کا ایک پاک عزم پایا جاتا ہے۔ یہ خدا کے جلال، دوسروں کے لئے برکت اور ہماری اپنی بھلائی کے لئے بھی ہے۔

۱۱۹: ۱۰۷

> گذشتہ آیت میں زبور نویس نے خداوند کے سپاہی کی حیثیت سے حلف اُٹھایا تھا اور اِس آیت میں اُسے اِس حیثیت سے سختیاں جھیلنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ خداوند کی خدمت ہمیں مشکلات سے بچاتی نہیں، بلکہ ہمیں اِن مشکلات سے دوچار کرتی ہے۔ (سپرجن)

۱۱۹: ۱۰۸ ہم خداوند کی حضوری میں کاہن اور شاگرد کی حیثیت سے آتے ہیں۔ کاہن کی حیثیت سے ہم ’’حمد کی قربانی یعنی اُن ہونٹوں کا پھل جو اُس کے نام کا اقرار کرتے ہیں خدا کے لئے ہر وقت چڑھایا‘‘ کرتے ہیں (عبرانیوں ۱۳: ۱۵)۔ شاگرد کی حیثیت سے ہم اپنے دلوں اور ذہنوں کو اُس کی الٰہی تعلیم کے لئے کھولتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۰۹ جب ہماری زندگی مسلسل خطرے میں ہو تو خداوند کی شریعت کو یاد کرنے سے تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ ہمیں ہر حالت میں حواس باختہ ہونے اور خدا کے کلام کو بھول

جانے کے رجحان سے گریز کرنا چاہئے۔

۱۱۹:۱۱۰ جن لوگوں کو کلام کی تعلیم ملی ہے وہ شیطان کے پھندوں سے ناواقف نہیں ہیں۔ محض کلام کی فرماں برداری سے وہ اُس کے پھندوں سے بچ جائیں گے۔

۱۱۹:۱۱۱ ہمیں کتابِ مقدس کو بہت بیش قیمت میراث کی طرح چننا چاہئے۔ اُس وارث کی خوشی کا اندازہ لگایئے جب وہ بہت بڑی میراث کا مالک بن جاتا ہے۔ الکتاب کی وراثت سے بڑھ کر اَور بڑی خوشی ہمارے لئے کیا ہوسکتی ہے۔

۱۱۹:۱۱۲ جن لوگوں کو اُس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہے، اُنہیں عزم کرنا چاہئے کہ وہ زندگی کے آخری دن تک اُس کی فرماں برداری کریں۔

۱۱۹:۱۱۳ دو دِلے لوگ ایک پل کے لئے تو خدا کے ساتھ اور دوسرے لمحے دنیا کے ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ اپنے منہ سے دو رنگی باتیں کرتے ہیں۔ وہ خدا کی شریعت کے غدار ہیں۔

۱۱۹:۱۱۴ جب ہمارا تعاقب کیا جائے تو خداوند ہمارے چھپنے کی جگہ ہے اور جب براہِ راست حملہ کیا جائے تو وہ ہماری سپر ہے۔ جو اُس کے وعدوں پر اُمید رکھتے ہیں وہ کبھی نااُمید نہ ہوں گے کیونکہ وہ فریب نہیں دیتا اور نہ ہی اُسے فریب دیا جا سکتا ہے۔

۱۱۹:۱۱۵ جو ہمارے خدا کے حکموں پر عمل نہیں کرتے، مَیں اُن سے رفاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اگرچہ ہم دنیوی لوگوں کی گناہ آلودہ روشوں سے علیٰحدہ ہوتے ہیں تو بھی ہم اُن کے ساتھ تعلقات قائم رکھتے ہیں تاکہ ہم اُنہیں خوش خبری سنا سکیں۔

۱۱۹:۱۱۶ دیگر الفاظ میں: تُو نے مجھے سنبھالنے کا وعدہ کیا ہے۔ اب جیسا تُو نے کہا ہے ویسا ہی کر، ورنہ لوگ کہیں گے کہ تُو نے مجھے ترک کر دیا اور مَیں اپنے اعتماد کے باعث شرمندہ ہو جاؤں گا۔

۱۱۹:۱۱۷ ہم نہ تو ماضی میں اور نہ حال ہی میں اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکتے تھے۔ اگر خداوند ہمیں سنبھالتا ہے تو ہم سلامت رہیں گے۔ لیکن ہمارا کام ہے کہ ہمیشہ اُس کے آئین کا لحاظ رکھیں۔

۱۱۹: ۱۱۸ جو لوگ خداوند کے آئین سے بھٹک جاتے ہیں وہ اُنہیں مسترد کر دیتا ہے۔ ایک دن اُن کی مکاری اپنے اصلی روپ میں سامنے آ جائے گی کہ یہ حماقت تھی۔

۱۱۹: ۱۱۹ کلامِ مقدس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ خدا تمام شریروں کو ایسے چھانٹ دے گا جیسے دھات پگھلانے والا پگھلی ہوئی دھات پر سے میل کو چھانٹ دیتا ہے۔ اگر وہ راستی سے گناہ سے نہ نپٹتا تو ہم اُس کے تحریری کلام کی عزت نہ کرتے۔

۱۱۹: ۱۲۰ جب ہم شریروں پر خدا کی عدالت کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہم کانپ اُٹھتے ہیں۔ لیکن ہم شریعت کی روحانیت اور سختی سے حیران بھی ہوتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۲۱ زبور نویس دلیل دیتا ہے کہ جو کچھ اُس نے کیا راست اور درست تھا۔ اُس کی راست باز زندگی اُس کی نجات کا پھل تھی۔ یوں اُس کا خداوند سے التجا کرنا مناسب ہے کہ وہ اُسے ترک کر کے ظالموں کے ہاتھ میں نہ چھوڑے۔

۱۱۹: ۱۲۲ لفظ ضامن کا مطلب ہے کسی دوسرے کا ذمہ دار بننا یعنی وہ جو دوسروں کی نمائندگی کرتا ہے۔ جو کلوری پر ہمارا ضامن تھا، وہ ساری زندگی کے دوران بڑی کامیابی سے ہمارے حق میں کھڑا ہوتا ہے اور سرکش ظالموں کو روکتا ہے۔

۱۱۹: ۱۲۳ یہ شخص خدا کی مخلصی کا انتظار یوں کرتا رہا کہ اُس کی آنکھیں رہ گئیں۔ وہ صداقت کے اُس وعدے کی تکمیل کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا کہ خداوند اُس کی مدد کے لئے آئے گا۔

۱۱۹: ۱۲۴ یہاں وہ اپنے آپ کو کلی طور پر خداوند کے فضل اور رحم کے سپرد کر دیتا ہے۔ اُس کے رحم کی ایک صورت اُس کی پُرفضل تدریسی خدمت ہے۔ ”مجھے اپنے آئین سکھا۔“

۱۱۹: ۱۲۵ جس قدر کوئی خادم اپنے آقا کو زیادہ جانتا ہے اُسی قدر اُس کے لئے زیادہ مفید اور موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ہمیں خدا کی مرضی کو جیسا کہ اُس کی شہادتوں میں ظاہر کی گئی ہے جاننے کے لئے فہم کی ضرورت ہے۔

۱۱۹: ۱۲۶ غلام اب اپنے مالک سے درخواست کرتا ہے کہ وہ کام کرے کیونکہ اُس کی شریعت کو توڑا گیا ہے۔ تاریکی کے لمحات میں خدا کے لوگوں کی یہ فریاد ہوتی ہے، ”اب وقت آ گیا ہے کہ خداوند کام کرے۔“

۱۱۹: ۱۲۷ ہمارے لئے بائبل کس قدر بیش قیمت ہے؟ اِس کی ایک شہادت یہ ہے کہ اِس کی تلاوت میں کتنا وقت صرف کرتے ہیں۔ اگر ہم اِس کی قدر و قیمت کو بہترین سونے سے اعلیٰ تصور کرتے ہیں، تو اِس کو اتنا استعمال کرنا چاہئے کہ اِس کی جلد اور اِس کے اوراق استعمال کرنے سے جلد ہی خستہ ہو جائیں۔

۱۱۹: ۱۲۸ بائبل کی تعظیم کا ایک اَور ثبوت یہ ہے کہ ہم کس حد تک اُس کی فرماں برداری اور تعمیل کرتے ہیں۔ جب تک ہم وہ کام نہیں کرتے جو اِس میں بیان کئے گئے ہیں اور ہر جھوٹی راہ سے نفرت نہیں کرتے تو ہم اپنے آپ کو دھوکا دیتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۲۹ خدا کا کلام وقت کے لحاظ سے لامحدود ہے۔ یہ خالص، صحیح، ہم آہنگ، عالمگیر، قوی اور کافی ہے۔ اِس ناتے سے یہ عجیب یعنی حیرت انگیز ہے۔ ایسی کتاب پڑھنے اور عمل کرنے کے لائق ہے۔

۱۱۹: ۱۳۰ کلام کی تشریح قوموں، خاندانوں اور افراد کو نور بخشتی ہے۔ ہم بہت کم محسوس کرتے ہیں کہ اِس کی ساری دنیا میں کس قدر تقدیسی تاثیر ہے۔ یہ اُنہیں عقل مند بناتی ہے جو اپنے آپ کو سادہ دل تسلیم کرتے اور نتیجے میں اِس کی مدد کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۳۱ ضروری ہے کہ ہم خدا کے کلام کے لئے شدید پیاسے ہوں۔ ”نوزاد بچوں کی مانند خالص روحانی دودھ کے مشتاق رہو“ (۱۔پطرس ۲:۲)۔

۱۱۹: ۱۳۲ شاید ہم رحم کے لئے اُن مسلسل التجاؤں سے بور ہو جائیں، لیکن نہ تو زبور نویس اور نہ ہی خدا بور ہوا۔ ہم اِس زندگی میں کسی ایسے مقام پر کبھی بھی نہیں پہنچیں گے جہاں ہمیں اُس کے فضل کی ضرورت نہ ہو۔

۱۱۹: ۱۳۳ یہاں پاکیزگی کے دو پہلو ہیں: پہلے، خداوند اپنے کلام کے مطابق ایماندار کی راہنمائی کرے تاکہ وہ ثابت قدم رہے۔ دوسرے، وہ ایماندار کو اُس کے اندر بسے ہوئے گناہ کی طاقت سے مخلصی دے۔

۱۱۹: ۱۳۴ اِس دعا کا پہلا حصہ غیر معمولی نہیں ہے: ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ہو گی کہ اُسے انسان کے ظلم سے مخلصی دلائی جائے۔ لیکن غیر معمولی مقصد کو ملاحظہ فرمایئے "تاکہ تیرے قوانین پر عمل کر سکوں۔"

۱۱۹: ۱۳۵ خداوند کی خدمت میں ہم اُس سے درخواست کر سکتے ہیں کہ وہ اپنی حضوری اور قدرت کا کوئی اظہار کرے۔ وہ جانتا ہے کہ ہماری دعا کے جواب میں وہ کیسے ہماری حوصلہ افزائی کر سکتا ہے۔ ہماری خواہش زیادہ سے زیادہ سیکھنے کے لئے کبھی کم نہیں ہونی چاہئے۔

۱۱۹: ۱۳۶ جب آنسو پانی کے چشموں کی طرح جاری ہوتے ہیں تو یہ شدید دکھ اور غم کا ڈرامائی اظہار ہے۔ لیکن یہ آنسو کیوں جاری ہیں؟ کیا زبور نویس کے ساتھ ناانصافی کی وجہ سے؟ نہیں! اِس لئے کہ لوگ خدا کی شریعت کو نہیں مانتے اور اُس کے نام کی تکفیر کرتے ہیں۔

کسی مشہور مصنف کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ایک دن وہ رو رہا تھا۔ جب اُس کے آنسوؤں کی وجہ پوچھی گئی تو اُس نے جواب دیا، "مَیں اِس لئے روتا ہوں کیونکہ محبت آ موجود ہوئی ہے اور کوئی اُس سے محبت نہیں کرتا۔"

۱۱۹: ۱۳۷ کتابِ مقدس کا مصنف صادق ہے تو یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ کتاب بھی برحق ہے۔ اکثر لوگ اِس حقیقت کو جانتے ہیں، لیکن ہم میں سے بہت کم خداوند کی شکرگزاری کے لئے اُس کی حمد کرتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۳۸ خداوند ہر بات صداقت اور وفاداری سے کہتا ہے اور اُس کا کلام کلی طور پر قابلِ اعتماد ہے۔ عقلِ سلیم یہ بات ماننے پر مجبور ہوتی ہے۔

۱۱۹: ۱۳۹ بارنز بڑی بصیرت سے تشریح کرتا ہے:

> اپنے دُکھ دینے والوں اور بہتان تراشوں کے سلوک پر نگاہ کرتے ہوئے فتح مند ایماندار کو اِس بات سے زیادہ دُکھ ہوتا ہے کہ وہ خدا کی شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں بہ نسبت اِس کے کہ وہ اُسے دُکھ دیتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۴۰ بائبل کو بہت زیادہ آزمایا گیا ہے۔ ہزاروں لوگوں نے اِس کے وعدوں کو آزمایا اور اُنہیں درست پایا۔ لوگوں نے اِس سے نفرت کی، جعلی علمائے دین نے اِس پر حملے کئے، کافروں نے اِس کا مذاق اُڑایا۔ لیکن دَور حاضر کے نقادوں کی جسمانی حکمت کے باوجود یہ قائم و دائم رہی ہے۔

۱۱۹: ۱۴۱ زبور نویس اپنے دشمنوں کی نظر میں ادنیٰ اور حقیر تھا۔ لیکن انسان کی حقارت کے باوجود وہ کلام کو نہ بھولا بلکہ اِس سے لپٹا رہا۔

۱۱۹: ۱۴۲ خدا کی صداقت وقتی نہیں بلکہ ابدی ہے۔ یہ کہنا کافی نہیں کہ بائبل میں سچائی ہے، بائبل سچائی ہی ہے۔ خدا نے جو کچھ کہا سچ ہے۔

۱۱۹: ۱۴۳ مصنف کا پیالہ تکلیف اور عذاب سے لبریز تھا، لیکن وہ خدا کے کلام کی بنا پر اپنے آنسوؤں میں سے قوس قزح کا تسلی بخش منظر دیکھ سکتا تھا۔

۱۱۹: ۱۴۴ خدا کی شہادتیں نہ صرف اِس وقت سچ اور راست ہیں، بلکہ یہ ہمیشہ راست رہیں گی۔ جس قدر ہم اُنہیں سمجھیں گے، اُسی قدر ہم صحیح طور پر زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

۱۱۹: ۱۴۵ لفظ دعا اِس حصے کی کلید ہے۔ یہاں ایک پُراعتماد دل مدد کے لئے اپیل کرتا ہے۔ جب کوئی شخص پورے دل سے دعا کرتا ہے اور اُس میں خداوند کی مرضی کو پورا کرنے کی خواہش ہوتی ہے تو خدا ضرور اُس کا جواب دیتا ہے۔

۱۱۹: ۱۴۶ جب ہم پطرس کی طرح لہروں میں ڈوبنے لگتے ہیں تو ہم ہمیشہ یہ مختصر سی دعا کریں، ”مجھے بچا لے۔“ تب خداوند ہمیں نکال لیتا ہے تاکہ ہم پھر اُس کے لئے زندگی گزاریں۔

۱۱۹: ۱۴۷ یہاں ایک زاہد شخص کی دعائیہ عادات کا بیان ہے، جو سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اُٹھ کر گیان دھیان اور دعا سے اپنے دن کا آغاز کرتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہئے، ”بائبل نہیں تو ناشتہ بھی نہیں۔“

۱۱۹: ۱۴۸ بے خوابی کے لمحات کو بھی خدا کے کلام پر گیان دھیان کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اکثر اوقات خداوند اِن لمحات میں ہمیں خزانے دیتا ہے۔

۱۱۹: ۱۴۹ ہمیں کبھی بھی اِس حقیقت کو بھولنا نہیں چاہئے کہ ہم دعا کے ذریعے فوری طور پر خدا کی بارگاہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم زبور نویس کی مانند خدا سے شفقت اور انصاف کے لئے دعا کر سکتے ہیں کہ ہماری زندگیاں محفوظ رہیں۔

۱۱۹: ۱۵۰ دشمن قریب ہیں۔ وہ خدا کے خادم کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اُنہوں نے اپنی زندگیوں میں خدا کی شریعت کے اختیار کو رد کر دیا ہے اور اب وہ سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

۱۱۹: ۱۵۱ لیکن خداوند نزدیک ہے۔ اگر ایک شخص خدا کے ساتھ ہے تو وہ اکثریت میں ہے۔ کوئی دشمن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکتا، کوئی خوف ہمیں نہیں ڈرا سکتا کیونکہ فتح ہمارے لئے یقینی ہے۔ خدا کا کلام سچا ہے اور وہ اپنے لوگوں کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔

۱۱۹: ۱۵۲ یہ جان کر بہت زیادہ تسلی ہوتی ہے کہ خدا کا کلام ابد تک قائم ہے۔ ”جب شک اور خوف کے طوفان اُمڈ آئیں تو ہم خدا کے زندہ کلام کی بنیاد پر زندگی بسر کرنے سے قائم رہیں گے، کیونکہ ہم خدا کے وعدوں پر تکیہ کرتے ہیں۔“

۱۱۹: ۱۵۳ خداوند واقعی ہماری مصیبتوں پر نگاہ کرتا ہے۔ دل کو چیرنے والی ہر ایک آہ میں مردِ غمناک بھی حصہ لیتا ہے۔ اور خدا اُنہیں چھڑانے کے لئے آتا ہے جو اُس سے اور اُس کے کلام کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں۔

۱۱۹: ۱۵۴ مصنف خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُس کے وکیل اور زندگی بخشنے والے کی حیثیت سے کام کرے۔ اُس کے خلاف سخت الزامات لگائے جا چکے ہیں، لہٰذا اُسے دفاع

کرنے کی ضرورت ہے۔ اُسے اِس قدر ستایا گیا ہے کہ اب وہ پژمردہ سا ہو گیا ہے، اُسے نئے سرے سے زندگی کی ضرورت ہے۔

۱۱۹: ۱۵۵ خدا لوگوں کو اُن کی مرضی کے خلاف نجات نہیں دیتا۔ خدا اُن لوگوں کو آسمان میں نہیں بسائے گا جو وہاں بسنا نہیں چاہتے۔ جو کلام کو سننے سے انکار کر دیتے ہیں اُن کے لئے کوئی نجات نہیں ہے۔

۱۱۹: ۱۵۶ انسانی زبان خدا کے رحم کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ اُس کی رحمتوں کا خزانہ ہماری درخواستوں سے ختم نہیں ہو جاتا۔ ستایا ہوا زبور نویس زندگی کے رحم کے لئے التجا کرتا ہے، یعنی وہ چاہتا ہے کہ وہ اُسے اُس کے قاتلوں سے رہائی دے۔

۱۱۹: ۱۵۷ اِن میں سے بہت سی آیات کی حقیقی تکمیل خداوند یسوع مسیح میں ہوتی ہے۔ ستانے والوں اور مخالفوں نے اُسے گھیر رکھا ہے، لیکن وہ اب بھی اپنے باپ کی شہادتوں کے ساتھ وفادار ہے۔

۱۱۹: ۱۵۸ اپنی ذاتی بے عزتی کی نسبت خدا کی بے عزتی پر زیادہ ملول ہونا روحانی بلوغت کی علامت ہے۔ کاش ہم یوں خداوند کے لئے غیرت کا اظہار کریں!

۱۱۹: ۱۵۹ آیت ۱۵۳ میں زبور نویس نے لکھا "میری مصیبت کا خیال کر۔" یہاں وہ یہ کہتا ہے "میری محبت کا خیال کر" یعنی خدا کے قوانین سے محبت۔ یہاں اِس حصے میں وہ تیسری بار اپنی زندگی کے تحفظ کے لئے درخواست کرتا ہے (آیات ۱۵۴، ۱۵۶)۔

۱۱۹: ۱۶۰ خدا کا کلام کلی طور پر سچائی ہے۔ اُس کے ہر وعدہ کی تکمیل ضرور ہو گی۔ "جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے" (متی ۵: ۱۸)۔

۱۱۹: ۱۶۱ بااختیار لوگوں نے بہت دفعہ خدا کے لوگوں کو ستایا ہے۔ لیکن ایماندار کی خدا کے کلام کے لئے تعظیم اور عزت اُسے خداوند سے غداری کرنے سے بچاتی ہے۔

۱۱۹: ۱۶۲ اُس شخص کو چھپے ہوئے خزانے ملتے ہیں جو خدا کے کلام کا کھوج لگاتا ہے۔

۱۱۹: ۱۶۳ خدا کے کلام کی واقفیت سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ جس بات (شریعت) سے خدا محبت رکھتا ہے ہم بھی اُس سے محبت رکھیں اور جس سے وہ نفرت کرتا ہے ہم بھی اُس سے (جھوٹ بولنے سے) نفرت کریں۔ یوں ہم خدا کی طرح سوچنے لگتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۶۴ سات کاملیت کا عدد ہے۔ ہمارے نزدیک روزانہ سات بار دعا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ زبور نویس مسلسل اور پورے دل سے خدا کی صداقت کے احکام کے لئے شکرگزاری کرتا رہا۔

۱۱۹: ۱۶۵ خدا کا کلام اِس پریشان کن دنیا میں سکون دیتا ہے اور آزمائش کی قوت سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اِس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ایمانداروں پر مصیبت یا غم کا کوئی اثر نہیں ہوتا، بلکہ شریعت کی فرماں برداری سے وہ گناہ کے گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۶۶ زبور ۳۷:۳ میں لکھا ہے ”خداوند پر توکل کر اور نیکی کر۔“ یہاں زبور نویس کہتا ہے کہ اُس نے اِس مشورے پر عمل کیا ہے۔ ایمان پہلے پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ اعمال کی صورت میں پھل لاتا ہے۔

۱۱۹: ۱۶۷ ملاکی کے ایام میں لوگوں نے شریعت کی فرماں برداری کو زحمت متصور کیا (ملاکی ۱: ۱۳)۔ لیکن مصنف ایسا نہیں ہے۔ اُس نے شہادتوں کو مانا اور اُس کے دل میں اُن کے لئے عزت بڑھتی گئی۔

۱۱۹: ۱۶۸ اِس حصے میں یہ تین آخری آیات بائبل کی عملی فرماں برداری بیان کرتی ہیں۔ ہم خود خدا کے قوانین مکمل طور پر پورے نہیں کر پاتے۔ صرف ہمارا نجات دہندہ یہ الفاظ یوں کہہ سکتا ہے۔

۱۱۹: ۱۶۹ زبور کے اختتام پر جوش انگیز التجا اپنے نقطہ عروج تک پہنچتی ہے۔ یہ التجا سات بار کی گئی ہے۔ اولاً زبور نویس فریاد کرتا ہے کہ اُس کی بات خدا تک پہنچے۔ پھر وہ حقیقی روحانی بصیرت مانگتا ہے۔

۱۱۹: ۱۷۰ اِن آیات میں دشمن بہت قریب ہے۔ اِس لئے کلام کے وعدہ کے مطابق مخلصی کی التجا کو بار بار بیان کیا گیا ہے۔

۱۱۹: ۱۷۱ خدا کے کلام کا بہت زیادہ علم ہمیں مغرور نہ بنا دے، بلکہ ہمارے اندر خداوند کے لئے حمد و ستائش پیدا کرے۔

۱۱۹: ۱۷۲ غیر اہم اور معمولی سی باتوں کے بارے میں گفتگو کرنے کے بجائے ہم اپنے خیالات پر ضبط کر کے روحانی امور کے بارے میں گفتگو کریں۔ خدا کے تمام فرمان برحق اور بہت زیادہ قیمتی ہیں۔

۱۱۹: ۱۷۳ یہ بہت خوبصورت تصویر ہے۔ جس شخص نے ارادتاً خداوند کے آئین کو منتخب کیا ہے، قادرِ مطلق کے چھیدے ہوئے ہاتھ آسمان سے اُسے چھڑانے کے لئے زمین تک پہنچتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۷۴ اگرچہ ایماندار کو نجات حاصل ہو چکی ہے، لیکن یسوع کے دوبارہ آنے تک ہم گناہ کی موجودگی سے نجات کے لئے آرزومند رہتے ہیں۔

۱۱۹: ۱۷۵ ہمیں صرف اِس لئے نجات نہیں ملی کہ اُس کی خدمت کریں، بلکہ اِس لئے بھی کہ اُس کی ستائش کریں۔ بیماری اور حادثہ سے ہر بار مخلصی ہمیں نئے سرے سے جذبہ دے کہ ہم اُس کی ستائش کریں اور اُس کی مدد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو اُس کے سپرد کریں۔

۱۱۹: ۱۷۶ سوائے اِس آیت کے اِس زبور میں گناہ کا اقرار کم پایا جاتا ہے۔

زبور ۱۲۰ : تہمت کا بے کس ستم رسیدہ

جب ایماندار جھوٹ اور بہتان کا تختۂ مشق بنتا ہے تو وہ بڑی بے کسی سے سپرجن کے مشاہدہ کا تجربہ کرتا ہے، "ایک جھوٹ اُسی وقت ساری دنیا کا چکر لگا لیتا ہے جب سچائی ابھی اپنے جوتے پہن رہی ہوتی ہے۔" اُسے بڑی آسانی سے ندامت اور پریشانی سے دوچار کیا جا سکتا ہے۔

۱۲۰: ۱، ۲ زبور نویس کو یہی تجربہ ہوا جس وجہ سے وہ بھاگا ہوا خداوند کے حضور پہنچا۔ اُس کی

التجا مختصر، سادہ اور واضح تھی۔ اُس کی خواہش یہ تھی کہ اُسے اُس کے دشمنوں کے جھوٹے ہونٹوں اور بے دینوں کی دغاباز زبان سے مخلصی دلائی جائے۔ یہ زیارت کا پہلا گیت ہے۔

۱۲۰: ۳، ۴ تب وہ ایک مجرم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُس کے لئے سخت سزا کی پیش گوئی کرتا ہے۔ اُسے کیا سزا دی جائے؟ اُسے زبردست کی کمان کے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے۔ اور دغاباز زبان سے کیا کیا جائے؟ کیا اِسے صابن سے صاف کیا جائے؟ نہیں، اِسے جھاؤ کے دہکتے ہوئے انگاروں سے داغا جائے! اِس صحرائی جھاڑی کی جڑ کے کوئلوں سے شدید حرارت پیدا ہوتی ہے۔

۱۲۰: ۵ بے چارگی اور بے بسی کے لمحات میں امن پسند زبور نویس مسک اور قیدار کے قبیلوں کے درمیان اپنے بہت جبری قیام پر نوحہ کرتا ہے۔ مسک، یافت کا بیٹا تھا (پیدائش ۱۰: ۲) اور اُس کی نسل کے لوگ بہت زیادہ وحشی اور غیر مہذب تھے۔ قیدار، اسمٰعیل کا دوسرا بیٹا تھا (پیدائش ۲۵: ۱۳) اور اُس کی نسل بھی ظالم اور بے رحم تھی۔

۱۲۰: ۶، ۷ زبور نویس کی وحشیوں کے درمیان جبری جلاوطنی کو مدت ہو چکی تھی۔ یہ وحشی امن و سلامتی اور صلح سے نفرت کرتے تھے۔ اُن کی یہ حرکت اُس کے مزاج کے متضاد تھی۔ اُس نے اُن کے ساتھ صلح کے ساتھ رہنے کی بہت زیادہ کوششیں کیں، لیکن جنگ کے نئے عمل سے یہ کوششیں ناکام ہو گئیں۔

اگر وہ عہد جدید کے دَور میں ہوتا، تو وہ بہتان اور تصادم کی توقعات کے لئے بہتر طور پر تیار رہتا۔ وہ بہتر طریقہ سے اُس کے ساتھ نباہ کر لیتا کیونکہ اُس کے پاس ہمارے خداوند کا نمونہ ہوتا۔

> ”نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنے والے کے سپرد کرتا تھا“ (۱۔ پطرس ۲: ۲۳)۔

اُس کے پاس پطرس کی یہ تعلیم ہوتی:

> ”اگر نیکی کرکے دُکھ پاتے اور صبر کرتے ہو تو یہ خدا کے نزدیک پسندیدہ ہے“ (۱۔ پطرس ۲: ۲۰ ب)۔

> ”بدی کے عوض بدی نہ کرو اور گالی کے بدلے گالی نہ دو بلکہ اِس کے برعکس برکت چاہو کیونکہ تم برکت کے وارث ہونے کے لئے بلائے گئے ہو“ (۱۔ پطرس ۳: ۹)۔

اور بالآخر اُس کے پاس خداوند یسوع کی تعلیم ہوتی:

> ”جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے اِس لئے کہ لوگوں نے اُن نبیوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے اِسی طرح ستایا تھا۔“
> (متی ۵: ۱۱، ۱۲)

زبور ۱۲۱: تحفظ کا حصول

۱۲۱: ۱، ۲ کنگ جیمز کے انگلش ترجمے میں یہ زبور یوں شروع ہوتا ہے:

”مَیں اپنی آنکھیں پہاڑوں کی طرف اُٹھاؤں گا۔
جہاں سے میری کمک آئے گی۔
میری کمک خداوند سے ہے، جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔“

مابعد مترجمین نے سوچا کہ اِس ممکنہ ترجمے سے یہ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے کہ خداوند کے بجائے پہاڑوں سے کمک آتی ہے (دیکھئے یرمیاہ ۳: ۲۳)۔ چنانچہ اُنہوں نے پہلی آیت کے آخر میں سوالیہ نشان لگا دیا۔ یہ سوالیہ نشان اردو ترجمے میں بھی درج ہے:

”مَیں اپنی آنکھیں پہاڑوں کی طرف اُٹھاؤں گا۔
میری کمک کہاں سے آئے گی؟
میری کمک خداوند سے ہے جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔“

مَیں یہاں کنگ جیمز ورژن کے ترجمے کو ترجیح دیتا ہوں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یروشلیم میں ہیکل زمین پر خدا تعالیٰ کی سکونت گاہ تھی۔ پاک ترین مقام میں جلالی بادل خدا کی اپنے لوگوں کے درمیان حضوری کی علامت تھا۔ یروشلیم شہر پہاڑ پر واقع ہے اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے۔ چنانچہ جب کوئی یہودی اسرائیل کے دوسرے حصوں میں الٰہی مدد

کا طالب ہوتا تو وہ پہاڑوں کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھاتا تھا۔ اُس کے لئے یہ ایسے ہی تھا گویا کہ وہ خدا کی طرف دیکھ رہا ہے۔ چونکہ خالقِ کائنات کی سکونت گاہ یروشلیم کی پہاڑیوں میں تھی، اِس لئے شاعری کے مفہوم میں ہر طرح کی مدد پہاڑوں سے آتی تھی۔

پہلی دو آیات میں متکلم زبور نویس خود ہے جو آسمان اور زمین کے خالق پر مکمل بھروسے کا اظہار کرتا ہے۔

۱۲۱: ۳ آیت ۳ کے شروع میں متکلم تبدیل ہو جاتا ہے۔ باقی آیات میں ہم روح القدس کی آواز سنتے ہیں جو خداوند پر بھروسا رکھنے والوں کو ابدی اور مستحکم تحفظ کی ضمانت دے رہا ہے۔ ایماندار کے پاؤں کو پھسلنے سے بچایا جائے گا۔ پاؤں بنیاد یا موقف کی علامت ہے، اِس لئے اِس کا مطلب ہے کہ خدا اپنے ایماندار فرزند کو پھسلنے یا ناکامی سے بچائے گا۔

۱۲۱: ۴ ایک ایسے محافظ کی ضمانت دی گئی ہے جو نہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔ سکندرِ اعظم نے اپنے سپاہیوں کو بتایا، ''مَیں جاگتا ہوں تاکہ تم سو سکو۔'' رات کے پہروں میں جب ہم اپنے گرد و پیش کی دنیا سے بے خبر ہوتے ہیں تو سکندرِ اعظم سے بڑا موجود ہوتا ہے اور متواتر ہماری حفاظت کرتا ہے۔

۱۲۱: ۵-۸ ایک ایسے محافظ کی ضمانت دی گئی ہے جو بذاتِ خود خداوند آپ ہے۔ کائنات کا مطلق العنان عظیم حکمران خود ہر ایک مقدّس کی حفاظت کرتا ہے چاہے وہ کتنا ہی گمنام کیوں نہ ہو۔

یہ ضمانت بھی دی گئی ہے کہ خداوند ہر ایک بُرے اثر سے بچائے گا۔ جب یہ کہا گیا ہے کہ وہ ''تیرے دہنے ہاتھ پر تیرا سائبان ہے'' تو اِس کا مطلب ہے کہ وہ دن رات اپنے لوگوں کے ساتھ ہے تاکہ اُنہیں نقصان سے محفوظ رکھے۔ ''نہ آفتاب دن کو تجھے ضرر پہنچائے گا۔'' دورِ حاضر کے بعض لوگ اِسے لغوی معنوں میں سمجھتے ہیں، لیکن جن لوگوں کو بدروحوں سے مخلصی حاصل ہوئی ہے اور جو واقف ہیں کہ شیطان پرستوں اور توہم پرستوں کے لئے سورج اور چاند کی کیا اہمیت ہے، اُنہیں اِن آیات سے بدروحوں کے اثر سے آزادی اور تحفظ فراہم ہوتا ہے۔

۱۲۱: ۷، ۸ ہر طرح کی بلا سے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے۔ یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ جب تک خدا اجازت نہیں دیتا ایماندار کی زندگی پر کوئی شے اثرانداز نہیں ہو سکتی۔ کوئی اٹکل پچو حالات نہیں، کوئی بے مقصد حادثات نہیں اور کوئی مہلک المیے نہیں۔ گو وہ بیماری، دُکھ اور موت کا بانی نہیں، لیکن وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اِنہیں استعمال کرتا ہے۔ اِسی اثنا میں اُس کا ایماندار فرزند یہ جان سکتا ہے کہ سب چیزیں مل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کے لئے بھلائی پیدا کرتی ہیں یعنی اُن کے لئے جو خدا کے ارادہ کے موافق بلائے گئے (رومیوں ۸: ۲۸)۔

بالآخر اِس دنیا اور ابدیت میں ہماری آمد و رفت میں خدا کی طرف سے نگہبانی کی ضمانت دی گئی ہے۔ وہ "ہماری آمد و رفت میں اب سے ہمیشہ تک ہماری حفاظت کرے گا۔"

"محفوظ" اور "محافظ" اور "حفاظت" کے الفاظ آٹھ آیات میں چھ بار استعمال ہوئے ہیں۔ یہ سب اِس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ جن لوگوں نے خداوند کو اپنی اُمید کے طور پر قبول کر لیا ہے، اُن کی مانند کوئی شخص بھی محفوظ نہیں ہے۔

زبور ۱۲۲: سلامتی کا شہر

۱۲۲: ۱ جب خدا ترس یہودیوں نے داؤد کو یاد دلایا کہ یروشلیم میں عید کے لئے جانے کا وقت ہے تو اُس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ خوش ہوا۔ یہ کوئی بوجھل فرض نہیں تھا اور نہ یہ کوئی بے کیف دستور ہی تھا۔ ہیکل میں عبادت کے لئے جانا اُس کے لئے خوشی اور تعمیل کا باعث تھا۔

۱۲۲: ۲ اب ایماندار زائرین شہر کے اندر کھڑے ہیں۔ "اے یروشلیم! ہمارے قدم تیرے پھاٹکوں کے اندر ہیں۔" وہ اُس جگہ واپس آ چکے تھے جو خدا نے اُن کے لئے چنی تھی۔ وہاں جانا کتنی خوشی کی بات تھی!

۱۲۲: ۳، ۵ وہ پیچھے کھڑے خوبصورت شہر کی تعریف کر رہے ہیں جو گنجان بنا ہوا تھا۔ ایک مربع میل کے اندر بہت سے گھر اور گلیاں بنی ہوئی ہیں۔ لیکن تمام لوگوں کے دل میں خاص کر ایک عمارت کے لئے شدید جذباتی کشش تھی۔ حقیقی معنوں میں ہیکل ہی اُن کے لئے شہر کے وجود کا باعث بنی۔

یہ وہ جگہ تھی جہاں خداوند کے قبیلے زیارت کے لئے جاتے تھے۔ زمین پر یہ وہ واحد مقام تھا جس کے بارے میں خدا نے حکم دیا تھا کہ اُس کے لوگ اُس کے نام کا شکر ادا کرنے کے لئے وہاں جمع ہوں۔

۱۲۲: ۵ لیکن یروشلیم اسرائیل کے لئے سیاسی دارالحکومت بھی تھا۔ یہ داؤد کے شاہی گھرانے کی جگہ تھی، اِس لئے یہ جگہ انصاف فراہم کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔

۱۲۲: ۶ گو اِس کے نام کا مطلب ہے ”سلامتی کا شہر“، لیکن اِس شہر نے سب شہروں سے زیادہ جنگ و جدل، مصیبت اور قتلِ عام دیکھا ہے۔

> یروشلیم کی دیواریں مذہب کے نام پر ہونے والے جرائم کی یاد دلاتی ہیں: داؤد اور فرعون، سنخیرب اور نبوکدنظر، بطلیموس اور ہیرودیس، طیطس اور گاڈفرے کے صلیبی جنگجو، تیمور اور صلاح الدین ایوبی۔ اِن سب کی فوجوں نے وہاں جنگ اور قتل و غارت کی۔

یہ فریاد کتنی دل دوز ہے ”یروشلیم کی سلامتی کی دعا کرو۔“ ابھی تاریک اَدوار آنے والے ہیں۔ شہر کی تنگ گلیوں میں غیر قوم حملہ آوروں کے قدموں کی آواز گونجے گی، جب تک سلامتی کا شہزادہ، اسرائیل کا مسیح عنانِ حکومت سنبھالنے کے لئے واپس نہیں آ جاتا (لوقا ۲۱: ۲۴)۔

ایف۔ بی۔ مائر لکھتا ہے:

> سلامتی کے شہر میں سلامتی ہو۔ جو اُس سے محبت رکھتے ہیں اُن پر سلامتی ہو۔ سلامتی کے کلماتِ برکت اُن سب لوگوں کے لئے ہیں جو عظیم بادشاہ کے شہر سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۲۲: ۷-۹ یہ دعا کہ اِس شہر کی فصیلوں کے اندر سلامتی اور اُس کے محلوں میں تحفظ ہو، اُسی محبت کا اظہار کرتی ہے۔ جو کچھ دیندار یہودی کی یروشلیم کے لئے خواہش تھی، ہماری ایسی ہی خواہش کلیسیا کے لئے ہونی چاہئے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ روح کی یگانگی صلح کے بند سے بندھی رہے (افسیوں ۴: ۳)۔ کلیسیا میں سلامتی اور ترقی کے ذریعے دنیا

والوں کو برکت ملے گی۔

یہی تصور آیت ۸ میں موجود ہے۔ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی خاطر ہماری یہ آرزو ہو کہ کلیسیا میں اندرونی زخم مندمل ہوں اور اُس کے جھگڑے اور تفرقے ختم ہوں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، شہر کی خوبصورتی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہاں خداوند کا گھر ہے۔ نہ شہر کا محلِ وقوع، نہ اُس کی عمارتیں اور نہ اُس کی المناک تاریخ ہی کسی خاص خوبصورتی کی حامل ہے۔ خوبصورتی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ خدا نے اُس شہر کو اپنی ہیکل کے لئے چن لیا۔ خداوند جس شے کو اپنے فضل سے چھو لیتا ہے، وہ اُسے اپنی حضوری سے جلالی بنا دیتا ہے۔

صدیوں بعد یسوع نے فقیہوں اور فریسیوں کو اِس سچائی کی یاد دہانی کرائی۔ وہ خود ہیکل کی بجائے اُس کے سونے کی زیادہ قدر کرتے تھے اور قربان گاہ کی نسبت نذر کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ یسوع نے وضاحت کی کہ ہیکل سونے کو مقدّس کرتی ہے اور قربان گاہ نذر کو مقدّس کرتی ہے (متی ۲۳: ۱۶-۲۲)۔ چنانچہ خداوند نے خود دنیا کے سارے شہروں میں سے یروشلیم کو اعلیٰ مقرر کیا۔

زبور ۱۲۳: رحم کی متلاشی آنکھیں

زیارت کے اِس گیت میں "آنکھیں" اور "رحم" دو کلیدی الفاظ ہیں۔ پہلے لفظ کا چار بار اور دوسرے کا تین بار ذکر کیا گیا ہے۔ اِس زبور کا منظر اسیری کی سرزمین ہے جس سے مظلوم بنی اسرائیل اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ مصر، بابل، نازی جرمنی، وارسا اور سائبیریا کی غلامی کے کیمپوں میں ظلم سہتے رہے۔ گو یہاں ذکر تو نہیں کیا گیا، لیکن غالباً ملک بابل کی بات ہو رہی ہے۔

۱۲۳: ۱ آسمان کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھائے ہوئے اور اِلٰہی رحم کو دیکھنے کے منتظر اسیر خداوند سے التجا کرتے ہیں کہ وہ اُن کی ایذا رسانی کی طویل اور تاریک رات کو ختم کر دے۔

۱۲۳: ۲ وہ اپنے آپ کا اُن غلاموں سے موازنہ کرتے ہیں جو اپنے آقا کے ہاتھ کی طرف اور اُس لونڈی سے جو اپنی بی بی کے ہاتھ کی طرف دیکھتی ہے۔ اِس کی عموماً یہ

تشریح کی جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے آقا کے حضور اُس کی مرضی کو پورا کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ مطلب نہیں پایا جاتا۔ یہاں یہ مراد ہے کہ یہودی بڑی شدت سے یہوواہ سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اُن پر رحم کرے اور جلد اُن کی اسیری کے دن ختم کرے تا کہ وہ اپنے ملک کو واپس لوٹ جائیں۔ وہ اپنے استیصال کرنے والوں سے نجات کے لئے اُس کے ہاتھ کی طرف دیکھتے ہیں۔

۱۲۳: ۳، ۴ جو لوگ ذلت اُٹھاتے اُٹھاتے تنگ آ چکے تھے، وہ دوبارہ رحم کے لئے خدا کے تخت کے سامنے فریاد کرتے ہیں۔ اُنہیں ہر روز اپنے غیر قوم آقاؤں کی طرف سے نفرت اور حقارت کی خوراک ملتی تھی۔ عرصہ دراز تک اُنہیں اُن لوگوں کی طرف سے جو آرام میں تھے، دل کو چیرنے والے جملے سننا پڑے (زکریاہ ۱:۱۵)۔ طویل عرصہ تک اُنہیں مغرور بابلی فاتحین کی بدتمیزی کو برداشت کرنے کا دُکھ سہنا پڑا (یرمیاہ ۵۰: ۳۱، ۳۲)۔ اب تو وہ بالکل دل برداشتہ ہو چکے تھے۔ اُنہیں محسوس ہو رہا تھا کہ اُن کی آزادی کا وقت قریب ہے۔

چنانچہ وہ یہ پُرتاثیر دعا اُس کے حضور پیش کرتے ہیں جو متنفر دنیا میں اُن کی واحد پناہ گاہ ہے، وہ جو مظلوموں اور کچلے ہوؤں کا دوست ہے۔

زبور ۱۲۴: اگر خداوند ہماری طرف نہ ہوتا

۱ "اگر خداوند ہماری طرف نہ ہوتا ..."

سب کچھ کا انحصار اِس پر تھا کہ خداوند اُن کی طرف ہو اور خدا کا شکر ہے کہ وہ واقعی اُن کی طرف تھا۔

غالباً یہودیوں کے علاوہ کوئی اَور ایسی قوم نہیں جو اتنی دفعہ بال بال بچ گئی۔ قوانینِ قدرت کے مطابق تو اُنہیں بہت پہلے ختم ہو جانا چاہئے تھا۔ اگر ہم محاصروں، قتلِ عام، گیس چیمبروں، آگ کی بھٹیوں اور بموں کو یاد کریں تو یہ ایک معجزہ ہے کہ وہ آج اتنی تعداد میں زندہ ہیں۔ اِس کی ایک واضح وجہ یہ ہے کہ خداوند اُن کی طرف تھا۔

افسوس کہ قوم اِس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اکثر اوقات اُنہوں

نے فتوحات کو اپنی چالاکی اور طاقت سے منسوب کر لیا۔ لیکن ہمیشہ ایسے دیندار یہودی تھے جنہیں احساس تھا کہ خداوند کے بغیر اُن کا وجود ختم ہو جاتا۔

۱۲۴: ۲-۵ زبور نویس اُن دنوں کے بارے میں سوچتا ہے جب دشمن بڑی تعداد میں بہتر اسلحہ سے لیس اسرائیل کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ خوراک کی بہم رسانی خطرناک حد تک کم ہو گئی تھی۔ طبی وسائل جاتے رہے۔ ذرائع مواصلات کٹ گئے۔ جو کچھ موجود تھا اُسی میں سے ضروریات پوری کرنی تھیں۔ وہ مکمل طور پر گر چکے تھے۔ اُن کے دشمن اُنہیں سمندر میں دھکیل دینا چاہتے تھے۔ رہائی کے آثار کم تھے۔

۱۲۴: ۶، ۷ وحشی درندوں کی مانند دشمن اُنہیں زندہ نگل جانا چاہتے تھے۔ وہ غیر اقوام کی فوجی قوت سے تباہ ہونے والے تھے۔

لیکن غیر متوقع طور پر کچھ وقوع پذیر ہوا۔ خداوند نے دشمن کو آپس میں لڑا دیا۔ اُنہیں یہودیوں کے بارے میں غلط رپورٹیں دی گئیں۔ یا کسی لیڈر کی موت پر وہ پریشان ہو گئے یا جب وہ فتح کے قریب پہنچ چکے تھے تو جنگ بندی پر متفق ہو گئے۔

لیکن دوسری طرف خداوند نے یہودیوں کو غیر متوقع خوراک کے ذخائر دے دیئے یا خداوند نے کہیں باہر سے اُنہیں مدد دلا دی۔ ہر صورت میں حالات کی تبدیلی اِس قدر عظیم تھی کہ یہ صرف خدا کے ہاتھوں سے ممکن تھا۔

روحانی عقل کے حامل لوگ اپنی پُراسرار اور معجزانہ مخلصی کے لئے خداوند کے نام کو جلال دیتے ہیں۔ غیر قوم وحشی درندے، اسرائیل کے چھوٹے گلے کو نگل نہ سکے۔ خدا کے لوگ اُس گھات سے بچ گئے جو اُن کے غیر قوم چڑی ماروں نے اُنہیں پھنسانے کے لئے لگائی تھی۔ جال ٹوٹ گیا، یہودیوں کو باندھنے والی لوہے کی زنجیریں ٹوٹ گئیں اور ایک بار پھر وہ بچ نکلے۔

۱۲۴: ۸ عاجزی اور شکر گزاری سے وہ یوں اقرار کرتے ہیں:

> "ہماری مدد خداوند کے نام سے ہیں جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔"

تاہم خدا کے معجزات پر اسرائیل کی کوئی اجارہ داری نہیں ہے۔ کلیسیا بھی اِس زبور

کا اطلاق اپنے اُوپر کرسکتی ہے۔ خدا نے اِسے بھی بہت دفعہ عین وقت پر نجات دی۔ اور ایماندار انفرادی طور پر جانتے ہیں کہ اگر خداوند اُن کی طرف نہ ہوتا تو دنیا، جسم اور شیطان اُنہیں کلی طور پر محکوم کر لیتے۔

زبور ۱۲۵ : سلامتی کی راہ

کوہِ صیون یروشلیم میں ایک ایسا پہاڑ ہے جو بعض اوقات تحریر و گفتگو میں شہر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ استحکام اور قوت کی علامت ہے، ایک ایسا قلعہ جو ناقابلِ تسخیر ہے۔

مردِ ایمان بالکل اُس کی مانند ہے۔ اُس کی زندگی کا گھر مضبوط چٹان پر قائم ہے۔ جب مینہ برسے، پانی چڑھے، آندھیاں آئیں اور اُس گھر پر ٹکریں لگائیں، تو یہ نہیں گرے گا کیونکہ یہ مضبوط چٹان پر بنا ہے (متی ۷: ۲۵)۔

۱۲۵:۱ زبور نویس کہتا ہے کہ کوہِ صیون ابد تک قائم ہے۔ جہاں تک زمینی شہر کا تعلق ہے تو یہ ابدی نہیں ہے حالانکہ روحانی شہر ضرور ابد تک قائم ہے۔ عہد جدید سے ہم جانتے ہیں کہ زمین کسی وقت آگ سے برباد ہو جائے گی (۲-پطرس ۳: ۷، ۱۰، ۱۲)۔

اہم بات یہ ہے کہ گو کوہِ صیون کسی وقت برباد ہو جائے گا، لیکن مسیح پر ایمان رکھنے والا کبھی برباد نہیں ہوگا۔ چونکہ وہ مسیح میں ہے اِس لئے وہ بالکل محفوظ ہے۔

۱۲۵:۲ زبور نویس نے یروشلیم کی جغرافیائی خصوصیات میں ایک اَور روحانی حقیقت دیکھی۔ یہ ہر طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے جہاں سے اُس کی فوج شہر کے تمام راستوں سے اُس کی حفاظت کرسکتی ہے۔ چنانچہ خداوند خود اپنے فرزندوں کے گرد "اب سے ابد تک" حفاظت کا گھیرا بنا لیتا ہے۔ یہی وہ باڑ ہے جس کے بارے میں شیطان نے کہا کہ وہ ایوب کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔

> "کیا تُو نے اُس کے اور اُس کے گھر کے گرد اور جو کچھ اُس کا ہے
> اُس سب کے گرد چاروں طرف باڑ نہیں بنائی ہے؟" (ایوب ۱: ۱۰)

اِس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی بھی چیز ایماندار کو خدا کی مرضی کے بغیر چھو نہیں سکتی۔

۱۲۵: ۳ آیت ۳ میں ایک اَور بہت بڑا دعویٰ کیا گیا ہے۔

"کیونکہ شرارت کا عصا صادقوں کی میراث پر قائم نہ ہوگا
تاکہ صادق بدکاری کی طرف اپنے ہاتھ نہ بڑھائیں۔"

شاید بعض لوگ یہ اعتراض کریں کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اسرائیل کے ملک پر اکثر حملہ ہوا اور شریر لوگوں نے اِسے فتح کیا ہے۔ یہ سچ ہے۔ لیکن اِس آیت کی تفسیر اِس کے سیاق و سباق میں کرنی چاہئے۔ یہ زبور اُن لوگوں کے بارے میں ہے جو خداوند پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اُس کے وعدے صرف اِس قسم کے لوگوں کے لئے ہیں۔ یہ صرف اُس وقت ہوا جب بنی اسرائیل خداوند سے برگشتہ ہو گئے۔ اُس وقت اِسرائیل کی سرحدوں پر حملے کئے گئے اور اُس کی فصیلیں توڑ دی گئیں۔ جب تک اُنہوں نے خداوند کی فرماں برداری کی اور اُس پر بھروسا رکھا، شرارت کا عصا یعنی شریر غیر اقوام اُن پر حکمرانی نہ کر سکیں۔

یہاں ایک دلچسپ وجہ پیش کی گئی ہے کہ خدا نے خطرناک دشمنوں کو اسرائیل سے کیوں دُور رکھا جب لوگ اُس کے ساتھ چلتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ صادق اسرائیلی اِس آزمائش میں نہ گر جائیں کہ وہ بدی کے لئے اپنے ہاتھ بڑھائیں۔ خدا ہمیں نہ صرف بیرونی دشمنوں سے محفوظ رکھتا ہے، بلکہ ہماری باطنی خودی سے بھی جو جلد ہی گناہ کرنے کی طرف مائل ہو جاتی ہے، جب اُس کے ساتھ ناانصافی سے سلوک کیا جاتا ہے۔

۱۲۵: ۴ چوتھی آیت کا بھی سیاق و سباق میں جائزہ لیا جائے۔ "اے خداوند! بھلوں کے ساتھ بھلائی کر اور اُن کے ساتھ بھی جو راست دل ہیں۔" یہاں بھلے لوگ وہ ہیں جنہیں ایمان سے نجات ملی ہے اور جو خداوند کی فرماں برداری میں اُس کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اُن کی بھلائی اُن کی نجات کی بنیاد نہیں ہے بلکہ اُن کے اعتماد اور فرماں برداری کا پھل ہے۔

۱۲۵: ۵ بعض لوگ اقرار تو کرتے ہیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ لوگوں میں شامل ہیں، لیکن وہ اپنی ٹیڑھی راہوں کی طرف مڑتے ہیں۔ خداوند اُنہیں بدکرداروں کے ساتھ اسیری اور پراگندگی میں لے جائے گا۔

اسرائیل کی سلامتی ہو! زبور میں اسرائیل اور ہر ایک شخص کے لئے سلامتی کا فارمولا دیا گیا ہے۔ سلامتی خداوند یسوع پر ایمان کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ جب بنی اسرائیل اُس کی طرف رجوع کریں گے جس کو اُنہوں نے چھیدا تھا اور اُس پر ایسے ماتم کریں گے جیسے کوئی اپنے اکلوتے بیٹے کی موت پر کرتا ہے، تب وہ سلامتی جو صدیوں سے چھن چکی تھی اُنہیں آخرکار حاصل ہو جائے گی۔

شالوم! شالوم!

زبور ۱۲۶: آنسوؤں سے بونا اور خوشی سے کاٹنا

۱:۱۲۶ جب اسیری میں یہودیوں کے پاس یہ فرمان پہنچا تو فارس کے شاہ خورس نے حکم دیا کہ اسیروں کو اُن کے ملک میں واپس جانے دیا جائے تو سب یہودی دم بخود رہ گئے۔ یہ اتنی پُرمسرت خبر تھی کہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ اسیری کے طویل سالوں میں اُن میں سے اکثر لوگ یہ سوچتے تھے کہ وہ غالباً پھر کبھی یروشلیم کو نہیں دیکھیں گے۔ لیکن بالآخر اُنہیں یہ خبر مل ہی گئی۔ جب وہ اپنا تھوڑا بہت مال اسباب سفر کے لئے اکٹھا کر رہے تھے، تو اُن کی حالت ایسے تھی جیسے کوئی نیند میں چل رہا ہو۔

۲:۱۲۶ لوگ جذباتی کیفیت میں عام حالات سے زیادہ باتیں کر رہے تھے، کیونکہ ستر سالوں میں پہلی بار اُنہوں نے خوشی کی کوئی خبر سنی تھی۔ واقعی یہ اُن کے لئے شادمانی کی خبر تھی۔ اب اپنے گھر واپس جانے کا وقت آ گیا تھا۔ تیاریاں کرتے وقت وہ قہقہے لگاتے اور گیت گاتے رہے۔ یہ کیفیت اُن کے لئے بالکل نئی تھی۔

یہ غیر یہودی ہمسائیوں کے لئے بہت بڑی گواہی تھی۔ وہ محسوس کر رہے تھے کہ جو کچھ یہودیوں کے لئے ہوا اُس کی فطری طور پر تشریح نہیں کی جا سکتی۔ اُنہوں نے تسلیم کیا کہ عبرانی لوگوں کے خدا نے معجزانہ طور پر اُن کے لئے کام کیا ہے۔ بنی اسرائیل زمین کی سب قوموں سے بڑھ کر خدا کی محبت اور نگہبانی کا محور تھے۔

۳:۱۲۶ شکرگزار اسیر خوشی سے غیر قوموں سے متفق تھے کہ اُن کی مخلصی صرف اور صرف خداوند کی طرف سے ہے۔

”خداوند نے ہمارے لئے بڑے بڑے کام کئے ہیں اور ہم شادمان ہیں۔“

۱۲۶: ۴ لیکن جب یہ بدحال بقیہ اپنے ملک میں واپس جا رہا تھا تو اُن کے پاس اپنے تن کے کپڑوں کے علاوہ بہت کم تھا۔ اُنہیں افرادی قوت، مالیات اور تحفظ کی ضرورت تھی۔ لہٰذا اُن کی دعا یہ تھی:

”اے خداوند جنوب کی ندیوں کی طرح ہمارے اسیروں کو واپس لا۔“

جنوب میں صحرا تھا۔ یہ بالکل سنسان اور بنجر تھا۔ لیکن شدید بارش کے بعد خشک ندیاں پانی سے لبریز ہو جاتیں اور بیابان میں ہر طرف سبزہ نظر آنے لگتا تھا۔ چنانچہ واپس آنے والے جلاوطن دعا کرتے ہیں کہ یہ تھوڑے سے لوگ بہت بڑی بھیڑ بن جائے، یعنی آخرکار تمام بارہ قبیلے واپس لائے جائیں۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند از سرِنو تعمیر اور بحالی کے لئے وسائل مہیا کرے۔ وہ ضرورت کی باقی ہر ایک چیز کے لئے التجا کرتے ہیں جو اُنہیں ملک میں خوش حال بنائے۔

۱۲۶: ۵-۶ خصوصی طور پر واپسی کے بعد اُن کا پہلا سال مشکل تھا۔ کوئی ایسی فصل نہیں تھی جس کی کٹائی کی جا سکتی۔ اُنہیں از سرِنو فصلیں بو کر فصل کی کٹائی کا انتظار کرنا تھا۔ اُنہیں یہ دَور بڑی سادگی سے گزارنا تھا اور خوراک کے محدود وسائل کو ممکنہ طور پر کفایت شعاری سے استعمال کرنا تھا۔

پہلی فصل کے لئے بیج بوتے وقت وہ غم اور پریشانی کا شکار ہیں۔ کسانوں کے کھتے میں پہلے سے اناج کی کمی ہے۔ یا تو وہ اُسے اب اپنے خاندان کی خوراک کے لئے استعمال کریں یا پھر اُس میں سے زیادہ تر کو اِس اُمید سے بو دیں کہ اُنہیں آنے والے دنوں میں کافی فصل حاصل ہو گی۔ وہ بونے کا فیصلہ کرتے ہیں، لیکن جب وہ اپنی چادر میں سے مٹھی بھر کر بیج تیار شدہ زمین میں بکھیرتے ہیں تو اُن کے آنسو اُن کی چادر پر گرتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں اور بیوی کے بارے میں سوچتے ہیں کہ اُنہیں کھانے کے لئے بہت کم ملے گا اور فصل کٹائی تک اُنہیں کس حد تک صبر اور ایثار سے رہنا ہو گا۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ اُن کے منہ سے نوالے چھین رہے ہیں۔

لیکن واپس آنے والے جلاوطنوں کو خوشی کی بات بتائی جاتی ہے:

> ”جو آنسوؤں کے ساتھ بوتے ہیں وہ خوشی کے ساتھ کاٹیں گے۔ جو روتا ہوا
> بیج بونے جاتا ہے وہ اپنے پُولے لئے ہوئے شادمان لوٹے گا۔“

چنانچہ وہ جا کر بیج بوتے ہیں۔ اُن کا موجودہ دُکھ اُس وقت خوشی میں بدل جائے گا جب وہ پکی ہوئی فصل کے پولے اپنے کھتوں میں لائیں گے۔

اِس اصول کا اطلاق روحانی عمل داری پر بھی ہوتا ہے۔ شاید انجیل کی بشارت کے لئے قربانیاں دینی پڑیں اور مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ لیکن یہ اُس خوشی کے مقابلے میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں جو ہم اُس وقت محسوس کریں گے جب دیکھیں گے کہ لوگوں نے نجات پائی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آسمان پر خدا کے برہ کی ستائش کریں گے۔

کسی نے بڑی خوبصورت بات کی ہے ”جنہوں نے روحوں کو مسیح کے لئے جیت لیا ہے اُنہوں نے پہلے روحوں کے لئے آنسو بہائے ہیں۔“

زبور ۱۲۷: ہمارے کاموں میں خدا کا ہاتھ

تھوڑا بھی بہت ہے اگر خدا کا ہاتھ اُس میں ہو، لیکن اِس کے اُلٹ بھی درست ہے: بہت زیادہ کچھ بھی نہیں، اگر خدا کا ہاتھ اُس میں نہ ہو۔ اِس زبور میں یہی کہا گیا ہے۔ جب تک ہمارے کام میں خدا راہنمائی نہ کرے تب تک یہ وقت اور قوت کا ضیاع ہے۔ ہم اپنے منصوبے شروع کر سکتے ہیں، ہم بہت بڑی تنظیمیں بنا سکتے ہیں اور ہم اعداد وشمار سے بہت اعلیٰ نتائج پیش کر سکتے ہیں، لیکن اگر ہم خداوند کو اپنے منصوبوں میں شامل نہیں کرتے تو وہ بے کار ثابت ہوں گے۔

زبور نویس اِس نکتے کی وضاحت کے لئے زندگی کی چار عام سرگرمیوں کو منتخب کرتا ہے۔ وہ ہیں گھر کی تعمیر، شہر کا دفاع، عام ملازمت اور خاندان کی نشوونما۔

[illegible] گھر بنانے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ ہم اپنے علم، مہارت اور مالی وسائل کی بنیاد پر اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنائیں اور پھر تعمیر شدہ گھر پر خدا کی برکت مانگیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انتظار کریں کہ خدا ہماری راہنمائی کرے اور پھر اُس پر تکیہ کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ پہلی صورت میں منصوبہ ہماری جسمانی سوچ سے آگے نہیں بڑھتا۔ دوسری صورت میں ہم مطلوبہ وسائل کی بہم رسانی اور حالات میں خدا کا

شفقت بھرا ہاتھ دیکھیں گے۔ جب ہم خدا کے ساتھ مل کر تعمیر کرتے ہیں تو ہم بہت فرق محسوس کریں گے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ حفاظت کے سلسلے میں انسانی کوششیں خدا کے بغیر غیر موثر ہیں۔ ”اگر خداوند ہی شہر کی حفاظت نہ کرے تو نگہبان کا جاگنا عبث ہے۔“ اِس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پولیس اور دیگر حفاظتی ایجنسیوں کا انتظام نہ ہو، بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ بالآخر ہمارا تحفظ خداوند میں ہے اور جب تک ہم کلی طور پر اُس پر اعتماد نہ کریں تب تک ہمارے عام حفاظتی اقدامات ہمیں محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

۱۲۷:۲ ہماری روزمرہ ملازمت میں بڑی محنت سے روزی کمانے کے لئے زیادہ گھنٹوں تک کام کرنا بے سود ہے، اگر خدا نے ہمیں اِس کام کے لئے برکت نہ دی ہو۔ مہربانی کر کے مجھے غلط نہ سمجھئے۔ ساری بائبل میں ہمیں تعلیم دی گئی ہے کہ ہمیں اپنی ضروریات، اپنے خاندان کی ضروریات اور دوسروں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جاں فشانی سے کام کرنا چاہئے۔ اِس زبور میں اِس امر کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی کہ ہم سارا دن صرف کھانے پینے اور دوستوں سے گپ شپ میں وقت گزار دیں۔ لیکن بنیادی حقیقت یہ ہے: اگر کام کرتے ہوئے ہمارا خدا پر انحصار نہیں تو ہم فی الحقیقت کہیں بھی نہیں پہنچ سکتے۔ حجی نبی اِس صورتِ حال کو بڑی خوبصورتی سے بیان کرتا ہے:

> ”تم نے بہت سا بویا پر تھوڑا کاٹا۔ تم کھاتے ہو پر آسودہ نہیں ہوتے۔ تم پیتے ہو پر پیاس نہیں بجھتی۔ تم کپڑے پہنتے ہو پر گرم نہیں ہوتے اور مزدور اپنی مزدوری سوراخ دار تھیلی میں جمع کرتا ہے“ (حجی ۱:۶)۔

لیکن دوسری طرف اگر ہم فی الحقیقت خداوند کے تابع ہیں اور اُس کے جلال کے لئے زندگی گزارتے ہیں تو وہ ہمیں نیند میں ہی وہ نعمتیں دے سکتا ہے جنہیں ہم اُس کے بغیر طویل اور تھکا دینے والی محنت کے ساتھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اِس جملے کا یہی مطلب ہے، ”وہ اپنے محبوب کو تو نیند ہی میں دے دیتا ہے۔“

۱۲۷:۳ چوتھی اور آخری مثال خاندان کے پالنے کے بارے میں ہے۔ بچے بھی خدا کی نعمت ہیں۔ ”دیکھو اولاد خدا کی طرف سے میراث ہے اور پیٹ کا پھل اُسی کی طرف سے اجر ہے۔“

یہاں بچوں کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ جس گھرانے میں پرورش پائیں وہاں خدا کی عزت ہو اور اُس کے حکموں کی تعمیل کی جائے۔ وہاں اُنہیں خداوند کی باتوں کی تعلیم دی جائے اور اُنہیں ضبط سکھایا جائے۔

۱۲۷: ۴ ”جوانی کے فرزند ایسے ہیں جیسے زبردست کے ہاتھ میں تیر۔“ جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو وہ اپنے دیندار بچوں پر بھروسا کر سکتے ہیں کہ وہ اُن کے لئے جنگجو کی طرح لڑیں گے اور اپنے تیر اور کمان سے شکار کر کے اُنہیں کھلائیں گے۔

۱۲۷: ۵ ”خوش نصیب ہے وہ آدمی جس کا ترکش اُن سے بھرا ہے۔“ خداوند اُس شخص کو مبارک کہتا ہے جس کا ترکش بچوں سے بھرا ہے۔ لیکن یہ بات بھی اِس پر مبنی ہے کہ وہ ایماندار فرزند ہوں اور ایمان کے گھرانے کے افراد ہوں۔ ورنہ وہ برکت کی بجائے تکلیف اور زحمت کا باعث ہوں گے۔

”جب وہ اپنے دشمنوں سے پھاٹک پر باتیں کریں گے تو شرمندہ نہ ہوں گے۔“ ایک محصور شہر کی فوجیں اپنے شہر کے پھاٹک پر لڑتی تھیں۔ چنانچہ یہاں پر یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ کسی شخص کے فرزند دیوانی یا قانونی معاملات میں اُس کا دفاع کریں گے تا کہ اُسے کسی طرح کا نقصان برداشت نہ کرنا پڑے۔

اِس زبور کی زکریاہ نے بڑی خوبصورتی سے وضاحت کی ہے: ”نہ تو زور سے اور نہ توانائی سے بلکہ میری روح سے، رب الافواج فرماتا ہے“ (زکریاہ ۶:۴)۔ خطرہ ہے کہ ہم اپنے روپے پیسے یا اپنی ہنرمندی پر بھروسا رکھیں۔ لیکن خداوند کی مرضی اِس طریقے سے پوری نہیں ہوتی۔ لازم ہے کہ ہمارا خدا کے روح پر بھروسا ہو۔ ہم اپنے وسائل سے خدا کے لئے کام نہیں کرتے، بلکہ وہ ہمیں اپنی قدرت سے اپنے لئے استعمال کرتا ہے۔ ہم تو صرف لکڑی، بھوسا اور ڈنٹھل پیدا کر سکتے ہیں، لیکن وہ ہمیں سونا، چاندی اور قیمتی ہیرے پیدا کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ جب ہم اپنی قوت سے کام کرتے ہیں تو ہمارا کام موثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم ہر کام میں خدا کو شامل کرتے ہیں تو ہماری زندگیاں فی الحقیقت موثر ہوتی ہیں۔ جسمانی طریقے جسمانی نتائج پیدا کرتے ہیں، روحانی طریقے روحانی نتائج پیدا کرتے ہیں۔

زبور ۱۲۸: خداوند کی برکت

۱۲۸:۱ جو ایمان دار زندگی کے ہر شعبے میں خداوند کی حکومت کو تسلیم کرتا اور خدا کے کلام کی عملی فرماں برداری میں چلتا ہے وہ زندگی سے پورے طور پر لطف اندوز ہوتا ہے۔

موسیٰ کی شریعت کے مطابق ایسے شخص کو جسمانی برکتیں ملتی تھیں۔

۱۲۸:۲ **عمر کی درازی۔** وہ وقت سے پہلے نہیں مرا بلکہ اُس مادی دولت سے لطف اندوز ہونے کے لئے زندہ رہا جس کے لئے اُس نے محنت کی تھی۔

خوشی۔ وہ نزاع اور جھگڑے سے آزاد رہا اور اُسے یہ خوشی اور اطمینان حاصل تھا کہ خداوند کا چہرہ اُس پر جلوہ گر تھا۔

خوش حالی۔ اُس کے حالات ساز گار تھے۔ وہ مصیبت، تباہ کاری، خشک سالی، وبا اور شکست سے محفوظ رہا۔

۱۲۸:۳ **ترقی۔** پھلدار تاک کی طرح اُس کی بیوی کے ہاں بہت سے بچے پیدا ہوئے۔ وہ زیتون کے پودوں کی مانند اُس کے دسترخوان کے گرد جمع ہیں۔ اُن میں ہمت، طاقت اور جوش ہے۔

۱۲۸:۴ فضل کے عہد میں ایماندار کو پہلے ہی آسمانی مقاموں میں ہر ایک روحانی برکت مل چکی ہے (افسیوں ۱:۳)۔ لیکن جیسا کہ ولیم کہتا ہے، "ایمان اِس گیت کی مادی برکتوں کو روحانی جامہ پہنا کر اُنہیں حال کے لئے حقیقی بنا سکتا ہے۔" اِس دنیا میں طویل زندگی کی نسبت بہتر ہے کہ خداوند یسوع کی زندگی ہمیں قوت دے۔ جب روح کی آزادی حاصل ہو تو دنیا کی کوئی بھی خوشی اِس کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ روح کی خوش حالی بہترین خوش حالی ہے۔ روحانی بچوں کی پیدائش جسمانی بچوں کی خوشی سے سبقت لے جاتی ہے۔

۱۲۸:۵، ۶ زبور کی آخری دو آیات کو اِس طرح پڑھا جائے کہ یہ وعدہ یا دعا ہیں۔ موخرالذکر کے تحت وہ دعا کرتے ہیں کہ خداوند صیون میں اپنے مَقدِس (سکونت گاہ) یا یروشلیم میں اپنے تخت سے اپنے ایماندار لوگوں کو برکت دے۔ اُن کی یہ بھی دعا ہے کہ جب تک وہ زندہ ہیں وہ یروشلیم کی بھلائی دیکھیں۔ اُن کی یہ التجا ہے کہ اُنہیں عمر کی

درازی حاصل ہو تاکہ وہ اپنی نسل کی دوسری پشت کو دیکھ سکیں۔ اور وہ اسرائیل کی سلامتی کے لئے دعا کرتے ہیں۔

یہ برکتیں مکمل طور پر اُس وقت ملیں گی جب اسرائیل کا بادشاہ واپس آ کر صداقت سے حکمرانی کرے گا۔

زبور ۱۲۹: صیون کے مخالفین کا برا انجام

ہیکل کی زیارت کے اِس گیت میں اسرائیل کے ساتھ ماضی میں اُس کے دشمنوں کے سلوک کو بیان کیا گیا ہے۔ اِس کے بعد وہ خداوند سے دعا کرتا ہے کہ اُن ظالموں کا مستقبل تاریک کر دے۔

۱۲۹: ۱-۲ اسرائیل قوم بچپن یعنی شروع سے ہی مصیبتوں کا شکار رہی ہے۔ مثلاً مصر میں قوم کی جوانی میں اُس پر ظلم و تشدد غلامی اور مصیبت کا ایک ناقابل فراموش باب تھا۔ اِس کے باوجود دشمن یہودیوں کو صفحۂ ہستی سے نہ مٹا سکے۔ خدا نے ہمیشہ اپنے لوگوں کو اسیری سے مخلصی دلائی۔ اُن کا وجود تاریخ کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

۱۲۹: ۳ اُن کی مصیبت نہایت سخت اور طویل تھی۔ اُن پر حکومت کرنے والی غیر اقوام اُن سے ایسا سلوک کرتی تھیں جیسے کسان زمین میں ہل چلاتا ہے۔ کوڑوں کی وجہ سے اُن کی پیٹھ پر نشان کھیت میں لمبی ریگھاریوں کی مانند تھے۔

۱۲۹: ۴ لیکن صادق خداوند نے عین موقع پر مداخلت کر کے اُن رسیوں یا زنجیروں کو کاٹ دیا جن سے اُن کے بے رحم حملہ آوروں نے اُنہیں باندھ رکھا تھا۔

۱۲۹: ۵-۷ کاش ہمیشہ ایسا ہی ہو کہ صیون کے مخالفین کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے۔ اُنہیں کبھی بھی برکت کی فصل حاصل نہ ہو، بلکہ اُن کا حاصل ایسا ہو جیسے چھت پر گھاس اُگتی ہے۔ چونکہ وہاں مٹی گہری نہیں ہوتی اِس لئے اُس گھاس کی جڑ گہری نہیں ہو سکتی، اِس لئے وہ بہت جلد دھوپ کی شدت سے جھلس جاتی ہے یعنی گھاس پورے طور پر بڑھنے سے پہلے سوکھ جاتی ہے۔ کاٹنے والے کو صرف مٹھی بھر گھاس مل سکے گی۔ وہ اُن سے پُولے نہیں باندھ سکے گا۔

۱۲۹: ۸ چھت پر اُگنے والی گھاس کبھی بھی فصل کی کٹائی کا خوش کن منظر پیش نہیں کر سکتی۔ نہ کوئی کاٹنے والوں سے کہے گا، "تم پر خدا کی برکت ہو" اور نہ کاٹنے والے جواب دیں گے، "ہم خداوند کے نام سے تم کو دعا دیتے ہیں" (روت ۲: ۴)۔ چنانچہ اسرائیل کے دشمنوں کے ظلم کا خوش گوار انجام نہ ہو۔ اُس ظلم کا انجام جو اُنہوں نے صدیوں تک روا رکھا ہے۔ بلکہ جو کچھ اُنہوں نے بویا ہے وہی کاٹیں۔

زبور ۱۳۰: گہرائیوں سے نکل کر

کسی نے کہا ہے کہ بہترین دعا شدید اندرونی ضرورت سے جنم لیتی ہے۔ زندگی کے خوش گوار اور خوش حال ایام میں بامعنی دعا اکثر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن جب ہم زندگی کے طوفانوں سے تھپیڑے کھاتے ہیں، تب ہم پُر جوش اور متواتر التجا سے فضل کے تخت کے پاس آتے ہیں۔

۱۳۰: ۱-۲ مَیں اکثر اوقات حیران ہو جاتا ہوں کہ انسانی قالب کو کس قدر شدید دُکھ اور غم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ زبور نویس کو بھی ایسے تاریک لمحات سے گزرنا پڑا۔ سوائے اوپر دیکھنے کے اُسے کسی طرف سے بھی پناہ نہیں ملتی۔ چنانچہ گہرائیوں میں سے اُس کی بلند پکار آسمان کے تخت تک پہنچتی ہے۔

اُس کی فوری اور ہنگامی طور پر یہ التجا ہے کہ خداوند اُس کی سنے اور اُس کا جواب دے۔ ایسی التجا کا ہمیشہ جواب ملتا ہے۔

اِس درخواست گزار کے ذہن میں یہ بات تھی کہ اُس کی مصیبت کسی گناہ کے سبب سے ہے۔ ممکن ہے کہ یہ صحیح ہو یا صحیح نہ ہو۔ لیکن بہرصورت یہ ہمیشہ اچھا ہوگا کہ اقرار نہ کئے گئے گناہوں کو دُور کیا جائے جو کہ ہماری مصیبتوں کا ممکنہ سبب بن سکتے ہیں۔

۱۳۰: ۳-۴ اگر خداوند ہمارے ہر ایک گناہ کا حساب رکھتا تو صورتِ حال مایوس کن ہوتی۔ لیکن ہمیں ہمیشہ شکر گزار ہونا چاہئے کہ ایک صورت ہے جس سے ہمارے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مجرم گناہ گاروں کو معافی مل سکتی ہے اور گناہ کے مرتکب مقدسین کو بھی معافی مل سکتی ہے۔

پہلی تو عدالتی معافی ہے یعنی عادل خدا کی طرف سے معافی۔ یہ خداوند مسیح پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی ہے۔ اِس میں ماضی، حال اور مستقبل کے تمام گناہوں کی سزا کی معافی شامل ہوتی ہے۔ یہ مسیح کے کلوری پر مکمل کئے ہوئے کام کی وجہ سے ممکن ہوا ہے۔ اُس نے اپنی موت سے ہمارے سارے گناہوں کی سزا برداشت کی۔ یوں خدا ہمیں مفت معافی دے دیتا ہے کیونکہ اُس کی راست بازی کے تمام تقاضے ہمارے فدیہ کے وسیلے سے پورے کر دیئے گئے۔

دوسری پدرانہ معافی ہے۔ یہ معافی خدا ہمارے باپ کی طرف سے ہے۔ اور یہ ہمیں اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب ہم اُس کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ اِس کے نتیجے میں خدا اور اُس کے خاندان کے ساتھ ہماری رفاقت بحال ہو جاتی ہے۔ یہ معافی بھی صلیب پر بہائے ہوئے یسوع کے لہو سے حاصل ہوتی ہے۔

اِس معافی کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ خداوند سے ڈرنے لگتے ہیں۔ جب مَیں نے پہچان لیا ہے کہ اُسے میرے گناہوں کی معافی کے لئے کتنی بڑی قیمت ادا کرنا پڑی اور جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ اُس کی مہیا کردہ معافی مکمل، مفت اور ابدی ہے تو مَیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُس کی تعظیم، اُس پر اعتماد، اُس سے محبت اور اُس کی ستائش کروں گا۔

۱۳۰: ۵، ۶ گو زبور نویس نے براہِ راست معافی کے لئے التجا نہیں کی، تاہم یہ بات آیات ۳ اور ۴ سے اخذ کی جا سکتی ہے۔ لیکن جب وہ آیت ۴ میں کہتا ہے کہ وہ خداوند کا انتظار کرتا ہے تو اِس کا مطلب معافی حاصل کرنا نہیں۔ جب وہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے تو معافی کا حصول یقینی ہے۔ وہ خداوند کا انتظار کرتا ہے کہ وہ اُسے گھراؤ سے مخلصی دلائے۔ بعض اوقات خدا فوری طور پر دعا کا جواب دیتا ہے۔ لیکن بعض اوقات وہ ہمیں انتظار کرنے کے لئے کہتا ہے۔

زبور نویس نے خداوند کا انتظار کرنا اور اُس کے کلام پر اعتماد کرنا سیکھ لیا کہ وہ اُس کی سنے گا اور جواب دے گا۔ پہرے دار صبح کی روشنی کا انتظار کرتا ہے، لیکن دعا گو اِس سے کہیں زیادہ خداوند کا انتظار کرتا ہے کہ وہ اُس کی تاریکی میں نور چمکائے۔

لیکن ہمیں آیات ۵، ۶ کے وسیع اطلاق کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ اِن میں دورِ حاضر کے ایماندار کی پُرخلوص خواہش کا اظہار ہے جو مسیح کی آمد کا منتظر ہے کہ وہ آ کر کلیسیا کو

آسمان پر لے جائے۔ اِس مبارک اُمید کو مایوس نہیں کیا جائے گا۔

۱۳۰: ۷، ۸ زبور کی آخری دو آیات میں زبور نویس کی گواہی ہے کہ مخلصی کے لئے اُس کی دعا کا جواب دیا گیا ہے۔ اُس نے بذاتِ خود خدا کی وفاداری کا ثبوت دیکھا اور اب اُس کی خواہش ہے کہ دوسرے لوگ بھی اِس تجربہ میں شامل ہوں۔ ہمیشہ یہی طریقہ کار ہے کہ جب کسی شخص کا کسی بات پر یقین ہوتا ہے تو اُس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ یہ بات دوسرے لوگوں کو بھی بتائے۔

چنانچہ اسرائیل کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ خداوند پر اعتماد رکھے۔ تین وجوہات دی گئی ہیں: اوّل، اُس کی شفقت لاتبدیل ہے۔ دوم، اُس کے ہاتھ میں فدیہ کی کثرت ہے۔ سوم، وہ اسرائیل کو بدکاری سے چھڑائے گا۔

زبور تاریکی کے سائیوں میں شروع ہوا۔ اب وہ اِس پکار سے اختتام تک پہنچا ہے کہ خدا پر اعتبار کریں۔ کیونکہ کوئی بھی مسئلہ اُس کے لئے ناقابلِ حل نہیں ہوتا۔ وہ سب کچھ بحال کر سکتا ہے۔

زبور ۱۳۱: عقلی اِنکساری

زندگی کے بعض ایک ایسے مسائل ہیں جو ناقابلِ وضاحت ہیں۔ بعض بھید اِس قدر پُراَسرار ہوتے ہیں کہ اُن کی گہرائی کو نہیں ماپا جا سکتا۔ بعض ایک ایسے عجیب حالات ہوتے ہیں جو بڑے سے بڑے ذہین شخص کو چکرا دیتے ہیں۔

مثلاً انسانی دُکھ کے مسئلہ پر کون حتمی بات کر سکتا ہے؟

جس دعا کا جواب نہ ملے، اُس سلسلہ میں کون تمام سوالات کا جواب دے سکتا ہے؟

۱۳۱: ۱ داؤد یہ دعویٰ نہیں کرتا تھا کہ وہ تمام سوالوں کا جواب دے سکتا ہے۔ اُس کا دل مغرور نہیں تھا کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور نہ اُس کی آنکھیں ہی بلند تھیں کہ وہ بہت ذہین ہے۔ اُس نے اپنی کمزوریوں کو تسلیم کیا۔ وہ یہ کہنے میں شرم محسوس نہیں کرتا تھا کہ "مَیں نہیں جانتا۔" وہ یہ جان کر مطمئن تھا کہ جو کچھ معلوم کر سکے معلوم کرے گا اور باقی بھیدوں کو خداوند پر چھوڑ دے گا۔ وہ اُن باتوں میں کیوں اُلجھے جو اُس کے لئے بہت

بڑی اور گہری ہیں؟ اُس نے تسلیم کیا کہ جو کچھ وہ کبھی نہ جان سکا خدا اُسے جان سکتا ہے۔

۱۳۱:۲ خدا کی حکمت، محبت اور قدرت میں اُس کے توکل نے اُس کے دل کو اطمینان اور تسکین دلائی۔ وہ ایک دودھ چھڑائے ہوئے بچے کی مانند تھا جو ماں کی چھاتی سے لگ کر خاموش ہو جاتا ہے۔ شروع میں بچہ روتا، بے چین اور بے صبر ہوتا ہے۔ لیکن جب بچے کو دودھ پلانے کا وقت آتا ہے تو بچہ ماں کی گود میں اچانک چپ اور پُرسکون ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح ہم، پریشانی کے عالم میں ہچکچاتے ہوئے کام کرتے ہیں اور اُن باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ہمارے فہم سے بہت بلند تر ہیں۔ لیکن جونہی ہم اپنے ناقابلِ تردید سوالوں کو خدا پر چھوڑ دیتے ہیں تو ہماری روحیں فکرمندی سے آزاد ہو جاتی ہیں۔

۱۳۱:۳ زبور نویس کی یہ خواہش ہے کہ سارے اسرائیل کا خداوند پر ایسا توکل ہو۔

زبور ۱۳۲ : دعا اور وعدہ

یہ امر کافی حد تک متنازعہ ہے کہ اِس زبور کا وقتِ تحریر اور مصنف کون تھا۔ ایک ممکنہ نقطہ نظر تو یہ ہے کہ سلیمان نے یہ زبور اُس وقت ترتیب دیا جب وہ عہد کے صندوق کو یروشلیم میں نئی تعمیر شدہ ہیکل میں لایا۔ اِس صورت میں پہلی دس آیات سلیمان کی دعا ہوں گی کہ خداوند جلالی بادل میں اُتر کر عہد کے صندوق کے اوپر سکونت کرے گا۔ آیات ۱۱ اور ۱۲ میں داؤد کے ساتھ خدا کے عہد کی از سرِ نو تصدیق کی گئی ہو گی۔ اور آخری چھ آیات میں سلیمان کی خصوصی درخواستوں کے جواب میں خدا کے خصوصی وعدے موجود ہوں گے۔

۱۳۲:۱-۵ افتتاحیہ درخواست میں کہا گیا ہے کہ خداوند داؤد کی خاطر اُس کی سب مصیبتوں کو یاد کرے۔ لیکن اِس کا تعلق اُس کی عمومی مصیبتوں سے نہیں بلکہ اُن مصیبتوں سے ہے جن سے وہ خدا کے لئے ہیکل تعمیر کرنے کے سلسلے میں دوچار ہوا۔ اِس کی آئندہ تین آیات میں وضاحت کی گئی ہے۔ کسی موقع پر جس کا بائبل میں ذکر نہیں، داؤد نے خدا سے عہد کیا تھا کہ وہ نہ تو اپنے گھر میں داخل ہو گا، نہ اپنے پلنگ پر لیٹے گا اور نہ

ہی سوئے گا جب تک کہ وہ خداوند کے لئے گھر نہ بنالے، ایسا گھر جہاں یعقوب کا قادر خدا سکونت کر سکے۔ اِس منت کو لغوی معنوں میں نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ داؤد کا بات کرنے کا تمثیلی انداز ہے کہ وہ اُس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک وہ خدا کے صندوق کے لئے ایک مستقل جگہ نہ بنا لے۔ ہم جانتے ہیں کہ داؤد کو ہیکل کی تعمیر کی اجازت نہ ملی کیونکہ وہ جنگی مرد تھا۔ لیکن اُس نے سلیمان کے لئے خصوصی مواد جمع کر دیا اور خدا نے اُس کی خواہش کا اُسے اجر دیا۔

۱۳۲: ۶ یہ آیات اِس بات کی یاد دلاتی ہیں کہ عہد کا صندوق قریت میں پڑا رہا اور کہ داؤد کے لوگوں نے ارادہ کر رکھا تھا کہ اِسے یروشلیم میں لائیں۔ آیت ۶ خصوصی طور پر مشکل ہے کیونکہ یہ عہد کے صندوق کا افراتا (بیت لحم) سے تعلق پیدا کرتی ہے، حالانکہ کہیں بھی ایسا ذکر نہیں کہ عہد کا صندوق کبھی وہاں تھا۔ اِس مسئلے کے حل کے لئے ذیل کی عام کاوشیں ہیں۔

ا۔ بادشاہ اور اُس کے آدمیوں نے سب سے پہلے عہد کے صندوق کی جائے سکونت کے بارے میں اُس وقت سنا جب وہ بیت لحم میں تھے۔ بالآخر اُنہیں یہ قریت یعریم میں ملا۔

۲۔ افراتا سے ممکن ہے افرائیم مراد ہو اور اُس کا اشارہ سیلا میں عہد کے صندوق کی سکونت کی طرف ہو۔

۳۔ افراتہ کا مطلب شاید کالب افراتہ (ا۔تواریخ ۲: ۲۴) ہو نہ کہ بیت لحم۔ کالب افراتہ، قریت یعریم کا ایک حصہ ہے۔ قریت یعریم کا مطلب ''جنگلوں کا قصبہ'' ہے۔ اگر یہ نظریہ درست ہے تو آیت ۶ کے دونوں مصرعوں میں متوازیت ہوگی، دونوں کے معانی ایک جیسے ہوں گے:

''دیکھو ہم نے اِس کی خبر اِفراتا میں سنی۔ ہمیں یہ جنگل کے میدان میں ملی۔''

۱۳۲: ۷ جب جلوس مقدس صندوق کے ساتھ یروشلیم کی طرف بڑھتا ہے تو لوگ خوشی مناتے ہیں کہ وہ خدا کے مسکن کی طرف جا رہے ہیں تاکہ وہاں اُس کے پاؤں کی چوکی کے سامنے سجدہ کریں۔ عہد کے صندوق کو خدا کے پاؤں کی چوکی متصور کیا جاتا تھا کیونکہ

اُس کی حضوری اُس کے اوپر جلالی بادل میں تھی۔

۱۳۲: ۸-۱۰ اِس کے بعد ہم سلیمان کی دعا سنتے ہیں جو اُس نے ہیکل کی تقدیس کرتے وقت پیش کی (آیات ۸-۱۰، بمقابلہ ۲۔تواریخ ۶: ۴۱، ۴۲)۔ وہ خدا سے التجا کرتا ہے کہ وہ آ کر مَقدِس میں سکونت کرے اور یوں عہد کا صندوق واقعی خدا کی حضوری کو پیش کرے۔ وہ یہ دعا بھی کرتا ہے کہ کاہنوں کی نسل دین دار رہے، اسرائیل قوم خوشی سے لبریز ہو اور بادشاہ پر خدا کی متواتر مہربانی جاری رہے۔ ''اپنے ممسوح'' سے مراد خود سلیمان ہے، لیکن حتمی طور پر اِس سے مراد مسیح ہے۔

۱۳۲: ۱۱-۱۳ خداوند داؤد کے ساتھ عہد کا مختصراً حوالہ دیتے ہوئے دعا کا جواب دیتا ہے۔ جہاں تک داؤد کا تعلق ہے یہ عہد غیر مشروط تھا۔ اِس میں ہمیشہ کے لئے تخت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اُس کی نسل ہمیشہ کے لئے تخت پر بیٹھے گی۔ لیکن جہاں تک داؤد کی نسل کا تعلق ہے یہ مشروط تھا۔ اِس کا انحصار اُن کی فرماں برداری پر تھا۔ گو مسیح یسوع داؤد کی نسل سے ہے، لیکن جسمانی طور پر وہ سلیمان کی نسل سے نہیں بلکہ داؤد کے ایک اَور بیٹے ناتن کی نسل سے ہے (لوقا ۳: ۳۱)۔

۱۳۲: ۱۴-۱۸ اِس کے بعد سلیمان کی مخصوص درخواستوں کے مخصوص جواب دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں ہم درج ذیل موازنہ میں دیکھ سکتے ہیں:

اُٹھ اے خداوند! اپنی آرام گاہ میں داخل ہو۔ تُو اور تیری قدرت کا صندوق (آیت ۸)	یہ ہمیشہ کے لئے میری آرام گاہ ہے۔ مَیں یہیں رہوں گا کیونکہ مَیں نے اُسے پسند کیا ہے (آیت ۱۴)۔
تیرے کاہن صداقت سے ملبس ہوں۔ (آیت ۹۔الف)	اِس کے کاہنوں کو بھی مَیں نجات سے ملبس کروں گا۔ (آیت ۱۶۔الف)
اپنے بندہ داؤد کی خاطر اپنے ممسوح کی دعا نامنظور نہ کر (آیت ۱۰)۔	وہیں مَیں داؤد کے لئے ایک سینگ نکالوں گا۔ مَیں نے اپنے ممسوح کے لئے چراغ تیار کیا ہے... لیکن اُس پر اُسی کا تاج رونق افروز ہو گا (آیات ۱۷، ۱۸ب)۔

خداوند نے کثرت سے سلیمان کی درخواستوں کا جواب دیا۔ رزق میں برکت اور

غریبوں کے لئے روٹی کا ایک اضافی وعدہ ہے (آیت ۱۵)۔ یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ کاہن نجات سے ملبس ہوں گے نہ کہ صرف راست بازی سے (آیت ۱۶ الف)۔ ایک اَور وعدہ یہ ہے کہ مقدّس بلند آواز سے خوشی کے نعرے ماریں گے (آیت ۱۶ ب)۔ آخرکار یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ دشمنوں کو شرمندگی کا لباس پہنایا جائے گا (آیت ۱۸ الف)۔

آیت ۱۷ کا مفہوم یہ ہے کہ یروشلیم میں خدا داؤد کی نسل سے ایک طاقتور بادشاہ برپا کرے گا (لوقا ۱: ۶۹)۔ اور وہ ایک چراغ یا بیٹا (۱-سلاطین ۱۵: ۴) اپنے ممسوح داؤد کے لئے تیار کر چکا ہے۔ خاندانی حکومت کے یہ وعدے خداوند یسوع مسیح میں پورے ہو چکے ہیں۔

مسیح کے دشمن شرمندگی سے ملبس ہوں گے، لیکن اُس کے سر پر عزت اور جلال کا تاج رکھا جائے گا۔

زبور ۱۳۳: اتحاد کی تعریف

یہ زبور مختصر ہے، لیکن یہ ادبی اور روحانی طور پر ایک ہیرا ہے جو مقدار کے لحاظ سے کم مگر قیمت کے لحاظ سے زیادہ ہے۔

زبور نویس کے چار بڑے نکات ہیں:

اول۔ یہ اچھی اور خوشی کی بات ہے کہ بھائی باہم مل کر رہیں۔

دوم۔ یہ اتحاد خوشبودار ہے۔

سوم۔ اِس میں تازگی ہے۔

چہارم۔ یہ خدا کی برکت کی یقینی ضمانت ہے۔

۱۳۳: ۱ بھائیوں کا آپس میں اتحاد ایک قابلِ دید منظر ہے۔ اتحاد کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر ایک شے کو ایک نظر سے دیکھیں۔ بنیادی اہمیت کے معاملات پر وہ متفق ہیں، جبکہ ثانوی اہمیت کے حامل معاملات پر نظریاتی اختلاف کے لئے آزادی ہے۔ سب باتوں میں محبت کی روح ہونی چاہئے۔ ہم سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن ضروری نہیں کہ یہ باہم مل کر کام کرنے میں رکاوٹ کا باعث بنے۔ اگرچہ بدن کے تمام اعضا مختلف ہیں، تاہم وہ سر کی فرماں برداری میں کام کرتے ہوئے متحد ہیں۔ ہر بات میں اتفاق رائے کے بغیر بھی اتحاد ہو

سکتا ہے۔ خدا کی یہ کبھی بھی خواہش نہیں تھی کہ ہر ایک شخص کم اہمیت کے امور پر متفق ہو۔ بنیادی باتوں پر متفق ہونا ہی کافی ہے۔ باقی ہر بات پر ہم اختلاف رائے کر سکتے ہیں، لیکن ہم ایک دوسرے کی مخالفت نہ کریں۔ اتحاد کے حقیقی دشمن حسد، عیب جوئی، بہتان تراشی اور محبت کا فقدان ہیں۔

۲:۱۳۳ اتحاد اُس بیش قیمت تیل کی مانند ہے جو ہارون کو کاہن کے طور پر مسح کرنے کے لئے استعمال کیا گیا تھا (خروج ۳۰: ۲۲-۳۰)۔ یہ اُن کے سر پر ڈالا گیا اور یہ بہتا ہوا اُس کی داڑھی پر آ گیا۔ اِس تیل کی خوشبو سے نہ صرف کاہن لطف اندوز ہوا بلکہ آس پاس کا ہر شخص اِس سے فیض یاب ہوا۔ یہ خوشبودار تیل نازل ہونے والے روح القدس کی خدمت کی تصویر پیش کرتا ہے۔ وہ اُس وقت نازل ہوتا ہے جب خدا کے لوگ خوشی سے باہم مل کر رہتے ہیں اور اپنے آس پاس اپنی گواہی کی خوشبو بکھیرتے ہیں۔

۳:۱۳۳ اتحاد سے تازگی حاصل ہوتی ہے۔ ”یہ حرمون کی اوس کی مانند ہے جو صیون کے پہاڑوں پر پڑتی ہے۔“ زبور نویس تصور کرتا ہے کہ کوہِ حرمون دُور دراز پہاڑوں کے لئے ٹھنڈی اور تازگی بخش نمی کا ماخذ ہے۔ اوس روح القدس کی علامت ہے جو متحدہ بھائیوں کی تازگی کو زمین کی انتہا تک پہنچاتا ہے۔ کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا کہ خدا اور ایک دوسرے سے رفاقت رکھنے والے ایمانداروں کے اثرات کتنی دُور تک پہنچ سکتے ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ جہاں بھائی اور بہنیں مل کر رہتے ہیں وہاں خدا یہ حکم دیتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے برکت کا باعث ہوں۔ پنتکوست کی مثال لیجئے۔ شاگرد ہم آہنگی، صلح اور دعا میں متحد اور روح القدس کے وعدے کے منتظر تھے۔ اچانک خدا کا روح پوری معموری سے اُن پر نازل ہوا تو وہ انجیل کی تازگی اور خوشبو کو لے کر یروشلیم، یہودیہ، سامریہ اور پھر زمین کی اِنتہا تک پہنچے۔

یہ برکت ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اِس کے دو معانی ہو سکتے ہیں۔ جب خدا کے لوگوں میں اتحاد ہوتا ہے تو وہ زندگی سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہوں گے۔ ساتھ ہی وہ ایک وسیلہ بن جائیں گے جس کے ذریعے زندگی دوسروں کو حاصل ہوگی۔

زبور ۱۳۴: آئیں، خداوند کی حمد کریں!

۱۳۴: ۱-۲ یروشلیم کی ہیکل میں معمول کے مطابق مقررہ روزمرہ کی سرگرمیوں کے بعد لوگ تو اپنے گھروں کو لوٹ جاتے، لیکن کاہن اور لاوی رات کے وقت اپنے کام میں مشغول رہتے (۱-تواریخ ۹: ۳۳)، لوبان جلاتے اور خداوند کی شکرگزاری اور حمد کرتے تھے (۲-تواریخ ۲۹: ۱۱، ۳۱: ۲)۔

عین ممکن ہے کہ لوگ واپس جاتے ہوئے پہلی دو آیات کاہنوں کے لئے گاتے ہوں۔ یہ بالکل واضح بات ہے کہ اِن آیات میں ہیکل میں رات کے وقت کام کرنے والوں کو مخاطب کیا گیا ہے جن کی خدمت یہ بھی تھی کہ وہ دعا کی روح میں مقدس کی طرف اپنے ہاتھ اُٹھائیں۔

۱۳۴: ۳ آیت ۳ کے جواب میں کاہن لوگوں کو انفرادی طور پر برکت دیتے ہیں۔ برکت کے بارے میں چار باتیں ملاحظہ فرمائیے:

برکت دینے والا-- خداوند، یہوواہ، عہد کی پابندی کرنے والا خدا۔
اُس کی عظمت--- اُس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔
برکت پانے والا-- خداوند کو مبارک کہو (''تجھے'' یہاں واحد ہے)۔
برکت دینے والے کا مقام-- صیون۔ مقدس کا مقام۔

زبور ۱۳۵: حمد کیوں کریں؟

۱۳۵: ۱-۲ پہلی دو آیات میں حمد کے لئے عمومی بلاہٹ ہے ''خداوند کی حمد کرو۔'' یہ بلاہٹ کاہنوں کے لئے ہے، لیکن یہ سارے بنی اسرائیل اور دیگر ایسے تمام لوگوں کے لئے بھی ہے جو خداوند سے ڈرتے ہیں۔

۱۳۵: ۳ اُن بہت سی وجوہات کو ملاحظہ فرمائیں جو خداوند کے نام کی حمد کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ وہ بھلا ہے۔ کوئی بھی زبان یہ بیان کرنے سے قاصر ہے کہ وہ کس قدر بھلا ہے۔ ہم تو صرف یہ کر سکتے ہیں کہ حقیقت کو بیان کریں اور اُس کی ستائش کریں۔

اُس کا نام دل پسند یا خوش کرنے والا ہے۔ اُس کا عظیم فضل بدبخت گناہ گار کو نجات دیتا اور اُسے ابدی جلال بخشتا ہے۔

۱۳۵: ۴ خداوند نے اسرائیل کو اپنی ملکیت ہونے کے لئے چنا۔ حیرت زدہ روح متواتر یہ سوال پوچھتی ہے ”مجھے کیوں چنا گیا؟“ یہی وجہ ہمیں پرستار بناتی ہے۔

۱۳۵: ۵ خداوند تعالیٰ بزرگ ہے۔ جب ہم غور کرتے ہیں کہ وہ خالق، سنبھالنے والا اور نجات دہندہ ہے تو ہم اُس کی تعریف میں گاتے ہیں، ”تُو کس قدر بزرگ ہے۔“

ہمارا خداوند سب معبودوں سے بالاتر ہے۔ یعنی وہ تمام حکمرانوں، بادشاہوں اور تمام بتوں سے بالاتر ہے۔ ”اور اُس کی پوشاک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے: بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند“ (مکاشفہ ۱۹: ۱۶)۔

۱۳۵: ۶ وہ عالم گیر حکمران ہے (آیت ۶)۔ وہ کائنات میں جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

۱۳۵: ۷ کائنات پر وہ مطلق العنان حیثیت سے حکمران ہے۔ بادل، بجلی اور ہوا کس قدر مہیب ہیں، لیکن اُس کا قادر ہاتھ اِن سب کو چلاتا ہے۔ سٹیفن چارناک لکھتا ہے: ”خدا کی قدرت بالکل اُس کی مانند ہے: لامحدود، ابدی، سمجھ سے باہر۔ نہ کوئی مخلوق اُس پر حاوی ہوسکتی ہے اور نہ اُسے پریشان ہی کرسکتی ہے۔“

۱۳۵: ۸-۹ اُس نے اسرائیل کو مصر سے نکالا۔ اسرائیل کی تاریخ میں اُس کی قدرت اور قوت کا سب سے بڑا اظہار یہ تھا کہ اُس نے فرعون کو مختلف آفتوں سے کچلا (اور سب سے بڑی آفت یہ تھی کہ اُن کے پہلوٹھوں کو مارا) اور سمندر کو دو ٹکڑے کر دیا۔

۱۳۵: ۱۰-۱۱ اُس نے اسرائیل کے دشمنوں کو شکست دی۔ خدا نے اپنے فضل سے اپنے لوگوں کو سیحون، عوج اور کنعان میں رہنے والی غیراقوام پر فتح دی۔

۱۳۵: ۱۲ اُس نے کنعان اسرائیل کو دیا۔ مصر سے نکلنے والوں کو ملک کنعان میراث کے طور پر دیا گیا۔

۱۳۵: ۱۳ وہ ابدی ہے۔ اُس کا نام ابدی ہے۔ اور اُس کا نام وہی کچھ ہے جو کچھ وہ

خود ہے۔

اُس کی شہرت پشت در پشت ہے۔ اُسے بڑی محنت سے ابدیت میں یاد کیا جائے گا۔

۱۳۵: ۱۴ وہ راست اور رحیم ہے۔ ہم اِس پر بھروسا کر سکتے ہیں کہ خداوند اپنی قوم کی عدالت کرے گا یعنی انصاف قائم کرے گا اور اپنے بندوں پر ترس کھائے گا۔ موسیٰ نے یہ بات سب سے پہلے استثنا ۳۲: ۳۶ میں گائی، لیکن یہ گیت کبھی ختم نہ ہو گا۔

۱۳۵: ۱۵-۱۸ وہ بتوں سے اعلیٰ ہے۔ اُن بتوں کی ہیئت کو بیان کرنا ہی کافی ہے کیونکہ اِس سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ بے وقعت ہیں۔ وہ چاندی اور سونا ہیں اِس لئے فانی ہیں۔ انسان نے اُنہیں بنایا اِس لئے وہ انسان سے کمتر ہیں۔ وہ گونگے ، اندھے ، بہرے اور بے جان ہیں۔ یہ کہنا کس قدر افسوس ناک ہے کہ اُن کے بنانے والے اُن کی مانند ہیں۔ وہ روحانی طور پر اندھے، بہرے، گونگے اور مردہ ہیں۔

۱۳۵: ۱۹، ۲۰ خداوند کی عظمت پر غور کرنے سے اُس کو مبارک کہنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے یعنی اُس کی عزت ، حمد ، عقیدت، ستائش اور شکرگزاری کرنے کی خواہش۔ اسرائیل کا گھرانا اور جو لاویوں کی حیثیت سے اُس کی خدمت کرتے ہیں وہ اُسے مبارک کہیں، جو بھی خداوند کی تعظیم کرتے ہیں وہ اُسے مبارک کہیں یعنی انسان کے تمام طبقوں کے لوگ اُسے مبارک کہیں۔ جب مسیح صیون میں واپس آ کر یروشلیم میں حکومت کرے گا تب اسرائیل یہ گائیں گے:

۱۳۵: ۲۱ ”صیون میں خداوند مبارک ہو۔ وہ یروشلیم میں سکونت کرتا ہے۔
خداوند کی حمد کرو۔“

ہم اِس وقت یہی کہیں اور کریں۔

زبور ۱۳۶: عظیم ہلّیل

یہ زبور اِس لحاظ سے منفرد ہے کہ ہر آیت کا دوسرا حصہ ایک جیسا ہے: ”کہ اُس کی شفقت ابدی ہے۔“ اِس زبور میں یہ فقرہ ۲۶ بار آتا ہے۔

یہ زبور "عظیم ہلیل" کے عنوان سے مشہور ہے۔ اِسے عیدِ فسح اور نئے سال کی تقریبات میں باقاعدگی سے گایا جاتا تھا۔ وہ اِسے اپنی روزمرہ عبادت میں بھی استعمال کرتے تھے۔

مضمون کے بار بار دہرانے میں کسی قسم کی بوریت نہیں ہے۔ اِس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہمیں خداوند کی مستحکم شفقت کی متواتر ضرورت ہے اور یہ ایک ایسا مضمون ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ اُس کی مہربانی اور وفاداری میں کبھی ناکامی نہیں ہوتی۔

عبادت کے لئے بلاہٹ (۱۳۶: ۱-۳)

تعارف میں ہمیں دعوت دی گئی ہے کہ خداوند کا شکر کریں اِس لئے کہ وہ حقیقی طور پر بھلا ہے۔ وہ یہوواہ ہے --- یعنی عہد کی پابندی کرنے والا خداوند۔ وہ الٰہوں کا خدا ہے۔ کائنات کے زور آور حکمرانوں میں سب سے اعلیٰ۔ وہ مالکوں کا مالک ہے۔ فرشتوں اور انسانوں میں سب قائدین کا مالک ہے۔ لیکن وہ نہ صرف بڑا ہے بلکہ بھلا بھی ہے۔ وہ خالق، نجات دہندہ، راہنما، سپہ سالار اور اپنے لوگوں کا پروردگار ہے۔

خالق (۱۳۶: ۴-۹)

سب سے پہلے ہم اُس کی شفقت اور بھلائی کو تخلیق کے عجیب کاموں میں دیکھتے ہیں۔ اپنی حکمت سے اُس نے وسیع اور عظیم آسمان بنائے۔ اُس نے براعظم بنائے گویا کہ یہ پانی پر تیرتے ہوئے جزیرے ہیں۔ اُس نے آسمان پر بڑی بڑی روشنیاں نصب کیں۔ سورج جو دن کے وقت روشنی دیتا ہے اور چاند اور ستارے جو انسان کے آرام کے لمحات کے لئے ہلکی روشنی فراہم کرتے ہیں۔

نجات دہندہ (۱۳۶: ۱۰- ۱۵)

عظیم خالق زور آور نجات دہندہ بھی ہے۔ اپنی قوم کو مصریوں کے ظلم سے چھڑانے کے لئے اُس نے مصر کے پہلوٹھوں کو مارا اور اپنے قوی ہاتھ سے اپنی قوم کو آزاد کیا۔ اِس کے لئے اُسے بحرِقلزم کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا تاکہ بیچ میں خشک راستہ بن جائے۔ بنی اسرائیل بحفاظت گزر گئے، لیکن جب پانی اپنی جگہ پر واپس آ گیا تو فرعون

کے سپاہی غرق ہو گئے۔ خدا نے اپنی قوم کے لئے ایسی شفقت کا اظہار کیا کہ جسے بھلایا نہیں جا سکتا تھا۔

راہنما (۱۳۶: ۱۶)

چالیس سال تک خدا نے سنسان، ویران بیابان میں اپنے لوگوں کی راہنمائی کی۔ وہاں کوئی سڑکیں نہیں تھیں، کوئی نقشے نہیں تھے، لیکن اُن کی تمام ضروریات کے لئے خداوند ہی سب کچھ تھا۔ وہ ایک لاثانی اور منفرد راہنما تھا۔

سپہ سالار (۱۳۶: ۱۷-۲۲)

اُس نے خود اُن کے لئے جنگیں لڑیں۔ جب سیحون اور عوج بادشاہ نے اُن کا راستہ روکا تو اُس نے اُنہیں بُری طرح شکست دی اور اُن کی زمین اسرائیل کی میراث کر دی۔

مددگار، نجات دہندہ اور پروردگار (۱۳۶: ۲۳-۲۵)

ایک طرح کے خلاصہ کے طور پر زبور نویس یہوواہ کی ستائش کرتا ہے کہ وہ عظیم مددگار، نجات دہندہ اور پروردگار ہے۔ اُس نے اسرائیل کو اُس وقت یاد رکھا جب وہ تعداد میں تھوڑے اور مظلوم تھے اور اپنا دفاع کرنے کے قابل نہیں تھے۔ اُس نے اُنہیں اُن کے دشمنوں کے ہاتھوں سے مخلصی دلائی۔ وہ تمام جانداروں کو متواتر خوراک مہیا کرتا ہے۔

آسمان کا خدا (۱۳۶: ۲۶)

اگر ہمارے اندر خدا کی عظمت اور شفقت کا متواتر شعور ہو تو ہماری اُس کے لئے شکر گزاری بڑھتی جائے گی۔

زبور ۱۳۷: اے یروشلیم! اگر مَیں تجھے بھولوں

اپریل ۱۹۴۸ء میں یروشلیم میں یہودیوں کا علاقہ محاصرہ میں تھا۔ خوراک تقریباً ختم ہو چکی تھی۔ ایک دن یہ خبر عام ہو گئی کہ تل ابیب سے خوراک سے بھرے ہوئے ٹرک پہنچ رہے ہیں۔ سینکڑوں لوگ ٹرکوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے باہر نکلے۔ جب ٹرکوں پر اُن کی نگاہ پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب سے اگلے ٹرک کے سامنے رنگ کے

ساتھ کسی نے یہ لکھا ہوا تھا:

”اے یروشلیم! اگر مَیں تجھے بھولوں...“

چنانچہ زبور ۵:۱۳۷ کے الفاظ یہودیوں کے لئے اُن کی اسیری اور پراگندگی کی ہنگامہ خیز تاریخ میں جدوجہد کا نعرہ بن گیا۔

۱:۱۳۷ یہ زبور بابلی اسیری سے واپس آنے کے بعد لکھا گیا جس میں صیون سے جلاوطنی کی تلخ یادوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اپنے فارغ وقت میں (شاید سبت کے روز) وہ دعا کے لئے بابل کی ندیوں کے پاس فراہم ہوتے۔ بے شمار یادوں سے اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ وہ صیون کو یاد کرتے۔ اُن کے لئے یہ ساری دنیا کا روحانی مرکز تھا اور اُن کی زندگیوں کا مرکز بھی تھا۔ اُنہیں عظیم مقدس اجتماعات کے دوران روحانی خوشی یاد آتی۔ لیکن اب وہ وہاں عبادت کے لئے نہیں جا سکتے تھے کیونکہ مقدس مقامات اب نامختون غیر قوموں کے ناپاک ہاتھوں میں تھے۔ جب وہ بابل کی ندیوں کو دیکھتے تو اُنہیں اپنے آنسوؤں اور دُکھوں کی ندیوں کی تصویر نظر آتی، جیسا کہ یرمیاہ نے دعا کی، ”میری دُخترِ قوم کی تباہی کے باعث میری آنکھوں سے آنسوؤں کی نہریں جاری ہیں“ (نوحہ ۳: ۴۸)۔ ”کاش کہ میرا سر پانی ہوتا اور میری آنکھیں آنسوؤں کا چشمہ تا کہ مَیں اپنی بنتِ قوم کے مقتولوں پر شب و روز ماتم کرتا“ (یرمیاہ ۱:۹)۔

۲:۱۳۷ اُنہوں نے اپنی ستاروں کو بید کے درختوں پر ٹانگ دیا یا ہم دورِ حاضر کی زبان میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُنہوں نے اُنہیں الماری میں رکھ دیا کیونکہ موسیقی کے سازوں کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ انسانی نقطہ نظر سے وہ کس بات کے لئے گائیں! چونکہ گانے کے لئے گیت کوئی نہیں تھا، اِس لئے سازوں کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔

۳:۱۳۷ اکثر ایسا ہوا کہ بابلی فاتحین نے اُنہیں کوئی عبرانی لوک گیت سنانے کے لئے کہا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ اُن کے زخموں پر نمک پاشی کر رہے ہوں۔ وہ کہتے ”ہمیں کوئی خوشی کا گیت سناؤ جو تم اپنے وطن میں گایا کرتے تھے۔“

۱۳۷: ۴ یہ کس طرح ہو سکتا تھا! یہودی کبھی بھی ایسا گیت گانے کے لئے تیار نہ تھے۔ اِس لئے کہ اُن کے دل ٹوٹے ہوئے تھے، اور اِس لئے بھی کہ بت پرست بے دینوں کے ملک میں خدا کا گیت گانا بالکل بے محل ہوتا۔ یہ تو یروشلیم کو بھولنے کے مترادف تھا۔ اُنہوں نے محسوس کیا کہ خداوند کی باتوں کو دُنیا کی باتوں کے ساتھ ملانا اخلاقی طور پر نامناسب ہے۔ ایف۔ بی۔ مائر نے لکھا، ''اجنبیوں کا ملک اور خدا کا گیت یکجا نہیں ہو سکتے۔''

۱۳۷: ۵، ۶ اب زبور نویس اپنے ملک میں واپس آ چکا ہے اور وہ اپنے لوگوں کے عزم کو ظاہر کرتا ہے کہ یروشلیم اُن کی زندگی کا محور ہو گا۔ ہمیں یہاں یاد رکھنا چاہئے کہ یروشلیم خداوند کی علامت ہے جس نے وہاں سکونت کی۔ اگر کوئی ایسا وقت آ جائے کہ وہ صیون سے اپنی جبلی وابستگی کو چھوڑ دے تو اُس کی سزا یہ ہو کہ اُس کا دہنا ہاتھ سوکھ جائے اور وہ پھر کبھی ستار کے تاروں کو نہ چھیڑ سکے۔ ہاں اگر کبھی ایسا ہو کہ وہ اپنے دل میں یروشلیم کو ترجیح نہ دے تو اُس کی زبان اُس کے تالو سے چپک جائے تاکہ وہ آئندہ صیون کے قدیم اور سریلے گیتوں کو نہ گا سکے۔

۱۳۷: ۷ اپنے آپ پر مشروط لعنتوں کے بعد وہ اُن لوگوں کے بارے میں سوچتا ہے جن کا مقدس شہر کی بربادی میں ہاتھ تھا۔

مثال کے طور پر بنی ادوم کو لیجئے۔ اُنہوں نے ایک اتحاد قائم کیا اور حملہ آوروں سے کہا کہ اِسے مکمل طور پر برباد کر دیں۔ وہ للکار کر کہتے تھے کہ ''اِسے ڈھا دو۔ اِسے بنیاد تک ڈھا دو۔'' خداوند شہر کی بربادی کے لئے اُن کی وحشی اور ظالمانہ خواہش کو یاد کرے۔

۱۳۷: ۸ اِس کے علاوہ بابل نے بھی بڑے وحشیانہ انداز میں تباہی کی۔ گو یہ قوم خدا کے ہاتھ میں اُس کی قوم کو سزا دینے کی آلۂ کار بنی تاہم اُس نے بابلیوں کے بے رحم ظلم کو معاف نہ کیا۔

> ''مَیں اپنے لوگوں پر غضب ناک ہوا۔ مَیں نے اپنی میراث کو ناپاک کیا
> اور اُن کو تیرے ہاتھ میں سونپ دیا۔ تُو نے اُن پر رحم نہ کیا۔ تُو نے بوڑھوں

پر بھی اپنا بھاری جوا رکھا" (یسعیاہ ۴۷:۶)۔

> "مَیں اُن قوموں سے جو آرام میں ہیں نہایت ناراض ہوں کیونکہ جب مَیں تھوڑا ناراض تھا تو اُنہوں نے اُس آفت کو بہت زیادہ کر دیا۔"
>
> (زکریاہ ۱:۱۵)

زبور نویس کے ذہن میں بابل کی تباہی یقینی تھی۔ انبیا نے اِس کی پیش گوئی کر دی تھی (یسعیاہ ۱۳: ۱-۲۲، یرمیاہ ۵۰: ۱۵، ۲۸، ۵۱:۶، ۳۶)۔ جو اُس کی تباہی کریں گے، اُنہیں یہ تسلی ہو گی کہ وہ خدا کی عدالت کا آلہ کار ہیں۔

۱۳۷: ۹ زبور کی آخری آیت پیچیدہ ہے۔

> "وہ مبارک ہو گا جو تیرے بچوں کو لے کر چٹان پر پٹک دے۔"

جو لوگ عہد جدید کی عدم تشدد کی تعلیم کے ماحول میں پلے ہیں، یہ آیت اُن کے لئے نہایت سخت انتقامی اور محبت سے خالی نظر آتی ہے۔ بے چارے معصوم اور بے کس بچوں سے کیوں اِس قدر غیر انسانی سلوک کیا جائے؟

اِس سوال کے جواب میں ہم درج ذیل وضاحت پیش کریں گے۔

اوّل: یہ آیت خدا کا کلام ہے جو لفظی اور کلی طور پر الہامی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی مشکل ہے تو وہ خدا کے کلام میں نہیں بلکہ ہماری سوچ میں ہے۔

دوم: بابل کے بچوں کی تباہی کے بارے میں یسعیاہ نے یہ پیش گوئی کی تھی:

> "اُن کے بال بچے اُن کی آنکھوں کے سامنے پارہ پارہ ہوں گے۔
> اُن کے گھر لوٹے جائیں گے اور اُن کی عورتوں کی بے حرمتی ہو گی۔"
>
> (یسعیاہ ۱۳:۱۶)

چنانچہ زبور نویس صرف وہی بات کر رہا ہے جو خدا نے پہلے کہہ دی ہے (سوائے اِس حصے کے کہ وہ مبارک ہو گا جو خدا کی طرف سے سزا دے گا)۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کبھی کبھی چھوٹے بچوں کو بھی اپنے والدین کے گناہ کے نتائج بھگتنے پڑتے ہیں (دیکھیں خروج ۲۰: ۵، ۳۴:۷، گنتی ۱۴:۱۸، استثنا ۵:۹)۔ کوئی بھی شخص دوسروں سے علیحدہ و تنہا زندگی نہیں گزارتا۔ جو کچھ وہ اچھا یا بُرا کرتا ہے،

اِس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ گناہ کی تلخی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ جب اِس کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو اِس کی المناک سزا میں دیگر لوگ بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

بد دعا والے اِن پیروں میں ہم اِس حقیقت سے دو چار ہوتے رہتے ہیں کہ ایسا رویہ یا سلوک جو موسیٰ کی شریعت کے تحت زندگی گزارنے والے کے لئے موزوں تھا، فضل کے تحت رہنے والے مسیحی کے لئے موزوں نہیں ہے۔ خداوند یسوع نے پہاڑی وعظ میں اِس ناتے سے بہت کچھ کہا (دیکھیں متی ۵: ۲۱-۴۸)۔

آپ اِس آیت کی تفسیر خواہ کسی طرح بھی کریں، اِس کا روحانی اطلاق بالکل واضح ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں چھوٹے گناہوں سے بھی سختی سے نپٹنا چاہئے۔ ہمیں اُنہیں برباد کر دینا چاہئے ورنہ وہ ہمیں برباد کر دیں گے۔

اِس سلسلے میں سی۔ ایس۔ لوئیس کہتا ہے:

> مَیں باطنی دنیا میں ایسی بُری باتوں کو جانتا ہوں جو شیرخوار بچوں کی مانند ہیں۔ شروع میں تو اُن کے بارے میں زیادہ بُرا نہیں منایا جاتا، لیکن آہستہ آہستہ وہ بڑھ کر ہمیں نقصان پہنچاتی ہیں۔ وہ ہم سے عشق کرتی ہیں اور خاص التجاؤں اور خوشامد سے کام کرتی ہیں۔ وہ اِس قدر نازک اور بے کس لگتی ہیں کہ ہم اُن پر ترس کھا کر اُنہیں پالتے ہیں۔ اِن خوبصورت شیرخواروں کے بارے میں زبور نویس کی نصیحت سب سے بہتر ہے: اِنہیں لے کر چٹان پر پٹک دیں۔

۱۳۸: خدا کا وفادار کلام

اِس زبور میں داؤد دعا کے کسی جواب کے لئے بہت زیادہ شکرگزار ہے۔ شکرگزاری کے اِس اظہار میں اُس نے ہمارے لئے بہت خوبصورت مثال قائم کی کہ ہم خدا کی نجات کے لئے کیسے شکرگزاری کریں۔ جب مسیح یسوع کے دَورِ حکومت میں بالآخر اسرائیل کی بحالی ہو گی تو اُس وقت اِس زبور کا اطلاق مکمل طور پر ہو گا۔

۱۳۸: ۱ داؤد کی شکرگزاری میں کسی طرح کی نیم دلی نہیں ہے۔ یہوواہ کی شکرگزاری میں اُس کی تمام قوتیں کارفرما ہیں۔

اُس کی پرستش میں کسی قسم کی بزدلی نہیں۔ وہ چپکے سے عبادت نہیں کرتا۔ وہ بلاجھجک معبودوں یعنی زمین کے بادشاہوں کے سامنے گاتا ہے۔ لفظ ''معبودوں'' کا یہاں مطلب فرشتے یا بت بھی ہوسکتا ہے، لیکن سیاق و سباق سے لگتا ہے کہ یہاں اِس سے مراد اِردگرد کے حکمران ہیں۔

۱۳۸: ۲ دیندار یہودیوں کی رسم کے مطابق، داؤد پرستش کے لئے خیمہ اجتماع (ہیکل ابھی نہیں بنی تھی) کی طرف رُخ کرکے سجدہ کرتا تھا۔ وہ یہوواہ کی سچی محبت اور وفاداری کے لئے اُس کی شکرگزاری کرتا تھا۔ وہ اپنی محبت کی بنا پر ہمارے ساتھ قیمتی اور بڑے وعدے کرتا ہے اور اُس کی وفاداری ہمیں یقین دلاتی ہے کہ اُن میں سے ہر ایک پورا کیا جائے گا۔

''کیونکہ تُو نے اپنے کلام کو اپنے ہر نام سے زیادہ عظمت دی ہے۔'' خدا کی وفاداری کا تعلق اپنے کلام کو پورا کرنے میں ہے۔ اِس کا مطلب ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا اُس نے کیا بلکہ اُس سے زیادہ بھی کیا ہے۔ اِس میں شاید یہ خیال بھی ہو کہ اُس نے داؤد کے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو کثرت سے پورا کرنے میں اپنے گذشتہ مکاشفات کی نسبت زیادہ کیا۔ اگر اِس آیت کا اطلاق کلامِ مجسم پر کیا جائے تو اِس کا مطلب ہے کہ خدا نے اپنے ہر ایک دیگر ظہور کی نسبت خداوند یسوع مسیح کو بہت زیادہ سربلند کیا۔

۱۳۸: ۳ آیت ۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زبور نویس کی شکرگزاری کا تعلق کسی حالیہ موقع سے ہے۔ شدید ضرورت کے لمحات میں اُس نے خداوند سے دعا کی اور اُسے فوری طور پر جواب ملا۔ اُس کی روح کو بہت زیادہ تقویت دی گئی جس سے اُس کا سارا خوف دُور ہو گیا اور اُسے خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے دلیری ملی۔

۱۳۸: ۴-۵ دعا کے جواب میں خداوند کی وفاداری زمین کے بادشاہوں کے لئے ایک موثر گواہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ خداوند نے کیا وعدہ کیا ہے اور اب اُنہوں نے دیکھا

کہ پیش گوئی کیسے پوری ہوئی۔ چنانچہ وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ خداوند کا جلال بڑا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ گو خدا بلند و بالا ہے، تو بھی وہ داؤد ایسے خاکسار کا خیال رکھتا ہے اور داؤد کے مغرور دشمنوں کو دُور سے پہچان لیتا ہے۔

۱۳۸: [illegible] یہ ایک خوبصورت تصویر ہے -- داؤد ہر طرح کے دشمنوں، ہر طرح کی مشکلات اور ہر طرح کی پریشانیوں میں گھرا ہوا ہے، لیکن خداوند نے اُسے توفیق دی کہ اُن میں سے یوں بحفاظت گزر جائے گویا کہ اُن کا وجود تھا ہی نہیں۔ وہی ہاتھ جو اُس کے دشمنوں کو مارتا ہے، اُسے تباہی سے بچا لے گا۔

۱۳۸: ۸ بڑے اعتماد سے داؤد اِس کی تصدیق کرتا ہے کہ "خداوند میرے لئے سب کچھ کرے گا۔" یہ وہی اعتماد ہے جس کا پولس نے فلپیوں ۱:۶ میں ذکر کیا: "مجھے اِس بات کا بھروسا ہے کہ جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دن تک پورا کر دے گا۔"

اُس کی مستحکم محبت ہمیشہ قائم و دائم ہے اور اگرچہ ہم داؤد کے ساتھ مل کر یہ دعا کریں کہ "اپنی دست کاری کو ترک نہ کر"، تو بھی حقیقت یہ ہے کہ وہ ترک نہیں کر سکتا اور نہ ہی کرے گا۔

زبور ۱۳۹: خدا کس قدر عظیم ہے!

خدا اِس قدر عظیم ہے کہ
کوئی ایسی چیز نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو
کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وہ موجود نہ ہو
اور کوئی ایسا کام نہیں جسے وہ نہ کر سکے۔

اگر لوگ اِس قدر عظیم خدا کے دشمن ہونے کے لئے ضد کریں تو وہ بُرے انجام کے مستحق ہیں۔ یہ اِس زبور میں داؤد کے گیان دھیان کا خلاصہ ہے۔

۱۳۹: [illegible] سب سے پہلے وہ خداوند تعالیٰ کی اِس عظیم صفت کو بیان کرتا ہے کہ وہ خدائے علیم و بصیر ہے۔ خدا ہر ایک بات کو جانتا ہے۔

کوئی ایسی شے نہیں جسے وہ نہ جانتا ہو۔ گو یہ کائنات بہت وسیع اور پُرشکوہ ہے، تاہم وہ ریت کے ہر ذرے کی ازلی کہانی سے واقف ہے۔

یہاں اِس اَمر پر زور دیا گیا ہے کہ خدا ہر ایک فرد کی زندگی کے بارے میں جانتا ہے۔ ایک تخمینہ کے مطابق اِس وقت دنیا میں ٦،٠٠٠،٠٠٠،٠٠٠ (چھ ارب) لوگ بستے ہیں۔ تاہم خدا ہر ایک شخص کو بہت قریب سے جانتا ہے۔ وہ ہم میں سے ہر ایک کے بارے میں سب کچھ جانتا ہے۔

اُس نے ہمیں جانچ اور پہچان لیا ہے! وہ ہمارے اقوال و افعال، سوچوں اور مقاصد اور ہمارے ظاہر و باطن سے واقف ہے۔ جب ہم آرام کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں تو وہ ہمیں اُس وقت بھی جانتا ہے اور جب ہم زندگی کے مختلف کاموں کے لئے اُٹھتے ہیں تو وہ اُن سے بھی واقف ہے۔ جو کچھ ہم سوچ رہے ہوں وہ ہمیں بتا سکتا ہے بلکہ وہ ہمارے خیالات پہلے سے بیان کر سکتا ہے۔

۱۳۹: ۳ جب ہم چلتے اور جب ہم لیٹ جاتے ہیں تو وہ ہمیں دیکھتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ہم پر کڑی نگاہ رکھتا ہے۔ ہماری کوئی بھی روش اُس سے چھپی نہیں ہوتی۔

۱۳۹: ۴ وہ ہمارے کہنے سے پہلے جانتا ہے کہ ہم کیا کہنے والے ہیں۔ ہمارا مستقبل، حال اور ماضی کلی طور پر اُس کے سامنے کھلا ہے۔

۱۳۹: ۵ ”اور اُس سے مخلوقات کی کوئی چیز چھپی نہیں بلکہ جس سے ہم کو کام ہے اُس کی نظروں میں سب چیزیں کھلی اور بے پردہ ہیں“ (عبرانیوں ۴: ۱۳)۔ چونکہ اُس کا علم ہمارے بارے میں نہایت حتمی ہے اِس لئے وہ آگے پیچھے سے ہماری حفاظت کر سکتا ہے۔ اُس کا ہاتھ ہمیشہ ہمیں محفوظ رکھتا ہے۔

۱۳۹: ٦ خدا کے لامحدود علم کے بارے میں ہمارا ذہن ٹھٹک جاتا ہے۔ ہمارا انسانی ذہن تصور کے بوجھ تلے کھچاؤ/تناؤ محسوس کرتا ہے۔ یہ تصور اِس قدر بلند ہے کہ مَیں اِس کو سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن جب ہم سمجھنے کے لئے اپنے ظرف کی حد تک آتے ہیں اور اِس سے آگے نہیں پہنچ سکتے، تو ہم اُس خدا کے آگے سجدہ ریز ہو جائیں جس کا علم نہایت وسیع ہے۔

۱۳۹: ۷-۸ خدا نہ صرف خدائے علیم و بصیر ہے بلکہ وہ ہمہ جا حاضر بھی ہے۔ وہ بیک وقت ہر جگہ حاضر ہے۔ لیکن خدا کے ہمہ جا حاضر ہونے کا مطلب وحدت الوجود نہیں ہے۔ اِس نظریئے کی تعلیم یہ ہے کہ تخلیق ہی خدا ہے۔ اِس کے برعکس بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ خدا ایک شخصیت ہے جو اپنی تخلیق سے علیحدہ اور مختلف ہے۔ کیا کوئی ایسا مقام ہے جہاں انسان خدا کے پاک روح سے بچ سکے؟ کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں وہ خدا کی حضوری سے چھپ سکے؟ فرض کریں کہ انسان آسمان پر چڑھ جائے تو کیا وہ وہاں اُس کی ذات سے گریز کر سکے گا؟ بالکل نہیں، کیونکہ آسمان خدا کا تخت ہے (متی ۵: ۳۴)۔ اگر وہ پاتال میں اپنا بستر بچھالے جہاں وہ بغیر جسم کی حالت میں ہوگا، تو خدا وہاں بھی موجود ہوگا۔

۱۳۹: ۹-۱۰ ”اگر مَیں صبح کے پر لگا کر سمندر کی انتہا میں جا بسوں تو وہاں بھی تیرا ہاتھ میری راہنمائی کرے گا اور تیرا دہنا ہاتھ مجھے سنبھالے گا۔ صبح کے پروں سے مراد صبح کے وقت سورج کی کرنیں ہیں جو آسمان سے مشرق و مغرب کی طرف ۱۸۶،۰۰۰ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے پھیلتی ہیں۔ اگر ہم کائنات کے دُور دراز علاقے کی طرف روشنی کی رفتار سے سفر کریں، تو خداوند وہاں بھی ہمارا منتظر ہوگا تاکہ ہماری راہنمائی کرے اور ہمیں سنبھال لے۔

جب مَیں ۱۹۶۹ء میں اپنی خدمت کے سلسلے میں دورے پر جانے والا تھا، تو خداوند اِس قیمتی وعدے کے ذریعے مجھ سے ہم کلام ہوا اور مَیں اِس واقعہ کو کبھی نہیں بھولوں گا۔ بہت سے جہاز جن میں مَیں نے سفر کیا، صبح کے پروں کی طرح تھے جو مجھے زمین کی انتہا تک لے جا رہے تھے۔ رفتار اور فاصلے کے باوجود مجھے ہمیشہ خداوند کی حضوری اور تحفظ کا احساس تھا۔ یاد رکھیں کہ یہ دعویٰ آپ کے لئے ہے اور اپنے اُن مسیحی ساتھیوں کو بتایئے جو ہوائی سفر کرتے ہیں۔

۱۳۹: ۱۱-۱۲ اگر کوئی شخص تاریکی کو خدا کی نظر سے چھپانے کے لئے ہے، تو وہ ایک باطل پناہ گاہ پر تکیہ کر رہا ہے۔ تاریکی خداوند کی حضوری کو دُور نہیں رکھ سکتی۔ تاریکی اُس کے لئے تاریکی نہیں ہے۔ ”رات بھی دن کی مانند روشن ہے، اندھیرا اور اُجالا دونوں یکساں ہیں۔“

خدا سے ہم کبھی بھی فرار حاصل نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ پاسکل نے کہا، ”اُس کا مرکز ہر کہیں ہے اور اُس کا محیط کہیں بھی نہیں۔“

۱۳۹: ۱۳، ۱۴ یہاں تک تو خدا کے ہمہ جا حاضر ہونے کے بارے میں بیان کیا گیا۔ داؤد اب **اُس کی قدرت اور مہارت** پر غور کرتا ہے۔ خدا کے قادرِ مطلق ہونے کے لئے وہ ماں کے پیٹ میں بچے کی نشوونما کی مثال پیش کرتا ہے۔ ایک نقطہ سے بھی کم مواد میں وہ بچے کے مستقبل کی خصوصیات کو ترتیب دیتا ہے۔ یعنی اُس کی جلد کا رنگ، آنکھیں اور بال، اُس کے چہرے کے نقوش اور اُس کی فطری صلاحیتیں وغیرہ۔ اُس میں بچے کی جسمانی اور ذہنی ہیئت پوشیدہ ہے۔ اِس سے وہ ساٹھ کھرب خلئے، ایک لاکھ میل لمبی نسیں، ساٹھ ہزار میل لمبی رگیں جو جسم کو خون پہنچاتی ہیں اور ۲۵۰ ہڈیاں وغیرہ پیدا کرتا ہے۔

داؤد بیان کرتا ہے کہ خدا کس خوبصورتی اور عمدگی سے بچے کو ماں کے پیٹ میں تشکیل دیتا ہے۔ ”کیونکہ میرے دل کو تُو ہی نے بنایا۔ میری ماں کے پیٹ میں تُو ہی نے مجھے صورت بخشی۔“ ہاں خدا نے ہمارے اندرونی اعضا کو بنایا، اُن میں سے ہر ایک الٰہی کاری گری کا ایک عجوبہ ہے۔ مثلاً دماغ پر غور کریں۔ اُس میں حقائق، آوازوں، خوشبوؤں، نظاروں، لمس اور درد محسوس کرنے اور یاد کرنے کی صلاحیت ہے، اُس میں کسی واقعہ کو دہرانے کی صلاحیت ہے، اُس میں گننے کی قوت ہے، اُس میں فیصلے کرنے اور مسائل کو حل کرنے کی طاقت ہے۔

خدا نے ہمیں ماں کے پیٹ میں تشکیل دیا۔ اِس میں پٹھوں، ریشوں، نسوں، خون کے خلیوں اور انسانی ڈھانچے کی ہڈیوں کی تشکیل شامل ہے۔

داؤد خداوند کی تہ دل سے شکرگزاری کرتا ہے۔ جب وہ اشرف المخلوقات یعنی انسان کے بارے میں سوچتا ہے، تو وہ اقرار کرتا ہے کہ وہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز طریقے سے بنا ہے۔ جس قدر ہم انسانی بدن کے عجائب یعنی اُس کی ترتیب، اُس کی پیچیدگی، اُس کی خوبصورتی، اُس کی جبلت اور اُس کے موروثی عوامل کے بارے میں سوچتے ہیں، تو اُسی قدر ہم حیران ہوتے ہیں کہ فطری سائنس میں ماہر شخص کیوں لامحدود خالق پر ایمان نہ لائے۔

۱۳۹: ۱۵ زبور نویس پھر سے اُس وقت کو یاد کرتا ہے جب وہ ماں کے پیٹ میں تشکیل پا رہا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ یہاں وہ "مَیں، مجھ، مجھے" استعمال کرتے ہوئے ابتدائی تشکیل کی بات کرتا ہے۔ چنانچہ بائبل کا نظریہ یہ ہے کہ پیدائش سے پہلے ہی انسانی شخصیت کا وجود ہوتا ہے، اِس لئے شدید طبی مجبوری کے علاوہ اسقاطِ حمل قتل کے مترادف ہے۔

داؤد کو اِس امر کا شعور تھا کہ خدا شروع سے ہی اُسے پورے طور پر جانتا تھا۔ اُس کا قالب یعنی ڈھانچا خدا سے نہیں چھپا تھا جب داؤد زمین کے اسفل میں عجیب طور سے مرتب ہو رہا تھا۔ اِس کا مطلب زمین کی سطح کے نیچے نہیں کیونکہ وہاں کوئی بھی مرتب نہیں ہوا۔ سیاق و سباق کے حوالے سے اِس کا صرف یہی مطلب ہے کہ "ماں کے پیٹ میں۔" ایسا ہی بیان افسیوں ۴:۹ میں پایا جاتا ہے جہاں ذکر کیا گیا کہ مسیح نیچے کے علاقے میں اُترا تھا۔ وہاں بھی اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا میں کنواری کے پیٹ کے ذریعے داخل ہوا یعنی خداوند کے تجسم کا نظریہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۳۹: ۱۶ جب زبور نویس اپنے بے ترتیب مادے کی بات کرتا ہے تو وہ عبرانی میں ایک ایسا لفظ استعمال کرتا ہے جس کا مطلب ہے "باہم لپٹا ہوا۔" بارنز اور دیگر مفسرین کا خیال ہے کہ اِس لفظ سے مراد بچہ دانی ہے "جہاں جسم کے تمام اعضا لپٹے ہوتے ہیں اور اُن کی نشو و نما پورے طور پر نہیں ہوئی ہوتی، یعنی واضح صورت اختیار کرنے سے قبل۔" وجود کے ابتدائی مرحلے میں خدا کی آنکھوں نے اسرائیل کے شیریں نغمہ ساز کو دیکھا۔

جب داؤد کی دنیا میں آمد کے وقت پہلی بار رونے کی آواز سنائی دی تو اُس تاریخی لمحہ سے قبل الٰہی معمار یعنی خدا نے اُس کی زندگی کے تمام ایام کو اپنی کتاب میں لکھ رکھا تھا۔

۱۳۹: ۱۷، ۱۸الف زبور نویس اپنی روح، بدن اور جان کی تخلیق کے سلسلہ میں خدا کی محتاط منصوبہ بندی کے بارے میں سوچتا ہے۔ اُس کے خیال کیسے بیش بہا ہیں کہ وہ چھوٹی سے چھوٹی تفصیل کے لئے توجہ دیتا ہے۔ آج ہمیں علم ہے کہ ہر ایک خلیہ جانتا ہے کہ اُسے جسم کی فلاح کے لئے کیا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

۱۳۹: ۱۸ب "جاگ اُٹھتے ہی تجھے اپنے ساتھ پاتا ہوں۔" میرے خیال میں زبور نویس

یہاں اپنی پیدائش کے لمحہ کی بات کر رہا ہے۔ گذشتہ آیات (۱۳-۱۸ الف) میں وہ اپنی پیدائش سے نو ماہ قبل اپنے ساتھ خدا کی قربت پر زور دے رہا تھا۔ لیکن پیدائش کے بعد بھی خدا کی قربت میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ ابھی تک خداوند کے ساتھ ہے جو اُس کا سنبھالنے والا، محافظ اور راہنما ہے۔

۱۳۹: ۱۹-۲۲ خداوند علیم و بصیر، ہمہ جا حاضر اور قادر مطلق ہے۔ اِن مضامین پر غور و خوض کرنے کے بعد زبور نویس اُن شریر لوگوں کے بارے میں غور کرتا ہے جو خدا کی مخالفت کی جرأت کرتے ہیں اور وہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ وہ اپنی سزا کے مستحق ہیں۔ بعض لوگ آیات ۱۹-۲۲ میں داؤد کی دعا کے بارے میں ناک بھوں چڑھائیں گے کہ اِس دعا کا لہجہ مسیحی معیار سے ادنیٰ و کمتر ہے۔ وہ یہ احتجاج کریں گے کہ زبور نویس کے جذبات انتقامی ہیں اور خدا کی محبت سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ آج کل خدا کی محبت پر اِتنا زور دیا جاتا ہے کہ اُس کی پاکیزگی اور راست بازی کم نظر آتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ خدا محبت ہے، لیکن یہی ساری حقیقت نہیں ہے۔ یہ اُس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ مزید برآں اِس حقیقت کا کہ ”خدا محبت ہے“ یہ مطلب نہیں کہ وہ نفرت نہیں کر سکتا۔ ”ظلم دوست سے اُس کی روح کو نفرت ہے“ (زبور ۱۱: ۵)۔ اُسے تمام بدکاروں سے نفرت ہے (زبور ۵:۵)۔ اُسے اونچی آنکھوں، جھوٹی زبان، بے گناہ کا خون بہانے والے ہاتھوں، برے منصوبے باندھنے والے دل، شرارت کے لئے تیز رَو پاؤں، جھوٹے گواہوں جو دروغ گوئی کرتے ہیں اور جو بھائیوں میں نفاق ڈالتا ہے، سے نفرت ہے (امثال ۶: ۱۶-۱۹)۔

ایڈورڈ جی۔ ینگ ہمیں یاد دلاتا ہے:

> اِس سے پیشتر کہ ہم داؤد کی دعا کے لئے اُس کی عیب جوئی کریں، یہ ملاحظہ فرمائیں کہ ہم بھی اُسی بات کے لئے دعا کرتے ہیں، جب ہم دعائے ربانی میں اِلتجا کرتے ہیں، ”تیری بادشاہی آئے، تیری مرضی پوری ہو۔“

مسیح کی بادشاہی آنے سے پہلے اُس کے دشمنوں کی تباہی ہوگی، چنانچہ ایک بات کے لئے دعا کرنا دوسری بات کے لئے دعا کرنے کے مترادف ہے۔ داؤد بلا جھجک اُس

وقت کا منتظر ہے جب خدا شریروں کو ہلاک کرے گا۔ جب خونخوار ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُسے پریشان نہیں کرسکیں گے (آیت ۱۹)۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شرارت سے خدا کے خلاف باتیں کرتے ہیں، جو بُری نیت سے خدا کی مخالفت کرتے ہیں۔

داؤد اِس وجہ سے اُن لوگوں سے نفرت کرتا تھا کہ وہ خدا سے نفرت کرتے تھے اور اُنہوں نے حق تعالیٰ کے خلاف بغاوت کی۔ وہ خداوند کی عزت کے لئے غیرت محسوس کرتا تھا اور اِس لئے اُن سے عداوت رکھتا تھا اور اُن کو اپنے دشمن سمجھتا تھا۔ یہ بات ہمیں یسوع مسیح کی یاد دلاتی ہے جس نے اپنے باپ کے گھر کی غیرت کی بنا پر صرافوں کو باہر نکال دیا۔ ینگ اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے:

> داؤد نفرت کرتا تھا، لیکن اُس کی نفرت خدا کی نفرت کی مانند تھی۔ یہ کسی غلط جذبہ سے پیدا نہیں ہوئی، بلکہ کلی طور پر پُرخلوص خواہش تھی کہ خدا کے مقاصد پورے ہوں اور شریر ضرور برباد ہوں۔ اگر داؤد نفرت نہ کرتا تو وہ بدی کی کامیابی اور خدا کی ناکامی کا خواہش مند ہوتا۔ جب ہم داؤد کی نفرت کی ماہیت پر غور کریں تو ہمیں اِن خیالوں کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا چاہئے۔

۱۳۹: ۲۳، ۲۴ یہ زبور ایک نہایت موزوں دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے اور جب تک زمین پر گناہ گار مقدسین موجود ہیں یہ دعا ختم نہیں ہوگی۔ اِس میں التجا کی گئی ہے کہ قادر مطلق دل کو جانچے، پہچانے، نہایت محتاط طریقے سے آزمالے اور اُس کے خیالوں یا فکر مندی کو جان لے۔ اِس میں یہ بھی درخواست کی گئی ہے کہ وہ اُس پر ہر ایک بُری روش کو ظاہر کرے تاکہ وہ اقرار کرکے اُسے ترک کردے۔ اور بالآخر وہ خداوند سے کہتا ہے کہ وہ اُسے ابدی راہ میں لے چلے۔

یہ ایسے شخص کا اعتراض نہیں ہے جو اپنی بے گناہی یا راست بازی کے لئے احتجاج کرتا ہے، بلکہ یہ ایک ایسے شخص کا اقرار ہے جو خداوند کی حضوری میں رہا ہے اور اپنی گناہ گار حالت کے لئے قائل ہو چکا ہے۔ اُسے احساس ہے کہ وہ اپنی ساری بدیوں سے آگاہ نہیں ہے، لہٰذا وہ خداوند سے التجا کرتا ہے کہ وہ اُنہیں اُس پر ظاہر کرے تاکہ وہ موثر طریقے سے اُن کا حل نکال سکے۔

زبور ۱۴۰: شریر کے ہاتھوں سے

۱۴۰: ۱-۳ داؤد دشمن کی بدگوئی سے مخلصی کی دعا سے زبور کا آغاز کرتا ہے۔ تندخو لوگ اُس پر بہتان تراشی کر رہے تھے اور ظالم لوگ اُس کے خلاف مہلک منصوبے بنا رہے تھے۔ جنگ شروع کئے بغیر اُنہیں سکون نہیں تھا۔ اُنہوں نے اپنی زبانوں کو تیز کر رکھا تھا اور اُن کے ہونٹوں کے نیچے سے ہلاک کرنے والا زہر نکل رہا تھا۔

۱۴۰: ۴-۵ لیکن زبور نویس کو دشمن کے پھندوں سے تحفظ کی ضرورت بھی تھی۔ شریر لوگ پھندے لگانے کا گُر جانتے تھے۔ اُنہوں نے اُسے دام میں پھنسانے کے لئے طریقے ایجاد کر لئے تھے۔ اُنہوں نے اُس کی راہ میں پھندے اور رسیوں کو چھپا دیا۔ اُنہوں نے جال بچھا دیا تا کہ وہ اُس میں جکڑا جائے۔ اُنہوں نے تمام راہ میں پُرکشش پھندے لگا رکھے تھے۔

۱۴۰: ۶-۸ اور اُسے اُن کے قاتلانہ منصوبوں سے تحفظ کی ضرورت تھی۔ چنانچہ وہ خدا کے قریب آتا ہے۔

ذمہ داری کے ساتھ۔	"میرا خدا تُو ہی ہے۔"
التجا کے ساتھ۔	"میری التجا کی آواز پر کان لگا۔"
بھروسے کے ساتھ۔	"اے خداوند میرے مالک! اے میری نجات کی قوت۔"
شکرگزاری کے ساتھ۔	"تُو نے جنگ کے دن میرے سر پر سایہ کیا ہے۔" (جیسے ہیلمٹ کے ساتھ)
مناجات کے ساتھ۔	"اے خداوند! شریر کی مراد پوری نہ کر۔ اُس کے بُرے منصوبے کو انجام نہ دے۔"

اِس آخری دعا کا مطلب ہے، "اُسے وہ حربہ استعمال نہ کرنے دے جسے وہ میرے خلاف استعمال کرنا چاہتا ہے۔ اُسے بُرے منصوبے کی تکمیل کی اجازت نہ دے۔" ہم جانتے ہیں کہ خدا کسی طرح کی بدی میں معاونت نہیں کرتا، لیکن یہاں پر خیال یہ ہے کہ محض اُس کی برداشت سے اُس کی تصدیق کا اظہار ہو گا۔

۱۴۰: ۹-۱۱ اِس کے بعد زبور نویس دعا کرتا ہے کہ حالات تبدیل ہو جائیں اور شریر اپنی شرارت میں پھنس جائیں۔ جن خوفناک مصیبتوں میں وہ اُسے پھنسانا چاہتے ہیں، وہ اُنہی پر نازل ہو جائیں اور جلتے ہوئے انگاروں کی اُن پر بارش ہو اور اُنہیں ایسے تاریک تہ خانوں میں ڈال دیا جائے جہاں سے اُن کے لئے راہِ فرار نہ ہو۔ وہ دعا کرتا ہے کہ تہمت لگانے والا کبھی زمین پر قائم نہ رہ سکے اور بغیر کسی التوا کے تند خو لوگ برباد ہو جائیں۔

۱۴۰: ۱۲، ۱۳ یہ زبور خداوند پر بڑے اعتماد کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ خواہ کچھ بھی وقوع پذیر ہو، داؤد جانتا ہے کہ حق کی حکمرانی ہو گی، کہ خداوند مصیبت زدہ اور محتاج کے ساتھ ہے۔ راست باز ہمیشہ اُس کی مدد کے لئے اُس کی شکرگزاری کرے گا۔ راست باز ہمیشہ اُس کے حضور رہیں گے اور زندگی کی ساری مصیبتیں اُسے سوئی کی تھوڑی سی چبھن کی طرح محسوس ہوں گی۔

زبور ۱۴۱: دعا لوبان کی مانند ہے

۱۴۱: ۱ زبور کے شروع میں داؤد دعا کرتا ہے کہ اُس کی دعا سنی اور قبول کی جائے۔ جب اُس کی درد ناک فریاد پَر لگا کر آسمان کی طرف جاتی ہے، تو وہ التجا کرتا ہے کہ خداوند اُس کے پاس جلدی آئے اور توجہ سے اُس کی فریاد کو سنے۔

۱۴۱: ۲ یہ آیت بہت ہی خوبصورت ہے۔ اُس کی یہ درخواست ہے کہ اُس کی دعا لوبان کی طرح خوشبودار ہو اور خدا کو پسند آئے اور جب وہ دعا کے لئے اپنے ہاتھ اُٹھائے تو خداوند پر اُس کے اثرات شام کی قربانی کی طرح ہوں۔

۱۴۱: ۳-۵ لیکن اِس کے بعد وہ عمومی درخواستوں سے خصوصی درخواستوں کی طرف آتا ہے۔ اُس کی پہلی بڑی خواہش یہ ہے کہ وہ کام اور کلام میں بے دین کا ساتھی نہ ہو۔ وہ دعا کرتا ہے کہ اُس کے منہ پر محافظ بٹھایا جائے تاکہ وہ اُسے غلط بات سے روکے اور اُس کے لبوں کے دروازے کو ایسی گفتگو سے باز رکھے جس کے ذریعے خدا کی تعظیم نہ ہو۔ وہ یہ دعا بھی کرتا ہے کہ خداوند اُسے ایسا دل عطا کرے جو شریروں کے بُرے کاموں میں شریک نہ ہو۔ وہ اُن کے فائدوں میں اُن کا ساتھ نہیں بننا چاہتا، خواہ کتنے ہی دلکش

اور دل فریب کیوں نہ ہوں۔

۱۴۱: ۵ عقل مند لوگ دیندار دوستوں کی ملامت، تنقید اور مشوروں کو قبول کرتے ہیں۔ ہم اکثر اپنی ذاتی غلطیوں کو واضح طور پر نہیں دیکھ سکتے جس قدر ہم اُنہیں دوسروں میں دیکھ سکتے ہیں۔ جنہیں حقیقت میں ہماری فکر ہوتی ہے صرف وہی ہمارے نقائص اور غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ یہ اُن کی طرف سے تو مہربانی ہے اور ہم اِسے دوا کی طرح قبول کریں۔

''کیونکہ اُن کی شرارت میں بھی مَیں دعا کرتا رہوں گا۔''

یہ تعلق اچانک سا ہے، لیکن اِس کا مطلب یہ ہے کہ داؤد دوبارہ آیت ۴ میں مذکور شریر شخص کی طرف مڑ جاتا ہے۔ ڈاربی اِس کا یوں ترجمہ کرتا ہے ''لیکن اِس کے باوجود مَیں اُن کی مصیبتوں میں اُن کے لئے دعا کرتا ہوں۔'' یہاں تصور یہ ہے کہ وہ اُن کے لئے دعا کرتا ہے جو مہربانی سے اُسے ملامت کرتے ہیں، جب اُن کی زندگی میں مصیبت آتی ہے۔ بعض اِس کا یہ مطلب اخذ کرتے ہیں کہ زبور نویس اپنے دشمنوں کی مصیبتوں میں اُن کے لئے دعا کرتا ہے، لیکن ایسے فراخ دلانہ مسیحی رویے کی آیت ۱۰ میں تردید کی گئی ہے۔

۱۴۱: ۶ ''اُن کے حاکم چٹان کے کناروں پر سے گرا دیئے گئے ہیں اور وہ میری باتیں سنیں گے کیونکہ وہ شیریں ہیں۔''

اُن کے حاکموں سے مراد یہاں شرارتی ٹولے کے قائد ہیں۔ اور جب وہ اپنے انجام کو پہنچیں گے تو باقی گناہ گاروں کو احساس ہوگا کہ داؤد کی باتیں درست تھیں۔

۱۴۱: ۷ جس طرح کوئی شخص ہل چلا کر زمین کو توڑتا پھوڑتا ہے اُسی طرح ہماری ہڈیاں قبر کے منہ پر بکھری ہوتی ہیں۔

لگتا ہے کہ یہاں پر اسرائیل کے دشمنوں کے بارے میں مضمون تبدیل ہوتا ہے اور یہودیوں کے بارے میں بات شروع ہوتی ہے۔ اُن کی ایذا رسانی ایسے تھی جیسے کوئی زمین میں ہل چلاتا ہے۔ اور اب صورت حال ایسی ہے کہ اُس کے ڈھانچوں کے سوا کچھ

نہیں بچا اور پاتال ہڈیوں کو نگلنے کے لئے منہ کھول کر انتظار کرتا ہے۔ یہ ہمیں حزقی ایل کی خشک ہڈیوں کی رویا کی یاد دلاتا ہے، جس میں اسرائیل کے حوالے سے بات کی گئی ہے (حزقی ایل ۳۷: ۱-۱۴)۔

۱۴۱: ۸-۱۰ آخری تین آیات میں زبور نویس اپنی مخلصی اور اپنے دشمنوں کی سزا کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور وہ صرف اور صرف خداوند سے توقع کرتا ہے۔ اُس کی اُمید یہ ہے کہ صرف خدا ہی اُس کی پناہ گاہ ہے اور وہی اُس کا دفاع کرتا ہے۔ اِس لئے وہ دعا کرتا ہے کہ اُسے بے دینوں کے بڑی چالاکی اور عیاری سے لگائے ہوئے دام سے مخلصی ملے اور وہ خود اُس میں پھنس جائیں۔

زبور ۱۴۲: کسی شخص کو کوئی فکر نہیں

داؤد کے دشمن اُس کا پیچھا کر رہے ہیں، اُس کے دوستوں نے اُسے چھوڑ دیا ہے اور وہ ایک غار میں چھپا ہوا ہے -- یہ اِس زبور کا پس منظر ہے۔

۱۴۲: ۱، ۲ گو وہ اکیلا ہے، لیکن پھر بھی بلند آواز سے دعا کرتا ہے۔ بے کس شخص کی فریادیں اور مناجات غار میں گونج رہی ہیں۔ وہ خدا کے سامنے اپنی شکایات پیش کرتا ہے، اِس لئے نہیں کہ وہ غصے میں یا ناراض ہے، بلکہ اِس لئے کہ وہ اپنی مصیبت اور غم کے بارے میں خدا کو بتانا چاہتا ہے۔ اُسے یہ جان کر تسلی حاصل ہوتی ہے کہ اگرچہ اُس کی قوت ختم ہو چکی ہے، تاہم یہوواہ جانتا ہے کہ وہ کن حالات میں سے گزر رہا ہے۔

۱۴۲: ۳، ۴ غم کی اِس داستان میں اُس کے دشمنوں کی طرف سے متواتر خطرہ ایک بڑا عنصر ہے۔ وہ اُس کی آمد و رفت کی جگہوں پر ہمیشہ گھات لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ جب وہ اپنی دہنی طرف دیکھتا ہے یعنی اِس لئے کہ کوئی اُس کا مددگار یا وکیل ہو تو وہاں کوئی بھی نہیں ملتا۔ اُس کی مایوس کن ضرورت میں ہر کوئی اُس سے بے رُخی سے پیش آتا ہے۔ کسی کو اُس کی زندگی کی فکر نہیں۔ یہ حقیقت میں بڑی پریشان کن فریاد ہے: "کسی کو میری جان کی فکر نہیں۔" یہ خود غرض، بے حس سماج -- اور شاید دورِ حاضر کی سوئی ہوئی کلیسیا پر بھی ایک خوف ناک الزام ہے۔

۱۴۲: ۵-۷ اگرچہ انسانی سطح پر کوئی پناہ گاہ نہیں، تو بھی وہ خداوند سے رجوع کر سکتا ہے جو ایک قابل اعتماد پناہ ہے اور زندوں کی زمین میں ایک مبارک بخرہ ہے۔ چنانچہ داؤد خداوند سے دعا کرتا ہے کہ وہ جلد اُس کی مخلصی کے لئے آئے کیونکہ وہ نہایت مایوسی کی حالت میں ہے۔ اُس کے مخالفین اُس سے زور آور ہیں۔ چنانچہ اُسے خداوند کی ضرورت ہے کہ حالات اُس کی حمایت میں ہو جائیں۔ جب یہوواہ اُسے جلاوطنی اور مصیبت کی قید سے نکال لے گا تو داؤد اُس کا نہایت ہی شکرگزار ہو گا۔

ایماندار اُسے مبارکؔ باد دینے اور اُس کے ساتھ شکرگزاری میں شامل ہونے کے لئے آئیں گے کیونکہ خداوند نے اُس پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ جیسا کہ کلارک لکھتا ہے، "جو ہماری مصیبتوں میں ہماری حفاظت نہیں کر سکتے وہ ہماری فتح مندی میں تو شامل ہو سکتے ہیں۔"

زبور ۱۴۳: دعا کی وسعت

یہ حیرت انگیز بات ہے کہ بارہ آیات پر مشتمل اِس زبور میں کتنے مختلف مضامین اور کیفیات ہیں:

۱۴۳: ۱ **دعا کی شنوائی کے لئے عام درخواست ہے۔** "سن ... کان لگا ... جواب دے۔" داؤد التجا کرتا ہے کہ خدا اُسے اپنی وفاداری (اپنے وعدوں کے مطابق) اور اپنی صداقت میں (کیونکہ یہ اُس کے لئے راست ہے کہ اپنے بے یار و مددگار بندے کا دفاع کرے) اُسے جواب دے۔

۱۴۳: ۲ **توبہ۔** وہ یہ نہیں چاہتا کہ خدا اُس کی عدالت کرے۔ یہ تو اُس کے لئے تباہ کن ہوتا۔ سب گناہ گار ہیں۔ ہر شخص اُس کامل راست بازی کو ظاہر کرنے سے قاصر ہے جس کا خدا تقاضا کرتا ہے۔ چنانچہ انسان کو خدا کے فضل پر تکیہ کرنا چاہئے۔

جب ہم خدا کے پاس غیر مستحق تائب کی حیثیت سے آتے، اپنے گناہوں کو مانتے اور مسیح کو قبول کرتے ہیں کہ وہ ہمیں گناہ سے نجات دیتا ہے، تب خدا اپنی راست بازی ہمارے حساب میں لکھ دیتا ہے اور ہم مسیح میں آسمان میں سکونت کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔

۱۴۳: ۳ **شدید بحران۔** صورتِ حال خوفناک ہے۔ دشمن بڑی بے رحمی سے اُس کا پیچھا کر رہا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے گویا کہ اُسے خاک میں ملا دیا گیا۔ اُس کے ستانے والوں

نے اُسے تنہائی، تاریکی اور رُوپوشی میں رہنے پر مجبور کر دیا ہے اور وہ قبروں میں پرانی لاشوں کی طرح معاشرے سے کٹ کر رہ گیا ہے۔

۱۴۳: ۴ **پریشانی۔** وہ پریشان ہے کہ اُس میں مزید قوتِ برداشت نہیں ہے۔ اُس کی جان نڈھال ہے اور اُس کا دل بیکل ہے۔

۱۴۳: ۵ **بیتے دنوں کی یاد۔** وہ ماضی کے اُن دنوں کے بارے میں سوچتا ہے جب خدا نے اپنے زور سے اُسے اور بنی اسرائیل کو مختلف موقعوں پر رہائی دی۔ وہ وقت اب کہاں ہیں؟

۱۴۳: ۶ **جوش و ولولہ۔** اُس کی دعا پُرخلوص اور پُرجوش ہے، اور اِس کا اِظہار اِس بات سے ہوتا ہے کہ اُس کے ہاتھ خدا کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔

شدت۔ اُسے خدا کی اِس قدر تمنا ہے جیسے خشک زمین پانی کی پیاسی ہے۔

۱۴۳: ۷ **فوری توجہ کی ضرورت۔** ضرور ہے کہ خداوند اُس کی مخلصی کے لئے جلدی کرے ورنہ وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہے گا۔

حمایت کے لئے درخواست۔ غصے یا عدم دلچسپی سے خدا کا اپنے چہرے کو چھپانا موت کے مترادف ہوگا۔

۱۴۳: ۸ **شفقت کے لئے اپیل۔** وہ بہت جلد خدا کی مستحکم محبت کے لہجہ اور الفاظ کو سننے کا آرزومند ہے۔ ”صبح کو ...“ کا مطلب ہے کہ بہت جلدی یا بغیر کسی دیر کے۔

راہنمائی کے لئے درخواست۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ ایک ایسی آیت ہے جو ہر ایک شخص کو زندگی کے اصول کے طور پر استعمال کرنا چاہئے: ”مجھے وہ راہ بتا جس پر مَیں چلوں، کیونکہ مَیں اپنا دل تیری ہی طرف لگاتا ہوں۔“ الٰہی راہنمائی بہت ضروری ہے۔ بات تو یہ ہے کہ ہم کسی بھی صورت میں راہ کو نہیں جانتے۔ ہم نہیں جانتے کہ ہمارے لئے زیادہ بہتر کیا ہے۔ صرف خدا کی راہنمائی میں گزاری ہوئی زندگی موثر اور پُرلطف ہوتی ہے۔

۱۴۳: ۹ **مخلصی کے لئے التجا۔** دشمنوں کے خطرے کے باعث داؤد نجات اور تسکین کے لئے خداوند سے فریاد کرتا ہے۔ اُس نے تحفظ کے لئے کسی اَور پر نہیں بلکہ صرف خداوند

پر بھروسا کیا ہے اور یہ بھروسا ہی اُس کی التجا کی بنیاد ہے۔

۱۴۳:۱۰ **ہدایت کے لئے اپیل۔** زبور نویس نہ صرف خدا کی مرضی کو جاننا چاہتا تھا (آیت ۸ ب) بلکہ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اُس کے دل کی تربیت ہو تاکہ وہ اُس کی مرضی کے تابع رہے۔ خدا اُس کا خدا تھا اور اِس سے بڑھ کر کون سی مناسب بات تھی کہ مخلوق اپنے خالق کی فرماں برداری کرے۔

ہموار راستہ کے لئے دعا۔ ہر شخص کی زندگی میں نشیب و فراز ہوتے ہیں، اگرچہ ہر ایک شخص کی زندگی میں داؤد کی سی پتھریلی سڑک نہیں ہوتی۔ یہاں اُس کی خواہش یہ ہے کہ خداوند کی نیک روح اُسے ہموار راستوں پر لے چلے، جن میں ایسے خطرے اور پریشانیاں نہ ہوں جن سے وہ دوچار رہے۔

۱۴۳:۱۱ **تحفظ کے لئے دعا۔** اپنے تحفظ کو خدا کے جلال سے منسلک کرنے سے (”اپنے نام کی خاطر“) زبور نویس قادرِ مطلق کے دل اور ہاتھ کو زبردست تحریک دیتا ہے۔ اِسی طرح وہ خدا کی راست بازی سے اپیل کرتا ہے کہ اُسے مصیبت سے رہائی دلائی جائے۔ یہ ایک زور دار دعا ہے۔

۱۴۳:۱۲ **دشمنوں کو سزا۔** آخر میں وہ دعا کرتا ہے کہ خدا اُس کے دشمنوں کو ڈھونڈ نکالے اور اپنی رحمت کے اظہار کے طور پر اُنہیں ہلاک کر دے۔ اگر ہلاکت اور رحم ہمیں ہم آہنگ دکھائی نہ دے تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ:

> شریر کی ہلاکت کائنات پر رحمت کا اظہار ہے، جیسے کہ کسی ڈاکو کی گرفتاری اور سزا معاشرے اور بنی نوعِ انسان کے لئے رحمت ہے۔ اِسی طرح ہر ایک قیدخانہ رحم اور انصاف کا اظہار ہے کیونکہ اِس سے معاشرے پر رحم اور مجرموں کا انصاف کیا جاتا ہے۔

داؤد کی آخری اپیل اِس حقیقت پر مبنی ہے کہ وہ یہوواہ کا بندہ ہے۔ وہ خداوند کی طرف ہے۔ وہ خداوند کی خدمت کر رہا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ صرف اپنے دشمنوں کو ختم کر دینے سے اپنی خدمت کو جاری رکھ سکے گا۔

زبور ۱۴۴: شادمان لوگ

گو یہ زبور دیگر زبوروں سے اقتباسات لے کر ترتیب دیا گیا ہے، لیکن اِسے اتفاقیہ طور پر یکجا نہیں کر دیا گیا۔ اِس میں تسلسل اور ہم آہنگی ہے۔

۱۴۴: ۱، ۲ سب سے پہلے وہ خدا کی تعظیم کا اظہار کرتا ہے کیونکہ زندگی کی جنگوں میں اِس کی ضرورت ہے۔ خداوند اُسے دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے مہارت اور چابک دستی عطا کرتا ہے۔ خداوند اُس کی شفقت، اُس کی چٹان، اُس کا قلعہ، اُس کا اونچا بُرج، اُس کا چھڑانے والا، اُس کی سپر، اُس کی پناہ اور اُس کی فتح ہے۔ اُسے اِس سے بڑھ کر اَور کس چیز کی ضرورت اور خواہش ہے؟

۱۴۴: ۳، ۴ خدا کی عظمت کے سامنے انسان تو بالکل ہیچ ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ خدا اُس کا خیال رکھے۔ وہ بخارات کی طرح جلد ختم ہو جاتا اور وہ ڈھلتے سایہ کی مانند ناپائیدار ہے۔ اِس کا اطلاق تمام بنی نوع انسان پر ہوتا ہے، لیکن شاید داؤد خصوصی طور پر یہاں اپنے دشمنوں کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

۱۴۴: ۵-۸ اِس کے نتیجے میں داؤد دعا کرتا ہے کہ ناقابلِ تسخیر خدا اپنے حقیر اور ادنیٰ دشمنوں کے خلاف اُٹھے۔ لیکن ہم نادیدنی خدا کی آمد کو کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ صرف یہ طریقہ ہے کہ خدا کے کسی عظیم ظہور کی بات کی جائے جس سے تمام کائنات ہل کر رہ جاتی ہے۔ جب خدا نیچے آتا ہے تو آسمان جھک جاتے ہیں۔ وہ پہاڑوں کو چھوتا ہے تو وہ آتش فشاں بن جاتے ہیں اور اُن میں سے دھواں اُٹھنے لگتا ہے۔ آسمانی بجلی قادرِ مطلق کی طرف سے تیروں کی مانند چیر ڈالنے والی ہے۔ پھر جب دشمن پراگندہ اور شکست خوردہ ہو جاتا ہے تو خدا داؤد کو مصیبت کے خوف ناک تھپیڑوں سے بچانے کے لئے نیچے اُتر آتا ہے۔ خداوند اُسے بدیشی حملہ آوروں سے مخلصی دلائے گا جو بالکل جھوٹے ہیں، جو سچائی کی تصدیق کرنے کی بجائے جھوٹ بولنے کے لئے اپنا دہنا ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

۱۴۴: ۹-۱۱ اپنی مخلصی کے نتیجے میں زبور نویس خداوند کے لئے ایک نیا گیت گائے گا۔ وہ دس تار والی بربط پر خداوند کی ستائش کرے گا جس نے اُسے پردیسی دشمنوں کی مہلک

تلوار سے بچایا ہے۔۔۔ اُن لوگوں سے جو سچ کہنے کا حلف اُٹھاتے ہوئے بھی عادتاً جھوٹ بولتے ہیں۔

۱۴۴: ۱۲ جب بادشاہ کو اِن تخریبی عناصر سے مخلصی حاصل ہو گی، تو اُس کی سلطنت یہاں بیان کئے ہوئے مثالی حالات سے لطف اندوز ہو گی۔ درحقیقت خداوند کی دوسری آمد تک ایسے حالات پورے طور پر پیدا نہیں ہوں گے، جب وہ تمام بغاوتوں کو کچل دے گا اور اپنی ہزار سالہ بادشاہی قائم کرے گا۔

سب سے پہلے تو خاندانی قوت کی برکت حاصل ہو گی۔ بیٹے مضبوط پودوں کی طرح صحت مند اور خوبصورت ہوں گے اور بیٹیاں محل کے تراشے ہوئے ستونوں کی طرح خوبصورت ہوں گی۔

۱۴۴: ۱۳-۱۵ زرعی شعبہ میں غلہ کی فراوانی ہو گی۔ کھتے ہر قسم کی اجناس سے بھرے ہوں گے۔ بھیڑیں اِتنے بچے دیں گی کہ چراگاہوں میں گلے ہزاروں بھیڑوں پر مشتمل ہوں گے۔ مویشی جب بچے دیں گے تو اُن میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہو گا، یا اِس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ بیلوں پر کافی بوجھ لدا ہو گا۔ ''نہ رخنہ نہ خروج ... اور نہ ہمارے کوچوں میں واویلا ہو'' کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ملک بدیشی حملہ آوروں سے آزاد ہو گا۔ اور کوئی جبری جلاوطنی نہیں ہو گی۔ گلیوں میں کسی طرح کے مظاہرے نہیں ہوں گے۔

یہ بے حد خوشی کی تصویر ہے، اُن لوگوں کی خوشی جو یہوواہ کو اپنا خدا تسلیم کرتے ہیں۔

زبور ۱۴۵: حرف ''ن'' غائب ہے

ہر ایک آیت سلسلہ وار عبرانی حروف سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن مسورائی عبرانی متن میں آیات ۱۳ اور ۱۴ کے درمیان حرف ''ن'' موجود نہیں ہے۔ قدیم یونانی، سریانی اور لاطینی تراجم میں درج ذیل اضافہ ہے:

> ''خداوند اپنی سب باتوں میں وفادار اور اپنے کاموں میں پُرفضل ہے۔''

بیسویں صدی میں بحیرہ مردار کے عبرانی طوماروں میں غائب ''ن'' کی یہ سطر دستیاب ہو گئی ہے۔

۱۴۵: ۱-۳ خدا کی عظمت اِس زبور کا مضمون ہے۔ زبور نویس نے ایک مقدس عزم کے تحت، وقت (ہر روز) اور ابدیت میں (ابدالآباد) اپنے خداوند بادشاہ کی ستائش کرنے اور اُسے مبارک کہنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ اس کے گیت کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا بزرگ ہے، اِس لئے اُس کی ستائش کرنی چاہئے اور اُس کی بزرگی لامحدود ہے۔

۱۴۵: ۴ خدا کے کاموں اور قدرت کے کاموں کی ایک پشت سے دوسری پشت تک ستائش ہو گی۔ یہ گیت کبھی ختم نہ ہو گا۔

۱۴۵: ۵ زبور نویس شکرگزاری سے خدا کی عظمت کی اُس جلالی شان پر غور کرے گا جو خدا کی مخلصی کے عجیب کاموں میں ظاہر ہوئی ہے۔

۱۴۵: ۶ لوگ خدا کے ہولناک کاموں کی قدرت کا ذکر کرتے رہیں گے اور داؤد خدا کی بزرگی کا متواتر ذکر کرتا رہے گا۔

۱۴۵: ۷ لوگ ہر کہیں بڑے جوش و خروش سے خدا کے بڑے احسان کا بیان کریں گے۔ اُن کی خوشی کے گیتوں کا مضمون اُس کی صداقت کی عظمت ہو گا۔

۱۴۵: ۸ خدا کی بزرگی میں اُس کا فضل اور شفقت شامل ہے۔ وہ اپنی ذات پر ضبط کرنے کے لحاظ سے اور رحم کرنے میں عظیم ہے۔

۱۴۵: ۹، ۱۰ خداوند کی بھلائی اور رحمت بلا امتیاز سب لوگوں کے لئے ہے اور بلاتخصیص اُس کی رحمت اُس کی ساری مخلوق پر ہے۔

اُس کے سارے کام خاموشی سے اُس کی شکرگزاری کرتے ہیں۔ اُن کا وجود ہی اُس کی حکمت اور قدرت کا ظہور ہیں۔ اُس کے مقدسین بھی اُس کی لامحدود کاملیت کے لئے اُس کا شکر کرتے ہیں۔

۱۴۵: ۱۱-۱۳ اِس کے بعد اُس کی سلطنت کی عظمت کا بیان کیا گیا ہے۔ وہ قدرت اور جلال کا مالک ہے۔ اُس کے اپنے لوگ باقی تمام بنی نوع انسان کو اُس کے کاموں کی عظمت اور اُس کی حکمرانی کے سنہرے اصولوں کے بارے میں بتاتے ہیں۔ یہ سلطنت

ابدی ہے اور یہ پشت در پشت قائم ہے۔

۱۴۵:۱۴ خداوند زندگی کے بوجھ تلے دبے ہوئے لوگوں کو تحفظ دینے میں عظیم ہے۔ جو لوگ زندگی کے مسائل اور پریشانیوں میں کچلے ہوئے ہیں، اُنہیں وہ اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔

۱۴۵:۱۵، ۱۶ وہ اپنی پروردگاری میں بھی عظیم ہے۔ تمام مخلوقات اُس سے توقع رکھتی اور اُس پر بھروسا کرتی ہے اور وہ ضرورت کے مطابق اُنہیں خوراک دیتا ہے۔ نشو و نما، تیاری اور تقسیم کا نہایت ہی عظیم نظام ہے ۔ اُسے بہت زیادہ کوشش نہیں کرنا پڑتی۔ وہ محض اپنی مُٹھی کو کھولتا اور تمام کائنات میں اپنی بے شمار مخلوقات کو خوراک دیتا ہے۔ وہ کس قدر عظیم خدا ہے!

۱۴۵:۱۷ وہ اپنی صداقت اور رحمت کے لحاظ سے عظیم ہے۔ وہ غلط اور ظالمانہ کام نہیں کرتا۔ یہ صفات صرف خدا کی ذات میں کامل طور پر یکجا ہیں۔

۱۴۵:۱۸ جو خلوصِ دل سے اُس سے دعا کرتے ہیں، وہ اُن کے قریب ہے۔ اِس لحاظ سے بھی وہ عظیم ہے۔

۱۴۵:۱۹ وہ اپنی نجات کے لحاظ سے عظیم ہے۔ جو شخص بھی تائب دلی اور ایمان سے اُس کے پاس آتا ہے وہ اُسے رد نہیں کرتا۔

۱۴۵:۲۰ وہ اپنی ذات سے محبت رکھنے والوں کی حفاظت کرنے کے لحاظ سے عظیم ہے۔ وہ اُنہیں دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی تمام فکریں اُس پر ڈال دیں۔

وہ اپنے غضب میں عظیم ہے۔ آخرکار تمام شریر ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

۱۴۵:۲۱ داؤد نے تہیہ کر لیا تھا کہ وہ اُس عظیم خدا کی ابدالآباد ستائش کرے گا اور وہ ہر ایک شخص کو اِسی بات کے لئے اُبھارنے کی کوشش کرے گا۔

آخر میں مَیں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں: ہم اِس بات سے کیا سیکھ سکتے ہیں کہ ”ن“ کی آیت گم ہو گئی۔ یہ کہ جب تمام کائنات خداوند کی ستائش کرتی ہے، تو آپ اس میں شامل ہو جائیں اور گم نہ ہو جائیں۔

زبور ۱۴۶: یعقوب کے خدا کی جلالی صفات

۱۴۶: ۱ پہلی آیت میں زبور نویس اپنے آپ کو دو دفعہ "خداوند کی حمد" کرنے کے لئے دعوت دیتا ہے۔

۱۴۶: ۲ دوسری آیت میں دو اعلان ہیں جو وہ پہلی آیت کے جواب میں کرتا ہے۔ "مَیں عمر بھر خداوند کی حمد کروں گا۔ جب تک میرا وجود ہے مَیں اپنے خدا کی مدح سرائی کروں گا۔" یہ کسی انسان کا اپنی ذات سے بہترین مکالمہ ہے۔

۱۴۶: ۳-۴ باقی ماندہ زبور میں اِس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ ہم کیوں انسان پر نہیں بلکہ خدا پر کلی طور پر بھروسا کر سکتے ہیں۔ اُمرا پر بھی بھروسا نہیں کیا جا سکتا جنہیں اعلیٰ طبقے کے لوگ تصور کیا جاتا ہے۔ بہترین انسان بھی محض انسان ہیں۔ چہ جائیکہ وہ دوسروں کو بچائیں وہ تو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتے۔ جب انسان کے دل کی دھڑکن بند ہو جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے، اُسے دفن کر دیا جاتا ہے اور وہ خاک میں مل جاتا ہے۔ اُس کے تمام اعلیٰ منصوبے فنا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم انسان کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ وہ ناقابلِ اعتماد، کمزور، فانی اور ناپائیدار ہے۔

۱۴۶: ۵ خوشی، مدد اور اُمید کا واحد راستہ یہ ہے کہ یعقوب کے خدا پر بھروسا رکھیں، یعنی اُس پر جو غیر مستحق کا خدا ہے۔ درج ذیل وہ چند وجوہات ہیں کہ ہم اُس پر کیوں اعتماد کریں:

۱۴۶: ۶ **قادرِ مطلق خالق۔** اُس نے آسمان، زمین، سمندر اور کائنات کی تمام مخلوقات کو بنایا۔ اگر وہ یہ کر سکتا ہے تو وہ اَور کیا کچھ نہیں کر سکتا؟

قابلِ اعتماد۔ وہ سچائی کو ہمیشہ قائم رکھتا ہے۔ اُس کے لئے جھوٹ بولنا اور اپنی بات سے پھر جانا ناممکن ہے۔ اُس پر اعتماد کرنے میں کوئی خطرہ نہیں۔ وہ بے وفا نہیں ہوتا۔

۱۴۶: ۷ **بے کسوں کا مددگار۔** وہ چاہتا ہے کہ راست بازوں کو انصاف ملے اور بالآخر اُن کے موقف کی کامیابی ہو۔ عین ممکن ہے کہ حالات اُس کے لئے سازگار نہ ہوں، لیکن وہ بالآخر کامیاب ہو گا۔

پروردگار۔ وہ روحانی اور جسمانی معنوں میں بھوکوں کو کھانا دیتا ہے۔ وہ ہمیں اپنے نعمت کدہ میں لا کر ہمارے لئے خوبصورت دسترخوان بچھاتا ہے۔

مخلصی دینے والا۔ وہ انسانی ظلم، گناہ کی زنجیروں، دنیا کی گرفت، شیطان کی غلامی اور خودغرضی کی زندگی گزارنے والے قیدیوں کو رہائی دیتا ہے۔

۱۴۶: ۸ **بصارت دینے والا۔** خداوند اندھوں کی آنکھیں کھولتا ہے۔ بعض جسمانی طور پر، بعض ذہنی، بعض روحانی، بعض پیدائشی، بعض حادثاتی اور بعض اپنی مرضی سے اندھے ہیں۔ اِن میں سے کوئی بھی ایسا مریض نہیں ہے جسے وہ شفا نہ دے سکتا ہو۔

اُٹھا کھڑا کرنے والا۔ وہ غم، مصیبت، دکھ اور فکرمندی کے بوجھ تلے دبی ہوئی پریشان روحوں کو اُٹھا کھڑا کرتا ہے۔

نیک لوگوں سے پیار کرنے والا بارنز لکھتا ہے، ”یہ خدا کی صفت ہے اور یہ ستائش کی بنیاد ہے کہ وہ اُن لوگوں کو پیار کرتا ہے جو شریعت کی فرماں برداری کرتے اور نیک کام کرتے ہیں۔“

۱۴۶: ۹ **جلاوطنوں کا محافظ۔** وہ پردیسیوں، مسافروں اور جلاوطنوں کی فلاح میں دلچسپی لیتا ہے۔ یہوواہ زائرین کا حقیقی مددگار ہے۔

بے کسوں کا دوست۔ وہ یتیموں اور بیواؤں اور انسانی مدد سے محروم اور دیگر تمام لوگوں کو سنبھالتا ہے۔

بدوں کو سزا دینے والا۔ وہ بے دینوں کے بہترین منصوبوں کو خاک میں ملا دیتا ہے اور شریروں کی راہ ٹیڑھی کر دیتا ہے۔

۱۴۶: ۱۰ **ابدی بادشاہ۔** انسان کے فانی ہونے کے مقابلے میں خدا ابدی ہے۔ ”خداوند ابد تک سلطنت کرے گا... پشت در پشت۔ خداوند کی حمد کرو۔“

کیا آپ خوش نہیں کہ آپ اُسے جانتے ہیں؟

زبور ۱۴۷: یروشلیم کو بحال کر دیا گیا--- خدا کا شکر ہو!

عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اِس گیت میں بابل کی اسیری کے بعد یروشلیم کی بحالی

کا جشن منایا گیا ہے۔ اگر یہ اُس وقت مناسب تھا، تو یہ اُس وقت اَور بھی پُرمعنی ہو گا جب بادشاہ واپس آ کر بالآخر شہر اور قوم کو بحال کرے گا۔

زبور کا تسلسل یہ ہے:

ستائش کی مناسبت	(آیت ۱)
اسرائیل کی بحالی کے لئے	(آیات ۲-۶)
کائنات میں خدا کی پروردگاری کے لئے	(آیات ۷-۹)
جسمانی چیزوں کی بجائے روحانی چیزوں میں خدا کی خوشی کے لئے	(آیات ۱۰-۱۱)
یروشلیم کے لئے اُس کی بھلائی کے لئے	(آیات ۱۲-۱۴)
عناصر پر اُس کے کنٹرول کے لئے	(آیات ۱۵-۱۸)
اسرائیل کے لئے اُس کی خصوصی حمایت کے لئے	(آیات ۱۹، ۲۰)

۱۴۷:۱ جو بحال ہو گیا ہے وہ فطری طور پر اِس کا اظہار کرتا ہے کہ "خداوند کی مدح سرائی کرنا بھلا ہے۔" یہ دل پسند اور نہایت ہی موزوں ہے۔

۱۴۷:۲-۴ وہ بحالی کا خدا ہے۔ یہاں یروشلیم کی تعمیر اور اسیری سے اسرائیلی جلاوطنوں کو واپس لانے کے لئے خداوند کی تعریف کی گئی ہے۔ اگر کوئی قوم یا کوئی فرد ناکام ہو گیا ہے، تو اِس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کا اُس سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ بحالی کی اپنی پُرفضل خدمت میں وہ شکستہ دلوں کو شفا دیتا اور اُن کے زخم باندھتا ہے۔ چونکہ وہ ستاروں کو شمار کرتا اور اُن سب کے نام رکھتا ہے تو اِس سے ہم یہ اخذ کرتے ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کو شمار کرتا اور ہر ایک کو انفرادی اور شخصی طور پر جانتا ہے۔

> "خداوند کا ایک شفا بخش ہاتھ شکستہ دلوں پر ہوتا ہے اور دوسرا ستاروں پر۔"
>
> (ایم۔ پی۔ فرگوسن)

۱۴۷:۵، ۶ وہ خداوند بزرگ اور قدرت میں عظیم ہے۔ اُس کے فہم کی انتہا نہیں ہے۔

وہ مظلوموں کو سنبھالتا، اُنہیں اٹھا کھڑا کرتا اور اُن پر ظلم کرنے والوں کو گرا دیتا ہے۔

۱۴۷: ۷-۹ کائنات میں خدا کی پروردگاری کے لئے اُس کی شکرگزاری اور ستائش کرنا چاہئے۔ آسمان پر پھیلے ہوئے بادلوں کے لئے اُس کا شکر کرنا چاہئے۔ ہمیں بارش اور زمین کے لئے اُس کی اہمیت کے لئے اُس کے حضور نغمہ سرائی کرنا چاہئے۔ ہمیں پہاڑوں پر اُگی ہوئی گھاس کے لئے اُس کی مدح سرائی کرنا چاہئے۔ بادلوں، بارش اور گھاس کے اہم کردار کے بارے میں کئی کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔

گو وہ اِس قدر عظیم ہے، لیکن وہ جنگلی جانوروں کی خوراک کے لئے بھی فکر کرتا ہے۔ جب کوے کے بھوکے بچے کائیں کرتے ہیں تو وہ اُنہیں بھی آسودہ کرتا ہے۔

۱۴۷: ۱۰، ۱۱ ہم خداوند کی اِس بات کے لئے بھی ستائش کریں کہ وہ جسمانی چیزوں کی نسبت روحانی چیزوں کو ترجیح دیتا ہے۔ وہ رسالہ میں گھوڑوں کی تعداد سے اِس قدر متاثر نہیں ہے اور نہ پیادہ فوج کے سپاہیوں کی مضبوط ٹانگوں میں ہی اُس کی خوشنودی ہے۔ تشبیہ کو تبدیل کرتے ہوئے ہم یوں کہیں گے کہ گھڑ دوڑ یا پہلوانوں میں اُس کی خوشنودی نہیں، بلکہ خداوند اُن لوگوں سے خوش ہوتا ہے جو اُس سے ڈرتے اور اُس کی شفقت کے اُمیدوار ہیں۔

۱۴۷: ۱۲-۱۴ اِس کے بعد وہ پھر یروشلیم کی بھلائی کے لئے اُس کی تعریف کرتا ہے۔ چار نمایاں برکتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

شہری تحفظ۔ وہ شہر کے پھاٹکوں کے بینڈوں کو مضبوط کرتا ہے تاکہ حملہ آوروں سے شہر محفوظ رہے۔

گھریلو خوش حالی۔ شہر کے باسی خوش گوار اور بھرپور زندگی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

قومی سلامتی۔ وہ سرحدوں میں امن رکھتا ہے۔

زرعی خوش حالی۔ وہ لوگوں کو بہترین خوراک سے آسودہ کرتا ہے۔

۱۴۷: ۱۵-۱۸ یہوواہ کی ستائش کرتے ہوئے زمین کے عناصر پر اُس کے اختیار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ جب وہ اپنے احکام دیتا ہے تو اِس کے فوری اور ڈرامائی نتائج برآمد

ہوتے ہیں۔ برف زمین کو ڈھانپ لیتی ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے کہ یہ کوئی اُونی کمبل ہو۔ وہ زمین پر اَولوں کو بکھیر دیتا ہے اور یہ سفید راکھ کی مانند دکھائی دیتا ہے۔ جب زمین پر اولے گرتے ہیں تو لوگ اُن سے بچنے کے لئے پناہ ڈھونڈتے ہیں۔ تب وہ اپنے نظام کی ترتیب کو بدلتا ہے اور برف پگھلنے لگتی ہے۔ جنوب کی ہوا چلنے سے درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے اور پھر موسمِ بہار شروع ہو جاتا ہے۔ انسانی امور میں بھی تاریک اور سرد موسمِ سرما کے بعد گرمی اور بہار آتی ہے۔

۱۴۷: ۱۹، ۲۰ بالآخر خداوند کی اسرائیل پر خصوصی شفقت کے لئے اُس کی تعظیم کرنی چاہئے۔ اُس نے صرف اِس قوم کو اپنے قوانین دیئے اور اُن کے ساتھ عہد باندھے۔ کسی اَور قوم پر اِس قدر شفقت کا اظہار نہیں ہوا۔ غیر قوموں کو اُس نے اپنے آئین نہ دیئے۔ ولیمز لکھتا ہے:

> خدا نے اسرائیل کو چنا اور اُسے اپنے کلام کا امین بنایا اور اُسے دنیا تک پہنچانے کے لئے وسیلہ بنایا (آیات ۱۹، ۲۰)۔ اِن باتوں نے موسیٰ اور پولس دونوں کو ستائش اور حیرت کی تحریک دی (استثنا ۴: ۸؛ رومیوں ۳: ۲، ۱۱: ۳۳)۔

زبور ۱۴۸: مخلوقات کی کوائر

مَیں نے بہت سی مختلف کوائریں دیکھی اور اُن کے گیت سنے ہیں، لیکن اُن میں سے کوئی بھی اِس کوائر کی مانند نہیں تھی۔ یہ کوائر تمام جاندار اور بے جان مخلوقات پر مشتمل ہے۔ یہ کائنات کی بہت بڑی کوائر ہے اور اِس میں قطار در قطار گانے والے کھڑے ستائش کرتے ہیں۔

۱۴۸: ۱-۶ سب سے اوپر کے حصے میں آسمان پر سے فرشتے یعنی آسمانی لشکر یہوواہ کی ستائش کر رہے ہیں۔ سورج، چاند اور ستارے اِس کے نیچے ہوتے ہیں اور وہ نغمہ افلاک پیش کر رہے ہیں۔ بلند ترین آسمان اور پانی سے بھرے ہوئے بادل گا رہے ہیں، "عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو۔" سب خدا کی تعظیم کر رہے ہیں کہ وہ اُن کا خالق ہے جس کے کہنے پر کائنات معرضِ وجود میں آ گئی۔ اُس نے اپنی تخلیق کو قیام بخشا اور اُس نے اِس کے لئے

یکساں اصول اور قوانین مقرر کئے۔

۱۴۸: ۷، ۸ ترتیب کے لحاظ سے اِس کے نیچے گہرے سمندروں کی مخلوقات ہوتی ہیں۔ وہ بھی شہادت دیتی ہیں کہ ایک اِلٰہی ہاتھ نے اُنہیں بنایا۔ آگ، اولے، برف، بادل اور طوفانی ہوائیں سب اُس کا حکم ماننے میں تیز ہیں اور وہ ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ یہوواہ کا موسموں پر اختیار ہے۔ وہ اُنہیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔

۱۴۸: ۹، ۱۰ پہاڑ اور سب پہاڑیاں بھی اپنے سر اُٹھائے ہوئے خدا کی مدح سرائی کر رہی ہیں۔ جو درخت پھل دار ہیں اور جو لکڑی مہیا کرتے ہیں وہ سب اپنی بلند شاخوں سے اُس کے نام کی تعریف کر رہے ہیں۔ جنگلی اور گھریلو جانور، رینگنے والے جاندار اور پرندے —— وہ سب خدا کی حکمت اور قدرت کا اظہار کر رہے ہیں۔

۱۴۸: ۱۱، ۱۲ جونہی ہم سامنے کی گانے والی قطاروں کے پاس آتے ہیں تو ہم بنی آدم کا ہجوم دیکھتے ہیں۔ اُن میں بادشاہ، اُمرا، حکومتی افسران اور عوام شامل ہیں۔ لڑکے اور لڑکیاں، بوڑھے اور بچے —— سب سر جھکائے اور منہ کھولے یہوواہ کی ستائش کر رہے ہیں۔

۱۴۸: ۱۳، ۱۴ یہ بہت بڑی کوائر خداوند کے نام کی حمد کر رہی ہے کہ اُس کا نام ہر نام سے ممتاز ہے اور اُس کا جلال بلند ہے۔ اِس کوائر کے گیت میں ایک خاص مضمون ہے —— وہ خصوصاً خداوند کے نام کی بڑائی کر رہے ہیں کہ اُس نے اسرائیل کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اُس نے اپنی قوم کے لئے ایک سینگ بلند کیا ہے۔ اِس سے مراد مسیح ہے۔ خداوند یسوع کی دوسری آمد میں اُس نے اپنے مقدسوں کو اپنی ستائش کا ایک خصوصی موقع فراہم کیا ہوگا۔ بنی اسرائیل کوائر میں سب سے آگے ایک مخصوص جگہ پر اُس کے قریب کھڑے ہوں گے۔ بحال شدہ قوم کے ذریعے تمام دنیا کو برکت حاصل ہو گی۔ اِس لئے کوائر میں سب مل کر ہیلیلویاہ کہتے ہیں یعنی "خداوند کی حمد کرو!"

زبور ۱۴۹ : خدا کی تعریف

اِس زبور کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں (آیات ۱-۶ الف) مقدسین گاتے ہیں۔ دوسرے حصے میں (آیات ۶ ب-۹) وہ حکومت کرتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب خداوند یسوع دنیا میں واپس آ کر حکومت کرے گا جس کے لئے عرصہ دراز سے انتظار تھا۔

۱۴۹: ۱-۳ بنی اسرائیل تخلیق، مخلصی اور حکمرانی کا نیا گیت گاتے ہیں۔ وہ یہوواہ میں خوش ہیں کہ وہ اُن کی فطری اور روحانی تخلیق کا بانی اور اُن کا جلالی بادشاہ ہے۔

وہ اُس کی حمد کرتے ہوئے نہ صرف گیت گاتے ہیں بلکہ ناچتے بھی ہیں۔ یہ کیا ہے؟ ایمانداروں کا رقص؟ ہاں پاکیزگی اور خوشی سے خدا کے حضور ناچنا۔ حقیقی خوشی اور ستائش کے اظہار کے طور پر ناچنا خدا کے ہاں پسندیدہ ہے۔ لیکن ہم اِس آیت کو دورِ حاضر میں مروجہ رقص کو جائز قرار دینے کے لئے استعمال نہیں کر سکتے۔ رقص کے استعمال اور اُس کے غلط استعمال میں فرق ہے۔ زبور نویس صرف اُسی حد تک بات کرتا ہے جس کے لئے خداوند نے اجازت دی ہے۔ سازوں کی موسیقی کے لئے بھی یہ درست ہے۔ اگر دف اور بربط کے جذبات ہوتے تو وہ بھی خداوند تعالیٰ کی مدح سرائی کی آرزو کرتے۔ اکثر اوقات اِنہیں نفسانی خواہشات کے تحت استعمال کیا جاتا ہے۔ اِن کا مناسب استعمال اچھا ہے جبکہ اِن کا غلط استعمال خطرناک ہے۔

۱۴۹: ۴-۶ الف یہ سب ہنگامہ کیوں ہے؟ یہ سب خوشی کی موسیقی کیوں ہے؟ کیونکہ خداوند اپنے بحال شدہ لوگوں سے خوشنود ہے۔ اُس نے اپنے وفادار بقیہ کو فتح کا سہرا عطا کیا ہے۔ بہت بڑی مصیبت ختم ہو چکی ہے، بارش کے بعد آسمان صاف ہو چکا ہے۔

چونکہ لوگوں کا جلال کے بادشاہ کے ساتھ تعلق ہے اِس لئے لوگوں کا اُس جلال پر فخر کرنا واجب ہے جو ابھی اُنہیں بھی حاصل ہوا ہے۔ اِنہیں دن کے وقت اپنے تختوں پر بیٹھ کر یا رات کے وقت اپنے بستروں پر بیٹھ کر مدح سرائی کرنے کی اُن کے پاس بہت سی وجوہات ہیں۔ یہ نہایت ہی مناسب ہے کہ وہ اپنے تمام سُروں میں خدا کی تمجید کریں۔

۱۴۹: ۶ب-۸ آیت ۶ میں ایک اچانک تبدیلی ہے۔ اِس مقام سے آخر تک اسرائیل عدالت کرتے ہوئے منصف کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مسیح کی دوسری آمد پر اُس کے دشمنوں کی تباہی کی طرف اشارہ ہو۔ خداوند عدالت کرے گا لیکن اُس کی قوم بھی عدالت کے کام میں شریک ہو گی۔ لیکن میرے خیال کے مطابق ہزار سالہ بادشاہت کے دوران بنی اسرائیل قوموں کے سردار کی حیثیت سے کردار ادا کریں گے۔ اُس دَور میں خداوند یسوع لوہے کے عصا سے حکومت کرے گا (مکاشفہ ۲: ۲۷)۔ رسول تختوں پر بیٹھ کر

اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کریں گے (متی ۱۹: ۲۸)۔ اور اسرائیل بھی غیر قوموں پر حکمرانی کرنے کے لئے شامل ہو گا (دانی ایل ۷: ۲۲)۔

چنانچہ مقدسین کے ہاتھوں میں دو دھاری تلوار ہو گی اور وہ حسب ضرورت قوموں سے انتقام لیں گے اور اُمتوں کو سزا دیں گے۔ باغی بادشاہ زنجیروں سے جکڑے جائیں گے۔ یہ کلی طور پر راستی اور صداقت کی حکمرانی ہو گی۔

۱۴۹: ۹ اُس دن اسرائیل قوم کا عظیم کردار یہ ہو گا کہ وہ ہر طرح کی نافرمانی اور تخریب کاری کی فوری سزا دے گی۔ عہد جدید کے مقدسین بھی آنے والی مسیح کی حکومت میں شریک ہوں گے۔ اِس کے بارے میں ہم ۱۔کرنتھیوں ۶: ۲،۳ میں پڑھتے ہیں۔

زبور ۱۵۰ : خداوند کی تعریف کرو!

ہم زبوروں کے شاندار اختتام تک پہنچ چکے ہیں۔ اِس سے زیادہ مناسب بات اَور کیا ہو سکتی ہے کہ مخلوقات کو خدا کی ستائش کی دعوت دی جائے؟ حمد کے لئے اِس زبور میں چار کلیدی سوالوں کا جواب دیا گیا ہے: کہاں، کس لئے، کیسے اور کون؟

تخلیق کا مقصد خدا کا جلال ظاہر کرنا تھا۔ چنانچہ انسان کے وجود کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کی حمد کرے۔ جیسا کہ مختصر کاٹی کزم میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے، "انسان کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کا جلال ظاہر کرے اور ہمیشہ اُس میں خوش رہے۔"

۱۵۰: ۱ **لیکن کہاں؟** ہم اُس کے مَقدِس اور اُس کی قدرت کے فلک پر اُس کی حمد کریں، جس کا یہ مطلب ہے کہ آسمان و زمین یعنی ہر جگہ اُس کی حمد کریں۔ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں حمد نہیں ہو سکتی۔

۱۵۰: ۲ **اور کس لئے؟** اُس کی قدرت کے کاموں اور اُس کی بڑی عظمت کے لئے اُس کی حمد کریں۔ دوسرے لفظوں میں ہم اُس کی اِس لئے حمد کریں کہ اُس نے ہمارے لئے کیا کیا ہے اور اِس لئے کہ وہ کون ہے۔ نہ صرف اُس کی بڑی عظمت کے لئے بلکہ اُس کی بڑی عظمت کے مطابق بھی۔ اپنے خالق اور نجات دہندہ کی عظمت کا جوش و خروش

سے ذکر نہ کرنا گناہ ہے۔

۱۵۰: ۳-۵ کیسے؟ ہر قسم کے سازوں کے ساتھ۔ نرسنگے کے فوجی سُر کے ساتھ۔ بربط کے چوپانی شیریں سُر کے ساتھ۔ ستار کے تاروں کی میٹھی دُھنوں کے ساتھ۔ دف کی تھاپ کے ساتھ، ہر طرح کے تاردار ساز، وائلن اور گٹار کی دُھن کے ساتھ عظیم بادشاہ کی تعظیم کی جا سکتی ہے۔ پھونک کر بجائے جانے والے سازوں، مثلاً بانسری اور بین کو اِس عظیم خدمت کے لئے استعمال کریں۔ تھاپ والے تمام سازوں مثلاً جھانجھ وغیرہ سے بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے نغمہ سرائی کریں۔

۱۵۰: ۶ ہمارا آخری سوال یہ ہے: کون حمد کرے؟ اور اِس کا جواب یہ ہے ”ہر متنفس خداوند کی حمد کرے۔“ دُنیا کی تمام آوازوں پر مشتمل کوائر مل کر بلند آواز سے خدا کی حمد کرے۔ ہیلیلویاہ! خداوند کی حمد کرو۔

تفسیرُالکتاب عام ایمان داروں کے لئے تحریر کی گئی ہے جس میں سادگی سے پاک کلام کے گہرے بھیدوں سے پَردہ اُٹھایا گیا ہے۔ اس پیش کش میں پرانے عہدنامے کی نہایت اِحتیاط کے ساتھ آیت بہ آیت تشریح کی گئی ہے۔ سادگی اور سلاست کے باوجود کلامِ مقدّس کے متنازُع مسائل سے پہلو تہی نہیں کی گئی، بلکہ مُصنّف نے اِن پر بھی تبصرہ کیا ہے اور اپنی رائے کے ساتھ ساتھ دِیگر مفسّرِین کے خیالات بھی دَرج کئے ہیں۔ عِلم الٰہیات کے ضمن میں مُصنِّف نے اِعتدال پسندی کا دامن نہیں چھوڑا جو اِس کتاب کی ایک اَور خُوبی ہے۔ چنانچہ یہ تفسیر بائبل مقدس کے باضابطہ شخصی مطالعہ کے لئے ازحد مفید ثابت ہوگی۔